# ۳۹ سالہ خدماتِ جامعہ اکل کوا

۱۴۰۰ھ تا ۱۴۳۹ھ

دینی
تعلیمی
تربیتی
علمی
فکری
تدریبی
تبلیغی
تنظیمی
مسابقاتی
رفاہی
عصری
نشریاتی
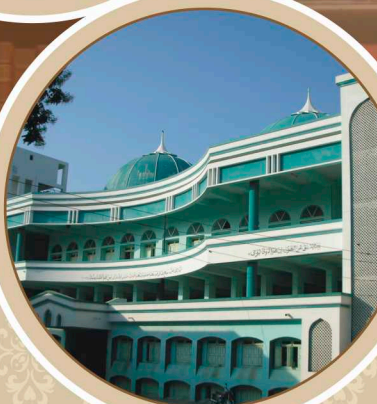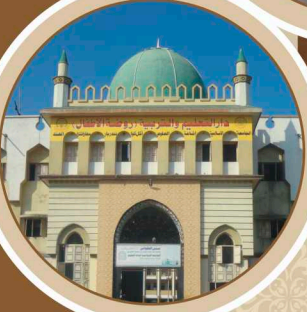
۳۹ سالہ خدماتِ جامعہ اکل کوا

حسبِ ایماء

حضرت مولانا حذیفہ بن غلام محمد وستانوی صاحب

معتمد و مدیر تنفیذی جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندوربار

ناشر

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر

# جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

# نظام، نصاب اور خدمات وعزائم

**تحریک**

حضرت مولانا حذیفہ بن غلام محمد وستانوی صاحب

معتمد و مدیر تنفیذی جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، ضلع نندوربار

**ناشر**

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، ضلع نندوربار (مہاراشٹر)

# تفصیلات


نام کتاب : جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا
نظام، نصاب اور خدمات وعزائم

تحریک : حضرت مولانا حذیفہ بن غلام محمد وستانوی صاحب

مرتب : مولانا افتخار احمد قاسمی بستوی

سنہ اشاعت : جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ، مارچ ۲۰۱۸ء (بموقع نواں کل ہند مسابقہ)

صفحات : ۵۳۲

کمپوزنگ : طلبائے جامعہ کمپیوٹر ایجوکیشن سینٹر، اکل کوا

سیٹنگ : محمد مہر علی قاسمی (دھنباد، جھارکھنڈ) جامعہ اکل کوا

قیمت :

ناشر : جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، ضلع نندوربار (مہاراشٹر)

## ملنے کا پتہ

شعبۂ نشر واشاعت، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، ضلع نندوربار (مہاراشٹر)

رابطہ: 02567-252256

# اجمالی فہرست

# خادمِ قرآن حضرت وستانوی کا پیغام

اللہ کی توفیق سے، آج سے تقریباً ۳۸ رسال پہلے اکل کوا کی بے آب وگیاہ وادی میں آسمانی ہدایت کی پہلی وحی ''اقـــرا'' کا پرچم لے کر نہایت بے سروسامانی اور خانماں بربادی کے ساتھ قرآن کا سرمہ بینا آنکھوں میں سجائے، بارِ غم اٹھاتے ہوئے ایک مجنونانہ عزم وحوصلے کے ساتھ افتاں خزاں چل پڑنے کا خواب دیکھتے ہوئے آگے بڑھا تھا اور آج دیکھتے دیکھتے اسی پہلی وحی کی کلی سے پھول کھلتے گئے، گلستاں مہکتے گئے، کلیاں چٹکتی رہیں، چمن خوشبو پھیلاتے رہے، اب دیکھتا ہوں تو اس بندۂ ناچیز کے روحانی وجسمانی فرزندانِ توحید خود سے چلنا سیکھ گئے اور پورے عالم میں 127,334 کی تعداد میں بکھر کر اسی پہلی وحی کی خوشبو سے چہاردانگِ عالم کو معطر کر رہے ہیں۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ آج کی ننھی سی کلیاں میرے ہی سینے کا لہو لے کر لہولہاں اور وحی ربانی کی پہلی وحی کی علمی وعملی تفسیر میں ہمہ تن مصروف ہیں تو یہی پیغام سنانا چاہتا ہوں کہ تم اسی ''اقـــرا'' کے عمل میں خود کو مصروف رکھنا، جاودانی پا جاؤ گے اور میں یہی کہوں گا کہ ؎

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے چلا ہوں<br>
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

# سرپرستانِ جامعہ

## سرپرست اول:

سب سے پہلے جامعہ کے سرپرست حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ ہیں، آپ کا ایک ادارہ قصبہ ہتھورا، ضلع باندہ میں علم دین کی خدمت انجام دے رہا ہے، تاحین حیات باندہ کا ادارہ آپ کی زیرنگرانی وسرپرستی میں ترقی کرتا رہا۔

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کے آپ سب سے پہلے سرپرست ہونے کی وجہ سے نیز رئیس جامعہ حضرت مولانا غلام محمد وستانوی کے آپ سے دیرینہ، مشفقانہ روابط کی وجہ سے ہرسال جامعہ کے سالانہ اجلاس میں آپ کی تشریف آوری ضروری طور پر ہوتی رہی۔

## سرپرست دوم:

آپ کی وفات کے بعد جامعہ کے دوسرے سرپرست حضرت مولانا علی یوسف کاویؒ کنتھاریہ (سابق نائب مہتمم دارالعلوم کنتھاریہ) ہے۔

## سرپرست سوم:

تیسرے سرپرست آپ کے انتقال کے بعد استاذ الاساتذہ، مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہ بنے، تا حال آپ ہی کی سرپرستی میں جامعہ اکل کوا محوِ سفر ہے۔ فی الحال حضرت کاپودروی مدظلہ سخت بیمار چل رہے ہیں، دعا کی درخواست ہے۔

# جامعہ اکل کوا-خصویات وامتیازات

اللہ رب العزت نے اپنے خاص فضل وکرم اور لطف وعنایت سے جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کو دیارِ ہند میں قبول کرلیا ہے، اس کے بانی چوں کہ میرے والد ماجد (مولانا غلام محمد وستانوی صاحب ) ہیں؛ لہٰذا میں ان کے بارے میں اگر کچھ لکھوں گا تو ڈر لگتا ہے کہ کوئی ایسا نہ کہے کہ خود ہی اپنے منہ میاں مٹھو بن رہے ہیں؛ لہٰذا اظہارِ حقیقت کے پیش نظر میں ان کی زندگی کے مختلف گوشوں پر تفصیل سے نہ سہی مختصراً ہی کچھ اظہارِ خیال کرنا حقیقت کو واشگاف کرنے کے مترادف ہوگا اس لیے مختصراً عرض ہے کہ آپ کے خلوص، آپ کی جرأت، آپ کی ہمت مردانہ، آپ کے توکل واعتماد علی اللہ، حالات کے پیش نظر بروقت آپ کی قوت فیصلہ، آپ کی دوراندیشی، آپ کی تواضع، آپ کی سادگی، آپ کے زہد واستقلال اور آپ کی صالحیت وصلاحیت کا تو انکار ممکن نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہوا ہے مگر اللہ کی توفیق اور اس کا فضل بھی بندے کی طرف اس کے جہد مسلسل اور ”والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا“ کے تحت ہی متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ ان کو عافیت‘ صحت‘ سلامتی اور قبولیت کے ساتھ عمر دراز سے نوازے اور ہمیں آپ کی قدردانی کی کما حقہ توفیق عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ۱۹۷۹ء میں والد صاحب بس میں بیٹھ کر پہلی مرتبہ تقریر و تبلیغ کی غرض سے اکل کوا تشریف لائے ہوں گے تو نہ آپ نے سوچا ہوگا نہ کسی اور نے یہ

خیال کیا ہوگا کہ یہ دعوتی سفر ہندوستان کی تاریخ کی ایک عظیم تحریک کی صورت اختیار کر جائے گا۔ گجرات کے ایک مدرسہ کا مدرس' قدرتِ الٰہی کی خاص کرشمہ سازی سے تاریخ ہند کا ایک یادگار اور ناقابلِ فراموش باب بن جاتا ہے، اور اپنے مشن کا یہ متوالا دیوانہ وار پوری امت کے لیے اپنی زندگی، اپنے بال بچوں اور صحت کی فکر کئے بغیر آگے بڑھتا چلا جارہا ہے، آپ کے عظیم کارناموں کو دیکھ کرامت نے آپ پر اعتماد کیا۔

اور امید ہے کہ انشاء اللہ آپ کا لگایا ہوا یہ پودا جو تناور اور پھلدار درخت بن چکا ہے، اور ''**أصلها ثابت و فرعها في السماء**'' کا مصداق ہے، آگے بھی اپنا سفر ترقیاتی میدان میں جاری رکھتے ہوئے لوگوں کو اپنی فیض سے مستفید کرتا رہے گا۔

اللہ والد صاحب کے لگائے ہوئے اس چمن کو ہمیشہ سرسبز وشاداب رکھے اور ہر طرح بری نظر اور فتنین کے فتنے اور حاسدین کے حسد سے اس حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

جامعہ اکل کوا گوناگوں خصویات کا حامل ہے، جس کو احقر یہاں ذکر کر رہا ہے:

(۱) جامعہ اکل کوا ہندوستان اور برصغیر کا ایک منفرد ادارہ ہے جس نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ، دینی تعلیم کے ماحول میں عصری تعلیم دینے کا سب سے پہلے انتظام کیا۔

(۲) شاید برصغیر کا یہ منفرد ادارہ ہے جو سرکاری امداد کے بغیر اتنے بڑے حجم میں ہے، جس کے ایک احاطہ میں تقریباً ۱۴/ ہزار طلبہ ۵۰۷/ معلّمین' اساتذہ اور پروفیسر، ۳۵۰ سے زائد دیگر موظفین جن میں تقریباً ۶۰۰ /لوگ اپنی فیملی کے ساتھ جامعہ کے بنائے ہوئے اسٹاف کواٹرس میں رہائش پذیر ہیں۔

(۳) جامعہ کی زیارت کرنے والوں میں سے بعض حضرات کا کہنا برحق ہے کہ دنیا کا سب

سے بڑا شعبۂ حفظ جامعہ اکل کوا میں واقع ہے جس کی ایک ہی بلڈنگ میں ۳۳۰۰ر طلبہ تقریباً ۱۳۰ر اساتذہ کی نگرانی میں یکجا حفظ کلام الٰہی میں مشغول ہیں۔

(۴) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جو تقریباً ۱۰۰ر ایکڑ اراضی پر واقع ہے۔

(۵) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جس نے تقریباً ۷۰۰۰ر مساجد، ۶۵۰۰ر بورنگ بنائی ہے اور دولاکھ سے زائد طلبہ کی تعلیمی کفالت کرتا ہے۔

(۶) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ۹۵۳۲ر طلبہ نے دسویں اور بارہویں پاس کیا، ۹۲۷ر طلبہ نے .B.A اور ۱۳۵ر طلبہ نے .M.A کیا، ۴۵ر طلبہ نے ڈاکٹری اور ۲۷ر طلبہ نے انجینئر نگ مکمل کی، ۲۲ر طلبہ نے فارمیسی مکمل کی۔

(۷) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جو رمضان میں دس ہزار سے زائد غریبوں میں افطار تقسیم کرتا ہے۔

(۸) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جو ۳۰۰۰ سے زائد یتیم طلبہ کی کفالت کرتا ہے۔

(۹) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جہاں مطبخ میں ۱۳ر ہزار طلبہ کا کھانا تین وقت تیار کیا جاتا ہے اور بر وقت کھانا تمام طلبہ کو مل جاتا ہے۔

(۱۰) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جن کی شاخوں کی تعداد ۱۰۰ر سے متجاوز ہے جن میں سے ۸۰ر سے زائد ایسی ہیں جہاں دینی وعصری تعلیم' ساتھ ساتھ دی جاتی ہے۔

(۱۱) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جس نے مسابقات کا آغاز کیا اور امت کو کتاب وسنت کیا سے مربوط کیا، اور ہر تین سال کے بعد یہ مسابقہ کل ہند پیمانے پر ہوتا ہے جن میں ہزاروں کی تعداد میں طلبہ و مدارس شرکت کرتے ہیں۔

(۱۲) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جن میں عصری تقاضے کے مطابق نصابِ تعلیم میں

بہت سے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔

(۱۳) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جس نے ۳۲/ سے زائد ہاسپٹل مختلف مقامات پر تعمیر کروائے جن میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں بیماروں کا مفت علاج ہوتا ہے۔

(۱۴) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جس نے سب سے پہلے ٹی وی چینل کا آغاز کیا جن میں امت کو جن چیزوں کی طرف اصلاح کی ضرورت ہے، اس کی رہبری کی جاتی ہے۔

(۱۵) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جہاں سے تقریباً چار زبانوں میں میگزین شائع ہوتے ہیں: (۱) بیان مصطفیٰ ، گجراتی کی سب سے زیادہ مقبول رسالہ، جس کے ۱۳/ ہزار خریدار ہیں (۲) شاہراہ علم ، اردو، جس کی تقریباً ۶۵۰۰/ کاپیاں ہر ماہ شائع ہوتی ہیں، اس کے علاوہ انگریزی ہیں The Light اور عربی میں "النور" اور "التمرین" اور اب مراٹھی میں بھی شروع کرنے والا ہے۔

(۱۶) ہندوستان کا یہ منفرد غیر سرکاری ادارہ ہے جس کا سالانہ بجٹ تقریباً ۱۵۰/ کروڑ یعنی ۱۵۰۰/ ملین روپے ہوتا ہے۔

(۱۷) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جس نے ابتلائے عام مسائل پر دس جلدیں اور مسائل جدیدہ پر دو جلدیں شائع کی ہیں۔

(۱۸) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جہاں متعدد علوم وفنون کے ساتھ مسابقات کا ہر سال اہتمام کیا جاتا ہے، مثلاً حفظ میں تمام حفاظ طلبہ کے درمیان ہر سال ۷/ مسابقات ہوتے ہیں۔ عالمیت وفضیلت میں نحو، صرف، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر، عربی واردو تقریر وتحریر اور دینیات میں بھی ناظرۂ قرآن وتقریر وغیرہ کے مسابقات منعقد کرتا ہے تاکہ طلبہ میں شوق پیدا ہو۔

(۱۹) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جہاں ناظرہ پڑھنے والے طلبہ کو علّم بالقلم کے خاص اسلوب کے ذریعہ بہترین انداز میں خوشخطی سکھائی جاتی ہے اور سیکڑوں طلبہ اپنے ہاتھوں سے مکمل قرآن قلمبند کرتے ہیں۔

(۲۰) ہندوستان کا منفرد دارالافتاء جہاں قواعد الفقہ کی تفریع و تطبیق نادر انداز سے کروائی جاتی ہے، مقاصد شریعت اور فقہ الخلاف وغیرہ مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

(۲۱) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جس نے اس سال تین تحقیقی اداروں کے قیام کا اعلان کیا ہے: ☆(۱) مرکز البحوث والدراسات في الطب النبوي

☆(۲) مرکز البحوث و الدراسات في العلوم و التکنالوجي

☆ (۳) المجمع الفکر الإسلامي الدولي

(۲۳) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جہاں دینیات یعنی اسلامی پرائمری کا بڑے پیمانے پر انتظام ہے جس میں چار ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہوتے ہیں۔

(۲۴) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جہاں دینی تعلیم کے تمام طلبہ کو ہر ہفتہ وظیفہ دیا جاتا ہے، جن کی تعداد تقریباً دس ہزار ہوتی ہے۔

(۲۵) ہندوستان کا منفرد ادارہ ہے جہاں طلبہ کو ریلوے کنسیشن کے ساتھ ساتھ تعطیلات کے وقت بسوں کا انتظام بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ اور اکل کوا جیسی پسماندہ جگہ میں ریلوے ٹکٹ بک کرانے کے لیے بکنگ ونڈو کا سرکاری انتظام کیا ہے۔

(۲۶) ہندوستان کا یہ منفرد ادارہ ہے جو ہر سال رمضان میں تقریباً ۵۰۰ر طلبہ کو تراویح کے لیے پسماندہ علاقوں میں بھیجتا ہے۔

اس کے علاوہ بہت ساری خصوصیتیں ہیں، فی الحال اتنے پر ہی اکتفا کیا جارہا ہے۔

# جامعہ کے محرک وبانی

## خادم قرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب مدظلہ

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلۂ العالی آپ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کے بانی، دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، جامعہ عربیہ ہتھورہ باندہ کی مجلس شوری کے رکن، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے مریدِ خاص، اور حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ کے اجل خلفاء میں ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء کو سورت کے مشہور ومعروف قصبہ کوساڑی میں ہوئی، آپ کے والد ماجد کا نام محمد اسماعیل دادا کا نام محمد ابراہیم اور پردادا کا نام محمد ہے، آپ کا خاندان رندیرا کہلاتا ہے، تادم تحریر آپ کی عمر ۶۹ سال ہے۔ آپ کے خاندان کا تعلق ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی سے بہت گہرا رہا ہے اور اب بھی آپ کے احباب ومتعلقین سے اچھے روابط ہیں، آپ کے آباء واجداد نے ۱۹۵۲ء یا ۱۹۵۳ء میں کوساڑی سے منتقل ہوکر ''وستان'' میں بودوباش اختیار کرلی تھی جس کی وجہ سے آپ ''وستانوی'' سے مشہور ہوگئے وستان ضلع سورت (گجرات) ہی کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو قصبہ کوساڑی سے متصل ہے، جہاں صرف پانچ چھ گھر کی آبادی ہے۔

## تعلیم وتربیت:

آپ نے قرآن مجید اپنے وطن کوساڑی ہی میں رہ کر پڑھا،اس کے بعد ننہال ہتھورن (سورت) تشریف لے گئے، جہاں ابتدائی کتابیں پڑھیں،اس کے بعد مدرسہ قوۃ الاسلام گھلاں (سورت) اور مدرسہ شمس العلوم بڑودہ میں بھی رہ کر ابتدائی کتابیں مختلف اساتذۂ کرام سے پڑھیں۔۱۹۶۴ء میں گجرات کے مشہور ومعروف مدرسہ فلاح دارین ترکیسر میں داخل ہوئے، اور مسلسل آٹھ سال رہ کر ۱۹۷۲ء کے اوائل میں سندِ فراغت حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی احمد صاحب بیماتؒ، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہ، حضرت مولانا شیر علی افغانیؒ اور حضرت مولانا ذوالفقار علیؒ جیسے نامور علما شامل ہیں۔فلاحِ دارین سے فراغت کے مزید علمی پیاس بجھانے کے لیے ۱۹۷۲ء کے اواخر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور تشریف لے گئے اور وہاں حضرت مولانا شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ سے بخاری شریف اور دیگر اساتذۂ دورۂ حدیث سے دورۂ حدیث کی کتابیں پڑھیں اور ۱۹۷۳ء میں فراغت حاصل کی۔

## راہِ سلوک:

۱۹۷۰ء میں جب کہ آپ فلاح دارین ترکیسر میں ہدایہ وغیرہ پڑھ رہے تھے،تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا، حضرت شیخ الحدیث کی بڑی عنایتیں اور توجہ آپ کے ساتھ رہیں،۱۹۸۲ء میں جب حضرت شیخ الحدیث کا انتقال ہوگیا تو آپ نے حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندویؒ سے رجوع فرمایا، اور آپ ہی سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔آپ کی مجلس ذکر فجر کی نماز کے بعد مسجد میمنی میں منعقد ہوتی ہے، دورۂ حدیث کے طلبہ اور اساتذہ شریک ہوتے ہیں۔

## درس وتدریس:

فراغت کے بعد قصبہ بوڈھان (ضلع سورت) میں دس دن آپ نے پڑھایا، اس کے بعد ۱۹۷۳ء کے اواخر میں دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ تشریف لے گئے اور وہاں فارسی سے لے کر متوسطات تک مختلف کتابیں پڑھائیں۔

## اولاد:

آپ کے تین فرزند ہیں: (۱) مولانا سعید صاحب وستانوی ناظم شعبۂ دینیات (۲) مولانا حذیفہ صاحب وستانوی معتمد ومدیر تنفیذی جامعہ اکل کوا (۳) مولانا محمد اویس وستانوی ناظم تعمیرات۔ اور آپ کی چھ بیٹیاں ہیں۔

# مولانا وستانوی کی شخصیت

جب تک کسی انسان کی طبیعت وفطرت، میلانات ورجحانات اور مخفی صلاحیتوں اور نفسیات کا صحیح طور سے اندازہ نہیں ہوتا، اس وقت تک یہ قیاس آرائی نہیں کی جاسکتی کہ اس کے لیے عملی زندگی کا کون سا شعبہ زیادہ موزوں ہوگا۔ اور کس میدان میں وہ کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔ مولانا وستانوی ایک مستند عالمِ دین ہیں۔ روزہ نماز والے آدمی اور متورع وپارسا ہیں۔ ظاہراً وباطناً پابند شرع ہیں لیکن وہ کس کام کے لیے زیادہ مناسب ہیں یہ اسی وقت سمجھ میں آ سکتا ہے جب کسی شخص کے کچھ ایام ان کی مصاحبت میں گزرے ہوں، خدا کا شکر ہے کہ دس مہینہ تک گھنٹوں راقم الحروف کو ان کے پاس بیٹھنے اور ان سے گفتگو کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

۳۹رسال گذر چکے جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کو خوش اسلوبی سے چلانے اور مختلف طریقوں سے دینی،تبلیغی فلاحی اور تعلیمی خدمات انجام دینے کا میری ہی طرح ہزاروں افراد کو مشاہدہ ہو چکا ہے۔ساتھ ہی بہت سے لوگوں ان کو متنوع جہات سے دیکھنے کا موقع پایا ہے اس لیے ذیل کی منظوم سطریں پڑھ لینے میں نہ تو کوئی مضائقہ ہے اور نہ وقت کا ضیاع ؂

اے تو وہ اِک دلِ پیر درد جس کے پاس ہے
اے کہ تجھ کو قوم کے حالات کا احساس ہے
اے کہ تیری قوم کی دکھتی رگوں پر انگلیاں
اے کہ نبّاض ہے ہشیار ہے، حسّاس ہے
بیٹھے بیٹھے سن رہاہے قوم کی آواز کو
گو قلم اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں قرطاس ہے
عزم ہے پختہ تِرا، ایمان ہے محکم تِرا
یاس سے نفرت ہے تجھ کو، تو مجسّم آس ہے
طالبانِ علم دیں کے واسطے قاسم ہے تو
اور تبلیغی جما عت کے لیے الیاس ہے
جب نظر جوہر شناسوں کی ترے رخ پر پڑی
تب کھلا جا کر کتنا قیمتی الماس ہے
اے کہ تیرے چاہنے والوں کا سیلِ بیکراں
ہے دلیل اس کی تو مقبول عوام الناس ہے

اِس خاک کے پُتلے کا ظاہری خاکہ اور ہیئت اجمالی طور پر اس طرح ہے:

گندمی رنگ، کشادہ، پیشانی، وجیہہ چہرہ، دوہرا بدن، دراز قد، بڑی بڑی چمکدار آنکھیں، کم گنجان داڑھی، بال تقریباً تمام سیاہ، سفید لمبا کرتا پاجامہ، سفید گول ٹوپی، گاؤ تکیہ کا سہارا لگائے، کبھی دوزانو، کبھی یک زانو بیٹھے ہوئے، ٹناٹن آواز، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پانی پیتے ہوئے، کبھی کام میں مصروف، کبھی لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے چالیس پچاس کے درمیان کا سن وسال اور اگر ان کی طبیعت وفطرت اور حرکت وعمل کو جاننا ہو یا مزاج کی افتاد کو سمجھنا ہو تو ذیل کی سطور حاضر ہیں۔

عرصہ پہلے راقم الحروف آں محترم کی خواہش پر جامعہ اسلامیہ میں ایک سال تدریسی خدمت انجام دے چکا ہے۔ اس لیے یہاں ان مزاج وطبیعت کے بارے میں جو کچھ عرض کیا جائے گا اس کی بنیاد شنیدہ نہیں دیدہ اور خبر نہیں مشاہدہ ہوگا۔ ان کی قوتِ فیصلہ بڑی تیز اور محکم ہے چناں چہ جب وہ کسی منصوبہ کا فیصلہ کر لیتے ہیں تو اس پر پوری طاقت کے ساتھ مضبوط اور ناقابلِ تسخیر چٹان کی طرح جم جاتے ہیں اور اس کو عملی جامہ پہنا کر ہی دم لیتے ہیں۔ اس طرح یہ کہنا بے جا نہیں ان کے کسی کام کے آغاز وانجام کا فیصلہ بہت ہی کم ہوتا ہے۔ ارادہ کیا، فیصلہ کیا اور کام شروع کر دیا اور اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لیتے جب تک کام پورا نہیں ہو جاتا۔ میرے خیال کے مطابق ان کے نزدیک زندگی کا دلکش اور حسین تصور یہی ہے کہ پوری قوم علمِ دین اور تجویدِ قرآن کے زیور سے آراستہ ہو۔ وہ کسی جگہ جانے کے بعد صرف اسلامی اور دینی روایات کے چلتی پھرتی شکل میں دیکھ کر سکون اور راحت پاتے ہیں۔ علوم دین کے اساتذہ میں خلوص، محنت اور کام کی لگن کی فضاء ہی انہیں پیاری معلوم ہوتی ہے۔ مہمانوں کو دیکھ کر انہیں کچھ اس طرح کی خوشی محسوس ہوتی ہے جیسے

عرصۂ دراز سے بچھڑے ہوئے دوست اچانک نظر کے سامنے آگئے ہوں۔ مہمان بھی میزبان کی خوش خلقی اور وسعتِ ظرفی دیکھ کر اسے دل میں جگہ دیتے ہیں۔ مساجد کی تعمیر کر کے، مکاتب قائم کر کے، ائمہ واساتذہ کا تقرر کر کے، تعلیم یافتہ بیکاروں کو کام پر لگا کر اور کسی دینی ادارہ کا تعاون کر کے انہیں وہی خوشی ملتی ہے جو ابتداء اسلام میں تھوڑے سے صحابہ کو کسی کے اسلام لانے سے ملتی تھی۔

یتیموں، بیواؤں، مسکینوں، اپاہجوں اور مریضوں کا کام نکال دینا ان کی زندگی کا بہترین اور خوش کن مشغلہ ہے اور ان امور کی انجام دہی میں وہ خود اپنی صحت و آرام کے خیال کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ ان کی محنت و مشقت اور مسلسل دوڑ دھوپ کو دیکھ کر کبھی کبھی خیال گزرتا ہے کہ خدایا یہ مٹی سے بنائے گئے ہیں یا فولاد سے کب کسی کی تخلیق ہوئی ہے؟ لیکن یہ باور کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں ہونا چاہیے کہ ان کے ارادے، ان کے عزائم، ان کے خیالات، ان کی ہمت اور حوصلے یقیناً فولادی ہیں۔ وہ (رکاوٹوں، مشکلوں، پریشانیوں اور الجھنوں سے شکست قبول کر کے کبھی ہتھیار نہیں ڈالتے، وہ جب مشکلات پر قابو پانے کا عزم کر لیتے ہیں تو ان کی ذات میں سیلاب کی روانی، دریا کی طغیانی، کہسار کی شوکت، فولاد کی قوت، آبشار کا شور اور طوفان کا زور سب کچھ بیک وقت جمع ہو جاتے ہیں۔ اگر اپنی زبان اور گفتگو سے کسی مخالف کے بھی دل کو موم کرنے کی ٹھان لیں تو پل بھر میں شبنم کی خنکی، صبا کی ٹھنڈک، چاندنی کی لطافت، پھولوں کی مہک اور بُلبل کا ترانہ بن جاتے ہیں۔

جب کسی سے محو تکلم ہوتے ہیں تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ آپ سب سے زیادہ میری طرف ہی التفات کرتے ہیں۔ اور پھر پورے طور پر اس کی بات سنتے ہیں اور اپنے جواب سے اس کو مطمئن کر دیتے ہیں۔

مولانا وستانوی ایک انسان اور بشر ہی ہیں کچھ معصوم اور فرشتہ نہیں ہیں۔ اس لیے کبھی کبھی غصہ آنا فطرت کا تقاضہ ہے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے جب کبھی غضبناک ہوتے ہیں تو شب وروز حاضرِ خدمت رہنے والے بھی سامنے جانے سے گھبراتے ہیں، پھر چند لمحوں کے بعد سارا غصہ کافور ہو جاتا ہے اور چہرے پر وہی سابقہ بشاشت لوٹ آتی ہے۔

آپ بال بچے والے ہیں لیکن جامعہ اور مکاتب ومدارس کے تقاضوں کے پیشِ نظر سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ پھر بھی جہاں تک راقم کو معلوم ہے آپ کی خانگی زندگی بڑی خوش گوار اور انتہائی معتدل اور متوازن ہے۔ آپ جہاں سفر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں فوراً پہنچ جاتے ہیں، ان کے آنے اور جانے میں دیر نہیں لگتی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ آج آمد ورفت اور مواصلات کے جو تیز رفتار ذرائع ان کو میسر ہیں وہ ہمارے ان مخلص خادمانِ علم دین کو میسر نہیں تھے۔ جن کا شمار سابقین اولین میں ہے۔ اس لیے محدود اور کم ذرائع ووسائل کے باوصف ان کی چاند سورج جیسی روشن خدمات اور زریں کارناموں کو پل بھر کے لیے بھی نگاہوں سے اوجھل رکھنا نادانی ہے اور انہیں یاد کر کے ان کی دینی وعلمی یادگاروں کی قدردانی کرنا اور ان کی محنتوں کو خراج عقیدت پیش کرنا عین تقاضائے دین وایمان اور مقتضائے فہم وفراست ہے۔

آج اس خادمِ علم دین کے لیے زمین کی طنابیں کھنچ گئی ہیں۔ اس کے لیے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب کے فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ اس کے لیے سمتوں اور جہتوں میں اتصال ہو گیا ہے، اس کا ایک قدم دنیا زمین کے پھیلاؤ کو پسینہ آئے اور آسمان کو اپنے طول وعرض کی کوتاہی کا شکوہ ہو۔ جو شب کی خلوتوں میں خدا سے مانگتا ہے۔ اور دن کے اجالوں میں نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے۔ جس کی سرگرمیاں بنگال اور آسام تک ہیں اور جس کی

جولانیاں راجستھان سے کشمیر تک ہیں، مختصر یہ کہ مولانا وستانوی زمین کے ہر خطّے کو اس لیے اپنا کہتے ہیں کہ وہ ان کے خدا کا خطّہ ہے۔ یعنی

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدا ماست

وہ کسی مقام پر کوئی مکتب، مدرسہ یا مسجد بنانے کے سلسلے میں ہر چند کہ لوگوں کی باتیں بغور سن لیتے اور مقام ومحل کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں پھر بھی آخری فیصلہ اپنی صوابدید کے مطابق ہی کرتے ہیں۔

بایں ہمہ اگر کوئی اپنے اطراف اور گردوپیش کی خاردار جھاڑیوں سے نگاہیں پھیر کر پوری دنیا کو چمن زار بنانے کے عزم سے نکل پڑے تو یہ عقل ودانائی کا کام نہیں۔ بنابریں اپنے آس پاس کی آرائش وزیبائش پر کچھ زیادہ ہی توجہ مرکوز رکھنا فطرت اور جبلت کا تقاضا ہے۔ ہر ہر موڑ پر چراغ جلانا بڑا مستحسن کام ہے لیکن جو راہیں اپنے گھر کے پاس سے گزرتی ہیں ان کو تیرہ وتاریک اور ناہموار چھوڑ دینا ہوش وخرد سے بیگانگی کی علامت ہے۔اس حقیقت کا اظہار اس لیے ضروری ہے کہ قرب وجوار کے لوگوں کو کوئی غلط فہمی نہ ہو اور انہیں یہ کہنے کا موقع نہ ملے۔

تو کار زمیں را نکو ساختی     کہ با آسماں نیز پرداختی

مولانا وستانوی کو ہند اور بیرونِ ہند عوام وخواص کا جو زبردست اعتماد ہے وہ کم تر خوش نصیبوں کو ملا ہوگا۔ چناں چہ اکثر وہ اپنی بلند بانگ دعاؤں میں یہ فقرۂ دعائیہ ضرور پڑھتے ہیں:

’’خدایا جو لوگ ہم پر اعتماد کرکے دور دراز سے جامعہ کو مال وزر بھیجتے ہیں ان کی جان ومال میں برکت عطا فرما‘‘۔

آپ انتہا درجہ کے مردم شناس اور جوہر شناس آدمی ہیں۔ بعض اساتذہ اپنے تقرر کے وقت کہتے ہیں کہ ''میرا درجۂ کتب میں تقرر کر دیجئے'' تو جواب دیتے ہیں کہ ''نہیں آپ کے لیے درجۂ دینیات ہی زیادہ مناسب ہے'' تقرر کرتے وقت بعض اساتذہ سے یہ بھی کہتے ہیں کہ ''آپ درجۂ عالمیت کے لیے زیادہ موزوں ہیں کیا کروں اس وقت جگہ خالی نہیں ہے''۔

کچھ بہروپئے لوگ (خدا انہیں ہدایت دے) بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کی غرض سے مسجد ومدرسہ کی فرضی رسید لے کر آپ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے فریب کار لوگوں کو آپ فوراً تاڑ لیتے ہیں اور خود ہی اپنی جیب سے سو دوسو روپیہ دے دیتے ہیں اور رسید دینے کو منع کر دیتے ہیں (دو ایک مرتبہ مجھ کو اس کا مشاہدہ ہو چکا ہے)۔

آپ کی طبیعت میں انتہا درجہ کی انتہا پسندی ہے۔ انہیں بہت ٹھنڈا پانی بھی کم ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے۔ بہت گرمی اور سردی بھی انہیں کم ہی لگتی ہے۔ بہت خوبصورت چیز بھی انہیں کم خوبصورت لگتی ہے۔ یہ یہی حال دیگر اشیاء کا بھی ہوگا۔ شاید اتنا بڑا جامعہ بنا کر بھی انہیں اب تک ''کم بڑا'' ہی لگتا ہوگا۔ دراصل انتہا پسندی وہ صفت ہے جو انتہائی درجہ پر پہنچ کر بھی منتہی نہیں ہوتی اور ستاروں سے آگے کسی اور جہاں کی تلاش میں رہتی ہے۔ اِس صورتِ حال کے پیشِ نظر یہ یقین کر لینے میں ذرا بھی تامل نہیں ہونا چاہیے کہ انہیں اپنے اساتذہ کی زیادہ تنخواہ بھی کم ہی معلوم ہوتی ہوگی۔ وہ بار بار یہ کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اساتذہ عیش کی زندگی پر للچائیں لیکن یہ ضرور خواہش رکھتا ہوں کہ عزت آبرو کے ساتھ ان کے اہل وعیال کو بغیر کسی تنگی کے دال دلیہ میسر آسکے۔

## حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی (رحمۃ اللہ علیہ)

## اور مولانا غلام محمد وستانوی صاحب

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے قیام اور تعلیمی میدان کو وسعتِ صحرا دینے والے اس عظیم علمی معہد کا تذکرہ پڑھنے والے حضرات سے التماس ہے کہ تھوڑی دیر اور انتظار کر کے ایک بہت اہم باب کو پڑھ کر ہی آگے بڑھیں۔ اس کے بغیر ادارۂ ہٰذا کو من جانب اللہ جو تائید ونصرت حاصل ہو رہی ہے اور اس کی بقاء واستحکام اور ترقی وفروغ کے جو اسباب مہیا ہو رہے ہیں، اس کا ایک خاص پس منظر نگاہوں سے اوجھل رہ جائے گا۔

اس ادارہ کو روزِ اول سے وقت کے ایک عظیم مصلح ومربی اور عارف ومرشد حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی اعلیٰ ترین سرپرستی حاصل ہے جو اس کے لیے فال نیک اور اس کے عروج وارتقاء کا زینہ ہے۔ آپ کے فیوض وبرکات اور رشد وہدایت کی نہر رواں ہندوستان کو ہی نہیں بل کہ بیرونِ ہند کو بھی سیراب کر رہی ہے۔ آپ کا نورانی چہرہ ہم ظاہر بینوں کی نگاہ میں آپ کی روشن ضمیری کا ببانگِ بلند اعلان کر رہا ہے۔ آپ کے سلوک ومعرفت کے اعلیٰ ترین منصب کو تو وہی سمجھ سکتا ہے جو خود بھی اہلِ دل ہو اور جس کا قلب بھی معرفت کے چراغ سے روشن ہو۔ ہم نا اہلوں کو اس کی کیا خبر؟ بس اتنا ہے کہ خدائے برتر کی توفیق سے آپ کو دیکھنے اور آپ کی باتیں سننے کا موقعہ زیادہ تر اکل کوا میں اور ایک بار رنجنی میں ہوا ہے۔ مصافحہ کے بعد جانبین سے خیریت معلوم کی گئی۔ مجھے یقین ہے کہ میرا نام بھی انہیں معلوم نہیں ہوگا۔ اور نہ میری یاد کا کوئی گوشہ ان کے دل میں محفوظ ہوگا۔ یوں بھی دلوں میں لعل وگہر اور ہیرے جواہرات کا خیال باقی

رہتا ہے اور سنگریزے حافظہ سے نکل جاتے ہیں۔ یہ ایک قدرتی امر ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمیشہ میں نے آپ کا چہرہ بغور دیکھنے کے سِوا اور کچھ نہیں دیکھا، چہرے پر ہی نگاہیں اس طرح مرکوز ہوکر رہ گئیں کہ ہاتھ پاؤں اور انگلیوں کو دیکھنے کا ہوش ہی نہیں رہا۔

آپ کی ذات سے جہاں ایک طرف اصلاح وارشاد کی مسند کو زینت مل رہی ہے۔ وہیں دوسری طرف مسندِ تدریس بھی آپ کی ذات پر بجا طور پر فخر کررہی ہے، جس طرح آپ تصوف ومعرفت کے امام ہیں، اسی طرح عربی، فارسی، اردو زبانوں پر کامل عبور رکھنے کے علاوہ جملہ علوم وفنون کے بحرِ موّاج بھی ہیں، ہر علم وفن کی کتابوں کا درس مہارت تامّہ کے ساتھ دینے میں آپ کو یدطولی حاصل ہے۔اسی طرح آپ وقیع ترین کتابوں کے لائق شارح اور مصنف بھی ہیں جو درحقیقت آپ کی عمیق علمیت اور فضل وکمال کی آئینہ دار ہیں۔آپ کا طریقۂ اصلاح وارشاد زمانۂ حال کی زیادہ تر مشیخت سے بالکل الگ ہے جہاں عالمانہ فضائل کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن آستانِ صدیقی پر سینکڑوں مرشدینِ کامل کی طرح علم وفضل کے سورج کی رہنمائی میں سلوک ومعرفت کی راہوں پر چلنے کا طریقہ رائج ہے۔اور یہی تصوف کے منشور کا اصل ضابطہ ہے۔ بنا بریں انہیں لوگوں کو یہاں کے طریقۂ کار اور اصلاح میں عجیب کشش محسوس ہوتی ہے جو علم کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔اور علم کی روشنی میں عمل کے جذبہ کے ساتھ اپنی اصلاح وتزکیۂ نفس کی خاطر آتے ہیں، بقیہ تمام وہ لوگ جو تن آسانی اور سہل نگاری سے کام لینا چاہتے ہیں اور احکامِ شرع اور سنتوں پر عمل کے بجائے صرف کشف وکرامات اور خواب اور تعبیر ہائے خواب کو ہی اصل دین سمجھتے ہیں اور پیر صاحب کی دعاؤں پر تکیہ کر کے عمل کی مشقت اٹھانے کے خوگر بننا نہیں چاہتے، ان کو یہاں بار نہیں مل سکتا۔اور وہ یقیناً کبھی بھی اپنی منزل پر پہنچ بھی نہیں سکتے، شاید انہیں معلوم نہیں کہ ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　　　که ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ حضرت قاری صاحب مدظلہ کا تدریسی مشغلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے، چناں چہ ایک عرصہ سے اپنے وطن ہتھوڑا ضلع باندہ، یوپی میں اپنے ہی قائم کئے ہوئے مدرسہ میں حدیث وغیرہ کی تدریس میں مشغول ہیں اور باقی اوقات میں لوگوں کو راہِ راست پر لانے کی خاطر اپنی تمام تر ذہنی، قلبی اور جسمانی توانائیوں اور عزمِ جواں کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔ ہزار لوگ آپ کے تعویذوں اور دعاؤں سے بھی فیض یاب ہوتے ہیں۔

## مولانا غلام وستانوی صاحب:

آپ نے دور طالبِ علمی میں جب فلاح دارین ترکیسر گجرات میں زیرِ تعلیم تھے۔ حضرت مولانا زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور سے بیعت و اصلاح کا تعلق قائم کیا، لیکن اس کے باوجود دیگر بزرگانِ دین کی خدمت میں بھی فیض یابی اور اکتسابِ نور کی غرض سے حاضر ہوتے اور قلب و روح کو جلا بخشنے کا سامان فراہم کرتے رہتے۔ جب حضرت شیخ الحدیث افریقہ والوں کے اصرار پر تشریف لے گئے اور پھر مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو مصلحِ وقت اور مرشد کامل حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے لگے، حضرت مفتی صاحب نے جب آپ کی طبیعت کا اچھی طرح اندازہ لگایا تو حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی (رحمۃ اللہ علیہ) سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کا ایما فرمایا۔ چناں چہ حضرت باندوی کے ساتھ مولانا وستانوی کا ایسا اصلاحی تعلق قائم ہوا کہ اب وہی ان کے مصلح و مرشد مربی و مزکی، مستشار و موئتمن، ان کی امیدوں کے مرکز، ان کے اعتمادوں کی پناہ گاہ اور ان کے مقاصد اور منصوبوں اور تعلیمی

عزائم کے سلسلے میں قائد مخلص اور صائب الرائے مشیر کی حیثیت رکھنے لگے۔ حضرت قاری صاحب کے ساتھ مولانا وستانوی کو جو عقیدت اور ان کی ذاتِ والا صفات پر جو اعتماد ہے اس کا اظہار کچھ اس طرح ہوسکتا ہے ۔

وہ فانوسِ طریقت ہیں وہ اک شمعِ ہدایت ہیں
اشاروں پر انہیں کے اپنے سر کو خم کیا میں نے
عقیدت کے عوض ان کی محبت میں نے پائی ہے
جو مانگا دیدیا میں نے، جو بخشا لے لیا میں نے

حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم بھی اپنے اس عاشقِ صادق اور کامل عقیدت مند پر خاص لطف وکرم کی نگاہ رکھتے ہیں۔ چناں چہ انہوں نے جب دین اور علمِ دین کی تعلیم سے جنون کی حد تک مولانا وستانوی کا شغف دیکھا تو دعاؤں سے ان کی راہوں کے کانٹے صاف کرتے رہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ حضرت وستانوی نے شاید ہی تعلیمی لائن سے کوئی منصوبہ بنایا ہو اور وہ تشنۂ تکمیل رہ گیا ہو۔ اور شاید ہی عالم بیداری میں کوئی خواب دیکھا ہو جو شرمندۂ تعبیر نہ ہوا ہو۔ آپ کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے والے مولانا وستانوی کا حال یہ ہے کہ بارہا ایسے اوقات بھی آتے ہیں جب کہ مصروفیات آپ کے دامن کو پکڑ پکڑ کر کھینچتی ہیں پھر بھی شوق ومحبت کے پاؤں سے چل کر نہیں جنونِ عشق کے پروں سے اڑ کر چند ساعت کے لیے ہی سہی دیدار صدیقی کے لیے آستانِ عقیدت پر باندہ پہنچ جاتے ہیں۔ اور سال بھر میں ایسا کئی مرتبہ ہوتا ہے پھر وہاں پہنچنے کے بعد دین کی محبت، اسلام کا عشق، علمِ دین کی اشاعت کا بے پایاں شوق، خدا کے کلام کو گھر گھر پہنچانے کا شدید داعیہ اور علم نبوت کو عام کرنے کا تقاضائے پیہم لے کر تمام توانائیوں، امنگوں اور حوصلوں

کے ساتھ اکل کوا واپس آجاتے ہیں۔ آپ جتنی دیر میں باندہ پہنچ کر حاضری دے کر اور روح کی داروئے شفا لے کر آجاتے ہیں۔ اتنی دیر تو راحت کے طلب گاروں اور سہولت پسندوں کو پروگرام کی ادھیڑ بن میں لگ جاتی ہے۔

اپنا خیال ہی نہیں یقین ہے کہ مولانا وستانوی اپنی والہانہ عقیدت ومحبت اور شیفتگی ووارفتگی کے باعث ہی حضرت قاری صاحب کو ان کی پیرانہ سالی، مصروفیات اور گونا گوں معمولات کے ہوتے ہوئے بھی طویل سفر کی زحمت کے باوجود بار بار اکل کوا لے کر آجاتے ہیں۔ ورنہ شاید کوئی اور بڑی مشکل سے ہی اِدھر کے علاقہ کے اپنے ادارہ یا مدرسہ میں انہیں لانے کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ اور جس کو یہ سعادت مل جاتی ہے اس میں بھی براہِ راست یا بالواسطہ حضرت وستانوی کی ہی درخواست کا دخل ہوتا ہے۔ یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حضرت والا کو بھی اس عقیدت مند سے خاص لگاؤ ہے اور بقول وستانوی -وہ انہیں اپنے سعادت مند بیٹے کی طرح چاہتے مانتے ہیں۔ اور تاحدِ امکان ان کی ہر خواہش کی تکمیل کی سعی فرماتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے آپ کو خلعتِ خلافت سے بھی سرفراز فرما چکے ہیں۔

# اکل کوا کسی مردِ مومن کو آواز دے رہا تھا

اکل کوا میں تاریخ کے کسی دور میں با قاعدہ اور مسلسل دینی تعلیم کا کوئی نظام نہیں تھا۔ ہاں وقتاً فوقتاً قرآن اور دینیات کی تعلیم کے انتظام کا سراغ ملتا ہے۔ اس لیے یہاں کی سرزمیں ایسے چشمۂ علم کے لیے ترس رہی تھی جو صبح سے شام اور شام سے صبح تک رواں دواں رہے۔ چناں چہ اہلِ دل سن رہے تھے کہ اکل کوا کسی مردمومن کو آواز دے رہا تھا جو

تقدیروں کو بدل دے اور جو علم کی مشعل روشن کر کے گرد وپیش کو منور کر دے۔ کسی ایک ایسے مردِ حق پرست کی یہاں ضرورت تھی جو تعلیم کا اونچا مینار تعمیر کر کے اس کی بلندیوں پر علم کا صور لے کر چڑھ جائے اور اس کی ایک صدائے برق آسا سے اطراف کے لوگوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کر کے جہالت کے جامہ کو تار تار کرنے کا بیڑا اٹھائے اور پوری فیاضی سے علم کا زریں لباس زیبِ تن کرنے کے لیے ''اذنِ عام'' کی آواز لگائے۔ یہ خطۂ ارضی علم شریعت کے لحاظ سے نہایت ہی غیر ذی زرع تھا۔ جہاں کسی کے خواب وخیال میں بھی نہیں آیا تھا کہ یہاں علم کی اشاعت کے لیے ایسا پودا لگایا جائے گا جو ایک بھاری بھرکم تناور درخت کی شکل اختیار کرلے گا۔ جس کی چھاؤں میں ہزاروں آدمی سکون سے بیٹھیں گے اور دل کا آرام پائیں گے ساتھ ہی یہاں سے روح کی غذا کا سامان لے کر جائیں گے، یہی نہیں بل کہ اس درخت میں اتنی کثرت سے پھل پھول لگیں گے جن کا شمار بھی مشکل ہوگا۔

یہ بیاباں قال اللہ اور قال الرسوم سننے کے لیے بیتابی کا مجسمہ بنا ہوا تھا۔ یہاں کی فضائیں تلاوتِ قرآن کی پاکیزہ وایمان افروز نواؤں سے محظوظ ہونے کے لیے سراپا گوش تھیں۔ یہاں کا ذرہ ذرہ علم کے نور سے روشن ہونے کے لیے پیکرِ انتظار تھا۔ یہاں راہوں کے پتھروں اور روڑوں نے قسم کھائی تھی کہ ہم اس وقت تک اپنی جگہ سے جنبش نہیں کریں گے جب تک ہم کو علم کی اشاعت کی بشارت نہیں سنائی جائے گی۔ یہاں زمین کی تہوں نے تہیہ کیا تھا کہ ہم اپنے پانی کو سطح زمین تک پہنچنے نہیں دیں گے جب تک علم کے پیاسوں کی معنوی سیرابی کا بندوبست نہیں کیا جائے گا، یہ مختلف صدائیں عرش تک پہنچ رہی تھیں۔ اور یہ آواز گنہگار انسانوں کی نہیں تھیں بل کہ جمادات کی صدائیں تھیں۔ جو زبانِ قال سے محروم ہوتے ہیں لیکن زبانِ حال سے سب کچھ کہہ سکتے ہیں۔ چناں چہ کاتبِ

تقدیر نے پل بھر میں ایک حکم صادر کر دیا جس میں کبھی کوئی ردّ و بدل نہیں ہوتا۔ اس فرمان سے اکل کوا کا مقدّر جاگ اٹھا اور یہاں سے علم کا ''چشمہ سیّال'' جاری کرنے کا آسمانوں پر اٹل فیصلہ ہو گیا۔ اور

خدا جب فیصلہ کرتا ہے دیں کی سر بلندی کا
اذانوں کی صدا اٹھتی ہے صحرا و بیاباں سے

قَسّام ازل کی طرف سے ایسا فیصلہ بارہا ہو چکا ہے۔ مثلاً

دیو بند جیسی گمنام بستی کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن جب اس کی طرف سے وہیں سے علمِ دین کی اشاعت کا فیصلہ ہوا تو تمام ہندوستان اور بیرونِ ہند میں اس کا فیض پہنچا۔ اس آفتاب کی کرنیں ہر ہر خطۂ ارض پر پہنچنے کے لیے بے تاب ہو گئیں۔ چناں چہ چھوٹے بڑے، امیر غریب اور دور نزدیک کے لوگوں تک دین اور علمِ دین کی روشنی پھیل رہی ہے۔ یہاں کے فیض رواں کا مشاہدہ حیرت کے ساتھ چشمِ فلک، عالمِ بالا کے فرشتے اور دنیا کے بسنے والے شب و روز کر رہے ہیں۔

پھر اس کے بعد سینکڑوں مدارس و مکاتب کے ذریعہ دنیا کے مالک نے علم کی روشنی پھیلانے کا فیصلہ کیا۔ جن کی روشنی بھی دور قریب پہنچی اور پہنچ رہی ہے۔ ان میں بڑے بھی ہے اور چھوٹے بھی جن میں سے بعض درسگاہیں اپنا ایک منفرد مقام، خصوصی شناخت اور تشخص و امتیاز رکھتی ہیں اور وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

آیئے! اب ماضی قریب کی طرف نظر گھمائیں۔

تبلیغی تحریک ایک بہت ہی معمولی علاقہ سے اٹھی اور اس کا آغاز ایسی قوم سے کیا گیا جو اس مہذب دنیا میں بھی نہایت غیر مہذب اور کندۂ ناتراشیدہ تھی۔ ان لوگوں کو ''میو یا

میواتی ‘‘ اور ان کے علاقے کو میوات کہا جاتا ہے لیکن جب اس پر محنت کی گئی تو پوری دنیا پر اس کے اثرات مرتب ہوئے۔ اور کم وبیش ہر جگہ اس کے اثرات نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ آج ایمان ویقین کی جو کہکشاں نظر آرہی ہے وہ اس محنت کا ثمرہ ہے۔ کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا کہ ایسے ’’پُر مشقت مشن‘‘ کی کشتی اور ایسی ’’صبر آزما‘‘ اور ’’نفس کشی‘‘ تحریک کا سفینہ کبھی ساحل سے ہمکنار ہوگا۔ لیکن بندے کا کام کوشش کرنا ہے اور کامیابی رب العالمین کے دستِ قدرت میں ہے۔ چناں چہ خدا نے اس تحریک کو دنیا بھر میں پھیلا دیا۔

اس تحریک وسعت ومقبولیت نے عام طور پر یہ فضا قائم کردی کہ اگر کسی دینی کام کو اخلاص وللّٰہیت اور خدا کی ذات پر کامل اعتماد ویقین کے ساتھ شروع کیا جائے اور اپنی تمام طاقتوں کو اس کے لیے وقف کردیا جائے تو آسمانوں میں تائید ونصرت کے فیصلے ہوتے ہیں پھر خدا اس نظام کا اپنی قدرتِ کاملہ سے تکفل کرتا اور آسانیاں پیدا کرتا ہے اور امت کو اس کی طرف مائل کرتا ہے۔ لوگ اس کی طرف اس طرح جھپکتے لپکتے اور امنڈتے چلے آتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں پھولوں پر ٹوٹتی ہیں۔

خلاقِ جہاں کی مرضی ومشیت سے جامعہ اکل کوا قائم ہوا۔ یہ وہ دانش گا جہاں علمِ دین وشریعت اور تعلیمِ قرآن کا ایک عظیم مرکز ہے وہیں احیاء اسلام کی ایک تحریک بھی ہے اور آج یہ دونوں امور اس معہد علمی کے قائم ہونے کے بعد بوجہ احسن واتم پائے جارہے ہیں۔ دراصل احیاءِ علوم اور احیاءِ دین ایک ہی سکے کے دو رخ اور ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں اور لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب ایک پر بھر پور محنت کی جائے گی تو دوسرے پر بھی محنت کرنے کا شوق یقیناً دلوں میں پیدا ہوگا جس کی آج سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

## اکل کوا میں ایک مردِ مجاہد کا ورود:

تقدیر کے مالک نے اکل کوا کی سرزمین کو علمِ دین، علمِ شریعت اور علم قرآن کی دولت سے مالا مال کرنے اور پورے خطۂ خاندیس کو بل کہ اس کے باہر کو بھی، علمی چمن بنانے کے لیے ایک گمنام شخص کا انتخاب کرلیا۔ (شہرت بعد میں نصیب ہوئی) جن کا نام مولانا غلام محمد وستانوی ہے۔ اس طرح اس پورے علاقے میں تعلیم کی نمایاں اشاعت اور علمِ دین کو فروغ دینے کا ''قرعۂ فال'' انہیں کے نام نکلا، قدرت کی نگاہ میں ان کے اندر یقیناً کچھ خوبیاں رہی ہوں گی اور اگر نہ بھی رہی ہوں تو بارگاہ لایزال سے اوصاف وکمالات ملنے میں دیر نہیں لگتی۔ اب رہ گیا یہ سوال کہ انہیں کو اِس کام کے لیے کیوں منتخب کیا گیا۔ اس کا جواب کسی بھی دانشور کے پاس نہیں ہے، یہ باتیں خدا کی مشیّت وارادہ سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کے کسی فعل میں کسی کا دخل نہیں اور نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج ہے۔

کیا ان کا انتخاب اس لیے کیا گیا کہ وہ عالمِ دین تھے؟ کیا اس لیے کہ وہ ثروت مند تھے؟ کیا اس لیے کہ وہ وسیع تعلقات اور اثر ورسوخ والے آدمی تھے؟ کیا اس لیے کہ وہ بہت زیادہ جسمانی اور دماغی طاقتوں سے بہرہ ور تھے۔ کیا اس لیے کہ وہ کسی نامی گرامی خاندان کے چشم وچراغ تھے؟ کیا اس لیے کہ ان کے پاس بڑی بڑی علمی اسناد تھیں؟ کیا اس لیے کہ وہ بزرگانِ دین سے محبت رکھتے تھے اور کسی مرشد کامل سے بیعت بھی ہو چکے تھے۔

نہیں نہیں! ان میں سے کسی وصف کے لحاظ سے وہ فرد فرید نہیں تھے۔ ہزاروں دولت مند لوگ ہزاروں مشہور ومعروف شخصیتیں، ہزاروں قوی وذہین افراد، ہزاروں صاحبان حسب ونسب، سینکڑوں بڑی بڑی علمی اسنا رکھنے والے، بڑے بڑے سینکڑوں مصنفین ومؤلفین، خطباء وائمہ، مبلغین وواعظین، سجادہ نشینانِ ذیشان اور اہل اللہ سے تعلق

رکھنے والے ہندوستان کی سرزمین پر موجود تھے۔لیکن ان میں سے کسی اور کا انتخاب سوائے مولانا وستانوی کے نہیں کیا گیا، یہ سب قدرت کے رازہائے سربستہ ہیں جن کی تہہ تک آج تک عقل انسانی کی رسائی نہیں ہوسکی یہ صرف مالک الملک کی ذرّہ نوازی ہے کہ وہ اپنی قدرتِ کاملہ اور اختیارِ مطلق کی بنیاد پر بڑوں بڑوں کو چھوڑ کر حقیر و بے مایہ اور کمتر و کہتر انسان سے دین کا کام لے لے اور وہ ہمیشہ لیتا رہا ہے۔اس میں کسی کی اجارہ داری نہیں، رب دو جہاں کی ذات ہی سب کچھ ہے۔وہ قادرِ مطلق ہے جس سے چاہتا ہے کام لے لیتا ہے۔ اس میں کسی کی اجارہ داری نہیں، رب دو جہاں کی ذات ہی سب کچھ ہے۔وہ قادرِ مطلق ہے جس سے چاہتا ہے کام لے لیتا ہے۔ یہاں ایک نکتہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ دینی، تعلیمی، ملّی اور تبلیغی کاموں میں صلاحیت، لیاقت اور بڑی بڑی ڈگریوں اور اسناد کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، تھوڑی واقفیت رکھنے والے اور معمول سوجھ والے سے بھی بشرطیکہ اس میں صلاحیت پیدا کرنے کی طاقت ہو، کارہائے نمایاں کرالیے جاتے ہیں۔اِس کو یوں سمجھنا آسان ہے کہ دین کی راہوں میں جادہ پیمائی کے لیے اہلیت شرط نہیں ہے۔بس خدائے عزوجل کی طرف سے انتخاب ہو جانا چاہیے پھر یقین کیجئے کہ بیڑا پار ہے۔ چناں چہ حق تعالیٰ کی حکیم وعلیم ذات نے اپنے علم وحکمت کی بنیاد پر مولانا غلام محمد وستانوی کو اکل کوا پہنچا دیا۔

## تعلیمی حالت کا جائزہ:

اکل کوا پہنچنے کے بعد جس چیز نے آپ کے قلب ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا وہ دیہاتوں کی تعلیمی پسماندگی تھی، آپ نے قریوں اور دیہاتوں کے مسلمانوں سے ملاقات کی، ان سے گفتگو کی، ان کو دیکھا بھالا، اور ان کی تعلیمی حالت کا جائزہ لیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگے۔

خدایا یہ کیسے مسلمان ہیں، ان کو اسلام کے کس خانے میں جگہ دی جائے، کیا مسلمان اسی طرح بے مقصد زندگی گزارتا ہے۔ان میں تعلیم نہیں اور دین سے ادنیٰ درجہ کا بھی تعلق نہیں ہے۔ نہ خدا اور رسول کے نام سے کوئی آشنائی ہے۔کلمہ نماز تک سے یہ لوگ ناواقف ہیں۔ پوری پوری بستی میں کوئی شخص بھی کسی زاوے سے مسلمان نظر نہیں آتا۔ چناں چہ خاندیس کے ہزاروں دیہاتوں کی تعلیمی فکر آپ کے دل و دماغ کا کانٹا بن گئی۔ ان باتوں کے پیش آپ کوشروع ہی سے یہ خیال دامن گیر ہوگیا کہ دیہاتوں کے مسلمانوں کے دینی وتعلیمی نظام کو پختہ کرنا ازبس ضروری ہے تا کہ ان کی جہالت دور ہو اور تعلیمی فقدان سے جوقومی اور ملی نقصان ہورہا ہے۔اس کا انھیں بھی اچھی طرح احساس ہوجائے اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوجائیں کہ آج دنیا میں جواربوں کی تعداد میں مسلمان ہیں ہم بھی انہیں کے افراد ہیں۔اور ہم کو بھی کم از کم تعلیم کے میدان میں نمایاں کردار ادا کر کے ان کی صف میں شامل ہوجانا چاہیے اور پھر ان کے دل میں اپنی نسلوں کو علم دین کے زیور سے آراستہ کرنے کا عزم صمیم پیدا ہو۔

مولانا نے دیکھا کہ اکل کوا کے اطراف میں ''ست پڑا'' پہاڑیوں کے دامن میں سینکڑوں سینکڑوں دیہات ہیں جہاں مسلمان بھی جنہیں ''تڑوی پٹھان'' کہا جاتا ہے، ابنائے وطن کے ساتھ خاصی تعداد میں آباد ہیں۔(ان کے علاوہ بھی کچھ دیگر مسلم برادریاں آباد ہیں) لیکن ان کی زندگی کے ہر زاویہ پر ہندو آدیباسیوں (خاندیس کی قدیم ترین ذات) کی چھاپ پڑ گئی ہے۔اور وہ پورے طور پر انہیں کے رنگ میں رنگ گئیں۔ان ساری بستیوں میں کوئی چھوٹا بڑا، امیر غریب، مرد وعورت شاید ہی کلمہ صحیح پڑھ سکتے ہوں، عین ممکن ہے کہ کلمہ کا بول بھی کبھی ان کے کان میں نہ پڑا ہو اور نہ کسی کی زبان سے صحیح یا غلط

نکلا ہو، وہ شاید یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد ہی آدمی مسلمان ہوتا ہے۔اس صورت حال کے پیش نظر اس امر کا سراغ لگانے کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی کہ بستی میں کون سا آدمی قرآن پڑھ سکتا ہے۔

## قرآن کی تعلیم سے محرومی ایک المیہ:

مولانا وستانوی کو دیہاتوں کے حالت زار کا مشاہدہ کرنے کے بعد یقین ہو گیا کہ دینی محرومی نے علاوہ معاشی طور پر بھی مسلمانوں میں بدحالی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ انہوں نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اس تقصیر کا انہیں ادراک بھی نہیں لیکن اس المیہ کے سبب جہاں ایک طرف وہ خود ہیں تو دوسری جانب ان سے زیادہ ہمارے علماء، مبلغین اور واعظین بھی ہیں جو بڑے بڑے شہروں میں پہنچ کر اپنی تقریر وتبلیغ کی محفلیں تو جماتے ہیں لیکن دیہات کے غریب اور جاہل مسلمانوں کی طرف نگاہ غلط انداز ڈالنا بھی گوارا نہیں کرتے ، اگر کبھی کسی کے دل میں یہ خیال آتا بھی ہے تو تن آسانی اور سہولت پسندی کے پیش نظر سفر اور قیام کی مشکلات کو بہانہ بنا کر اپنے دل کو جھوٹی تسلی دے لیتے ہیں، چناں چہ اس پورے علاقہ کو اس ''مرد غازی'' اور ''محسن خاندیس'' کا ممنون ہونا چاہئے۔جس نے نہ صرف مرض کی تشخیص کی بلکہ شافی علاج کی فکر میں بھی لگ گیا تا کہ قوم دینی اعتبار سے صحتمند ہو پھر اس کے معاشی حالات کا فیصلہ خدا کرے گا۔

# مدرسہ قائم کرنے کا عزم

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں مولانا وستانوی نے بزرگوں سے مشورہ اور دعائیں لینے کے بعد مصمم ارادہ کرلیا کہ یہاں ایک مدرسہ قائم کیا جائے جہاں قرآن کی تعلیم کے علاوہ عربی زبان اور اسلامی علوم وفنون کی تعلیم کا بہترین نظم ہو، ساتھ ہی صحیح اسلامی عقائد کی ترجمانی کا فریضہ بھی ادا ہو کیوں کہ اس کے بغیر دین میں جو خرافات داخل ہو گئے ہیں ان کی بیخ کنی نہیں ہوسکتی، چناں چہ پہلے قرب وجوار کے دیہاتوں میں سات مکاتب کا اجراء کیا گیا۔ مکاتب کے اساتذہ کی تنخواہ کا بار پانولی کے جناب حافظ ابراہیم صاحب نے اپنے ذمہ لے لیا اور سابقین اولین میں خدا کے یہاں اپنا نام لکھوالیا۔ بس یہی سات مکاتب اکل کوا میں ایک عظیم جامعہ کے قیام وتعمیر کا پیش خیمہ اور نقطہ آغاز ثابت ہوئے۔

اس کے دوسرے سال ''مکرانی پھلی'' کی مسجد میں حفظ قرآن اور دینیات کی تعلیم کے لیے مدرسہ قائم کیا گیا جو آج جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے نام سے مشہور و متعارف ہو چکا ہے، ایک سال بعد جب بچوں کی تعداد میں روز افزاں اضافہ ہونے لگا تو ایک ہال بنوایا گیا اور چند کمروں کی تعمیر عمل میں آئی یہی کمرے درسگاہ اور قیام گاہ کا کام دیتے تھے۔ جس طرح مدرسہ میں بچوں کی تعداد بڑھتی گئی اس طرح مکاتب کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا چناں چہ مدرسہ کو لمبے چوڑے میدان میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا گیا۔

جب خدا کسی بندے کے عمل کو مقبولیت عطا کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے آگے بڑھنے میں تاخیر نہیں ہوتی اور رکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی اور راستے نکلتے چلے جاتے

ہیں چناں چہ یہ ایک عجوبہ سے کم نہیں کہ سال دو سال میں اس مدرسہ کی شہرت آسمان سے باتیں کرنے لگی اور عقل اس کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ کس طرح آنا فانا اس کی روشنی اور مہک اقصائے ہند میں پھیلی کہ اس میں مہاراشٹر کے علاوہ کشمیر، گجرات، راجستھان، ایم پی، بہار، آندھراپردیش اور یوپی تک کے طلبہ پہنچنے اور فیضیاب ہونے لگے۔

## مدرسہ کا خاکہ پہلے بہت چھوٹا تھا:

جس وقت مولانا وستانوی اوران کے رفقاء نے محلّہ مکرانی پھلی میں مدرسہ قائم کیا تھا ان کے خوابِ وخیال میں بھی نہیں تھا کہ یہ مدرسہ ایک دن عظیم جامعہ کی شکل اختیار کر لے گا اوراس کی نہریں دور دور تک رواں دواں ہوں گی اور یہ ایک ایسا قمقمہ ثابت ہوگا جس سے نکلنے والی شعاعیں حدِ نگاہ سے کہیں زیادہ آگے تک پہنچ جائیں گی۔ کچھ لوگ شعاعوں سے فائدہ اٹھائیں گے اور جیالے پروانے قناعت پسندی کی سرحدوں کو پار کر کے براہِ راست اکل کوا پہنچ کر قمقمے کے رخسار پر بوسہ زن ہوں گے، چناں چہ طلبہ کا ہجوم قیاس سے زیادہ بڑھنے لگا اور جگہ کی کمی کا شدت کے ساتھ احساس ہونے لگا۔ ساتھ ہی انتظام پر بھی قابو پانا ضروری تھا۔ ابتدا میں مولانا وستانوی نے مدرسہ کے انتظام وانصرام اور تعلیم کی بالترتیب ذمہ داری مولانا محمد یعقوب صاحب اور آپ کے بڑے بھائی حافظ اسحاق صاحب کے سپرد کی، حافظ صاحب اپنی تمام تر ذہنی وجسمانی توانائیوں کے ساتھ طلبہ کی تعلیم میں منہمک ہوگئے اور نظامت کے فرائض مولانا یعقوب صاحب خان پوری انجام دینے لگے۔ یہ دونوں حضرات جامعہ کے وہ بنیادی پتھر ہیں جن کی خدمات کو زمانہ فراموش نہیں کر سکتا ہے اور انصاف شعار تذکرہ نگار کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ حضرت مولانا یعقوب صاحب اب داغ مفارقت دے کر اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اور حافظ اسحاق صاحب

وستانوی نائب رئیس جامعہ منصب پر فائز اپنی خدمات سے جامعہ کو ابھی بھی سرفراز کیے ہوئے ہیں، اِن دونوں حضرات کو الگ کر کے اگر سوچا جائے تو جامعہ کا تصور ناممکن رہے گا۔

(۱) الحاج جناب حافظ محمد اسحٰق صاحب مدظلہٗ: آپ جامعہ کے نائب رئیس، شعبۂ تحفیظ القرآن کے صدر، حضرت رئیس الجامعہ کے بڑے بھائی، اور بارعب شخص ہیں، آپ کی ولادت سورت کے مشہور قصبہ ''کوساڑی'' میں ماہ جون ۱۹۴۸ء میں ہوئی، آپ کی ابتدائی تعلیم ہتھورن ضلع سورت میں ہوئی، آپ نے قرآن کریم ناظرہ جناب حافظ احمد صاحب ہتھورن کے پاس پڑھا، ناظرہ مکمل کرنے کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن مَرگُوا نُ ٹیکرا، سورت (جھاپا بازار کے پاس) میں جناب قاری محمد نور گت ترکیسوری کے پاس حفظ شروع کیا، اور حفظ کی تکمیل ۱۹۶۳ء میں جناب حافظ علی حسن صاحب مدظلہ کے پاس کوساڑی میں کیا، حفظ کی تکمیل کے بعد تدریس میں لگ گئے، مختلف مقامات پر آپ نے درس دیا جس میں کاٹھیاوار، مہسانہ، پالی تانہ بھاؤنگر، اکل کوا وغیرہ شامل ہے، جامعہ اکل کوا کے سب سے پہلے استاذ ہونے کا شرف آپ کو حاصل ہے، آپ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ سے ہے، ۱۹۹۰ء میں آپ ان سے بیعت ہوئے، جب سے ان کے بتائے ہوئے اوراد وظائف پر پابندی کے ساتھ عامل ہیں، حضرت باندویؒ سے بھی آپ کے اچھے مراسم تھے، جامعہ کی تعمیر و ترقی اور پروان چڑھانے میں آپ کا زبردست ہاتھ ہے اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے۔ آمین!

(۲) الحاج حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب خانپوریؒ: آپ جامعہ کے اساسی ممبر، جامعہ کے سابق ناظم مکاتب وناظم تعمیرات، بڑے ملنسار وغمخوار، اکل کوا کے مسلم اور غیر مسلم دونوں قوموں میں نہایت مقبول، اور ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے، آپ

یکم جون ۱۹۵۲ء میں خانپور ضلع بھروچ ( گجرات ) میں پیدا ہوئے، ابھی آپ کی عمر چھ سال کی تھی کے والدہ محترمہ انتقال کر گئیں، اور جب ۷/ برس کے ہوئے، تو والدِ محترم بھی اللہ کو پیارے ہو گئے سات سال کی قلیل مدت میں دونوں ہی کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے، پھوپھی کی پرورش میں تین چار سال آچھن (ضلع بھروچ) جو آپ کی پھوپھی کا گاؤ ں ہے وہاں رہے، سن شعور کو پہنچے تو خانپور تشریف لائے، اور اپنے چچیرے بھائی مرحوم ابراہیم علی کی پرورش و پرداخت میں رہ کر تعلیمی سفر شروع کیا، گجرات کے مشہور و معروف مدرسہ فلاح دارین ترکیسر میں داخل ہوئے، اور عربی سوم تک کا کورس مکمل کیا اس کے بعد دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ میں داخل ہوئے، اور مشکوٰۃ تک کی تعلیم وہاں مکمل کی، دورہ حدیث کے لیے دارالعلوم وڈالی بناس کانٹھا ( گجرات ) تشریف لے گئے اور وہیں سے ۱۹۷۴ء میں فارغ ہوئے، فراغت کے بعد درس وتدریس کے لیے جگہ کی تلاش میں تھے کہ آپ کے ہم سبق اور ہم مزاج حضرت مولانا عبدالحمید صاحب مدظلہٗ۔ (امام جامع مسجد اکل کوا) کے ایماء پر آپ کا تقرر مکرانی پھلی محلّہ کی مسجد میں بحیثیت امام ہوا، اور آپ امامت کے فرائض انجام دینے لگے، اسی درمیان جامعہ کا قیامِ عمل میں آیا، آپ بھی اس کی آبیاری میں لگ گئے، اور اپنی پوری زندگی جامعہ کی تعمیر و ترقی کے لیے وقف کر دیا، آپ حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے ۱۹۹۰ء میں ڈابھیل جا کر بیعت ہوئے اور ان کے بتائے ہوئے معمولات پر ہمیشہ کاربند رہے، زندگی کی ۵۱/ بہاریں دیکھ چکے تھے کہ بیماری نے آپ کو جکڑ لیا، بغرض علاج بڑودہ تشریف لے گئے، وہیں بتاریخ ۱۷/ جولائی ۲۰۰۲ء کو اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے، آپ کا جسد خاکی بڑودہ سے اکل کوا لایا گیا، اور آپ مکرانی پھلی محلّہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

## حضرت وستانوی کنتھاریہ سے اکل کوا آگئے:

دو سال کی قلیل مدت میں حافظ اسحٰق صاحب کی تدریس اور مولانا یعقوب صاحب کی نظامت میں طلبہ کے غیر معمولی ہجوم کے باعث انتظام میں دشواریاں ہونے لگیں۔ اس اثناء میں مولانا وستانوی دارالعلوم کنتھاریہ میں تدریس خدمت پر مامور تھے لیکن جامعہ کو کبھی دل کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رکھتے تھے۔ اور وائرلیس کے نظام کے طور پر نگرانی بھی کرتے تھے۔ لیکن کب تک؟ آخر کار کاموں کی زیادتی سے مذکورہ دونوں اصحاب کو محسوس ہونے لگا کہ اب مولانا کو اکل کوا سے دور نہیں رہنا چاہئے بلکہ یہیں مستقل قیام کر کے تمام کام اپنی براہ راست نگرانی میں اور زیر اہتمام کرنا چاہیے تاکہ تعلیم وغیرہ کا نظم خاطر خواہ ہوسکے۔ بنابریں آپ نے کنتھاریہ کو سلام کیا اور اللہ کا نام لے کر مستقل قیام کے ارادہ سے اکل کوا تشریف لائے اور اپنے فرائض میں مشغول ہو گئے پھر بھی مکان کی تنگی اور مکینوں کی زیادتی سے آپ بھی فکر مند رہنے لگے اور وسیع وعریض جگہ پر جامعہ کی تعمیر کا خیال آپ کے قلب وضمیر کا ہمہ وقتی وظیفہ بن گیا۔ اور آپ شب وروز ذہنی طور پر تعمیر کا خاکہ بنانے اور خیالوں میں ہی نئی عمارتیں تعمیر کرنے لگے درسگاہیں یوں بنائی جائیں گی۔ عبادت خانہ ایسا تعمیر ہوگا، دارالاقامہ کی عمارت اس قسم کی ہوگی، مدرسین کے کوارٹر اِس طرز کے ہوں گے وغیرہ۔ اسے خوش نصیبی کہئے کہ مشیت ایزدی سے ان تمام کاموں کی تکمیل ہونی تھی اور آپ کی محنت ومشقت، عمل وحرکت اور بے انتہا مساعی کے نتیجہ کے طور پر ہونی تھی۔ اس لیے یہ محض شیخ چلی کا خواب نہیں تھا جہاں صرف خیالی پلاؤ پکائے جاتے ہیں۔ اور عمل کے میدان میں ہاتھ پاؤں کو جنبش بھی نہیں دی جاتی۔

## وہ کہاں کہاں سے گذر گیا:

مولانا وستانوی نے اپنے منصوبوں کی عملی تشکیل کے لیے سب سے پہلے بزرگان دین اور مشائخ کبار کی خدمتوں میں حاضر ہو کر یا بذریعہ خطوط مشورے کئے، ان کی دعائیں لیں اور خود بھی استخارے کئے اور جب دل کو مکمل انشراح واطمینان ہو گیا تو جامعہ کی داغ بیل ڈالنے کا پختہ عزم کر لیا۔ ان بزرگوں میں سب سے پہلا بابرکت اور اہم ترین نام مصلح امت حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے۔ آپ روزِ اول سے آج تک ادارہ پر اپنی نگاہِ خاص اور توجہات رکھتے ہیں اور اپنی دعاؤں میں کبھی اس کو فراموش نہیں کرتے۔ چناں چہ لوگ ان کی دعاؤں کی مقبولیت کے اثرات و ثمرات آج اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھتے اور پھر ادارہ کی ترقی واستحکام پر نگاہیں ڈال کر حیرت واستعجاب کی تصویر بن جاتے ہیں۔ یہ عند اللہ خصوصی مقبولیت ہی کا ثمرہ ہے ورنہ اتنی تھوڑی مدّت میں عام ادارہ باوجود مسلسل کوشش کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو پاتے۔

علاوہ ازیں جن بزرگوں سے آپ عقیدت ومحبت یا اپنی اصلاح کا تعلق رکھتے ہیں یا جن کی شاگردی میں رہنے اور تربیت پانے کا آپ کو شرف حاصل ہے ان کو بھی آپ نے اس قائم ہونے والے ادارہ کی طرح دُعاؤں کی خاطر خاص طور سے متوجہ کیا۔ انہوں نے بھی دعا کی اور کر رہے ہیں۔ اور جامعہ کو محبت کی نظر سے دیکھتے اور بارہا تشریف لا کر اس کو عزت بخشتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کے اسمائے گرامی مندرجۂ ذیل ہیں:

مولانا اسماعیل صاحب منوبری، مولانا علی یوسف صاحب کاویؒ، مولانا اجمیریؒ، مولانا عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ، مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی، مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ، مولانا شیخ یونس صاحب جونپوری اور مولانا ذوالفقار احمد صاحب وغیرہ۔

جب ان مقبول ترین بندوں کے ذریعہ خدا سے تعلق استوار ہو گیا تو **وابتغوا من فضل اللہ** پر عمل کرتے ہوئے آپ نے وسائل کی فراہمی کے لیے ہند و بیرون ہند کے اسفار کیئے۔رب العزت کا کرم ہے کہ جہاں کہیں انہوں نے اپنے عزم کا اظہار کیا لوگوں نے ان کی باتیں بہ گوش ہوش سنیں اور ہر طرح کے تعاون کے لیے آنا فانا تیار ہو گئے جس سے آپ کے حوصلوں کو توانائی ملی۔اس طرح ان کا پورا وجود خدا کے فضل و کرم کا وظیفہ پڑھتے ہوئے زبان حال سے گویا ہوا ؎

زندگانی کے سفر میں مجھے تنہا نہ سمجھ    میں جو نکلا تو ہزاروں نے مرا ساتھ دیا

انہیں ایسے لوگوں کی مخلصانہ تلاش تھی جس میں وہ سو فیصد کامیاب رہے جو نہ صرف ایک دو دن یا برس دو برس بلکہ تاحیات مدرسہ کا تعاون کرتے ہیں۔اور ہر قدم پر آپ کا ساتھ اور اپنے صائب مشورے سے نوازتے بھی رہیں۔اس کام کے لیے انہوں نے نہ جانے کن کن شہروں اور ملکوں کی خاک چھانی کن کن لوگوں کے سامنے تعاون کے لیے دست سوال دراز کیا اور کسے معلوم کہاں کہاں جھولی پھیلائی۔کبھی کبھی آپ بڑے دلنواز انداز میں کہتے ہیں کہ ''بھائی میں تو سب سے بڑا فقیر ہوں،لوگ تھوڑی بھیک پر قناعت کر لیتے ہیں اور میں وہ سائل ہوں جو ہمیشہ مانگتا ہی رہتا ہوں''۔

انہیں دنیا کے عظیم المرتبت انسانوں کی تلاش نہیں تھی وہ خلوص و محبت سے بھرے ہوئے دل والوں کی تلاش میں سرگرداں رہے۔اور اس سلسلے میں کہاں کہاں گھومے پھرے اس کی تفصیل وہی جانیں،ان کے دل آواز آج بھی اگر کچھ ہے تو یہی ہے ؎

جو کہ میرے ہاتھ کو تھام لیں جو محبتوں سے ہی کام لیں
انہیں مخلصوں کی تلاش میں میں کہاں کہاں سے گزر گیا

## اک اہلِ خیر کا ذکرِ جمیل باقی ہے:

ہم نے جامعہ کی بہت سے مخلصین ومحبین اور علماء واکابر کی طرف اشارہ کیا ہے، لیکن یہ تذکرہ تشنہ اور ادھوری رہ جائے گا اگر ایک ثروت مند، مخیرّ، حاتم دل اور مرد فیاض کا ذکر نہ کیا جائے جو مولانا وستانوی پر حد درجہ اعتماد کرتے ہیں اور جامعہ کے تعاون میں سراپا فیض وکرم اور جود وسخا بنے رہتے ہیں نیز اس کے اور اس کی اقامتی شاخوں کے تقریباً تمام پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں۔

اس شخصیت کا نام حاجی ابراہیم دادا ہے جو سورت میں رہتے ہیں۔اور مختلف تجارتوں سے وابستہ ہیں ان کو فیاضی اور سخاوت کے سلسلے میں ہندوستان گیر شہرت حاصل ہو چکی ہے۔راقم نے دو ایکبار انہیں دیکھا اور مل چکا ہے لیکن ان سے دوستی کا رشتہ قائم نہیں ہے اگر چہ ان کی ذات گرامی سے پوری واقفیت حاصل ہے۔

میں نے بار ہا اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ دفتر اہتمام میں کچھ لوگ جو مسجد کی تعمیر، یا مدرسہ کے تعاون کے لیے یا کوئی اور مالی غرض لے کر آئے تو مولانا وستانوی نے فرمایا کہ ''بھائی فی الوقت میں آپ کی حاجت روائی سے اپنے کو معذور پاتا ہوں۔ بہر حال یہ رقعہ لے کر حاجی ابراہیم دادا کے یہاں سورت چلے جایئے۔ انشاء اللہ کام ہو جائے گا''۔ چناں چہ وہ لوگ وہاں جاتے ہیں اور بامراد واپس ہوتے ہیں۔

خدا ہی کو معلوم ہے کہ یتیموں، بیواؤں اور معذوروں کی کس قدر وہ امداد کرتے ہیں اور غرباء ومساکین کی لڑکیوں کی شادی میں اخلاقی اور مالی طور پر وہ کتنا ہاتھ بٹاتے ہیں۔آپ اپنے بنوائے ہوئے اسپتال میں غریبوں کے علاج کا اچھا انتظام کرا دیتے ہیں۔ بہت سارے مدارس ومکاتب کے عمومی تعاون کے علاوہ کچھ مدارس کے طلبہ کے لیے

ہزاروں میٹر نئے کپڑے ہر سال بھیج دیتے ہیں، ان کے گھر سے نکلنے والی رقوم کی نہریں کہاں کہاں تک پہنچتی ہیں اس کو پوری طرح کون جان سکتا ہے؟ بہر حال اس میں شک نہیں کہ وہ ہر سمت بہتی ہیں۔ اور سیرابی کا سامان کرتی چلی جاتی ہیں۔

یہاں ایک واقعہ کا ذکر دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔

جامعہ اکل کوا میں تدریس کے دوران ایک بار خیال ہوا کہ ڈابھیل جا کر وہاں کے مشہور ادارہ جامعہ تعلیم الدین کی زیارت کرنی چاہیے جہاں کسی وقت دیو بند کے جلیل القدر علماء کئی سال تک اپنے علمی سرمایہ سے خوشہ چینیوں کی جھولیاں بھرتے اور تشنگانِ علوم کو سیراب کرتے رہے۔ چناں چہ ایک دن اسی ارادہ سے نکل پڑا اور چار بجے شام کو سورت پہنچ گیا۔ اور صوفی باغ (سورت کے ایک مدرسہ کا نام) میں ٹھہر گیا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہاں سے ڈابھیل کچھ زیادہ دور نہیں ہے مگر ہمارا مشورہ ہے کہ آپ رات کو یہاں قیام کر لیں اور صبح چلے جائیں۔ اچانک ذہن حاجی ابراہیم دادا کی طرف منتقل ہو گیا کہ وہ اسی شہر میں رہتے ہیں ان سے مل لینا چاہیے۔ چناں چہ مدرسہ کے ایک لڑکے کو لے کر ان کے یہاں آفس پہنچا جہاں ایک لحیم شحیم گورے چٹے آدمی بہترین لباس پہنے کرسی پر بیٹھے تھے۔ دِل نے کہا کہ یہی ابراہیم حاجی صاحب ہوں گے۔ کیسی شان اور آن بان والے بارعب آدمی ہیں اور ہونا بھی چاہیے۔ ایک دوسرے صاحب دوسری کرسی پر اپنے سامنے ایک بڑا سا رجسٹر کھولے بیٹھے تھے۔ غالبًا وہ دفتر کے منشی تھے۔ کنارے لمبی لمبی تپائیاں تھیں جن پر ضرورت مند حضرات بیٹھے ہوئے تھے، ہر شخص سے وہی کرسی والے پُر وقار آدمی اس کی ضرورت کو دریافت کرتے اور اس کی حاجت روائی کر کے یا مناسب جواب دے کر رخصت کر دیتے اگر رقم دیتے تو منشی رجسٹر میں اس کا اندراج کر لیتا۔ میں ایک کنارے

بیٹھا ہوا تھا، آخر میں مجھ سے پوچھا کہ مولانا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا اکل کوا سے، کہا لائیے رقعہ، میں نے پوچھا کیسا رقعہ؟ کہا آپ مولانا وستانوی کے پاس سے کوئی رقعہ لے کر آئے ہیں نا۔ میں نے کہا بالکل نہیں، پوچھا پھر کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا سنئے۔

''میں جامعہ اکل کوا میں استاذ ہوں اور دفتر اہتمام میں اکثر موجود رہتا ہوں، بہت سے لوگوں کو مولانا وستانوی صاحب آپ کا نام لے کر آپ کے پاس بھیج دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ وہاں آپ کا کام انشاء اللہ ہو جائے گا''۔ میں نے مزید کہا ''میں ہمیشہ سوچا کرتا تھا کہ آخر یہ کون صاحب ہیں۔ آج ڈابھیل کے مدرسہ میں جانے کے ارادے سے نکلا ہوں تو خیال ہوا کہ حاجی ابراہیم دادا کو دیکھ لوں اور ملاقات کرلوں اس کے سوا کوئی غرض نہیں۔

میری باتیں سننے کے بعد میری بغل میں ایک آدمی جن کی عمر ساٹھ ۶۵ رسال کی ہوگی اور دبلے پتلے سیدھے سادھے سفید کرتا پامہ اور دوپلّی ٹوپی ہوئے بیٹھے تھے۔ ہنس کر مجھ سے کہنے لگے کہ ''وہ میرا چھوٹا بھائی ہے آپ کی طرح بہت سے نئے لوگ اسی کو حاجی ابراہیم سمجھ بیٹھتے ہیں۔'' پھر بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ''معاف کیجئے گا، بہت کم لوگ ہی ایسے ہوں گے جو بے ضرورت محض ملنے کے لیے آتے ہیں۔ یہ آپ کی محبت ہے جس سے ہم بے انتہا مسرت ہے''۔ اتنے میں عصر کی اذان ہوگئی۔ چند قدم کے فاصلے پر مسجد تھی، ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ملائے مسجد میں گئے اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد پھر دفتر لے گئے۔ اور پُر تکلف چائے اور ناشتے سے تواضع کی۔ خدا انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس دن بہت اچھی طرح میری سمجھ میں آ گیا کہ آدمی لباس، پوشاک اور شوقِ خودنمائی سے بڑا نہیں ہوتا، بل کہ اپنی خوبیوں، اوصاف وکمالات اور اعمال وکردار سے بڑا ہوتا ہے۔

## مزید دواشخاص کا ذکرِ خیر:

دفترِ اہتمام میں ہی دومزید آدمیوں کا ذکرِ خیر سننے کوملا کرتا تھا یعنی

(۱) **قلندر سیٹھ**: یہ اورنگ آباد کے رہنے والے ہیں۔اہلِ ثروت ہوتے ہوئے بھی دل میں بڑائی کا کوئی جذبہ نہیں رکھتے اور مقبول شخصیت کے مالک ہیں۔آنکھوں سے بلا کی ذہانت ٹپکتی ہے۔ بڑے متحرک وفعال خوش مزاج اور زندہ دل آدمی ہیں۔زبردست آرکیٹیکٹ Archited اور ماہر تعمیرات ہیں۔پورے مراٹھواڑہ اور آس پاس کے علاقوں میں اکل کوا کے توسط سے جتنی مدارس ومساجد کی تعمیر ہوتی ہے وہ انہیں کی زیرِ نگرانی ہوتی ہے، اس کے علاوہ بھی ان کے پاس کتنی عمارتوں کے ٹھیکے آتے ہیں۔اس کا علم انہیں کو ہے۔ان کی بنوائی ہوئی عمارتوں میں سادگی کے ساتھ نفاست قابلِ دیدی ہوتی ہے۔ مضبوطی، حسن وجمال اور سادگی وپُرکاری ان کی تعمیرات کا طرّہٴ امتیاز ہیں۔آپ مولانا وستانوی کے بے انتہا معتمد اور معتبر آدمی ہیں۔دینی، تعلیمی اور رفاہی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔خدا آپ کوتادیر سلامت رکھے۔

(۱) **موسیٰ جی**: آپ نواپور ضلع دھولیہ کے رہنے والے اور تجارت پیشہ انسان ہیں، دینداری میں اپنی مثال آپ ہیں۔تبلیغی کاموں سے بڑا شغف رکھتے ہیں۔خوش اخلاق اور مہمان نواز ہیں۔راقم الحروف سے کئی بار نواپور میں ملاقات ہو چکی ہے اور ہر مرتبہ ان کی مہمان نوازی کا نقش پہلے سے زیادہ دل پر گہرا ہوا ہے۔

مولانا وستانوی اور وہ اکثر فون پر بات چیت کرتے ہیں اور خود مولانا کہیں جاتے ہیں تو اپنے پروگراموں کی اطلاع انہیں دے دیتے ہیں۔بیرونِ ہند سے بھی اپنی خیریت کی اطلاع اور پروگرام کے بارے میں ان کو آگاہ رکھتے ہیں۔مولانا کی سرگرمیوں

اور سفر وغیرہ کے متعلق لوگ ان سے بھی رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ان کی صحت وعافیت کے لیے دعائے خیر۔

ان کے علاوہ مولانا کے حلقۂ احباب میں ہند و بیرونِ ہند میں کتنے لوگ ہیں اس کا صحیح علم انہیں کو ہے۔ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ ان کے تعلقات کی دنیا بہت وسیع ہے، بل کہ یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ وہ ایک بین الاقوامی شخصیت بن چکے ہیں۔

## جامعہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کا منظر

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ ’’مکرانی پھلی‘‘ کی درسگاہوں اور قیام گاہوں میں جگہ کی قلت اور طلبہ کی کثرت نے مولانا وستانوی کو مجبور کیا کہ اب اصل موقوفہ زمین پر جامعہ کی تعمیر کی جائے اور جلد از جلد اس کا سنگِ بنیاد رکھ کر منزل تک پہنچنے کی سعی کی جائے، اس کام کے لیے پہلے انہوں نے اولین درسگاہ کی عمارت اور عبادت خانہ (مسجد کی تعمیر کا ذکر آگے آئے گا) بنانے کا منصوبہ بنایا، چناں چہ مصلحِ وقت حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مبارک ہاتھوں سے جمعہ کے دن ان دونوں عمارتوں کا سنگِ بنیاد رکھا، اور دل کی گہرائیوں سے دعا کی۔ یہی وہ عمارتیں ہیں جو عظیم تر جامعہ کی تعمیر کا نقطۂ آغاز ثابت ہوئیں۔ جہاں سے اس کی تعمیری و تعلیمی رفتار میں کمی تو دور کی بات ہے سُستی بھی نہیں آئی۔اور کسی میدان میں یہ جمود و تعطّل کا شکار نہیں ہوا۔

اس مبارک موقع پر گجرات کے علمائے کرام اور مشائخ کے اکھٹے ہونے کا کچھ عجیب ہی ایمان پرور منظر تھا۔ یہ لوگ حضرت باندوی کی زیارت کا شوقِ فراواں دل میں لے کر اور سنگِ بنیاد میں شرکت کا فریضہ ادا کر کے عاشقانِ جامعہ کی فہرست میں اپنا نام

لکھوانا چاہتے تھے۔ گویا سب کے دلوں میں ایک عظیم جامعہ کی تعمیر کا جو خواب تھا اس کے شرمندۂ تعبیر ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ دیگر علماء کے ساتھ حضرت باندوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے جب علوم نبویہ کی تعلیم کے مقدس مقصد کے لیے اس زمین پر قدم رکھا تو اس کی قسمت کا ستارا جگمگا اٹھا کیوں کہ یہیں سے علوم وفنون کے گل ولالہ اُگنے کا غیب سے فیصلہ ہو گیا تھا۔ ہر خطّۂ زمین کا ایسا مقدر کہاں؟ بہت سے علمائے کرام نے لوگوں سے علم اور تعلیمِ قرآن کے فضائل کے عنوان پر خطاب کیا۔

اس موقع پر پاکستان کے مشہور عالمِ دین مولانا عبدالمجید ندیم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی خاص طور پر تشریف آوری ہوئی تھی۔ آپ عالم، فاضل اور سحر البیان خطیب اور مقرر ہیں۔ آپ کی تقریریں سماں باندھ دیتی ہیں، سامعین ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں اور ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کے مصداق آپ کی باتوں، مثالوں اور اندازِ بیاں سے کوئی سنگ دل بھی متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، کیوں کہ آپ سچی باتوں اور ٹھوس حقائق کے ذریعہ دل کی دنیا کو بدل دینے کا گُر جانتے ہیں۔ چناں چہ اس مبارک موقع پر آپ نے جو خطاب فرمایا اس کا حاصل کچھ اس طرح ہے:

**بعد الحمد و الصلاۃ!**

''میں جلیل القدر علمائے کرام اور بزرگانِ دین کے سامنے کسی طرح لب کشائی کا مستحق نہیں ہوں، یہی کیا کم ہے کہ اِس تاریخ ساز علمی و دینی اجتماع میں مجھے خدا کے فضل و کرم سے شمولیت کا موقع ملا، لوگ میرا شکریہ ادا کرتے ہیں حالاں کہ مجھے ان کا مشکور ہونا چاہیے کہ انہوں نے مجھے اس محفل میں شرکت کا موقع دیا اور اصرار و شوق سے مدعو کیا۔

بادشاہ پر یہ احسان رکھنا کہ ہم اس کی خدمت کرتے ہیں حماقت کی بات ہے۔ بل کہ ہمیں بادشاہ کا ممنون ہونا چاہیے کہ اس نے دربار میں بلا کر ہم کو خدمت کی بجا آوری کے لائق سمجھا''۔

اس کے بعد آپ نے قرآنِ کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی اور پوری تقریر اس کی روشنی میں مکمل کی...... رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ إِلَیْھِمْ وَ ارْزُقْھُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ۔

آپ نے فرمایا:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیوی بچے کو وادیٔ غیر ذی زرع میں چھوڑ دیا تھا۔ جس کو خدا نے گلستاں میں تبدیل کر کے جملہ اقسام کے پھلوں اور پھولوں سے بھر دیا۔ اس وقت اگر مکہ کی سرزمین کو آپ نے وادیٔ غیر ذی زرع کہا تو میں آج اِس خطّۂ ارضی کو جہاں ہم لوگ جمع ہیں وہی نام دیتا ہوں، کل تک یہاں ویرانوں کا ڈیرا تھا۔ یہاں خاموشیاں حکمرانی کر رہی تھیں، سکوت وجمود کے باعث ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ لیکن آج کا یہ اجتماع بہاروں کی آمد کا مژدۂ جانفزا سنا رہا ہے۔ یقیناً یہاں بہاریں آئیں گی۔ پھول کھلیں گے، اور اطراف واکناف کی فضائیں خوشبوؤں سے معطر ہوں گی۔ غیر آباد زمینوں میں ہی محنتِ دست و بازو سے پھول کھلانا کمال کی بات ہے۔ چمن میں ایک طفلِ ناداں بھی پھول کھلا سکتا ہے۔ آج یہاں جو علم کا پودا لگایا جا رہا ہے اس کی بار آوری کے لیے نیک اور صالح بندگانِ خدا پوری توجہ اور الحاح کے ساتھ دعا میں مصروف ہیں، جن کے اٹھے ہوئے ہاتھ ابرِ رحمت کو بلانے اور اتارنے کے لیے کافی ہیں۔ اس لیے ہمیں ذرا بھی مایوس

ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر ہماری نیتوں میں اخلاص ہے تو یہی ایک پودا وسیع وعریض گلشن بنے گا اور پھر گلشن سے گلشن اگتے اور چراغ سے چراغ ان شاء اللہ جلتے جائیں گے۔ تاریک راہوں میں روشنی پھیلے گی اور خاموش فضائیں قال اللہ اور قال الرسول کی البیلی صداؤں سے معمور ہوں گی۔

مولانا موصوف نے اپنی تقریر میں ایک عجیب نکتہ پیدا کرتے ہوئے جس کی طرف عام طور سے ذہن کی رسائی نہیں ہوتی۔ فرمایا:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وادئ غیر ذی زرع میں ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی تھی یعنی آپ ایسے مقام پر اپنی بیوی اور لختِ جگر کو اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے چھوڑ کر چلے گئے، جہاں زندگی کی سب سے اہم بنیادی ضرورت مفقود تھی یعنی وہاں پانی نہیں تھا۔ اور کہیں سے پانی نکلنے کی امید بھی نہیں تھی لیکن انہیں کے طفیل وہاں صرف ایک جگہ ہی پانی نکل سکا جہاں لختِ جگر حضرت اسماعیل نے پیاس سے تڑپ تڑپ کر ایڑیاں رگڑی تھیں اور جو''بیرِ زمزم'' کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ جس کا پانی ہزاروں گیلن نکلنے کے باوجود کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اور ان شاء اللہ تا قیامت ختم بھی نہیں ہوگا۔

اب اس واقعہ میں''دارالعلوم'' کا پہلو اس طرح نکلتا ہے کہ حضرت خلیل نے اس طرح دعا کی کہ خدایا میں چاہتا ہوں کہ میری نسلوں سے تیرا نام بھی بلند ہو اور اقامتِ صلوٰۃ کے ایمان افروز سلسلہ کی بنیاد پڑ جائے۔ اِس زاویۂ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو آپ نے بالیقین ایک مدرسہ اور ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی تھی۔ اور مزید یہ دعا بھی کی کہ لوگوں کے دلوں میں میرے پیارے بیٹے کی محبت بھر دے، کہ لوگ جوق در جوق اس کے یہاں حاضر ہوں''۔

چناں چہ اسی دعا کی مقبولیت کا ثمرہ ہے کہ آج اس سرزمین پر ہر سال اقصائے عالم سے کشاں کشاں اللہ کے نام لیوا اتنی تعداد میں پہنچتے ہیں جس کی مثال اقوامِ عالم کی کسی تقریب یا کسی بھی عبادت کے موقع پر نہیں ملتی۔ یہی ایک ٹھوس حقیقت اسلام کی صداقت پر ایسی روشن دلیل ہے جسے عقلِ سلیم رکھنے والے ہر فردِ بشر کو تسلیم کر لینی چاہیے۔آگے آپ نے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''حضرت خلیل نے اپنی دعا میں یہ بھی کہا کہ خدایا تو میرے اہل وعیال کو اثمار و فواکہ کا رزق عطا کر،اس سے یہ نکتہ بھی نکلتا ہے کہ جب خدائے عزّ وجل کے خزانے میں کوئی کمی نہیں تو ''کھیرے'' کا سوال کرنے کے بجائے ''ہیرے'' کی درخوست کیوں نہ کی جائے۔ چناں چہ حدیث میں آتا ہے کہ جب خدا سے جنت کی دعا مانگو تو جنت الفردوس مانگو، یقیناً حضرت خلیل کی اس دعا پر کائنات کو حیرانی ہوئی ہوگی کہ آپ بے آب وگیاہ صحرا میں خدا سے کیا مانگ رہے ہیں۔ جہاں پانی ہی بمشکل دستیاب ہوتا ہو وہاں پھل پھلاری کہاں سے پیدا ہوں گے۔لیکن اس پر حیرانی اُن لوگوں کو ہوگی جو خدا کی قدرتِ کاملہ سے نظریں ہٹا کر سوچنے کے عادی ہیں۔ وہ قادرِ مطلق ہے اس کے ایک ادنیٰ اشارے سے ہر عدم وجود میں تبدیل ہوسکتا ہے۔اُس وقت آبِ زمزم وجود میں آیا تھا۔اور آج دنیا بھر کے تروتازہ اور بہترین میوہ جات اسی سرزمین میں ہمہ وقت ہر موسم میں افراط کے ساتھ دستیاب ہیں۔حضرت خلیل کی دعا کے وقت صحرائے عرب بنجر اور ویرانہ تھا۔آج ہرا بھرا ہے۔ بہار بردوش اور گل بہ آغوش ہے۔ اب اس کو صحرا کا نام کیوں دیجیے؟ جو سرزمین ویرانی میں ضرب المثل تھی۔آج دنیا میں وہیں سے بہاروں کی تقسیم ہو رہی ہے۔آج ہم کو اپنے ''ماضی'' پر نگاہ ڈال کر ''حال'' کی تصویر میں رنگ بھرنا چاہیے''۔

# اکل کوا کے تاریخی حالات

اگر کوئی اکل کوا کے اجمالی یا تفصیلی حالات تاریخ کی کتابوں کے صفحات سے معلوم کرنے کی کوشش کرے تو اس کو بڑی مایوسی ہوگی۔ ہم نے اس کی بڑی کوشش کی۔ اہلِ علم سے دریافت کیا اور جو کتابیں سامنے تھیں ان کو بڑی تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ پڑھتے رہے۔ اور ڈھونڈتے رہے کہ کہیں کسی گوشے میں یہ نام مل جائے مگر کتابوں میں یہ ہمارے لیے عنقا ثابت ہوا اس لیے عمر رسیدہ اور معتبر لوگوں سے یہاں کے حالات معلوم کیے جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں، انہیں شنیدہ روایات کو بنیاد بنا کر اکل کوا کے بارے میں منتخب اور قابل اعتبار باتیں معرض تحریر میں لائی جا رہی ہیں اور ان کو نقل کرنے میں کافی احتیاط سے کام لیا جا رہا ہے کیوں کہ مستقبل کا تذکرہ نگار انہیں بنیاد بنائے گا اور ان کو مکمل صداقت واستناد کی صورت میں پیش کرے گا۔

## اکل کوا کی قدامت:

یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ یہ بستی ٹھیک اس زمانے میں آباد ہوئی ہے۔ جب سلطنتِ مغلیہ کا چراغ گل ہو رہا تھا۔ اور فرنگیوں کا نیّرِ اقبال وسطوت ہندوستان کے افق پر طلوع ہو رہا تھا۔ بل کہ اس کی کرنیں ہندوستان کے رخ پر پوری طرح پڑ چکی تھیں۔ بہت سے علاقوں میں ان کے قدم جم رہے تھے۔ اور اہم ترین خطوں پر وہ اپنی حکومت بھی قائم کر چکے تھے، اس طرح تقریباً دو سو برس پرانی یہ بستی ہے کیوں کہ کچھ معتبر

اور ثقہ لوگوں نے اس کے آباد ہونے کا سن ۱۸۰۱ء بتایا ہے۔اس وقت یہاں سات چھوٹے چھوٹے اسٹیٹ تھے جو انتظام کی سہولت کے لیے بنائے گئے تھے۔ اور ہر اسٹیٹ ایک جاگیردار کے حوالے کردیا جاتا تھا۔ جو حکومت کو اپنی وفاداری کے ثبوت کے ساتھ ہی زمین کا ٹیکس ادا کرتا تھا۔اور فارغ البالی کی زندگی گزارتا تھا۔ وہ ساتوں اس طرح ہیں۔

کاٹھی، گنتھا، رائے سنگ پور، سنک پور، نالا، سوجڑان، ساگ بارا۔

اکل کوا کا علاقہ کاٹھی اسٹیٹ میں آتا تھا، جس کا راجہ (جاگیردار) گمان سنگھ تھا۔

## وجہ تسمیہ:

یہ بات ہمیشہ سے عوام وخواص کی زبان پر ہے کہ یہاں ''آکُل'' کا ایک درخت تھا جو سایہ دار ہوتا تھا، اس کے پاس ہی ایک کنواں تھا، جہاں لوگ آرام کی غرض سے بیٹھا کرتے تھے۔کنوئیں کا پانی شیریں یا شور تھا۔اس کا پتہ نہیں لگ سکا۔ وہاں چند مکانات بھی تھے۔اور یہی اس وقت کی آبادی تھی جو ہر چہار طرف پھیل گئی۔ یہی دونوں الفاظ اس کے نام اس کے نام کا سبب قرار پائے۔ بتایا جاتا ہے کہ آکُل کے درخت میں پھل بھی لگتے ہیں جو بہت کڑوے ہوتے ہیں۔اور یہ مشہور ہے کہ اس کے کھانے سے مُنہ پھٹ جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

## مسلم برادریاں:

اکل کوا میں مسلمانوں کی چار مشہور برادریاں ہیں۔مکرانی، انصاری، میمن، کھٹکی۔

**مکرانی:** یہاں کے مسلمان ۷۵رفیصد مکرانی ہیں جن کی نسل کے بڑھنے اور پھیلنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ مکران کا علاقہ جو ایران میں واقع ہے، وہاں شہسوار نامی ایک شخص تھے جو غالباً فوج میں ملازم تھے۔اور طبعًا بہت بہادر اور خوددار تھے۔ ساتھ ہی دین ودیانت کے خلاف کوئی کام برداشت نہیں کرتے تھے۔انہوں نے حکومتِ

وقت کے خلاف بغاوت کردی، جس کی پاداش میں حکومت نے ان کو ملک بدر کردیا۔ چناں
انہوں نے وہاں سے نکل کر راولپنڈی اور گجرات کے راستے سے اکل کوا پہنچ کر بالکل قریب
ہی کے ایک دیہات ''بوری کنواں'' میں قیام کیا۔ یہاں بھی آنے کے بعد انہوں نے
بغاوت کی کوشش کی لیکن بے سروسامانی کے باعث کامیاب نہیں ہوسکے۔ پھر اکل کوا میں
آ گئے اور سکونت اختیار کر لی۔ انہوں نے چار شادیاں کیں اس لیے ان کی اولاد میں بڑی
برکت ہوئی یہی سبب ہے کہ مسلمانوں میں آج تک اس خانوادہ کے افراد کی اکثریت
ہے۔ یہ لوگ آج بھی اپنے آپ کو مکرانی، ایرانی اور بلوچ کہتے ہیں لیکن زیادہ لوگ اپنے
نام کے ساتھ ''بلوچ'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور یہی لفظ سرکاری اور غیر سرکاری
کاغذات میں درج ہوتا ہے۔ یہ لوگ شکل وشبہات اور رنگ وروپ کے لحاظ سے خاندیس
کے قدیم کا باشندوں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔

یہاں سب سے پہلے مسلمانوں کا جو محلّہ آباد ہوا وہ ''مکرانی پھلی'' ہے یہیں مسجد
کے قریب ہی بائیں جانب مذکورہ شخص شہسوار صاحب کی قبر ہے اور اکل کوا کے قبرستان میں
سب سے پہلی قبر ''میران جمعدار مکرانی'' کی ہے۔

**انصاری:** کاٹھی کے راجہ گمان سنگھ نے دھولیہ سے انصاری برادری کے
لوگوں کو بلا کر اکل کوا میں بسایا، اس وقت وہ بیس گھر پر مشتمل تھے۔ اب ان کی تعداد تلاشِ
معاش میں منتشر ہو جانے کے سبب کم ہوگئی ہے۔ اس بات کا واضح ثبوت نہیں ملتا کہ آخر
اس کو ایسی کونسی عقیدت تھی جس کے سبب ان مسلمانوں کو بلا کر اپنے یہاں آباد کیا۔ اس کی
وجوہات مختلف ہوسکتی ہیں۔ سب سے بڑی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ اس برادری کے لوگوں میں
دینی اسپرٹ اور مذہبی حمیّت ہر زمانے میں زیادہ ہی رہی ہے۔ چناں چہ مالیگاؤں اور دھولیہ

میں جہاں یہ لوگ آباد ہیں دین سے ان کا والہانہ شغف صاف نظر آتا ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ مساجد کی تعمیر، دینی تعلیم اور حفظِ قرآن وغیرہ کے انتظامات میں پیش پیش رہتے ہیں۔

عین ممکن ہے کہ اسی سبب سے راجہ گمان سنگھ نے ان لوگوں کو بلالیا ہو، چناں چہ یہ امر بعید از قیاس نہیں ہے کہ اس نے اپنے تحفّظ کے پیشِ نظر پاسبانی کے فرائض پوری وفاداری سے ادا کرنے کے لیے انہیں اکل کوا میں بسنے کے لیے دعوت دی ہو کہ اچھے اور نیک مسلمان ہیں اور میرے ساتھ بیوفائی نہیں کریں گے۔ یہ لوگ نسلاً ''نواب بارہ بنکی'' یو پی کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد ہزاروں مسلمانوں کی طرح یہ لوگ بھی پہلے مالیگاؤں آئے اور پھر دھولیہ منتقل ہوکر بود وباش اختیار کرلی۔

**کھٹکی:** مسلمانوں کی یہ برادری مویشیوں اور ذبیحہ کے جانوروں کی خرید وفرخت کرتی ہے، ان لوگوں نے ۱۸۸۱ء میں آکر اکل کوا میں سکونت اختیار کی۔

**میمن:** ہندوستان بھر میں یہ برادری مشہور ہے اور بالعموم دینی اور فلاحی کاموں میں پیش پیش رہتی ہے۔ یہ لوگ ۱۹۴۰ء میں گجرات سے آکر آباد ہوئے، ان کی تعداد بہت کم ہے۔

**مساجد:** اکل کوا میں ۸؍مساجد ہیں، ۴؍اکل کوا میں اور تین مکرانی پھلی میں۔

## مسجد اکل کوا:

جناب عبدالرحمٰن انصاری ساکنِ اکل کوا کے قول کے مطابق قدیم ترین مسجد وہی ہے جو اکل کوا میں ہے۔ اور وہی جامع مسجد ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب یہاں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہوا تو لوگوں نے مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اور عوام سے چندہ اکٹھا

کیا گیا۔ کاٹھی کے راجہ گمان سنگھ نے بھی تعاون کے طور پر تعمیر مسجد کے لیے کچھ رقم دی، اور مسجد بن کر تیار ہوگئی۔ لیکن پہلی تعمیر کا سن پردۂ خفاء میں رہ گیا ہے۔ دوبارہ اس کی تعمیر ۱۹۳۵ء میں ہوئی، تعمیرِ نو کی ابتداء جناب عبدالجبار صاحب کے ہاتھوں ہوئی لیکن ان کے انتقال کے باعث ان کے لڑکے جناب علاؤالدین سیٹھ نے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ باپ بیٹے انصاری برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کی سہ بارہ تعمیر جامعہ اسلامیہ اکل کوا کے تعاون سے ۱۹۸۱ میں حسین طرز پر ہوئی اور مسجد کا ایک بالائی منزلہ بھی تعمیر ہوا اور پانی اور غسل ووضو کے تمام لوازمات کا سلیقہ سے انتظام کیا گیا۔

## مسجد مکرانی پھلی:

یہ مسجد مکرانی پھلی میں ہے اور یہاں کے قدیم باشندے جناب عبدالمجید جمعدار کے قول کے مطابق یہی قدیم ترین مسجد ہے لیکن اس کے بانیوں میں کون کون سے لوگ پیش پیش تھے اور کس سن میں اس کی تعمیر ہوئی ان باتوں کا مستند طور پر کوئی پتہ نہیں لگتا۔ البتہ اس کی دوبارہ تعمیر جناب دوست محمد اسماعیل نے ۱۹۲۷ء میں کرائی۔

**نوٹ:** ہمارے قیاس کے مطابق جب یہاں کی قدیم ترین آبادی مکرانیوں کے سبب سے بسی اور جس کے باعث اس محلّہ کا نام مکرانی پھلی پڑا غالباً یہیں کی مسجد قدیم تر ہوگی۔ واللہ اعلم!

## آج کا اکل کوا:

آج یہ ضلع نندوربار کا بہت چھوٹا تعلقہ ہے جس میں سوا سو سے زیادہ دیہات ہیں، پوری تحصیل معہ قریہ جات کی آبادی تقریباً دو لاکھ ہے جس میں ایک لاکھ کے لگ بھگ آدیباسی ہیں اور بقیہ اونچی ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

## اکل کوا کی ایک قابلِ ذکر شخصیت:

ساٹھ ستّر برس پہلے کی بات جب اکل کوا میں دینی تعلیم کے لیے دور تک کوئی ساز گار ماحول نہیں۔ اور نہ تعلیم کے نام سے کوئی شخص مانوس تھا کہ ایک صالح نوجوان دینی تعلیم کے حصول کے لیے گھر سے نکل پڑا۔ اور دہلی و دیوبند پہنچ کر علم سے مالا مال ہوا، اس بندۂ خدا کا نام حسنِ اتفاق سے غلام محمد ایرانی تھا۔ انہوں نے دیوبند سے فراغت حاصل کی تھی یا نہیں لیکن وہاں تعلیم ضرور حاصل کی تھی۔ آپ کے اساتذہ میں قابلِ ذکر نام علامہ مفتی کفایت اللہؒ اور مولانا حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ تحصیل علم کے بعد یہ آ کر مکرانی پھلی کی مسجد میں امامت کرنے اور بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے اور یہ سلسلہ بائیس سال تک جاری رہا (بعد میں یہاں علم دین کی تعلیم کے لیے بہت بڑی فانوس روشن کرنے کا سہرا ایک دوسرے ہمنام کے سر بندھا جن کو مصلحِ وقت شیخ اجل حضرت مولانا عبدالحلیم جونپوری دامت برکاتہم نے ''غلام محمد ثانی'' کا نام دیا۔

اِس کے بعد وہ کولہا پور چلے گئے اور وہیں داعیٔ اجل کو لبیک کہا، آپ کے بھانجے اوران کی اولاد وغیرہ اب بھی سانگلی (مہاراشٹر) میں قیام پذیر ہیں۔

معتبر عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ مولانا غلام محمد ایرانی بدعات وخرافات کے سخت مخالف تھے۔ لیکن ان کے قلع قمع میں کبھی تشدد سے کام نہیں لیتے تھے بل کہ حکمت اور حسن تدبیر سے ان کی قباحتوں کو واضح کر کے لوگوں کو اتباعِ سنت کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اور کسی بھی بدعت کے پرستار سے نفرت کا برتاؤ نہیں کرتے تھے بل کہ دوست اور ''ناصح مشفق'' بن کر اس کو راہِ راست پر لاتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عابد وزاہد اور شب زندہ دار تھے۔ شب وروز عبادت وریاضت میں مشغول ہی رہتے تھے۔ اور چوبیس گھنٹہ مسجد کے

حاضر باش تھے۔ مسجد کی طرف سے بہت مختصر تنخواہ تھی۔ اور وہ بھی تمام کی تمام رفیقوں اور ہم نشینوں پر خرچ کر دیتے تھے۔ آپ کا دو وقتہ کھانا دو آدمی کے گھر سے آتا تھا۔ (آپ نے نکاح نہیں کیا تھا اس کی مصلحت اور راز خدا ہی جانے) کبھی کبھی حاجی یعقوب صاحب کے گھر سے بھی کھانا آجاتا تھا جو تادم تحریر باحیات ہیں اور ماشاء اللہ بہت پرہیز گار اور تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن ہیں۔ جماعتوں میں آپ کا بہت وقت لگتا ہے۔ جس زمانے میں (سن معلوم نہیں) مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نواپور ضلع میں تشریف لائے تھے تو اکل کوا سے جو تین حضرات وہاں پہنچ کر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے تھے، ان کے اسمائے گرامی مندرجۂ ذیل ہیں:

(۱) مولانا غلام محمد ایرانی (۲) حاجی یعقوب ابن حاجی ابراہیم بلوچ (۳) حاجی نذر محمد۔ اِسی مجلس میں نندوربار کے جناب عبدالصمد پٹواری بھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ ان باتوں سے دل کو یقین ہوجاتا ہے کہ یہاں کے لوگوں میں قبول حق کی صلاحیت پہلے سے بھی موجود تھی لیکن وہ مکمل طور پر اجاگر اسی وقت ہوتی ہے جب اس کے مناسب اسباب مہیا ہو جائیں۔ اور پہلے سے وقت کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔

## حاجی یعقوب صاحب کا ایک خواب:

حاجی یعقوب صاحب نے بیان کیا کہ جامعہ کے قیام سے پہلے ایک رات میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا اور آج بھی خواب کے تمام مناظر میری آنکھوں کے سامنے گویا موجود ہیں۔

اکل کوا سے باہر (موجودہ جامعہ سے ہٹ کر) ایک قدیم مزار ہے جو حاکم علی بابا کے نام سے مشہور ہے اور یہاں کے لوگوں کے دل میں صاحبِ مزار سے عقیدت ومحبت کے جذبات

پائے جاتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں وہاں موجود ہوں اور پھر میری آنکھوں کے آگے ایک سمندر تھا، وہاں ایک بزرگ نے تین کٹوریاں مجھ کو دکھلائیں اور کہا کہ ان میں سے تمہارے کام کی کوئی چیز نہیں ہے، ان میں جہنم کی کوئی شئ ہے (واللہ اعلم)؛ پھر انہوں نے دوسری پیالی مرحمت فرمائی جس میں کوئی مشروب تھا اور مجھے پینے کا اشارہ کیا؛ میں نے حسب الحکم پی لیا، اس کا ذائقہ ایسا انوکھا اور مزے دار تھا کہ لذتِ کام و دہن کے ساتھ دل فرحت و سرور سے جھوم اٹھا، پھر میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت بھی میں اس کی لذت محسوس کر رہا تھا؛ اور آج تک جب بھی وہ خواب یاد آتا ہے، تو اسی لذت کا ناقابلِ بیان احساس ہونے لگتا ہے۔ اب اللہ ہی جانے اس کی تعبیر کیا ہوسکتی ہے۔ خواب میں سمندر نظر آنے، تین کٹوریوں میں گندی چیز ہونے اور ایک کٹوری میں ذائقہ دار مشروب ہونے کی تعبیر وہی لوگ بتا سکتے ہیں جو اس فن کے ماہر ہیں؛ راقم الحروف اس باب میں بالکل کورا ہے۔

## اکل کوا کے دو مخیّر حضرات:

کسی مدرسہ یا کسی بھی رفاہی یا فلاحی ادارہ کے تعمیر کے لیے سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ زمین کی حصولیابی کا ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ موجودہ جامعہ کے سامنے بھی تھا۔ لیکن اس کو اکل کوا کے دو ثروت مند، اہل خیر اور باحوصلہ حضرات نے بحسن وخوبی اور بہ طیب خاطر حل کر دیا یعنی اپنی کاشتکاری کی زرخیز لمبی چوڑی جگہ جامعہ کے لیے وقف کر دی اور اپنے لیے وقیع زادِ آخرت فراہم کر لیا۔ ان دونوں حضرات کے نام یہ ہیں:

(۱) حاجی یعقوب صاحب (۲) حاجی سلیمان صاحب

## اکل کوا کے نواح میں دینی تعلیم کا نظام تعلیم نہیں تھا:

خاندیس کے فاروقی سلاطین اور مغلیہ دور کا جائزہ لینے کے بعد یہ یقین کرنے میں

ذرا بھی تامّل نہیں ہوتا کہ برہانپور اور اس کے آس پاس کچھ قابلِ دید درسگاہیں ضرور تھیں اگر چہ ان کی تعداد بہت کم تھی، لیکن انگریز دورِ حکومت میں ان درسگاہوں پر جیسے ہل چلا کر انہیں چٹیل میدان بنا دیا گیا ہو۔ آزادی کے بعد برہانپور کے علاوہ خاندیس کا ہزاروں مربع کلو میٹر کا علاقہ قابلِ ذکر درسگاہوں سے خالی ہی رہا۔ پھر چند مقام پر دو ایک مدرسے ضرور قائم ہوئے جن کی ضرورت وافادیت اور خدمات سے انکار کرنا بڑی ناانصافی ہوگی۔ لیکن تین سو کلومیٹر لمبے اور دوسو کلومیٹر چوڑے علاقۂ زمین کی قسمت میں ویرانی ہی رہی۔ جہاں کے عام باشندے کسی مدرسے کا دیدار کرنے والے خوش نصیبوں میں نہیں تھے۔ اتنا ضرور ہے کہ تیس چالیس میل کے فاصلہ پر جو بڑے بڑے قصبات تھے وہاں کی مسجد کے ائمہ کے متعلق سنا جاتا ہے کہ وہی سوڈیڑھ سو برس کی طویل مدّت کے دوران قرآن کریم کی تعلیم بچوں کو دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ بھی تعلیمی چراغ کے مدھم ہونے کے باعث دھیرے دھیرے کم ہوتا گیا۔

کہیں کہیں ایسا بھی تھا کہ اماموں کا ہی انتظام نہیں رہتا تھا۔ بس جس نے نماز پڑھا دی وہ امام ہوگیا اور جس نے اذان دیدی وہ مؤذّن ہوگیا۔ ایسے مقامات کی صورتِ حال تعلیمی اعتبار سے ناگفتہ بہ تھی۔ جہاں بچے قرآن کی تعلیم سے یکسر محروم ہی رہ جاتے تھے اور زندگی بھر محرومی کا داغ لیے ہوئے آخری ٹھکانے پر پہنچ جاتے تھے۔ راقم نے خود ایسے قصبات کے بہت سے لوگوں کو بچشمِ خود قرآن خوانی کے وقت دیکھا ہے جو الگ تھلگ اس لیے بیٹھے رہتے ہیں کہ انہیں قرآن کی تلاوت نہیں آتی۔ ایصال ثواب کے لیے جو قرآن خوانی ہوتی ہے وہی قرآن کی ''ورق کشائی'' کا وقت ہوتا ہے ورنہ قرآن کھولنے کی ہم لوگوں کو ضرورت ہی کب پیش آتی ہے؟ جب قصبات کا یہ حال تھا تو قریوں کا ماجرا سمجھنے میں کسی کو ذرا بھی دشواری نہیں ہوگی۔ ع قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

# جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

## قیام، خدمات، منصوبے:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق فرما کر، تمام جن وانس کو اپنی بندگی کے لیے تخلیق فرمایا، بندگی کے طریقوں کی تعلیم وتلقین کے لیے انبیا ورسل کا مبارک سلسلہ قائم فرمایا سب سے اخیر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سرتاج انبیا بنا کر بھیجا اوران کی امت کو خیر امم بنایا جس کا امتیازی نشان خیر محض کی تعلیم وتلقین اور اصلاح معادرہا اوراس خیر واصلاح کے لیے مرکزی کتاب ''قرآن کریم'' کو نازل فرمایا جو تمام خیر وصلاح کا معدن ہے۔اس کتاب کی وحی کا پہلا لفظ ہی ''اقرأ'' ہے جس کے معنی ہیں پڑھو۔

اسی مقصدِ زیست کو لے کر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کی بنیاد پڑی جس کے خمیر میں حضرت مولانا غلام محمد بن اسماعیل وستانوی حفظہ اللہ ورعاہ کے تقوی کا گارا شامل ہے ١٩٨٠ء میں حضرت مولانا غلام محمد وستانوی زید مجدہ کا ایک مقدس تبلیغی سفر ستپڑا کے علاقے میں ہوا جس کی سنگلاخی کو حضرت مولانا نے حضرت داؤد علیہ السلام کی مانند موم کی طرح پگھلانے کا عزم جواں کرلیا اور ایک ادارے کا قیام ''آکل کے درخت کے نیچے'' گویا کہ عمل میں آہی گیا۔

ایک ایسا ادارہ جس کی ابتدا میں صرف ٦ رطلبہ جن کو انگلیوں پر گنا جاسکتا تھا، زیر تعلیم تھے دیکھتے ہی دیکھتے یہ ادارہ ایک ایسا شجر تمر دار بنا کر جس کی جڑیں زمین میں مضبوط

گڑی ہوئی ہیں اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

اب یہی وہ ادارہ ہے جس نے اپنی جوانی کے حدود بھی، ابھی پار نہیں کیے کہ اس کی گود میں 180224 طالبان علوم نبوت سیراب ہورہے ہیں، یہ دینی وعصری تعلیم کا ایسا سنگم ہے جس میں 9,551 طلبہ تو علم نبوت کے چشمۂ حیواں سے پانی پی رہے ہیں اور عصری علوم سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد 3,680 ہے، 13,231 طالبان علوم تو صرف احاطہ جامعہ میں صحرا نوردیِ علم وعرفاں کرتے ہیں، 127,334 طلبہ ہندوستان کے چپے چپے میں بکھرے ہوئے 2,620 مکاتب اسلامیہ میں دینی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔

ع یہ قلزم عرفاں پھیلا ہے تا وسعت امکاں پھیلے گا

## شعبہ جات جامعہ

جامعہ اکل کوا کی گوناگوں تعلیمی وسماجی سرگرمیاں کلیدی طور پر دو حصوں میں بٹی ہوئی ہیں: (۱) دینی و (۲) عصری، دینی تعلیمی سرگرمیوں میں جامعہ نے کیا کیا نشاطات اپنے جلو میں سموئی ہوئی ہیں ان کا قدرے اختصار واجمال قدرے تفصیل اور اسہاب سے یہاں تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

جامعہ میں تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے شعبۂ دنیات، شعبۂ تحفیظ القرآن، شعبۂ عالمیت وفضیلت، شعبۂ تجوید وقرأت، شعبۂ افتا، شعبۂ دعوۃ (انگریزی) شعبۂ عربی ادب ہے۔

# شعبۂ دینیات

اس شعبہ میں ۴۰۶۴ر طلبہ ۷۷ر اساتذہ کی نگرانی میں ۷ر شوال سے داخل درس ہوکر ۳ر سال پر مشتمل نظام میں عقائد، ناظرہ قرآن، انگریزی، حساب وغیرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اب تک ۱۴۰۰۲ر طلبہ ناظرۂ قرآن کی تکمیل سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔

## نظام ونصاب تعلیم:

سال اول میں اشاعتی احسن القواعد، اشاعتی اردو قاعدہ، دینی تعلیم کا رسالہ نمبر ا ر مع تحریر، تعلیم الاسلام نمبر ا ر نورانی قاعدہ، چہل حدیث، انگریزی اور علَّم بالقلم کی تعلیم ہے۔ سال دوم میں قرآن کریم پارہ نمبر ا تا ۱۲ ر مکمل، دینی تعلیم کا رسالہ ۲، ۳، ۴، تعلیم الاسلام نمبر ۲، اردو زبان کی پہلی دوسری کتاب مع تحریر، تجوید، چہل ربّنا (۲۰)، انگریزی اور حساب پڑھائے جاتے ہیں۔ سال سوم میں قرآن شریف پارہ ۱۳ ر سے ۳۰ ر تک مکمل، دینی تعلیم کا رسالہ ۵، ۶، ۷، تعلیم الاسلام ۳، ۴، اردو زبان کی تیسری کتاب مع تحریر، تجوید، چہل ربنا (۲۰)، انگریزی اور حساب زیر تعلیم ہیں۔

## خارجی نشاطات:

جامعہ اپنے طلبہ کو ہمہ جہتی تعلیم و تربیت کے لیے خارجی نشاطات میں بھی مصروف کار رکھتا ہے، اس کے لیے ’’انجمن ثمرۃ التربیت‘‘ کا قیام عمل میں آیا ہے جس میں ننھے منے بچے اپنی بات کیسے معصومانہ انداز میں سامعین کے سامنے رکھتے ہیں وہ منظر بڑا

پر کشش اور دلربا ہوتا ہے، اندرون جامعہ مسابقاتی سرگرمیوں کا بھی ایک سلسلہ ہے جو طلبہ میں زندگی کے میدان میں آگے چل کر بڑھنا، بڑھتے رہنا سکھاتا ہے۔

## علّم بالقلم:

''علم بالقلم'' ایک اصطلاح ہے جو ایک تحریری تعلیم کا ایک منضبط نظام ہے، اس نظام کے تحت ایک ماہ سے کم مدت میں طالب علم ایک خاص طور سے عربی تحریر پر ایسی ہمہ جہت قدرت حاصل کر لیتا ہے جو لائق دید ہے۔ اس نظام سے اتنا عظیم الشان فائدہ منظر عام پر آتا دکھائی دیتا ہے جو طالب علم کو قرآن کریم اپنے ہاتھوں سے لکھنے کی قدرت بہم پہنچاتا ہے، جامعہ میں ایسے بچوں کی ایک تعداد ہے جو اپنے ہاتھوں سے پورا قرآن لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ایک خطی نسخہ جامعہ کی لائبریری میں نمونہ کے طور پر بطور یادگار محفوظ بھی ہے۔

## نصاب کی امتیازی شان:

اس نصابِ دینیات کی امتیازی شان یہ ہے کہ طالب علم تجوید کے ساتھ اتنا عمدہ قرآن پڑھنے لگتا ہے کہ اس کو حافظ بننے میں بڑی مختصر مدت درکار ہوتی ہے، اس کے ساتھ عقائد کی پختگی اس کو زمانے کی بے راہ روی اور اوہام وخرافات سے مسموم ہوائیں اس کو کسی پیچیدہ وادی میں گراتی اور اڑاتی نہیں پھرتیں بل کہ وہ ایک مکمل مسلمان کی شکل معاشرے کا ایک مفید عنصر ہوتا ہے جس کی سماج کو ویسی ہی ضرورت ہوتی ہے جیسے پانی اور ہوا کی ضرورت۔

## طریقۂ تدریس:

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے چھوٹے بچوں کو قاعدہ پڑھانے کے لیے

بڑی کارآمد باتیں بیان فرمائی جن کی روشنی میں جامعہ کے اساتذۂ کرام اپنے تجرباتی شب وروز کو مدنظر رکھتے ہوے طلبہ کو جو درس دیتے ہیں ان کا مختصر طریقۂ کار یہ ہوتا ہے کہ جماعت بندی کا اہتمام کرتے ہیں' ابتدا میں چوں کہ حروف شناسی خاصی دشوار ہوتی ہے اس لے شہادت کی انگلی ایک ایک حرف پر رکھوا کر محبت و پیار سے اللہ کا نام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے پڑھوا کر سبق کا آغاز کر کے ابتدا میں ہی با، تا، جیم، حا، خا، را، زا، طا، ظا، فا، عربی حروف کی طرز پر یاد کراتے ہیں بے، حے، خے، رے، زے، سے گریز کرتے ہیں۔

اس کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ جب تک الف، با کی تختی طالب علم مکمل شناخت کے ساتھ محفوظ نہ کرلے اسے آگے بڑھنے سے روک دیں، اسی سبق میں حروف شناسی کی تاکید کی جاتی ہے حروف مفردہ میں لفظوں کی پہچان کا دخل بہت زیادہ ہے اس لے وہ حروف جن میں نقطے ہی شناخت کا کردار ادا کرتے ہیں ان کو اچھی طرح بتایا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر' ب' ث' ت' ایک ہی طرح کی شکل رکھتے ہیں صرف نقطے ہی ان کو اپنی حیثیت عرفی بتلاتے ہیں ج ح خ میں بھی نقطے ہی کا رول ہے، د، ذ، میں، ز، رمیں س، ش میں، ص، ض ط، ظ اور ع، غ میں یہ نقطے ہی امتیازی خط کھینچتے ہیں۔ اگر ان کی صحیح شناخت ابتدا میں نہیں کرائی گئی تو آگے چل کر نہایت دشواری کا سامنا ہوتا ہے طریقہ تدریس میں علم کی اہمیت کو دل میں بٹھانا، قرآن کریم کا تمام علوم معدن ہونا اور دینی علوم کا محافظ ہونا طلبہ کو بتایا جانا ازبس ضروری ہے۔

# شعبۂ تحفیظ القرآن

اس شعبہ کی ابتدا جامعہ نے ۱۹۸۰ء ہی میں کردی تھی، اس میں طلبہ کی تعداد ۳۴۶۰/ ہے، اساتذہ ۱۲۹/ ہیں، اب تک حافظ بن کر فارغ ہو جانے والے طلبہ کی تعداد ۶۷۹۷/ ہے۔

## نظام تعلیم:

حفظ کے طلبہ کو فجر کی نماز سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے اٹھا کر حفظ قرآن میں مشغول کردیا جاتا ہے اور اسی وقت سبق اپنے اساتذہ کو سبق سنانے کا معمول بنایا گیا ہے صبح کو تعلیمی اوقات میں سبق پارہ اور آموختہ سنانے کا نظام ہے، عموماً یہ بات خاص طور پر ملحوظ رکھی جاتی ہے، کہ طالب علم حفظ قرآن کے سبق میں استاذ کو سناتے وقت غلطی یا اٹک اور بھولنے کا معاملہ رکھے ہی نہیں، کیوں کہ اگر سبق بھول کر، غلطی کر کے، غلط یاد کر کے سناتا ہے تو وہ بھول، اٹک اور غلطی زندگی کے آخر لمحات تک باقی رہ جاتی ہے جس کا خمیازہ اسے چار وناچار خود ہی بھگتنا پڑتا ہے۔

بعد نماز مغرب بالعموم تمام طلبہ اپنی اپنی درسگاہوں میں اساتذہ جامعہ کی نگرانی میں اپنے اسباق یاد کرتے ہیں، جامعہ کی ۱۲۴/ درس گاہوں میں سے ایک بھی درس گاہ کو آپ نگراں محترم سے خالی نہیں پائیں گے، جو طلبہ قدرے کند ذہن ہوتے ہیں یا کسی غفلت کی وجہ سے بعد نماز مغرب نہیں یاد کر سکے، وہ بعد نماز عشا اپنی درس گاہوں میں یا

دارالقرآن کی وسیع مسجد کے کسی کونے میں آیاتِ قرآنی کو حفظ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

## فجر سے پہلے کا نظام حفظ:

ایک مسلمان یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ امتِ مسلمہ کی صبح میں برکت ڈال دی گئی ہے اور تہجد کے اوقات کی فضیلت واہمیت تو اسلام کی نظر میں ہے ہی، اس لیے اس وقت کا حفظ کیا ہوا نہایت پختہ، لائق ضبط وگرفت اور دیرپا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ رات کا اٹھنا خوب مؤثر ہے، نفس کے کچلنے میں مددگار ہے، اور بات بھی خوب نکلتی ہے۔

ساری کائنات جب خواب خرگوش میں ہوتی ہے اس وقت جامعہ کے احاطہ میں دارالقرآن کی وسیع وعریض عمارت میں ۳/ ہزار طلبہ کی آیت قرآنی کے حفظ میں زمزمہ سنجی فضا میں روحانیت کا نور اور خاص قسم کا تقدس گھول دیتی ہے جس کی مثال قلیل الوجود نہیں تو متعسر الوجود ضرور ہے۔

اتنی بڑی تعداد میں یکجا قرآن پاک کی تلاوت وہ بھی حفظ آیات ربانیہ کے لیے اجتماع اور وہ بھی خاص ایسے وقت میں جب اللہ کے خاص بندے ہی آہیں بھرتے اور دعا کے لیے اپنی جھولی پھیلاتے اللہ کے سامنے روتے دکھائی دیتے ہیں یہ اللہ کا وہ انعام ہے جس کی نظیر ملنا محال نہیں ہے تو متعسر ضرور ہے۔

## جامعہ اور خدمت قرآن:

قرآن کریم کی عظمت واہمیت کو مطمح نظر بنا کر جامعہ نے روز اول ہی سے اپنا یہ نصب العین بنا رکھا ہے کہ قرآن کریم کی جہاں صحیح صحیح دستور کے مطابق تلاوت کی جائے وہیں نونہالانِ اسلام میں اس کی ایسی روح پھونک دی جائے کہ اسلام کا بچہ بچہ نہ صرف

قرأت کی تلاوت کا عادی بنے بلکہ حافظِ قرآن بننے کا ایسا نشہ سوار ہوجائے کہ بغیر کتاب الٰہی کی تلاوت وحفظ کے اس کو ایک کروٹ چین نہ آئے، اسی مقصد برآری کے لیے جامعہ نے مسابقۃ القرآن الکریم کا ایک سلسلہ قائم کیا اور پورے ہندوستان کے گوشے گوشے میں جامعہ کے تحفیظ القرآن کے شعبے سے فارغ ہوکر حفاظ پہنچ چکے ہیں اور اپنے گردوپیش کے افراد خانوادہ اسلام کو بھی قرآنی مسابقہ آرائی میں حصہ لینے کی ترغیب دیتے ہیں۔

جامعہ کی اسی خدمت ومحنت کے نتیجے میں جامعہ کے حفاظ سعودی عرب کے عالمی مسابقہ میں بھی سعادت شرکت پا چکے ہیں ؎

ایں سعادت بزور باز نیست

نہ بخشد خدائے بخشندہ

آج اس شعبے میں اللہ کی توفیق اور فضل ورحمت سے تقریباً ۳۵۰۰ ؍طلبہ زیر تعلیم ہیں جن کی شبانہ روز محنتوں کو دیکھ کر اللہ کی خاص مہربانی کی طرف ذہن جاتا ہے اور ان اساتذہ کی محنتوں کی مقبولیت یاد آتی ہے جو ایک سوتیس کی تعداد میں حضرت رئیس جامعہ مولانا غلام محمد وستانوی دامت برکاتہم کی زیر دستی اپنے اپنے کام میں مصروف کار دکھائی دیتے ہیں۔

جامعہ کے اس شعبے کی پورے ملک میں ایک خاص شناخت ہے جامعہ کی اس محنت کو دیکھ کر یہاں کا طریقہ تدریس اور نہج واسلوب کو دیکھنے، سیکھنے ملک بھر سے ذمے دارانِ مدارس واساتذہ کی ٹیم کی سال بھر آمد ورفت کرتی رہتی ہے، اس لیے جامعہ نے طے کیا ہے کی تعلیمی کدوکاوش کا ایک ہلکا سا ہی سہی ذکر تحریری شکل میں بھی منظر عام پر آجائے۔

## خارجی نشاطات:

جامعہ اپنے طلبہ کی دینی وعملی ترقی کے لیے ہردم کوشاں رہتا ہے اور اس کی خواہش رہتی ہے کہ طلبہ کا ایک لمحہ بھی فضول ضائع نہ ہونے پائے اس لیے داخلی اوقات جامعہ میں مصروف تعلیم طلبہ کے لیے خارجی اوقات میں بھی جامعہ نے تعلیم وتربیت کا نظام بنایا ہے۔

## انجمن عظمت صحابہ:

طلبہ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے، اپنے مافی الضمیر کو پوری بیداری کے ساتھ سامنے رکھنے، اللہ اور اس کے رسول کے واضح احکام کو سنانے اور زبان و بیان کی اصلاح کے لیے شعبۂ تحفیظ القرآن ہی میں جامعہ نے ہفتے میں ایک دن جمعرات کو بعد نماز مغرب تمام طلبہ کے لیے تقریری پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا واجبی نظام تشکیل ان کو درجات وجماعت بندی کے اصول کے پیش نظر مختلف حلقات میں ایک مخصوص مقدار کے ساتھ تقسیم کر کے ایک استاذ کی ذمے داری میں اظہار باقی الضمیر کا یہ نظام بنایاہے سال میں دو مجلس اہتمام شان کے مانند کسی باہر کے بڑے مؤقر عالم دین کی موجودگی میں منعقد ہوتی ہے یہ اختتامی پروگرام قابل دید ہوتا ہے جب ابتدائی عمر کے نوخیز بچے لب ولہجے کی شستگی کے ساتھ اپنی تقریریں سامعین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ مستقبل کی نیائے کھیون ہار کی ہیں جن کے ایک بڑی تعداد اعتماد کر رہی ہے۔

## مسابقات:

جامعہ میں اوسط ہر سال ۴۰۰؍ بچے حافظ قرآن بن کر نکلتے ہیں جامعہ ان کے حفظ

قرآن کو پختہ تر بنانے کے لے مسابقات کا سلسلہ قائم کئے ہوئے ہے، ہر پندرہ روز پر ۵،۵/ پاروں کا مسابقہ ان تمام بچوں کا منعقد کیا جاتا ہے جو حفظ قرآن کی دولت سے فیض یاب ہوتے ہیں اس طرح اگلے پندرہ روز کے بعد ۱۰،۱۰ پاروں کا پھر ۱۵، ۱۵ پھر ۲۰،۲۰/ پاروں کا، پھر ۲۵، ۲۵/ پاروں کا مسابقہ ہوتا ہے اخر میں ۳۰،۳۰ پاروں کا مسابقہ ہوتا ہے جس میں ۱۰/سوال ہوتے ہیں، ہر سوال کا جواب قرآن کریم کے دوصفحات میں دینا لازم ہوتا ہے؛ اسی طرح جب حافظ قرآن ان مسابقات میں پہلا' دوسرا نمبر لاتے ہیں تو ان کے درمیان ''جید جدا'' کے عنوان سے مسابقات منعقد کیے جاتے ہیں، ان میں کامیابی کی منزل پانے والوں کو گراں قدر انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

## حفاظ اور تراویح:

جامعہ اپنے فارغین حفاظ کو حتی الامکان ضائع ہونے سے بچانے اور آزاد طبقے نہ ہونے دینے کی بھی پوری فکر کرتا ہے۔ اس لیے جامعہ نے ملک کے تقریباً تمام ضرورت مند پس ماندہ صوبوں کے مختلف اضلاع ، شہروں اور گاؤں میں مساجد میں طلبہ کو تراویح پڑھانے کی غرض سے اپنے خرچ پر وہاں بھیجتا ہے، پورے مہینے قیام وطعام کی خبر گیری بھی کرتا رہتا ہے، اس طرح حفاظ طلبہ کی ایک کثیر تعداد تراویح کی غرض سے جامعہ کی سرپرستی میں ۲۸/شعبان ہی کو مختلف مساجد میں پہنچ جاتی ہے مساجد کا بھی جامعہ نے علاقے میں ایک مرکز بنادیا ہے وہاں سے دیہاتی علاقوں اور دورافتادہ دیہات کی مساجد میں جہاں کبھی پورا قرآن سنانے کا نظم واہتمام نہ ہوسکا جامعہ وہاں اپنے بچوں کو بھیج کر پورا قرآن سنانے کا انتظام کرتا ہے۔

## حفاظ کی خدمات:

جن علاقوں میں آج تک کبھی قرآن کی تکمیل نہ نماز میں نہ باہر کے باہر کبھی نہیں ہوئی، اس علاقے میں مسلمان نہایت خوش ہوتے ہیں جامعہ سے رابطہ کرتے ہیں، احسان مندی کا ذکر کرتے ہیں، ان کے اخلاق و کردار ان کی نصائح، ان کے شب و روز کا ذکر کر تے ہیں کہ حافظ صاحب سے علاقے کی دینی فضا میں کافی تبدیلی آئی۔

## تراویح:

یہاں سے جامعہ کی سرگردگی میں تراویح کے لیے جانے والے طلبہ بڑی حفاظتی اور محبت وشفقت کے ساتھ دینی علاقوں میں پورا ماہ بسر کرتے ہیں، تراویح سنانے میں بعض دفعہ علاقے ایک دو مسلمان کے علاوہ کوئی بھی نہیں رہتا، لیکن وہ صبر آزما حالت سے گزر کر گھر گھر، صبح شام جا کر منت سماجت کر کے ان کو مسجد میں لاتے اور انہیں نمازی بنانے کی محنت اٹھاتے ہیں۔

اس طرح کیسے کیسے حالات سے نبرد آزمارہ کر پورا مہینہ گزار کر، تکمیلِ قرآن کے لیے قرآن کریم کا آسمانی خطاب ایک ایک حرف لفظ، لفظ سنا کر ہی وہاں سے آتے ہیں، بعض دفعہ آب و ہوا کی ناہمواری اور اعتدال سے دوری کے سبب وہ بیماری پڑ جاتے ہیں، علاج ومعالج کے بعد ٹھیک ہو کر وہ پھر ہمت نہیں ہارتے کہ: ع...... ہمتِ مرداں مردِ خدا

## امامت وخطابت:

جامعہ کے حفاظ طلبہ جو صوبائی و علاقی مساجد میں جا کر تراویح میں قرآن سناتے ہیں، وہ وہاں پنج وقتہ نمازوں کی امامت کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں، جن میں خاص طرز

جامعہ کی رعایت کرتے ہوئے ان کی امامت اپنی ایک چھاپ چھوڑ آتی ہے، ہزاروں میں اگر جامعہ کا بچہ تلاوت کر رہا ہوتا ہے، تو اس کی امتیازی شان نمایاں ہوتی ہے، لوگ دور ہی سے سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے جامعہ اکل کوا میں تعلیمی شب و روز گزارے ہیں؛ اسی طرح علاقے میں یہ طلبہ امامت کے ساتھ خطابت کا بھی فریضہ انجام دیتے ہیں، وہ وحی ربانی جو غار حرا سے نکل کر مدینے تک، پھر مدینے سے کوفہ، بصرہ، شام، عراق، پھر دنیا کے گوشے گوشے میں عام ہوتی، ان دینی علاقوں میں ابھی کسی نے اس وحی ربانی کا ایک لفظ بھی نہ سنا تھا، یہ حضرات اپنی تراویح کے ذریعے پورا قرآن سناتے ہیں اور اپنی خطابت کی ذریعے قرآن کی، وحی و ایمان کی اور احکام وصلاح کی اور آخرت وحشر کی یاد دلاتے ہیں، زندگی کے بعد موت کی، صحت کے بعد بیماری کی، جوانی کے بعد بڑھاپے کی یاد دلا کر اپنے مقصدِ زیست کو تازہ کراتے ہیں۔

## تفسیر کا نظام:

جامعہ کے فارغ حفاظ کو ان کے اسباق یومیہ کے ساتھ امامت کے مسائل بھی پڑھائے جاتے ہیں اور اردو زبان پر توجہ بھی دلائی جاتی ہے جس سے وہ اردو زبان میں لکھی ہوئی کوئی بھی کتاب پڑھ سکتے ہیں۔ ایسے حفاظ طلبہ جامعہ کی بھی نمائندگی کرتے اصل دین حنیف کی نشر واشاعت کے لیے، اپنی اپنی مساجد میں تفسیری حلقوں کا بھی انتظام وانصرام سنبھالتے ہیں، پورے رمضان میں روزانہ کہیں فجر کے بعد، کہیں ظہر وعصر کے بعد تفسیری حلقے لگا کر معارف القرآن سے دیکھ دیکھ کر صحیح صحیح قرآن کی تفسیر امت کے پیاسوں کو سناتے ہیں۔

اگر جامعہ یہ حفاظ اپنی مثبت فکر کے ساتھ ان دورافتادہ علاقوں میں نہ بھیجے تو اسی طرح جہالت وبدعت اوررسم ورواج کی پلیدی کے ساتھ ان کی زندگی شب وروز بسر ہوتی رہے اورایک دن موت بھی آجائے اورانہیں پتہ بھی نہ چلے کہ ہم دنیا میں آئے تھے کس لیےاور جارہے ہیں تو کہاں اور کیوں جارہے ہیں؟

ان حفاظ طلبہ کا یہ کارنامہ بہت زبردست ہے کہ کم ازکم یہ علاقے کے لوگوں کو اپنے تفسیر ومواعظ سے توحید ورسالت اورآخرت کی طرف توجہ دلاتے ہیں،اصل دین ہے اوراصلاح معاد کا سب سے کلیدی موضوع ہے۔

## ایمان کی حفاظت:

ان تفسیری حلقوں سے کفریات سے بچ کر،علاقے کا جاہل مسلمان اپنے ایمان کو پختہ کرکے ،زندگی گزارنے کا عادی بننے لگتا ہے،پھر اس کا مطالبہ ہوتا ہے کہ حافظ صاحب مدرسے سے فارغ ہوکر، ہمارے۔بچوں کے ایمان کی حفاظت اورتعلیم وتربیت کے لیےآپ کواسی علاقے میں خدمت انجام دینے کے لیےآنا ہے،فارغ ہونے سے پہلے ان کے تقاضے بعض مرتبہ اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ طلبہ تکمیل سے پہلے ہی وہاں جانا چاہتے ہیں، جامعہ انہیں تکمیل تعلیم کی ترغیب دے کر روکتا ہے، پھر ان کو انہی علاقے میں بھیجنے کا بھی بندوبست کرتا ہے۔

جامعہ کی یہ خدمات امت مسلمہ کی ہی خدمات ہیں، جامعہ ایک پلیٹ فارم ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سب کی آخرت سازی فرمائے۔آمین!

## داخلی مسابقات:

جامعہ نے قرآن کریم کے حفظ میں ہر زاویے سے پختگی کی خاطر داخلی مسابقات کا نظام نادر انداز میں تشکیل دیا ہے، جس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ امتحان ششماہی کے بعد ہی دور سنانے والے حافظ طلبہ کو ہر پندرہ روز پر ۵، ۵/ پاروں کے مسابقہ میں شامل کر کے تقریباً ۳۰/ فروعات میں انہیں تقسیم کر کے مسابقات کرائے جاتے ہیں، پھر ہر پندرہ دن پر ۵/ پاروں کا اضافہ کر کے اخیر میں ۳۰/ پاروں کا پھر ان میں اول دوم سوم طلبہ کے درمیان جید جدا کا مسابقہ کرایا جاتا ہے، جس سے حفظ وتجوید کے ساتھ جرأت بھی ترقی کر کے مفید ثابت ہوتی ہے۔

## بیرونی مسابقات:

جامعہ کے ماتحت مسابقات کے علاوہ دوسرے اداروں کی جانب سے بھی کبھی مسابقات ہوتے ہیں، جن میں جامعہ اپنے طلبہ کو شرکت کے لیے نہ صرف مواقع فراہم کرتا ہے بلکہ انہیں ترغیب وتحریض کے ساتھ شرکت کی پوری کوشش کے بعد انہیں حوصلہ افزا علیحدہ انعامات سے بھی نوازتا ہے۔اس طرح خود مختار اداروں سے بھی جامعہ با قاعدہ مربوط رہنے کا عزم رکھتا ہے۔

## عالمی مسابقات:

کبھی کبھی عالمی مسابقات بھی منعقد ہوتے رہتے ہیں، روس میں مسابقہ ہوتا ہے، سوڈان میں مسابقہ ہوتا ہے، جامعہ نے روس میں عالمی مسابقے کے لیے جامعہ کے ایک فرد کو شرکت کے لیے راستہ ہموار کر کے عملاً شرکت کروائی، سوڈان کے مسابقے میں اپنے

حافظ طالب علم کو بھیجا۔ عالمی مسابقات میں شرکت کرنے سے جہاں ہندوستانی قراء کی جامعہ کے پلیٹ فارم سے نمائندگی ہوتی ہے وہیں ملکی پیمانے پر ہندوستان کی تعلیمی شرکت سیاسی افق پر جامعہ کیا ملک کا نام بھی روشن ہوتا ہے۔

## حفاظ کی خدمت:

حافظ ہونے والے طلبہ کو علاحدہ طور پر جامعہ ایک گراں قدر موٹی رقم فراہم کرتا ہے، جہاں تھوڑی ہی صحیح والدین کے لیے ایک مدد کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔ یہ نظام جامعہ کا قدیمی اور دائمی ہے، انہیں طلبہ کو تعلیم وتربیت سے منسلک رکھنے اور جامعہ کی تعلیمی وتربیتی تربیت کو مضبوط کرنے کے لیے مدد اور سپر بنایا جاتا ہے، تاکہ یہ اگلی نسل کے لیے ایک ذریعہ تضعیف اجر کا باعث بنیں، اور ”**من سن سنة حسنة فله أجرها و أجر من عمل بها بدون أن ينقص من أجورهم شيئا**“ والی حدیث پر عمل ہو۔

# شعبۂ تجوید وقراءت

جامعہ میں تجوید وقراءت کی تعلیم دینیات، حفظ اور عربی درجات تینوں شعبوں کے طلبہ کو پورے اہتمام شان اور پوری تن دہی سے دی جاتی ہے؛ ترتیل، تدویر اور حدر کے ساتھ خطبات جمعہ، مسائل نماز جمعہ اور دیگر متعلقات کی تعلیم دینا اس شعبہ کا طرۂ امتیاز ہے، اس کی تعداد وہی ہے جو پورے جامعہ کے طلبہ کی ہے، اساتذہ ۲۲ر کی تعداد میں ۲۵۹۷ر قراء کی ٹیم کو اطراف واکناف میں تجوید وقرات کی خدمات کے لیے تیار کر چکے ہیں جو اپنے اپنے علاقے میں مکاتب دینیہ، تحریری کتابوں اور نجی مجلسوں میں بھی تجوید وقرات کی علمی وعملی تعلیم وتلقین میں مصروف ہیں۔

## تاسیس وتاریخ:

اس شعبے کی تاسیس جامعہ اکل کوا کے قیام کے روزِ اول ہی سے ہے، ہاں اس میں نکھار وترویج کا عمل روز بہ روز ہوتا رہا بیرون ہند کے اساتذہ کی آمدورفت اور مستقل قیام سے بھی اس شعبے کو رونق ملی، اور دن بہ دن اس شعبے میں نکھار آ رہا ہے، اور اللہ سے دعا ہے کہ اس کی رونق وچاشنی میں اضافہ فرماتا رہے۔ آمین!

## نظام تعلیم:

جامعہ کے دینی شعبہ جات میں تعلیم کا نظام تعلیمی گھنٹوں کی مناسب تقسیم کے ساتھ چلایا جاتا ہے، اس لیے تجوید وقراءت کی تعلیم کو دینی شعبوں کے طلبہ کے لیے عام

کرنے کی خاطر ان کے ایک پریڈ(۱) گھنٹہ کو تجوید وقراءت کی تعلیم کے لیے خاص کردیا گیا ہے، جس کے لیے ایک مخصوص عمارت مخصوص آفس، اور مخصوص کلاسیں متعین کی گئی ہیں، طلبہ انہیں کلاس میں اپنے اپنے قاری استاذ کی نگرانی میں تجوید وقراءت کی تعلیم تحصیل کرتے ہیں۔

عربی درجات میں عربی اول سے عربی چہارم تک طلبہ کو استفادے کا موقع دیا جاتا ہے، جو اپنے اپنے مجوزہ تعلیمی گھنٹے میں تجوید وقراءت کے لیے خود کو فارغ کر کے اہتمام واذعان کے ساتھ یہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

## مشق تجوید:

تجوید وقراءت کے قواعد محض کتابیں نہ رہ جائیں اس کے لیے اساتذہ اپنے مفوضہ گھنٹوں میں اپنی مفوضہ تعلیمی ذمہ داریوں کا ایک جزء اہم اسے بھی سمجھتے ہیں کہ انہیں تجوید وقراءت کی عملی مشق کرائی جاتی رہے، علاوہ ازیں، ان کے لیے جامعہ نے سالہا سال سے صبح تعلیمی اوقات شروع ہونے سے ۲۵ رمنٹ بیشتر مشق تجوید کے عنوان سے ان کو منظّم ومرتب مشق پر مامور کرتا ہے، ابھی حال ہی میں اس مشق کا وقت فجر کے بعد سے ہٹا کر عشاء کے بعد کچھ انتظامی مجبوریوں کے تحت کردیا گیا ہے، تاکہ طلبہ باوضو رہتے ہوئے عشاء کی نماز پڑھ کر قرآن کریم میں تجوید وقراءت کی مشق ازخود کرے، قواعد تجوید کا عملی اجراء اپنے اپنے شوق سے کرلیا کریں، جس کا خاطر خواہ فائدہ نظر میں آتا ہے، اور طلبہ کو اس کا فائدہ فراغت کے بعد بالخصوص محسوس ہوتا ہے۔

# الإجازة لتحفيظ القرآن

حفظ قرآن امت میں تواتر کے ساتھ چل رہا ہے، جس میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سند ملانے کی چنداں ضرورت نہیں لیکن برکت کی تحصیل کے لیے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سند ملا دی جائے تو یہ ایک امتیازی شان کا کام ہو جائے، اس کے لیے جناب شیخ خالد خضرمی یمنی حفظہ اللہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔

آپ پچھلے چار پانچ سالوں سے جامعہ میں ''اجازۃ'' کا عمل انجام دے رہے ہیں۔اساتذہ کی ایک بڑی ٹیم تقریباً ۵۰؍ کی تعداد میں ان سے ''اجازہ'' کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔

اب جامعہ کے شعبۂ تحفیظ القرآن اور شعبۂ عالمیت کے طلبہ استفادہ کر رہے ہیں۔جامعہ کی شاخوں کے اساتذۂ تجوید وحفظ بھی استفادہ کر چکے ہیں۔عالمی مسابقة القرآن کمیٹی کے صدر عبداللہ علی بصفر کی عنایت سے جامعہ میں یہ عمل شروع ہوا اور آج بھی جاری ہے۔

# شعبۂ عالمیت وفضیلت

اللہ نے جامعہ اکل کوا کو محض اپنے فضل وکرم سے ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ روز اول ہی سے طلبہ کا اس ادارے کی طرف ایک اُمڈتا ہوا ہجوم رخ کرتا رہا ہے، جس میں دینیات وحفظ کے علاوہ ایک کثیر تعداد ان طالبان علوم نبوت کی رہی ہے جو پورا عالمیت وفضیلت کورس کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے جامعہ نے سات سالہ کورس ترتیب دیا ہے جس کی تکمیل کے بعد طالب ”عالم فاضل“ کی ڈگری کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے۔

اس شعبہ کی ابتدا ۱۹۸۴ء میں ہوئی جب جامعہ میں طلبہ کی تعداد نہایت مختصر تھی لیکن آج صرف اس شعبۂ میں طلبہ کی تعداد ۲۱۰۹ ہے، جن کو تعلیم دینے والے ماہر اساتذۂ کرام کی تعداد ۸۱، اور اب تک عالم فاضل کی ڈگری حاصل کرنے والے طلبہ ۴۰۰۲ کی تعداد میں اکناف ملک وبیرون ملک پھیل چکے ہیں۔

افریقہ کے علاقوں میں بھی جامعہ کے فضلا کی ٹیم پہنچی ہوئی ہے، جس میں ایک فاضل تو باقاعدہ شیخ الحدیث کے منصب جلیل پر فائز بخاری نہایت شان سے اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کا درس پوری آب وتاب کے ساتھ دے رہے ہیں، اور اب تو وہ باضبطہ بچوں کے ساتھ رہنے سہنے کا بندوبست کر چکے ہیں۔

## تعلیم تاریخ تدریس:

شعبۂ عالمیت وفضیلت میں تعلیم پانے والے طلبہ عموماً وہ ہوتے ہیں جو ہمارے یہاں شعبۂ دینیات اور شعبۂ حفظ کی آب وہوا میں چار پانچ سال سانس لے چکے ہوتے ہیں

ان کو جامعہ کی آب وہوا ایک حد راس آچکی ہوتی ہے،اس لیے اس شعبے میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ مستقل مزاج، پابندی اسباق،اور پابند صوم وصلاۃ ہونے کے ساتھ وضع قطع بھی درست رکھے ہیں۔

دیگر مدارس اسلامیہ سے بھی طلبہ اس شعبے میں کثیر تعداد میں آئی ہیں،اور وہ بھی جلد ہی یہاں کی تعلیمی آب وہوا میں ایسے رچ بس جاتے ہیں کہ پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ یہاں ایک سال سے وہ رہتے ہیں یا طویل وقت یہیں گذارا ہے۔

اس شعبے کی مضبوطی کا زیادہ تر انحصار جامعہ کے شعبۂ دینیات اور شعبۂ حفظ کی مضبوطی واستحکام پر ہے جامعہ کے طلبہ کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے جو عربی درجات میں آکر چہارم پنجم میں پڑھتے ہوئے اس گیارہ سال جامعہ کی چہار دیواری میں گذار چکی ہوتی ہے اس لیے یہ دیگر مدارس کے لیے بھی ایک آئیڈیل بن سکتا ہے کہ اگر طلبہ کی تعداد میں استحکام کا پہلو ملحوظ خاطر رکھنا ہو تو اپنے زیر دست اداروں میں نونہال بچوں کے شعبوں کے استحکام وترقی پر توجہ خاطر مرکوز رکھنی چاہیے تا کہ ادارے کا روشن تیز گام ہو۔

جامعہ کی تاریخ میں تاسیس کے پہلے روز سے یہی بات پائی جاتی ہے کہ طالب علم کو استقامت ودوام کے ساتھ پڑھنے اور تعلیم حاصل کرنے کی فضاء ہموار کی جانی چاہیے۔

ایسے ماحول میں، الحمدللہ، جامعہ میں ایسے ہی اساتذہ فن موجود ہیں جو استحکام کے ساتھ ۲۰،۲۰،۲۵،۲۵، سے سال اپنے مقصدِ زیست کی طرف رواں دواں ہیں۔ جامعہ کے لیے اساتذہ کی ایسی مضبوط ٹیم کی فراہمی میں ادارے کے سرپرست اول حضرت مولانا علامہ قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ کی آہ سحر گاہی، دعائے نیم شبی اور رئیس جامعہ حضرت مولانا غلام محمد وستانوی دامت برکاتہم کی جفاکشی، وفاکشی، تن من، دھن، کی بازی لگا دینے والی ہمتِ مرداں کا پورا پورا دخل ہے۔

## نظام تعلیم وتربیت:

شعبہ عالمیت کا نظام تعلیم ایسا ہے جس سے استفادہ کرنے والا ہمہ جہت ترقی کی راہ پر چل پڑتا ہے، ایک طرف اس کا ظاہر درست اور اللہ والوں جیسا لباس تو دوسری طرف اس کے باطن کو سنوارنے کے سارے اسباب پر ایسا کنٹرول کہ باطن کے صاف ہونے کی گواہی دی جاسکے، بقیہ باطن کا معاملہ اللہ کے حوالے۔ چناں چہ نظام تعلیم ہی میں ایسی بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ طالب علم کو سادہ صاف اور سفید لباس پہننے پر آمادہ کرے زرق برق لباس سے اسے نفرت اور دوری ہو۔

اولیائے کرام اور اسلاف واکابر کے لباس سے محبت والفت ہو اور نظام تعلیم سے سیکھتے سیکھتے خود بھی اس طرح کا نظام تعلیم تشکیل دینے کی اپنے اندر بھرپور صلاحیت پائے۔

## نظام تعلیم کی خوبی:

اس نظام تعلیم کی یہ خوبی ہی کہی جائے گی کہ یہاں کا پروردہ کسی چھوٹی سی چھوٹی جگہ میں بیٹھ کر نورانی قاعدے کی مدد سے پورے علاقے کے نونہالوں کی تصحیح حروف اور تجوید قرآن کے ساتھ قرآن خوانی میں مہارت پیدا کرنے میں قابل قدر حد تک صلاحیت رکھتا ہے، کتنی مرتبہ ایسا تجربہ ہوا ہے کہ ایک ادارے کی ہمہ جہتی تقاضے پورے نہیں ہو پا رہے تھے، نظام تعلیم کا شیرازہ بکھر پڑا تھا جامعہ کے نظام تعلیم سے وابستہ مستفیدین کی جماعت میں سے کوئی ایک بندہ کھڑا ہوا تو وہاں ادارے کے انتظامی امور میں رونق وتابش دکھائی دینے لگی۔

اس لیے یہ کہنا بالکل حق بہ جانب دیکھائی دیتا ہے کہ محض تدبیر پر بھروسہ نہ کرے جامعہ کے بانیان نے تقدیر وتوکل کا سہارا لے کر اس جامعہ کے تعلیمی نظام کو سینچا ہے اس

لیے اس کا خوشہ چین اس نظام کی روح دوسری جگہ ڈالنے میں کامیاب دکھائی دیتا ہے۔

## تعلیمی گھنٹے:

جامعہ اکل کوا میں شعبۂ عالمیت وفضیلت میں تعلیم کے لیے بالعموم آٹھ گھنٹیاں تجویز کی گئی ہیں، صبح کی نشست میں ۵/ پریڈس ہیں اور شام کی نشست میں تین، صرف عربی اول میں شام کے اوقات کی تقسیم چار پریڈس میں کی گئی ہے۔

صبح کی تعلیمی مصروفیت میں ۳/ پریڈس کے بعد ۱۵/ منٹ کا وقفہ چائے ناشتے اور ضروریات سے فراغت کے لیے مقرر کیا گیا ہے، تعلیمی پریڈس ۴۵، منٹ کے مقرر ہیں ،صرف عربی اول کے شام کے گھنٹوں میں ۵/ منٹ کی کمی کردی گئی ہے۔

## ہفتہ واری پریڈس:

عام طور پر تمام گھنٹوں میں درس نظامی کا مجوزہ نصاب مدنظر رکھتے ہوئے، اس نصاب کے مشمولات کے حوالے سے کتابیں متعین کی گئی ہیں، ہاں حالات حاضرہ کی روشنی میں کچھ امتیازی خصوصیات کے پیش نظر طلبہ کو حالات سے ہم آہنگ بنانے اور معاشرے کی ضروریات کے لیے ایک مفید سماجی کارکن تیار کرنے کی غرض سے ،تقریبا تمام عربی درجات میں، ان کی صلاحیت واٹھان اور ان کے ظرف کے اعتبار سے کچھ جدید موضوعات کا خاکہ تیار کر کے، طلبہ کو پڑھایا جارہا ہے۔

## جدید عصری تقاضے:

چوں کہ ہندوستان ایسی سرزمین ہے جہاں وحی نبوت کے خورشید کی کرن سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی آمد سے چمکی ہے اور شیطان کو شاید اسی وجہ سے باشند

گان ہند پر اپنی دشمنی کی آگ بجھانے اور ایمانی رونق چھین لینے کی غرض سے سب سے زیادہ غصہ ہے، اسی لیے ایمانی نور کو بجھانے کے لیے کفر کی تیز وتند آندھیاں سب سے زیادہ یہیں چلتی دکھائی دیتی ہیں اس لیے ایمانیات وعقائد کی حفاظت کا کام سب سے زیادہ یہیں ہونا چاہیے، مدارس ومکاتب کی جہت سے اس پر بہت کام ماضی میں ہوا ہے، مدارس میں حال میں بھی اس پر حفاظت ایمان وعقائد کی جہت سے کام ہو ہی رہا ہے، لیکن چلتے چلتے ہم رک گئے مدہم پر گئے اور ہم نے آنکھیں موندھ لیں تو باطل عقائد دندناتے پھرنے لگے ؎ زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا ☆ ہم ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

اسی پس منظر میں جامعہ نے عقائد کے عنوان پر درس نظامی میں موجود عقائد کی کتابوں پر تو خصوصی توجہ مرکوز کر رکھی ہے؛ علاوہ ازیں عربی چہارم کی جماعت میں مدیر جامعہ ناظم تعلیمات صاحب دامت برکاتہم کی تیار کردہ عقائد کے موضوع پر ایک اہم ترین کتاب کو ہفتے کے ایک گھنٹے میں متعین کیا ہے۔ تاکہ حفظ ایمان اور صیانت عقائد میں مُمِد ومعاون ثابت ہوسکے۔

اسی طرح جدید مضامین عربی ہفتم میں مثلاً اصول دعوت وتبلیغ اور منہاج رسالت علوم حدیث طریقہ تدریس قرآن میں علمی اعجاز اسلامی تربیت اور ادیان باطلہ وفرق ضالہ جیسے نادر عنوانات مختلف تعلیمی گھنٹوں میں باقاعدہ مختلف اساتذۂ جامعہ کی تدریس کے ساتھ داخل نصاب کئے گئے ہیں۔

عربی ششم کی جماعت میں فکری کشمکش یا الغز والفکری مقاصد شریعت جدید اسلامی معیشت وتجارت عالم اسلام کی موجودہ صورت حال مناہج البحث جیسے ضروری مباحث کو بھی شامل درس کیا گیا ہے۔

عربی پنجم کے طلبہ کو الادب العربی والاسلامی کا مقدمہ، القواعد الفقیہ ، تاریخ التشریع الاسلامی، مقدمہ فی علم الفرائض، تخریج الفروع علی الاصول اور فقہ النوازل پڑھنے کا باقاعدہ مکلّف بنایا گیا ہے۔

## مقاصد واغراض:

ان مضامین کے مقاصد واھداف کا حاصل یہ ہے کہ طالب علم سند یافتہ عالم بننے کے بعد کسی بھی میدان علم وعمل میں کم سے کم تھوڑی بہت واقفیت رکھتا ہو جس سے حالات کے مخالف تھپیڑوں اور مخالف آندھیوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کر سکے، اس کے اندر عزم جواں ہو، اس کی نگاہ بلند ہو، اس کی بات شیرینی ومٹھاس لیے ہو، اور مجاھدات ومشقت کا عادی ہو ؎

نگہ بلند ، سخن دل نواز ، جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر ، میرِ کارواں کے لیے

## منطق وفلسفے کی ضرورت:

جدید علوم کے تقاضوں سے طلبۂ جامعہ اور فروعات جامعہ کو ہم آہنگ کرنے کے علاوہ اس بات کا پورا دھیان دیا گیا ہے صحیح اسلامی فکر کی ترویج واشاعت کے لیے ماضی قریب کے علمائے حق کی تحریری قربانیوں کے مدنظر ان اصطلاحات کو ضبط واخذ کرنا ضروری ہے جن کے جلو میں اسلام کے محفوظ معانی چلے آرہے ہیں۔

اگر ان منطقی اور فلسفیانہ اصطلاحات وعلوم کو مدارس کی چہار دیواری میں محصور رہنے طلبہ نے بھی محفوظ ومنضبط نہ کیا تو اسلام کی صحیح فکریں ہوا کے دوش پر اڑ کر ضائع ہوسکتی ہیں۔

اسلام مخالف سرگرمیاں آندھیوں کے تیز جھونکوں کی شکل میں اسلام کے قصر بلند کو اکھاڑنے کے لیے فکری راہوں کے چور سوراخوں کو تلاش کرتی رہتی ہیں جن کے سد باب کے لیے صرف ایک ہی محفوظ اور مؤید راستہ ہے جسے منطق وفلسفہ کی قدیم اصطلاحات میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جو لوگ منطق وفلسفہ سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرنے پر ہمہ وقت ،میدان عمل میں تلوار سونت کر،صرف دکھائی ہی نہیں دیتے ،بل کہ حملہ آور بھی ہو جاتے ہیں وہ خود بھی دنیا کے دیگر زبانوں بالخصوص انگریزی زبان کے واسطے سے وہی اصطلاحات واصول بولتے ، لکھتے اور اس کی شرح کرتے ہیں جو منطق وفلسفہ کی وادی میں رہ گزر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس لیے جامعہ کے نصاب ونظام میں عربی درجات کے طلبہ کے لیے منطق وفلسفہ اور حکمت کی بنیادی اصطلاحات اور اس کے کلیدی امولوں کو ترتیب دے کر حکیم فخر الاسلام الہ آبادی کی دراسۃ الحکمۃ والفلسفۃ کو نصاب میں داخل کیا گیا ہے تا کہ مخالفان اسلام کو اصولی انداز میں جواب دیا جاسکے اور اسلام کا قلعہ فکری یلغار سے محفوظ رہ سکے۔

جدید مفسرین نے بھی منطق اور حکمت وفلسفہ سے دوری کی بنیاد پر متقدمین مفسرین پر بے دلیل کیچڑ اچھالی ہے اور اپنی ہمہ دانی کے خیال باطل کی وجہ سے' تحریف معنوی کے شکار ہوتے چلے گئے ہیں مثلاً منطقی اصلاحی میں دلالت کی ۳ رقسام ہیں:

(۱) دلالت مطابقی (۲) دلالت تضمنی (۳) دلالت التزامی

متقدمین مفسرین نے بہت ساری جگہوں پر قرآن کریم کی ایات میں صحابۂ کرام اور اپنے پیش روؤں کی تقلید میں تحریف معنوی سے کلی طور پر احتراز فرماتے ہوئے قرآن

کریم کی آیات کی تفسیر دلالت التزامی سے کردی ہے جو بالکل درست اورعین مطابق مراد خداوندی ہے اور دوسری نصوص قرآنی حدیث اس کی مؤید بھی ہیں۔

لیکن جدید مفسرین چوں کہ دلالت التزامی کی منطقی اصطلاح سے بے بہرہ ہیں اسی لیے نادانی میں انھوں نے قدیم مفسرین کی صحیح اور مؤید تفسیروں کو غلط اور ازکاررفتہ قرار دے کر اپنے جہل مرکب کا تحریری اورانمٹ ثبوت فراہم کیا، اس لیے صحیح فکر اسلام اور مؤید مراد خداوندی تک پہنچنے کے لیے بعض مرتبہ حکمت وفلسفے کی قدیم اصطلاحات سدسکندری کا کام انجام دیتی ہیں۔

بعض مدارس اسلامیہ اور دینی مراکز نے اپنے نصاب تعلیم سے منطق وفلسفہ اور حکمت کی کتابیں کو شجر ممنوعہ سمجھ کر نکال دیا ہے؛ حالاں کہ بعض عصری درسگاہوں حکمت و فلسفہ کی تمام باریک باتوں کو دوسری زبانوں میں پڑھا پڑھایا اور سیکھا سکھایا جاتا ہے۔

## طریقہائے تدریس:

درس نظامی کا نصاب مجرب اور پختہ تر نصاب ہے‘ اسی نصاب نے ماضی میں ایسے ایسے جیدالاستعداد افراد واشخاص کو ہندستان کے صفحۂ گیتی پر جنم دیا کہ لوگ عش عش کر تے رہ گئے‘ دین اسلام پر چوطرفہ حملوں کا جواب دینے کے لیے وہی افراد سینہ سپر ہوکر سامنے آئے جنھوں نے درس نظامی کی نصاب کو پڑھا اور اسے اپنے اندر سمولیا۔

اسی لیے جامعہ نے اپنے درس میں ’’درس نظامی‘‘ ہی کو نصاب کی شکل میں منظوری دی ہے اور جامعہ کے قیام کے روز اول ہی سے یہ نصاب داخل درس ہے البتہ درس نظامی کے تحت درج کردہ کتب کی تدریس کا نہج ایک قدیم نہج تھا اس میں تبدیلی لانے کے لے جامعہ نے ماہرین فن تدریس کی تحریروں سے کسب فیض کر کے، ماہر اساتذہ کی ٹیم کی

سرکردگی ونگرانی میں طریقہ تدریس کا ایک نیا اسلوب نکالا ہے جس میں طلبہ سہولت سے مشکل اسباق کی شمولات کو ہضم کرسکیں اوران ابواب وفصول سے صرف نظر کیا ہے جن میں حالات حاضرہ کی روشنی اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کو دین سے ہم آہنگ بنانے کی صلاحیت یا تو مفقود ہے یا دھندلی پڑ گئی ہے۔

طریقۂ تدریس میں اس بات پر خاص دھیان دینے کی بات کہی جاتی ہے کہ استاذ طالب علم کے سامنے ایسے الفاظ میں درس کے معانی پیش کرے جو عام فہم، سہل، سادہ، سلیس اور ثقل سے خالی ہو، تقریر وتدریس میں اس بات کا نمایاں فرق ذہن نشین رہے کہ درس میں زیادہ سے زیادہ باتیں کم سے کم الفاظ وحروف اور قلیل سے قلیل جملوں میں بیان کی جاتی ہیں اور تقریر میں کم باتیں زیادہ سے زیادہ الفاظ وعبارات، نصوص وجملوں میں دل میں قرار پکڑنے اور ذہن نشین کرانے کے لیے بیان کی جاتی ہیں۔

بہت زیادہ فصیح وبلیغ الفاظ، مسحور کن عبارات، جملہ اڑائی اور بوجھل تعبرات سے طریقہ تدریس کو خالی اور دور رکھا جائے اس اسلوب سے موجودہ سبق آسانی سے ہضم ہوسکتا ہے دیر تک ذہن کے خاکے میں محفوظ ومنضبط رہ سکتا ہے۔

## دورۂ حدیث کے لیے منتخب ابواب:

دورۂ حدیث شریف میں صحاح ستہ کی احادیث کا از اول تا آخر سرداً دور ہوجاتا ہے۔ اور تمام احادیث کی برکت طالب علم کی سماعت سے وابستہ ہوکر مفید ثابت ہوتی ہے، لیکن دورۂ حدیث شریف میں ایک ہی حدیث صحاح ستہ کی کئی کتابوں میں بار بار تکرار کے ساتھ آنے کی وجہ سے، طالب علم اسے کما حقہ دھیان سے نہیں سنتا اور استاذ اپنے اپنے متعلقہ دروس میں اس سے حدیث پر کلام پر حاصل انداز سے کرتا ہے، جس سے نقصان یہ

ہوتا ہے کہ ایک ہی حدیث ہر مفصل کئی کئی گھنٹوں میں انھیں معانی ومطالب اور تفصیلات و شروحات کے ساتھ چلنا اور بیان ہوتا رہتا ہے جو طالب علم نے دوسرے دیگر حضرات اساتذۂ کرام کے گھنٹوں میں سن رکھا ہوتا ہے۔

اس طریقہ تدریس سے ان احادیثِ رسول اور سنن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو یا مجمل ومفصل کلام بالکل نہیں ہو پاتا جو بعض دیگر ناحیہ سے وقت کی ضرورت، کسی اہم مسئلے کی گتھی سلجھانے والی اور ناگریز بحث پر مشتمل ہوتی ہیں۔

اس لیے جامعہ کی تعلیمی کمیٹی نے عالم اسلام کے مختلف اداروں کی تدریس و ترتیب کو نمونہ بنا کر ایک مجلس عالم تشکیل دی جس نے صحاح ستہ کے منتخب ابواب کو بڑی عرق ریزی اور کدوکاوش کے بعد تعلیمی کمیٹی کو پیش کیا جس نے بڑی غور وخوض کے بعد ان منتخب ابواب کو مفید تر قرار دے کر دورۂ حدیث شریف میں نصاب کے طور پر منظوری دے دی اور اسے ایک سال سے نافذ العمل قرار دے رکھا ہے جس پر عمل درآمد کے بعد اچھے نتائج کی خبریں آرہی ہے۔

## صحاح ستہ کے منظور شدہ ابواب وکتب:

**(۱) بخاری شریف جلد اول سے: (۱) کتاب بدء الوحی (۱) کتاب الایمان (۳) کتاب العلم (۴) کتاب التہجد (۵) ابواب العمرہ (۶) کتاب فضائل المدینہ (۷) کتاب الاجارة (۸) کتاب الکفالة (۹) کتاب الوکالة (۱۰) الاستقراض واداء الدیون (۱۱) فی الخصومات (۱۲) کتاب اللقطہ (۱۳) ابواب المظالم والقصاص (۱۴) باب الشرکة (۱۵) کتاب الهبة و المشاورت (۱۶) کتاب الصلح**

(۱۷ )الشروط (۱۸ )کتاب الوصایا (۱۹ )کتاب الجهاد (۲۰ )کتاب بدء الخلق (۲۱ )کتاب الانبیاء (۲۲ )کتاب المناقب (۲۳) باب البیان الکعبة-ایسے ابواب کومنتخب کیا گیا ہے۔

بخاری جلد دوم سے درج ذیل ابواب کا انتخاب عمل میں آیا ہے:

(۱ )کتاب المغازی (۲ )کتاب فضائل القرآن (۳)کتاب النکاح (۴)کتاب الفرائض (۵)کتاب المحاربین (۶ )استتابة المرتدین (۷)کتاب الحیل (۸)کتاب الفتن (۹)کتاب الاحکام (۱۰ )کتاب اخیار الآحاد (۱۱ )کتاب الاعتصام (۱۲ ) کتاب التوحید.

مسلم شریف اول کے منتخب ابواب یہ ہے:

(۱ )کتاب الایمان (۲)کتاب الصیام (۳ )کتاب الاعتکاف (۴)کتاب الحج (۵)کتاب الرضاء (۶ )کتاب الطلاق (۷)کتاب اللعان (۸)کتاب العتق.

مسلم شریف کے جلد دوم کے منتخب ابواب یہ ہیں:

(۱ )کتاب البیوع (۲ )کتاب المساقات (۳)کتاب القسامه (۴)کتاب الحدود (۵)کتاب الاقضیه (۶ )کتاب قتل الحیات (۷)کتاب الالفاظ من الادب (۸)کتاب الرویا (۹)کتاب الفضائل (۱۰ )کتاب القدر (۱۱ )کتاب الذکر والدعاء (۱۲ )کتاب التوبة.

سنن ابی داؤد سے یہ ابواب لیے گئے ہیں:

(۱) کتاب الصلاة (۲) ابواب شهر رمضان (۳) باب فی کم یقر

ء القرآن (۴)ابواب السجود (۵) باب الوتر (۶) کتاب الضحایا والصید (۷) کتاب الترجل (۸)کتاب الخاتم (۹) کتاب الفتن (۱۰) کتاب المهدی (۱۱) کتاب الملاحم (۱۲) کتاب السنة (۱۳) کتاب الادب وآداب النوم .

*ترمذی شریف اول کے منتخب ابواب یہ ہیں:*

(۱)ابواب الطهارة (۲) ابواب الصلاة (۳) ابواب الزکاة (۴) ابواب الجنائز (۵)ابواب الاحکام (۶) ابواب الدیات (۷) ابواب الصید( ۸) ابواب الایمان والنذور.

*ترمذی شریف جلد دوم سے یہ ابواب لیے گئے ہیں:*

(۱) ابواب الاطعمه (۲)ابواب الاشربة (۳) ابواب البر والصلة (۴) ابواب الطب (۵) ابواب الزهد (۶)ابواب صفة الجنة (۷) ابواب صفة الجهنم (۸) ابواب الامثال (۹) فضائل القرآن (۱۰) ابواب القراء ـة (۱۱) ابواب التفسیر (۱۲) ابواب الدعوات (۱۳) کتاب العلل (۱۴)شمائل ترمذی.

*نسائی شریف جس کا دوسرا نام المجتبیٰ ہے،اس کے منتخب ابواب یہ ہیں:*

(۱) کتاب الافتتاح (۲) کتاب الجمعة (۳) کتاب تقصیر الصلاة (۴) کتاب الکسوف (۵) کتاب الاستسقاء (۶) کتاب صلاة الخوف (۷)کتاب صلاة العیدین (۸) کتاب الجهاد (۹)کتاب النکاح (۱۰) کتاب عشرة النساء (۱۱) الزینة من سنن الفطرة (۱۲) کتاب

**ادب القضاه (۱۳) کتاب الاستعاذه (۹) کتاب النکاح.**

ابن ماجہ شریف کی منتخب ابواب مندرجۂ ذیل ہیں:

(۱) مقدمہ ابن ماجہ (۲) ابواب الزہد۔

اس نصاب حدیث میں ندرت کے پیش نظر پورا نصاب یہاں نقل کردیا گیا ہے تا کہ ایک نظر مین قارئین کے سامنے آجائے۔

# خارجی نشاطات برائے طلبۂ جامعہ

## لجنۃ التجوید والقراءۃ:

جامعہ کے تمام ہی طلبہ تجوید وقراءۃ کی تعلیم سے مربوط ہیں، اسی لیے باقاعدہ طور جامعہ نے "**لجنۃ التجوید والقراءۃ**" کے نام سے یہ نظام تشکیل دیا ہے کہ ہفتے میں ایک دن چہارشنبہ کو بعد نماز عشاء طلبہ مختلف حلقوں میں تحریری طور پر نام کے اندراج کے ساتھ ایک صدر حلقہ کی نگرانی میں ،اشراف قواعد تجوید کے مقصد سے ، تقسیم ہو کر ترتیلا، تدویرا اور حدراً مشق کرتے ہیں، جس کی کیفیت مشرف حضرات ایک مخصوص رجسٹر میں اندراج کرکے، طلبہ کو ان کی خامیوں پر متنبہ کرنے کے ساتھ محفوظ بھی رکھتے ہیں۔اس کا خاطر خواہ فائدہ اس وقت سامنے آتا ہے جب طالب علم کو کسی اصلاحی ودینی جلسے و پروگرام میں قرآن کی تلاوت کا موقع ملتا ہے تو طالب علم نہایت دلیری اور جرات مندی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت سے مجمع کو جذباتی اور اشک بار بنا دیتا ہے اور پورے قواعد تجوید کے ساتھ تلاوت کرنے کی ایک الگ ہی تاثیر ہے۔

## انجمن اصلاح الکلام:

عربی درجات کے طلبہ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے اور انہیں پروان چڑھانے کے لیے ان کے مافی الضمیر کی شستہ وشائستہ ادائیگی کی خاطر انجمن اصلاح الکلام کا قیام بھی عمل میں آیا ہے، یہ انجمن جامعہ کی تاسیس کے ایک دوسال بعد ہی قائم ہو گئی تھی جس کو بڑے ہی منظّم طریقے سے سال بھر بعد نماز تقریری سرگرمیوں سے رونق و تاب دی جاتی ہے۔

عربی درجات کے تمام طلبہ عربی اول سے لے کر دورۂ حدیث شریف تک اس انجمن سے منسلک ہوتے ہیں، پندرہ روز پر ایک طالب علم کی تقریر کی باری لوٹ کر آتی ہے، طلبہ اپنی صواب دید کے مطابق اور اساتذہ کی تجویز وتعیین پر بھی حالات حاضرہ میں سلگتے مسائل، اہم دینی واصطلاحی عناوین اور دیگر معاشرتی دلچسپیوں سے متعلق مضامین کو تقریری عنوانات کے طور پر طے کرکے، تقریریں اردو زبان میں یاد کرکے لاتے ہیں، بعد نماز مغرب اپنے حلقے میں سامعین طلبہ اور شرف محترم کی نگرانی میں تقریریں پیش کرتے ہیں۔

اس انجمن کا سال میں افتتاحی واختتامی پروگرام مسابقاتی شکل میں منعقد ہوتا ہے، جس میں طلبہ کو گراں قدر انعامات رقوم وکتاب کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔

انجمن اختتامی پروگرام عموماً کسی معزز، سرگردہ مشہور مقرر عالم دین کو صدارت و مہمان خصوصی کے لیے مدعو کیا جاتا ہے، تاکہ مدارس اسلامیہ میں یک جہتی بھی قائم رہے اور دیگر مؤقر علمائے کرام کے علمی مواعظ سے طلبہ کے استفادے کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا رہے۔

## تقریری مسابقہ:

اختتامی پروگرام کے علاوہ پورے درجات عربی کے طلبہ کے درمیان تقریری مسابقہ بھی کرائے جاتے ہیں جن کے انعقاد کی تاریخ انعام، تقریروں کے عناوین، طلبہ کی عمریں، درجات کی تحدید اور دیگر ضروری شرائط کا کم از کم ایک ماہ پیشتر نوٹس بورڈ پر اعلان چسپاں کر کے، طلبہ کو مطلع کر دیا جاتا ہے، مسابقے کے لیے تحکیم کی ضرورت کو دیگر عربی مدارس کے ماہر زبان وادب اساتذہ کو مدعو کر کے بچوں کی حوصلہ افزائی اور ان کی ترقی کی خاطر، پوری کرنے کے لیے ہر سال تقریباً حد درجے اہتمام کیا جاتا ہے۔

## علم صرف کا مسابقہ:

عربی اول ودوم کے طلبہ صرف کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان کو قواعد صرف از بر کرانے کا یہ ایک نظام جامعہ نے بنایا ہے کہ ان طلبہ کے درمیان علم صرف کا مسابقہ منعقد کیا جاتا ہے، سوال وجواب کی شکل میں ایک مختصر مگر جامع مذکرہ تیار کر کے تقسیم کر دیا جاتا ہے، تاکہ سوالوں کی تعیین اور اجوبہ کی تحدید سے کامیاب وناکام بنانے میں انصاف کی رسی نہ چھوٹے اس طرح علم صرف میں مضبوطی واستحکام بدلنے کی یہ کوشش بھی تقریبا پچھلے دس سالوں سے جاری ہے۔

## علم نحو کا مسابقہ:

”**النحو في الكلام كالملح في الطعام**“ کا مقولہ زبان زدہ من وعام ہے، نحو کی ضرورت کلام عربی کی فہم وتفسیم میں شدید ہے، خطأ لفظی واعرابی پھر خطائے معنوی پھر کفریات سے بچنا اسی نحو پر موقوف ہے، اس لے جامعہ نحو کی تعلم پر بھی خاص توجہ صرف

کرتا ہے، طلبہ کے مابین مسابقات کراتا ہے اوران کو گراں قدر انعامات اور حوصلہ افزائیوں کے لیے ضروری مفید کتابوں سے بھی نوازتا ہے، یہ عمل پچھلے ایک دہائی سے جاری ہے۔

## حدیث کا مسابقہ:

محترم رئیس جامعہ اور محترم ناظم تعلیمات صاحبان کی شروع سے کوشش رہی ہے کہ حفظِ حدیث کا طلبہ سے شدت سے اہتمام رکھیں، اس لیے اساتذہ کی نگرانی میں بھی اور از خد بھی طلبہ نے حفظِ حدیث میں کافی دلچسپی لی ہے۔ بعض طلبہ کو دو دو ہزار احادیث رواۃ و کنیتِ حدیث کے حوالوں کے ساتھ یاد ہے۔

جامعہ میں سب طلبہ کی رعایت میں، سب کو حدیث پاک زبانی یاد کرانے کے عظیم مقصد سے چالیس احادیث کا مذکرہ طالبانِ علوم حدیث کے درمیان تقسیم کرتا ہے پھر ایک متعین تاریخ پر عربی چہارم، پنجم اور دور حدیث کے طلبہ کے درمیان مسابقات کراتا ہے ۔تاکہ یہ طلبہ زندگی کے کسی میدان میں جائیں تو انھیں احادیث ضرور یاد رہیں۔

## تفسیر کا مسابقہ:

تفسیر کے میدان میں جامعہ نے طلبہ کی تشنگی کو بجھانے کے لیے جہاں درسِ نظامی کے اسلوب پر ترجمہ وتفسیر کا نظام رکھا ہے، وہیں طلبہ میں بیداری پیدا کرنے اور انہیں مزید حوصلہ افزا ماحول فراہم کرنے کے لیے تفسیری مسابقے کا بھی نظام رکھا ہے، جس میں ایک مخصوص پارہ یا سورت مقرر کر کے، اس کا تفسیری مذکرہ تحریری طور پر تیار کر کے مساہمینِ مسابقہ کی خدمت میں دے دیا جاتا ہے، اس میں فرائض بحکم کے لیے جید استعداد علمائے کرام کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس کے نتائج بھی مثبت اور حوصلہ افزا سمت میں ہی جاتے نظر آرہے ہیں۔

## اصولِ فقہ کا مسابقہ:

جامعہ نے ابھی اصول فقہ کی اصطلاحات اور بنیادی باتوں کو حفظ یاد کرانے کے لیے اندرونِ جامعہ عربی سوم کے طلبہ کے لیے اصول فقہ کا مسابقہ بھی منعقد کیا تھا اس کا پہلی بار تجربہ کیا جو قابل تعریف حد تک اچھا رہا۔

## عربی ادب کا مسابقہ:

عربی چہارم میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے درمیان عربی نصوص، اشعار، ادبی شہ پارے، تعبیرات، الفاظ وعبارات، اور نثر ونظم سے متعلق عربی زبان وادب کا ایک مسابقہ امسال منعقد کیا گیا تھا تاکہ طلبہ میں عربی زبان وادب کے حوالے سے بیداری پیدا کی جائے اور مسلسل کئی سال عربی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود زبان وبیان کی حد تک طالب علم کی جو کمزوری نظر آتی ہے اسے بھی مسابقاتی دوڑ کے ذریعے یک لخت دور کرنے کی سعی کی جائے، یہ تجربہ بھی نیا تھا اچھا رہا۔

## بلاغت:

بلاغت اس کے اصول اور اصطلاحات کو بھی طلبہ از بر یاد کرلیں، اس کی آسان ترین شکل مسابقے کی بھی ہے، جس کو جامعہ نے اندرون جامعہ طلبہ میں، فائدہ کی غرض سے اپنایا، ایک مذکرہ سوالات وجوابات کی شکل میں اصطلاحات بلاغت کے عنوان پر طلبہ کو فراہم کیا گیا جو عمدہ رہا۔

## مساجلۂ شعریہ:

عربی ادب میں درک اور گہرائی پیدا کرنے کے لیے جامعہ نے عربی پنجم کے طلبہ

کے لیے عربی بیت بازی کا نظام بنایا ہے،جس میں قدیم و جدید عربی زبان وادب کے ماہرین ادباءشعراءاورفصحاءوبلغاءکےمنظوم کلام کوطلبہ زبانی یادکرتے ہیں،ان کے مساجلہ شعریہ یا عربی بیت بازی کی یہ شکل بنائی جاتی ہے کہ مساہمین مساجلہ کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے،صحابہ شعراء میں سے کسی صحابی کے نام پر دونوں حصوں کو نامزد کر کے ہی پکارا جاتا ہے،عربی اشعار کوطلبہ کافی تعداد میں زبانی یاد کر لیتے ہیں جس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے کہ بیت بازی کی معرکہ آرائی اپنے شباب پر ہوتی ہے،حروفِ تہجی کے حرف پر ردیف وقافیہ کی تان ٹوٹے ،طلبہ پوری برق رفتاری سے جھپٹ کراسی حرف کا شعرفوراً عربی لہجے کا منظوم طرز اپناتے ہوئے سنا دیتے ہیں، وہ منظر بڑا دل کش، پرفریب اور دل ربا ہوتا ہے، جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

طلبہ کواس بات کا شدت سے اہتمام کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اشعار ایسے موضوعات پر یاد کیے جاتیں جو مدح سرکار میں ہوں یا حمدِ برہم زنِ نظامِ عالم کی بھرپور عکاسی کرنے والے ہوں،عشقیہ اشعار،فحش مضامین،مخرب اخلاق،کردارسوز منظوم کلام کو مساجلہ شریہ کے وقت تحکیم کے موقع پرسوخت کرنے کا نظام بنا دیا گیا ہے۔

ان اشعار سے طلبہ کوعربی ادب میں دل چسپی پیدا کرنے کا ماحول فراہم ہوتا ہے، وہیں طلبہ کی انشاء پردازی کی خوابیدہ صلاحیت دبے پاؤں عربی اشعار کہتے ہوئے ترقی کی شاہ راہ پر چل پڑتی ہے۔

تقریباً پچھلے ۱۵/سالوں سے عربی بیت بازی کا نظام جامعہ کی چہار دیواری میں پوری آب وتاب اور رونق وتابش کے ساتھ چل رہا ہے۔

دونوں گروپ کے مساہم طلبہ کوگراں قدر القامات سے بھی نوازا جاتا ہے،ایسے

موقع پر کسی عربی ادیب ماہر فن کو دور یا نزدیک کہیں سے بھی مدعو کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے، جس سے مہمان حضرات بھی اچھا تاثر لے کر جاتے ہیں اور اپنے اپنے متعلقہ اداروں میں بھی اس فضا کو عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

# محاضرات کا نظام، اسبوعی دروس

## ادب اور تاریخِ ادب:

عربی پنجم میں ۴/ ترتیبیں ہیں، ہر ترتیب میں ہفتے میں ایک گھنٹہ ادب اور تاریخِ ادب کیے لیے متعین کیا گیا ہے، جس سے طلبہ کو ادب کی اقسام، منثور ادب، منظوم ادب تاریخ ادب، دورِ جاہلیت، دور عباسی، دور اموی، عصر حاضر اور بدلتے ادوار میں ادب کا نشیب وفراز معلوم ہو اور جس چیز کو وہ کئی سال سے تعلیمی گفتگو میں دوسرے درس گاہوں میں پڑھ رہے ہیں، اس کو قدرے تفصیل سے مختلف گوشوں کی جان کاری حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھیں، اس طرح کم وقت میں زیادہ کام کرنے، اور طالبانِ علوم نبوت کو ان کے مقاصد کی طرف تیز گامی سے آگے بڑھنے میں مدد ملتی رہے۔

## فقہ:

فقہ کی بنیادی معلومات مبادیاتِ فقہ کی شکل میں استاذ' فقہ کی کتابوں میں تو بتاتے ہی رہتے ہیں، لیکن جامعہ نے اس کو بنیادی باتوں کو طلبہ کے سامنے لانے کے لیے ہفتے میں ایک گھنٹہ مخصوص کیا ہے، جس میں فقہائے متقدمین ومتاخرین کی اختیاری سرگرمیوں میں نہایت احتیاط کی بات سامنے آجائے، ان کی تدوین، ان کا طریقۂ کار، ان کی استنباطی

مجالس ،ان کا مخلصانہ تگ و تاز اور ان کی عبادت کا چرچا ذرا سیر حاصل انداز میں فقہ کی بنیادی اصلاحات کے ضمن میں آجائے اس کے لیے جامعہ نے فقہ کا ایک اسبوعی سبق ہفتے میں ایک دن خاص خاص درجوں میں مقرر کیا ہے۔

## میراث:

مرنے کے بعد مرنے والا سارا مال دوسرے کے حوالے کر جاتا ہے، یہی مال میراث کہلاتا ہے ،شریعت نے اس کے لیے ۳؍ بڑی آیات نازل فرما کر مستقل نظام میراث کا آسمانی اصول و ضابطہ طے فرمایا ہے،جس پر عمل درآمد او رتقسیم میراث کی سرگرمیوں میں بالکل سردمہری پائی ہے،اسی سردمہری کے نتیجے میں میراث کے حوالے سے استفتاءات اور سوالات بھی قدرے قلیل ہی دارالافتاء اور علماء و مفتیان کے پاس آتے ہیں،جس کے نتیجے میں علم وطلب کے حلقے میں میراث کے مسائل کے تئیں بڑی بے رغبتی اور غفلت و نامرادی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

طالبانِ علومِ نبوت کو علم دین کے ہر گوشے پر محققانہ اور بصیرت افروز نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے،اس لیے جامعات و مدارس میں فن میراث پڑھایا جاتا ہے،جس کے لیے مشہور ترین کتاب ''سراجی'' ہے،اسی ایک کتاب سے صلاحیت بنانے والے طالبانِ علوم نبوت اپنی اپنی صلاحیتیں بنا لیتے ہیں۔

لیکن جامعہ نے یہ طے کیا کہ حالات' طلبہ و علما کے حوالے سے بہت اچھے نہیں ہیں، اگر صرف ایک کتاب پر ایک سال میں وہ بھی جلدی جلدی اور نامکمل پڑھا کر بات ختم کر دی گئی تو یہ فن مردہ یا مثل مردہ ہو جائے گا،تو جامعہ نے یہ طے کیا کہ میراث کے بنیادی اصول اور مبادیات فن کو اسبوعی دروس کا ایک حصہ بنا کر طلبہ کی خدمت میں پیش کیا جائے،

طلبہ کو قدرے محنت پڑھانی پڑے، تو یہی عین مطلوب ہے کیوں کہ اس فن کو زندگی کی تابنائی بخشنا بڑا ضروری ہے، عربی پنجم کے طلبہ کے لیے اسی لیے جامعہ نے میراث کے مبادیات کا ایک اسبوعی گھنٹہ مخصص معین کر دیا ہے۔

## تقابلِ ادیان:

جامعہ نے اپنے طلبہ کو دنیا میں رائج تمام بڑے مذاہب کا تعارف کرانے کے لیے ایک مضمون تقابل ادیان کا بھی مقرر کیا ہے جس میں یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، ہندازم، بدھ ازم وغیرہ تمام مشہور ادیان پر تقابلی مطالعہ کے لیے طلبہ کو آمادہ کیا جاتا ہے، یہ مضمون دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کے لیے ہفتے میں ایک دن جمعرات بعد نماز ظہر ایک پریڈ میں رکھا گیا ہے۔ ہر مذہب کے مبادیات، احکام، رسومات، اعمال، ترجحات اور خصوصی دل چسپیوں کو ذکر کر کے محاسن اسلام کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

## فرق باطلہ:

دین نام ہے اصول کے مجموعے کا اور مذہب نام ہے فروع کے مجموعے کا، دین کے اصول میں اختلاف ڈالنے والے اسلام سے دور کسی اور دین کو ماننے والے کفر کے حلقے میں شمار کیے جاتے ہیں اور فروع دین میں ایسا اختلاف جو اصول دین کو بھی ایک معتد بہ حد تک نقصان پہنچانے کے قریب ہو جائے یا بن جائے وہ فرق باطلہ کے زمرے میں آتا ہے، بریلویت، مودودیت، شیعیت اور قادیانیت ایسے فرقے ہیں جو فرق، باطلہ میں شمار ہوتے ہیں، شیعیت تو بالکل اسلام کے متوازی، اسلام کے نام پر وجود میں آنے والا باطل فرقہ ہے، قادیانیت تو متفق علیہ ضروریات دین کا منکر ہو کر حدود کفر سے مل کر حد

ودکفر میں داخل ہوجانے والا فرقہ ہے، بریلوت ومودودیت میں بھی ایسے زہر ہیں جنہیں برداشت کرنے پر اسلام کی جان نکل جائے اور روح اسلام کو سخت گزید پہچانے والا فرقہ ہے۔ جامعہ نے ان تمام فرق باطلہ کے لیے الگ سے ہفت روزہ محاضرات کے نظام سے خاص دل چسپی لی ہے، جس کا فائدہ فارغ ہونے والے طلبہ عالم دین بن کر ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پھیل کر بدعت ورسومات کو ختم کرنے کے اسلوب سے اٹھارہے ہیں عقائد کی تصحیح، رسومات کا خاتمہ، بدعات کا قلع قمع، خرفات سے دوری پیدا کرنا ان تمام فضلا کا کام اور مشن بن جاتا ہے جو فرق باطلہ کے محاضرات سے مستفید ہوتے ہیں۔ ان کا ذہن اللہ کی تائید سے اسی طرف چلنے لگتا ہے کہ امت کے اندر سے اوھام وخرافات اور باطل خیالات کا نظریہ ختم کرکے ان کی جگہ پر صاف ستھرے اور سچے عقیدے کو لانا چاہیے جس میں وہ کافی حدتک کامیاب ہوتے ہیں یہ محاضرہ بھی دورۂ حدیث کے لیے مختص کیا گیا۔

## جدید معیشت وتجارت:

اس عنوان پر محاضرہ عربی ششم کے طلبہ میں ہفتم میں ایک مدیر تعلیمات جامعہ مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی مدظلہ پیش کرتے ہیں زمانہ میں کیش لش کاروبار پڑھانے کی ترجیحات بینک سے متعلق ضروری معلومات کاروبار میں آئے دن انے والی نت نئ اسکیمیں اور طرح طرح کی تبدیلیاں اس بات کی متقاضی ہیں کہ اس پر جدید انداز سے نظر ڈالی جائے اور تجارت کی وہ تمام چیزیں وہ تمام شکلیں جو دنیا میں آج کل رائج ہیں ہمارے طلبہ کے گوش گزار کرائی جائیں تاکہ خود بھی حلال حرام کی تمیز اپنے اندر پیدا ہوسکے اور امت کو بھی حلال حرام کا واضح فرق بتایا جاسکے۔

اس زاویے سے بالخصوص یہ محاضرہ نہایت ہی اہم ہے، جدید معیشت وتجارت کا یہ محاضرہ تقریباً پندرہ سال سے جامعہ کے طلبہ میں جاری ہے اور اس کا فائدہ بھی فراغت کے بعد طلبہ محسوس کرتے ہیں، بعض فارغینِ جامعہ بینک کے کاروبار سے بھی جڑ کر اس کی فہم وتفہیم سے امت کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

## الغزو الفکری:

آج زمانہ بڑی تیزی سے کروٹ لے رہا ہے، عالمی پیمانہ پر تہذیب وافکار کا تصادم اور مساوات وحقوق نسواں کے نام سے تہذیب اسلامی کو فروتر ثابت کرنا اور دیگر تہذیب وتمدن کو فزوں تر بتلانا آج کے ذرائع ابلاغ کا پہلا اور اولین وظیفہ بن گیا ہے۔ اس طرح کے حالات میں یہ جاننا ضروری ہے کہ فکری کشمکش میں امت کے نوجوانوں کی کس طرح رہنمائی کی جائے دنیا کی تہذیبیں خود دنیا والوں کے لیے کتنی خطرناک اور ان کی باحیا زندگی کے لیے کتنی حیا سوز اور مہلک ہیں، اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لیے ''الغزو الفکری'' کے عنوان سے عربی ششم میں ناظم تعلیمات محترم مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی مدظلہ کا ہر ہفتے ایک محاضرہ پیش ہوتا ہے، جس میں طلبہ کی دل چسپی قابل دید اور شنید ہوتی ہے۔ اور یہ موضوع ایسا ہے کہ غور سے دیکھیں تو تمام اسلامی غیر اسلامی تہذیبوں سے کشمکش نظر آتی ہے، اس لیے دل چسپی کا باعث ہونا بھی چاہیے۔

## جدید فقہی مسائل:

جامعہ اکل کوا نے جدید فقہی مسائل کی طرف بھی توجہ فرمائی ہے، جامعہ کے شعبۂ افتا میں طلبۂ افتا کو جو تمرین دی جاتی ہے وہ جدید فقہی مسائل سے متعلق ہی ہوتی ہے، جو

طلبہ دارالافتاء سال بھر مشق وتمرین کے ذریعے حل کرتے ہیں۔ اس سے جدید فقہی مسائل کا ایک بڑا فقہی ذخیرہ بھی جمع ہوتا چلا جاتا ہے، جامعہ نے ان مسائل کو کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔

جامعہ نے ''فتاوی اشاعت العلوم'' کو بھی ترتیب دینے کا کام شروع کیا ہے اور کافی حد تک فتاوی پر کام بھی ہو چکا ہے۔ اسی طرح زمانے کے فقہی تقاضوں کو جامعہ پورا کرنے کے لیے پوری طرح ہمہ وقت کاربند رہتا ہے۔

## شعبہائے تخصص

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا نے درس نظامی کے مجوزہ تعلیمی دورانیے کی تکمیل کے بعد تخصصات کے شعبہ کی سہولیات بھی رکھی ہیں جن سے ایک عالم فاضل نکھر کر معاشرہ کی ہمہ جہت ترقی کا ضامن ہوسکتا ہے جو اس کو دنیاوی رخ سے اپنی رخ پر کاربند کرے۔

تخصصات کے یہ شعبے حسب ذیل ایک سال، دوسال، تین سال کے مختلف دورانیے پر مشتمل ہیں: (۱) **تخصص فی الافتاء** (۲) **تخصص في الحديث** (۳) **تخصص في الدعوة والإرشاد** (۴) **تخصص في القراء ات** (۵) **قسم اللغة العربية والإنجليزية .**

ان تخصّصات کے شعبے محدود تعداد کے ساتھ، اچھی صلاحیت کے حاملین فضلائے درس نظامی کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کا دورانیہ اب تخصصات کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد ایک، دو، یا تین سال مزید پڑھ جاتا ہے۔

## تخصص فی الافتاء:

### قیام دارالافتاء وشعبۂ افتاء جامعہ کا ایک تاریخی اقدام

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لاتعلمون﴾

''سوتم اہلِ کتاب سے پوچھ دیکھو اگر تم علم نہیں رکھتے۔''(سورۃ الانبیاء:۷)

﴿فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين﴾

''یہ کیوں نہ ہو کہ ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکل کھڑا ہوا کرے تا کہ (یہ باقی لوگ) دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں۔''(سورۃ التوبۃ:۱۲۲)

قال النبي ﷺ : ﴿من يرد الله به خيرًا يفقهه في الدين﴾

''اللہ پاک جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔'' (صحیح بخاری:۱/۱۶)

وقال أيضًا : ﴿لكل شيء دعامة، ودعامة الإسلام الفقه في الدين﴾ - ''ہر چیز کے لیے ایک ستون ہے جس پر اس کا مدار ہوتا ہے، اور اس دین کا ستون فقہ ہے۔''(کنز العمال:۱۰/۷۷-۲۸۹۲۰)

ہر زمانہ میں فقہ وفتاوی کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور سماج ومعاشرہ کی اصلاح وانقلاب کا اسے ایک مؤثر ذریعہ سمجھا گیا۔

۱۸۰۳ء میں جب لارڈ بلیک کی سرکردگی میں انگریزی افواج نے دہلی پر قبضہ کرلیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے شاہ عالم بادشاہ کو تخت سے بے دخل کرتے ہوئے لال قلعہ

کے سامنے یہ اعلان کیا کہ ''زمین خدا کی، ملک بادشاہ سلامت کا، اور حکم کمپنی بہادر کا'' تو شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے جامع مسجد سے تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ''آج سے یہ ملک دارالحرب بن گیا، اوران غاصبوں کے خلاف جہاد کرنا ہمارا فرض ہے'' اپنی اس بات کو باوزن بنانے کے لیے آپ نے ایک فتویٰ لکھا کہ:

''قانون سازی کے سارے اختیارات عیسائیوں کے ہاتھوں میں ہیں، مذہب کا احترام ختم ہوگیا، شہری آزادی سلب کر لی گئی، لہٰذا ہر محبّ وطن کا فرض ہے کہ اس اجنبی قوت سے اعلان جنگ کردے، اور جب تک اس ملک سے اس کو باہر نہ کردے اس ملک میں زندہ رہنا اپنے لیے حرام جانے۔'' (تحریک آزادی کے نمائندہ مسلم مجاہدین: ص ۲۴۰، ۲۴۱)

آپ کے اس فتویٰ نے ہندوستان کے ہر باشی میں نہ صرف جذبۂ حرّیت وآزادی پیدا کیا بلکہ اس کے لیے ''تن، من، دھن'' سب کچھ قربان کردینا آسان بنادیا۔

آج کے اس پُرفتن خدا بیزار، علوم اسلامیہ سے نہ صرف عدم واقفیت بل کہ ایک حد تک اسلامی اقدار کے باغی معاشرہ اور سماج میں بڑی حیرت انگیز تبدیلیاں اور زبردست انقلابات رونما ہوئے، سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی نے نئے نئے افق پیدا کیے، اور اب دنیا گلوبلائزیشن کی دنیا کہی جانے لگی، معاشی اور اقتصادی امور میں، نت نئی ترقیات نے جہاں نئے نئے مسائل لاکھڑے کردیئے، وہیں ذرائع ابلاغ کی نئی نئی ایجادات نے فکری ونظری، تہذیبی وثقافتی جنگوں کے محاذ کھول دیئے، اب جو لوگ شریعت اسلامیہ کو اپنی معاشرت، تجارت، اور زندگی کے دوسرے میدانوں میں معیار ہدایت قرار دے کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں، ان کے سامنے ایسے سینکڑوں مسائل آکھڑے ہیں، جن کے بارے میں وہ علمائے اسلام واصحابِ افتاء کی طرف نظریں جمائے ہوئے ہیں کہ، کیا یہ جائز ہیں یا ناجائز؟

اس اہم موڑ پر ان کی رہنمائی و رہبری علمائے شریعت پر فرض ہے، اسی فرض کی انجام دہی کے لیے رئیس الجامعہ (حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی) دامت برکاتہم نے بتاریخ ۱۱/۳/۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱/۱۴/۲۰۰۷ء بوقت صبح: ''۷:۴۵'' پر اپنے ناصحانہ کلمات ودعا کے ساتھ، نہ صرف دارالافتاء بلکہ شعبۂ افتاء کا افتتاح فرمایا، تاکہ امت کو موجودہ حوادث ومسائل کا شرعی حل مل جائے، اور اس عظیم ذمہ داری کے بارِگراں کو اٹھانے کے لیے ملک ہند کی مختلف ریاستوں کے علماء بھی تیار ہوں، قیام دارالافتاء کے روز اول ہی سے اس بات کی طرف خصوصی توجہ دی جارہی ہے کہ زیر تعلیم طلبا کو امت کو درپیش مسائلِ جدیدہ کی صورتوں اور حقیقتوں سے واقف کراکر ان پر احکامِ شرعیہ کے انطباق کی تربیت دی جائے، تاکہ ہم اپنے اس دعوے میں کامیاب ہوں کہ اسلام میں ہر دور وزمانے کے مسائل کا حل موجود ہے، اور شریعت پر چلنے والوں کے لیے زندگی کے ہر موڑ پر اس کی رہنمائی پائی جاتی ہے؛ چناں چہ اس سلسلے میں فقہ کے تمام ابواب خصوصاً مسائل تجارت ومعاشرت کے متعلق جدید مسائل پر تحقیق وتخریج کا کام ہورہا ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے، اور ذوقِ شریعت ومزاجِ دین کی دولت سے مالامال کرے۔''وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز ''!

## خدماتِ دارالافتاء

### سوالات واستفتاءات:

دار الافتاء سے الحمد للہ اب تک ''۱۰۱۴'' سوالات واستفتاء ات- جو۱۶۷۰/ جزئیات پر مشتمل تھے- کے جوابات دیئے جاچکے ہیں۔ نیز زبانی اور فون پر کیے جانے والے سوالات واستفتاءات کے جوابات اس کے علاوہ ہیں۔

## ابتلائے عام واہم مسائل:

۱۰/سال کی مدت میں تقریباً آٹھ ہزار (۸۰۰۰) محقق ومدلل ابتلائے عام واہم مسائل کتابوں کی شکل میں منظر عام پر آچکے ہیں (جن کی تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیں!)؛ یعنی سالانہ آٹھ سو (۸۰۰) اور یومیہ ۲ تا ۳/مسائل کا حل ہوتا ہے۔

اور تقریباً سات ہزار (۷۰۰۰) صفحات اب تک اربابِ دارالافتاء ورفقائے دار الافتاء کی جانب سے لکھے جا چکے ہیں؛ یعنی سالانہ سات سو (۷۰۰) اور یومیہ ۲/صفحات لکھے جاتے ہیں۔ (یہ مسائل فتاویٰ کے علاوہ ہیں)

## قواعد فقہ وعقود رسم المفتی:

قواعد فقہ پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مسائل فقہیہ کو ان کے احکام کے ساتھ یاد رکھنا آسان ہو جاتا ہے، جیسا کہ امام قَرَافی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" مَنْ ضَبَطَ الْفِقْهَ بِقَوَاعِدِهٖ اِسْتَغْنٰى عَنْ حِفْظِ اَكْثَرِ الْجُزْئِيَاتِ لِاِنْدِرَاجِهَا فِي الْكُلِّيَاتِ "- جو شخص قواعد کے ساتھ فقہ کو یاد کرلے، وہ اکثر جزئیات کو یاد کرنے سے بے نیاز ہو جاتا ہے، کیوں کہ جزئیات کلیات میں مندرج ہوتی ہیں۔ درانحالانکہ جزئیاتِ فقہ بے شمار ہونے کی وجہ سے انسان ان کے یاد رکھنے پر قادر نہیں، اور قواعد کا یاد کرنا اس کے بس میں ہے۔ نیز قواعد فقہ کے پڑھنے سے ایک عالم میں ایسا ملکۂ فقہیہ پیدا ہوتا ہے، جس سے وہ با آسانی مسائل جدیدہ کے احکام شرعیہ متعین کرسکتا ہے۔

چناں چہ دارالافتاء میں آغازِ قسم افتاء سے ہی قواعد واصولِ فقہیہ پر تفریعات کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور خاص کر طلبۂ افتاء کو اس بات کا مکلّف کیا جاتا ہے کہ جو قاعدہ پڑھا

جائے، اس پر کتبِ فقہیہ عربیہ سے تفریعات تلاش کریں۔اسی طرح ہفتہ بھر میں پڑھے
گئے تمام قواعد واصولِ فقہ زبانی یاد کر کے سنانے کا بھی پابند کیا جاتا ہے۔

عقود رسم المفتی کے تمام اشعار بھی طلبہ زبانی یاد کر کے سناتے ہیں۔اور تمرین
المسائل میں مفتی کے لیے بیان کیے گئے قواعد کا اجراء بھی لازم ہوتا ہے،تا کہ رسم المفتی کے
اصول سینے میں محفوظ ہو جائیں۔

## مقاصد شریعت:

ہم جس دور سے گذر رہے ہیں، یہ مادی ترقی کا دور ہے،جس میں ہر شعبہ میں
بے شمار جدید مسائل پیش آرہے ہیں، چاہے تجارت کا شعبہ ہو،زراعت کا شعبہ ہو،علم طب
کا شعبہ ہو، یا کوئی اور شعبہ،تو ان مسائل جدیدہ کو حل کرنا،اور شریعت کے اصول کی روشنی
میں پیش آمدہ ہر صورت مسئلہ کا حکم بیان کرنا، یہ علما،فقہا اور مفتیانِ کرام کی ذمہ داری ہے
اور اس میں کامیابی اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ مقاصد شریعت سے واقفیت حاصل ہو،
کیوں کہ فلسفۂ مغرب جب عالمِ اسلام میں داخل ہوا،تو اس نے مسلمانوں میں اضطراب
پیدا کر دیا،مغرب مادیت کا فریفتہ اور اسلام روحانیت کا دل دادہ ہے۔

جب مسلمانوں کا اسلام سے رشتہ کمزور ہوا تو ان پر مادیت غالب آئی اور مسلمان
مرعوب ہو گئے،اور اس مرعوبیت کا اثر ہر طبقہ پر پڑا،تجار، پھر عوام الناس، پھر علماء کا وہ طبقہ
جن کے نزدیک دنیا آخرت کے مقابلہ میں راجح تھی،انہوں نے کوشش کی کہ اسلام کی
ہر چیز کو سائنس،عقل اور فلسفۂ جدید وقدیم کے مطابق ثابت کیا جائے،لیکن ان کے اس
کام میں سب سے بڑی رکاوٹ دو علم بنے: علم حدیث اور علم اصول فقہ،نقل کے راستہ سے
علم حدیث مانع بنا،اور عقل کے راستہ سے علم اصول فقہ۔چنانچہ انہوں نے یہ کہہ کر سرے

سے ان دونوں علوم کا انکار کر دیا کہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈیڑھ سو سال بعد گھڑ لی گئی ہے، اور اصول فقہ وقواعد فقہ تو علما وفقہا کی ایجادِ نَو ہے، قرآن وحدیث نے یہ قواعد نہیں بنائے، لہٰذا انہیں چھوڑ دیا جائے۔

اب ان کے پاس عقل ونقل میں دخل اندازی کے لیے کوئی راستہ نہ رہا، لہٰذا انہوں نے اپنے اجتہاد کے دروازے کھولنے اور عقل ونقل میں دخل اندازی کرنے کے لیے مقاصد شریعت کو اپنایا اور کہا کہ مقاصد شریعت کو دیکھا جائے اور اس کی حفاظت کے لیے خواہ نصِ صریح کو چھوڑنا پڑے چھوڑ دیا جائے، مقاصد کے مطابق اجتہاد کیا جائے، اگر وہ چیز مقصد شریعت کے مطابق ہے تو خواہ وہ نص کے مخالف ہی کیوں نہ ہو، اس کو اپنایا جائے، خواہ تمام نصوص کے خلاف ہو، مگر مقصد شریعت کو زَد نہیں پہنچنا چاہیے، انہوں نے عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لیے مقاصد شریعت کو اپنا اصلی ہدف بنایا، جس کے لیے انہوں نے مقاصد پر لکھنا شروع کر دیا اور بہت ساری کتابیں لکھیں۔

لہٰذا طلبۂ افتاء فلسفۂ مغرب والحاد کے اس طریقہ سے بھی آشنا ہو جائیں، اس لیے انہیں مقاصدِ شریعت سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے، تا کہ مغربی مفکرین اور ان کی فکروں سے متاثر دانش وران کی بے جا رعایتِ مقاصد اور خود ساختہ اجتہاد کے جال میں وہ نہ آسکے۔

## تمرین وتدریب افتاء:

آج کے اس ترقی پذیر دور میں بڑی حیرت انگیز تبدیلیاں، انقلابات رونما ہوئے، سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی نے، معیشت، اقتصادیت، تجارت، معاشرت اور زندگی کے دیگر میدانوں میں بھی نئے نئے مسائل لا کھڑے کر دیئے، جس کی وجہ سے امتِ مسلمہ

علمائے اسلام اور اصحابِ افتاء کی طرف نظریں جمائے کھڑی ہے، کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس اہم موڑ پر اس کی رہنمائی ورہبری، علمائے شرع واصحابِ افتاء کی ذمہ داری ہے۔

☆......اسی لیے جامعہ کے شعبۂ افتاء میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ زیرِ تعلیم و تدریب فضلاء وعلماء، جدید مسائل اور ان کے حل کے طریقوں سے واقف ہوں، جس کے لیے انہیں از شوال تا شش ماہی عقائد وعبادات سے متعلق تمارین دی جاتی ہیں، اور بعد از شش ماہی جدید مسائل کی تمارین وتدریب پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔

☆...... ہر طالبِ علم پر لازم ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی تمرین کو باقاعدہ استفتاء کے انداز میں حل کرے، اور جواب کے ہر ہر جز پر کم از کم تین عربی کتبِ فقہیہ وفتاویٰ سے مراجعت کر کے دلیل لکھے، اس کے بعد تائید میں اردو کتبِ فتاویٰ پیش کرے۔

☆......اور دارالافتاء میں چوں کہ مراجع، عربی واردو کتب فقہ وفتاویٰ وافر مقدار میں اور ایک ایک کتاب کے مختلف نسخے موجود ہیں، اس لیے عربی عبارت کے ساتھ ساتھ کتاب، باب، فصل اور مکتبہ ومطبع لکھنا بھی ضروری ہوتا ہے، تاکہ استفادہ کرنے والوں کو کتابوں سے مراجعت کرنے میں سہولت اور آسانی ہو۔

☆......شعبۂ افتاء میں طلبہ کی تعداد محدود یعنی ۱۰/ یا ۱۲/ طلبہ تک ہوتی ہے، تاکہ پڑھنے پڑھانے اور تمرین وتدریب میں سہولت ہو، لہٰذا ممتاز طلبہ کو ہی داخلہ دیا جاتا ہے، جس کے شرائط آگے مذکور ہیں۔

☆......آغازِ سال میں آدابِ افتاء واستفتاء سے مطلع کر دینے کے بعد سے سالانہ تک انہیں عقائد، عبادات، معاملات ومعاشرت سے متعلق اہم، ابتلائے عام وجدید تقریباً اٹھارہ سو (۱۸۰۰) مسائل کی تمرین دی جاتی ہے، ہر طالبِ علم کم از کم ڈیڑھ سو (۱۵۰) یا زیادہ سے

زیادہ ایک سو اسی (۱۸۰) مسائل بشکل استفتاء حل کرلیتا ہے، جن کی باقاعدہ کاپی تیار ہوتی ہے، اس پر تنقید، تنقیح وتحسین کے بعد صدر دارالافتاء اپنی دستخط ثبت فرماتے ہیں۔

☆......افتاء کے نصاب میں پڑھائی جانے والی کتابیں:

**الدر المختار شرح تنوير الأبصار......الأشباه والنظائر لابن نجيم ......قواعد الفقه......السراجي في الميراث......المقاصد الشرعية الإسلامية ...... فقه الخلاف.**

☆......کبھی سال کے اخیر میں طلبۂ افتاء کو جدید موضوعات پر لکھی گئیں عربی واردو کتابیں دی جاتی ہیں، تاکہ وہ ان کا ترجمہ وتلخیص کریں۔

**نوٹ:** جدید مواصلاتی نظام سے استفادہ کرتے ہوئے جامعہ نے اپنے ویب سائٹ پر آن لائن فتاویٰ کا آغاز کرنے جارہا ہے، جس میں آنے والے استفتاءات کے جوابات جلد از جلد دینے کی کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

ویب سائٹ ایڈریس:www.jamiyaakkalkuwa.com

## شعبۂ افتاء میں داخلے کی شرطیں:

(۱) جامعہ اکل کوا سے سند فضیلت کا حاصل ہونا۔

(۲) اہلیتی امتحان میں ''ہدایہ اخیرین'' اور ''سراجی'' کے تحریری وتقریری امتحان میں امتیازی نمبرات سے کامیابی اور خوش خط ہونا۔

(۳) شعبان میں منعقد ہونے والے اہلیتی امتحان میں شرکت۔

## مطبوعاتِ ''دارالافتاء'' جامعہ اکل کوا ایک نظر

مندرجہ ذیل کتابیں اس شعبہ کی نگرانی میں زیورطبع سے آراستہ ہوکر قوم وملت کی دینی رہنمائی ورہبری میں مفید وکارآمد ثابت ہوچکی ہیں؛

۱ – ﴿**المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔ جلداول

جس میں ''ستاروں کی دنیا'' بھوشیے کالم سے قسمت کا حال جاننا، جائے ملازمت میں نماز کا قصر واتمام، موجودہ زمانے میں نصابِ زکوۃ، M.L.M (ملٹی لیول مارکیٹنگ) کا حکم، موجودہ لباس شریعت کی روشنی میں، وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں۔

تعدادمسائل: (203) صفحات: (189)

۲ – ﴿**المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔ جلددوم

جس میں جنتریوں سے فال نکالنا، ویلنٹائن ڈے (valentineday) کا شرعی حکم، ڈرائی کلیننگ (Dry cleaning) سے کپڑے کی پاکی، موبائل کی چیپ (Chip)، کیسیٹ اورسی ڈی وغیرہ کو بلاوضو چھونا، ایئرپورٹ، قیدخانہ اور فیکٹریوں میں نمازِ جمعہ کا حکم، وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں۔ تعدادمسائل: (226) صفحات: (269)

۳– ﴿**المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔ جلدسوم

جس میں ۱۲ ربیع الاول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش ہے یا نہیں؟ علماء کے لیے لفظ ''مولانا'' کا استعمال، سفر کے آداب، کفن کے کپڑے کا رنگ؟ عشر وزکوۃ اور

اس کے مصارف، معتکف کا ووٹ دینے کے لیے نکلنا، احرام کے کپڑوں کا رنگ؟ وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں۔ تعداد مسائل:(235) صفحات:(313)

۴– ﴿المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔جلد چہارم

جس میں آپریشن ٹریننگ کے دوران مینڈک کا خون یا پیشاب لگ جانا،فون اور انٹرنیٹ پر نکاح، معتدہ کا ووٹنگ کے لیے نکلنا،تعمیر سے پہلے فلیٹ کی خرید وفروخت،قربانی کا گوشت سکھا کر رکھنا، اپریل فول (April Fool) وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں۔

تعداد مسائل:(230) صفحات:(266)

۵– ﴿المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔جلد پنجم

جس میں گاڑیوں کی پلیٹ نمبر اور موبائل سم کارڈ کے لیے ۳۱۳/ کا عدد منتخب کرنا، کنٹیکٹ لینسیز (Eye Lens) لگا کر وضو اور غسل، گیس ہیٹر سامنے رکھ کر نماز پڑھنا، میت کو سرد خانہ (Cold House) میں رکھنا، ''ایزی پیسہ'' کا کاروبار، تھرٹی فرسٹ نائٹ (Thirty First Naiht) وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں۔

تعداد مسائل:(235) صفحات:(321)

٦– ﴿المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔جلد ششم

جس میں پہلی بارش میں نہانا، بالوں پر جیل کریم اور مسح، بچوں کی صف کے سامنے سے گزرنا، ۲۰/ رکعت تراویح، دماغی موت کا حکم، اوپن اسپیس کی جگہ مسجد میں شامل

کرنا، غیر مسلم کی طرف سے افطار پارٹی، حاجیوں کے گلے میں ہار، گیس سلینڈر کی خرید و فروخت، ہاؤس ریکوزیشن، سوائن فلو کی ویکیسن کا استعمال، لڑکی کا قرآنِ کریم حفظ کرنا وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں۔ تعداد مسائل:(224) صفحات:(335)

۷- ﴿**المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔ جلد ہفتم

جو عقائد، عبادات و معاملات، مثلاً: والدین اور اولاد کے حقوق، سیاست اور ووٹ وغیرہ مسائل پر مشتمل ہے۔ تعداد مسائل:(230) صفحات:(305)

۸- ﴿**المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔ جلد ہشتم

جو عقائد، عبادات و معاملات اور حظر واباحت، مثلاً: رمضان یا جمعہ کے دن کی موت، موبائل سے قرآن ڈیلیٹ کرنا، ریسائیکلیڈ واٹر کا استعمال، ٹرین میں نماز، صلوۃ التسبیح کی جماعت، انگریزی میں خطبۂ جمعہ، سوائن فلو کے مریض میت کو تیمّم، مالِ تجارت کی زکاۃ، روزہ کی نیت میں لفظ ''غداً'' کیوں؟ Whatsapp پر سلام کا جواب، ہیئر ڈریسنگ سیلون، مدارس کا نصابِ تعلیم، بچہ مزدوری، سرجری، موجودہ دور میں والدین کی ذمہ داری وغیرہ جیسے مسائل پر مشتمل ہے۔ تعداد مسائل:(226) صفحات:(383)

۹- ﴿**المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**﴾ یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔ جلد نہم

جو عقائد، عبادات، معاملات اور حظر واباحت، مثلاً: شاتمِ رسول کی سزا، مسجد کی بجلی سے موبائل چارجنگ، بی پی وشوگر کے مریض پر حج، imo یا Video کال کے

ذریعے نکاح، ڈوگ بریڈنگ، ''محمد رسول اللہ'' نامی فلم کا بائیکاٹ، واٹس ایپ، فیس بک اور ٹویٹر وغیرہ کا استعمال، قومی پرچم کو سلامی دینا، داعش کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں، بارشیں کیوں نہیں ہوتیں؟ وغیرہ، جیسے مسائل پر مشتمل ہے۔

تعداد مسائل:(228) صفحات:(398)

**۱۰- ﴿المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة﴾** یعنی اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔ جلد دہم

جو عقائد، عبادات، معاملات اور حظر واباحت، مثلاً: ''وندے ماترم'' کہنا، قومی پرچم کو سلامی، امتحان میں کامیابی کا نسخہ، موتیا آپریشن والے پر نماز، مسجد میں آل آؤٹ، روزہ کی حالت میں ''حجامہ''، اپنے کو ''حاجی'' لکھنا یا کہلوانا، کیش بیک (Cash Back) رقم کا استعمال، ہیلتھ انشورنس (Helth Insurance)، آدھار سینٹر قائم کرنا، گاڑی میں تیز آواز کا ہارن (Horn) لگانا، بلا اجازت وائی فائی کنیکشن کا استعمال، ''حجامہ'' مسنون علاج ہے!، والدین کو اولڈ ایج ہوسٹل (Old Age Hostel) میں رکھنا، وغیرہ، جیسے مسائل پر مشتمل ہے۔ تعداد مسائل:(250) صفحات:(406)

مذکورہ بالا ۱۰ر جلدیں ﴿المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة﴾ ان محقق و مدلل، آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ سے مزین مسائل کا مجموعہ ہے، جسے دارالإ فتاء کے طلبا ہر روز بعد نمازِ ظہر بعنوان ''مسئلہ'' جامعہ کی مسجد (مسجدِ میمنی) میں پڑھتے رہے، درحقیقت یہ مسائل نہیں بلکہ فتاویٰ ہیں، کیوں کہ جب بھی مدیر شاہراہ وناظم تعلیمات ''ابوحمزہ'' وستانوی زید مجدہٗ، یا کسی استاذِ محترم، یا کسی طالبِ جامعہ نے کسی مسئلہ میں ابتلائے عام دیکھا، تو دارالإ فتاء کو اس جانب متوجہ کیا، اور دارالإ فتاء نے پوری صورتِ مسئلہ

قلمبند کر کے اس پر آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، عباراتِ فقہیہ اور قواعدِ فقہیہ کی روشنی میں، احکامِ شرعیہ کی تخریج وتطبیق کی۔

الحمدللہ! طلباء، اساتذہ، ٹیچرس (Teachers) پروفیسرس (Professors) حضرات کی طرف سے حوصلہ افزاء کلمات، اوراس کی افادیت کی اطلاعات ملتی رہیں، تو دارالافتاء نے یہ سلسلہ احاطۂ جامعہ (Campus) میں واقع تمام مسجدوں میں جاری کیا، اوراس کی افادیت کومزید عام کرنے کی خاطر اسے کتابی شکل دی گئی، اگر ائمۂ مساجد کسی بھی نماز کے بعد ان کتابوں سے روزانہ ایک مسئلہ اپنے مقتدیوں کو سنانے کا اہتمام کرلیں، تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ دینی اعتبار سے بڑا فائدہ ہوگا، اورلوگوں کو دین کے اہم مسائل نہ صرف معلوم ہوں گے، بلکہ ان کی عبادتوں، معاشرتوں اور معاملات میں کافی حد تک سدھار واصلاح ہوگی، جو دینِ اسلام کا عظیم مقصد ہے۔ نیز یہ زرین سلسلہ تاہنوز جاری ہے، اورامسال بھی گیارہویں جلد زیرِ طبع ہے۔

تعدادمسائل:(2509) صفحات:(3185)

۱۱- ﴿محقق ومدلل جدید مسائل﴾ جلداول۔طبع دوم

جواللہ کو ''گاڈ'' کہہ کر پکارنا، مسابقاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ کا شرعی حکم، ہوائی جہاز میں قبلہ رخ ہوکر نماز پڑھنا، اِن ڈور کاپی داخل کرنے سے روزہ ٹوٹے گا یانہیں، خرید وفروخت، اجارہ، انشورنس اور بیمہ وغیرہ کے احکام جیسے جدید مسائل پر مشتمل ہے۔

تعدادمسائل:(452) صفحات:(604)

۱۲- ﴿محقق ومدلل جدید مسائل﴾ جلد ثانی طبع دوم

جو کیسٹ کے ذریعہ قرآن کریم کی مشق، مدارس ومساجد کا رجسٹریشن، الرسالہ

نامی فلم، یوگا کی حقیقت،کوکین کا استعمال وغیرہ جیسے جدید مسائل پر مشتمل ہے، جنہیں آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، عباراتِ فقہیہ کی تخریج وتطبیق اور کبارِ علماء کے فتاویٰ وآراء کی تائید کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ تعداد مسائل:(670) صفحات:(776)

۱۳- ﴿محقق ومدلل مسائل قربانی﴾ طبع چہارم

یہ کتاب قربانی کی فضیلت وحقیقت، اس کی وجہ تسمیہ، نقلاً وعقلاً اس کا ثبوت، اور اس سے متعلق چند اہم مسائل پر مشتمل ہے، جن کے ذریعہ رہنمائی حاصل کر کے قربانی جیسے عظیم الشان عمل کو سنت طریقے پر انجام دے کر اس کی فضیلت وبرکت سے مالا مال ہونے کا شرف حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تعداد مسائل:(133) صفحات:(150)

۱۴- ﴿درسی وتعلیمی اہم مسائل کا انسائیکلو پیڈیا﴾ طبع اول

یہ کتاب بھی مذکورہ بالا سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جس میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت واخلاقیات سے متعلق ''اہم مسائل'' کی چھ جلدوں، جدید مسائل کی دو جلدوں اور ارکانِ خمسہ کے مسائل کو بغیر دلیل کے صرف حوالہ کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے، اور اس کے پسِ پشت یہی فکر کارفرما ہے کہ مسلم معاشرہ-عقائد، عبادات وغیرہ کے اَساسی وبنیادی مسائل سے واقف ہو، اور اس کے مطابق عمل کر کے اِن چیزوں کو شریعتِ اسلامیہ کے دائرہ وحدود میں لے آئے۔ تعداد مسائل:(2536) صفحات:(522)

۱۵- ﴿کرسی پر نماز کا جواز وعدم جواز﴾ ایک مطالعہ وتجزیہ؛ طبع دوم

آج عیش پرستی کے اِس دور میں بعض سہولت پسند-نماز-جیسی عظیم الشان عبادت میں غفلت کا شکار ہوکر بلا عذر کرسی پر نماز پڑھنے لگے ہیں، اور آہستہ آہستہ یہ رجحان بڑھتا ہی جارہا ہے، لہٰذا اس کتاب میں ''کرسی پر نماز'' سے متعلق تمام اردو عربی

ابحاث، فتاویٰ کی کتابوں اور فقہاء کرام کی آراء کو جمع کر کے اُن کا تجزیہ کیا گیا ہے، جو عوام وخواص کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔ صفحات:(40)

۱۶- ﴿ٹوکن دے کر زمین کی خرید وفروخت اور تجارتی انعامی اسکیمیں ایک علمی مباحثہ﴾ طبع اول

حلال کمائی اسلامی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے، جس کے لیے ہمارے کاروبار ومعاملات کا اسلامی طریقے پر ہونا انتہائی ضروری ہے، موجودہ زمانے میں ”ٹوکن دے کر زمین کی خرید وفروخت اور تجارتی انعامی اسکیمیں“ بڑے پیمانے پر رَواج پا چکیں، ان کے جواز وعدمِ جواز پر اس کتاب میں تفصیلی بحث کی گئی ہے، یہ کتاب وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ صفحات:(97)

۱۷- ﴿الأصول والقواعد للفقه الإسلامي﴾ طبع سوم

اصول وقواعدِ فقہ اور ضوابطِ شریعت، جو اب تک بڑی بڑی امہات الکتب میں بکھرے اور پھیلے ہوئے تھے؛ ضرورت کے پیش نظر ان کو اسلوبِ عصر اور جدید طرز میں ڈھال کر اردو کے جامہ میں پیش کیا گیا ہے، یہ کتاب مدارسِ اسلامیہ کے اساتذہ وطلبا، بلکہ فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دینے والے مفتیانِ کرام اور قضاۃِ عظام کے لیے بڑی مفید ہے۔ تعداد اصول وقواعد:(413) صفحات:(308)

۱۸- ﴿فقہی فکری واصلاحی مُکالمات﴾ طبع اول

اس کتاب میں گیارہ مکالمے بعنوان: (۱) اصولِ حفظانِ صحت ومال کی خلاف ورزی (۲) نقصان در عقدِ شرکت (۳) علومِ دینیہ وعصریہ (۴) حقوق العباد (۵) مشترکہ کاروبار کا جھگڑا اور اُس کا حل (۶) کیسے حاصل ہو زندگی کا سکون؟ (۷) سود کی تباہ کاریاں

(۸) معاشرے میں پنپتے جرائم اور اُن کا انسِداد [ قسط اول ] (۹) معاشرے میں پنپتے جرائم اور اُن کا انسِداد، [ قسط دوم ] (۱۰) ٹوکن دے کر زمین کی خرید وفروخت، (۱۱) شخصی و مذہبی آزادی اور معاملات کی صفائی، موجود ہیں، جن کی افادیت واہمیت، ان کے عناوین ہی سے معلوم ہو جاتی ہے۔ تعداد مکالمات: (11) صفحات: (218)

۱۹- ﴿فقہی فکری واصلاحی مقالات ومضامین﴾ طبع اول

اس کتاب میں اکثر وبیشتر مقالات وہ ہیں جو اسلامک فقہ اکیڈمی کے لیے تحریر کیے گئے ہیں اور بقیہ مختلف اوقات میں بوقت ضرورت تحریر کیے گئے، اب یہ مقالات کتاب کی شکل میں منظر عام پر آ چکے ہیں، تا کہ طلبۂ عزیز کے لیے ان سے استفادہ سہل وآسان ہو جائے اور اُنہیں یہ معلوم ہو کہ جدید مسائل اور اُن کی صورتیں کیا ہیں؟ دلائلِ اربعہ؛ کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ، اجماعِ امت اور قیاس کی روشنی میں انہیں کس اسلوب وطریقۂ استدلال واستشہاد سے حل کیا جاتا ہے؟ فروع واصول کے مابین اُمورِ جامعہ (علل) کیا ہیں؟ اور کس طرح اُصول پر فروع کو قیاس کر کے، اُصول میں موجود احکام کو فروع میں ظاہر کیا جاتا ہے؟

تعداد مقالات ومضامین: (107) صفحات: (642)

الحمد للہ! یہ تمام کتابیں ملک وبیرونِ ملک تلقی بالقبول حاصل کر چکی ہیں، بہت سے مدارس کے کتب خانوں اور دارالافتاؤں کی زینت بن چکی ہیں! نیز علمائے دیوبند کی مشہور ویب سائٹ برائے کتبِ دینیہ ''بیسٹ اُردو بُکس ڈاٹ ورڈ پریس ڈاٹ کام'' پر بھی دستیاب ہے، جس کا انگلش پتہ یہ ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

نیز مکتبہ جبریل پر بھی تمام کتابیں یونیکوڈ و پی ڈی ایف کی شکل میں محفوظ ہیں، جس میں سرچ کرنے یا براہِ راست اصل مکتبہ کی کتاب پڑھنے کی سہولت موجود ہے، مکتبہ جبریل اپلی کیشن کی سہولت کمپیوٹر اور اینڈ رائڈ موبائل دونوں کے لیے میسر ہے، مکتبہ جبریل وعلم دین آن لائن لائبریری پر اس کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہے، اس کی لنک یہ ہے: www.elmedeen.com

۱۹- ﴿فتاوی اشاعت العلوم اکل کوا﴾ غیر مطبوعہ

ہند وبیرونِ ہند سے جو استفتاءات وسوالات آتے ہیں، وہ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت واخلاقیات، حظر واباحات، استحسان وکراہیات وغیرہ سے متعلق ہوتے ہیں، دارالافتاء جامعہ ہذا کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی جعفر صاحب ملی رحمانی دامت برکاتہم کی زیرنگرانی؛ ان کے تشفی بخش اور مدلل ومحقق جوابات دیئے جاتے ہیں، اور قیامِ دارالافتاء کے اول دن سے ہی یہ مبارک سلسلہ جاری ہے، اور کتابی شکل میں شائع کرنے کے لیے ان کی ترتیب وتبویب کا کام بھی الحمد للہ چل رہا ہے، اللہ پاک سے دعا فرمائیں کہ اس سنہرے سلسلے کو تا قیامت جاری وساری رکھے، اور اس کی اشاعت کے اسباب بھی مہیا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

## تعداد استفتاءات مع جزئیات: (1670)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ پاک جامعہ اور اربابِ جامعہ کی ان تمام خدمات کو قبول فرمائے! آمین والحمد للہ رب العالمین!

# قیمت مطبوعاتِ دارالافتاء جامعہ اکل کوا

| شمار | کتاب کا نام | جلد | قیمت |
|---|---|---|---|
| ۱ | درسی و تعلیمی اہم مسائل کا انسائیکلو پیڈیا | پہلا ایڈیشن | 100 |
| ۲ | الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی | اُردو | 80 |
| ۳ | محقق ومدلل جدید مسائل | اول | 90 |
| ۴ | محقق ومدلل جدید مسائل | دوم | 150 |
| ۵ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | اول | 50 |
| ۶ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | دوم | 50 |
| ۷ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | سوم | 50 |
| ۸ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | چہارم | 50 |
| ۹ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | پنجم | 50 |
| ۱۰ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | ششم | 50 |
| ۱۱ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | ہفتم | 60 |
| ۱۲ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | ہشتم | 70 |
| ۱۳ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے | نہم | 70 |
| ۱۴ | اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے<br>(اہم مسائل کی ۱۰/جلدیں 620) | دہم | 80 |

| ۱۵ | محقق ومدلل مسائل قربانی | چوتھا ایڈیشن | 30 |
|---|---|---|---|
| ۱۶ | ٹوکن دیکرز مین کی خرید وفروخت اور انعامی اسکیمیں | پہلا ایڈیشن | 20 |
| ۱۷ | کرسی پر نماز کا جواز وعدمِ جواز | دوسرا ایڈیشن | 15 |
| ۱۸ | فقہی فکری واصلاحی مکالمات | پہلا ایڈیشن | 50 |
| ۱۹ | فقہی فکری واصلاحی مقالات ومضامین | پہلا ایڈیشن | 125 |
| | کل قیمت | | 1,240 |

## قیمت مطبوعاتِ دارالافتاء مع ڈاک خرچ

| شمار | کتاب کا نام | اصل قیمت | ڈاک خرچ | کل قیمت |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | درسی وتعلیمی اہم مسائل کا انسائیکلو پیڈیا | 100 | 28 | 128 |
| ۲ | الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی | 80 | 23 | 103 |
| ۳ | محقق ومدلل جدید مسائل اول | 90 | 25 | 115 |
| ۴ | محقق ومدلل جدید مسائل دوم | 150 | 28 | 178 |
| ۵ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے اول | 50 | 21 | 71 |
| ۶ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے دوم | 50 | 22 | 72 |
| ۷ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے سوم | 50 | 22 | 72 |
| ۸ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے چہارم | 50 | 22 | 72 |
| ۹ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے پنجم | 50 | 22 | 72 |

| ۱۰ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے ششم | 50 | 22 | 72 |
|---|---|---|---|---|
| ۱۱ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے ہفتم | 60 | 22 | 82 |
| ۱۲ | اہم مسائل جن میں ابتلاء عام ہے ہشتم | 70 | 23 | 93 |
| ۱۳ | اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے نہم | 70 | 23 | 93 |
| ۱۴ | اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے دہم | 80 | 23 | 103 |
| ۱۵ | محقق ومدلل مسائل قربانی | 30 | 19 | 49 |
| ۱۶ | ٹوکن دے کر زمین کی خرید وفروخت اور انعامی اسکیمیں | 20 | 19 | 39 |
| ۱۷ | کرسی پر نماز کا جواز وعدمِ جواز | 10 | 18 | 28 |
| ۱۸ | فقہی فکری واصلاحی مکالمات | 50 | 21 | 71 |
| ۱۹ | فقہی فکری واصلاحی مقالات ومضامین | 125 | 26 | 151 |

## فارغینِ افتاء باعتبار سن

| سنہ | عدد | سنہ | عدد | سنہ | عدد |
|---|---|---|---|---|---|
| 2008 | 9 | 2012 | 10 | 2016 | 13 |
| 2009 | 10 | 2013 | 12 | 2017 | 10 |
| 2010 | 9 | 2014 | 11 | 2018 | 10 |
| 2011 | 8 | 2015 | 11 | کل تعداد | 113 |

# قسم اللغة العربية (شعبۂ عربی ادب)

اس شعبے سے وابستگان کو ایک سال میں عربی زبان میں انشا پردازی کے ساتھ عربی زبان کو مادری زبان کے مانند سہولت کے ساتھ عربوں کے لہجے میں بولنے کی مشق اتنی کرادی جاتی ہے کہ کہیں بھی منبر ومحراب کی جگہ کے تقدس کا محافظ بنے اور اصل دین اور اکابر سے منقول سچی اسلامی فکر کی حامل کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا خوب ملکہ رکھتا ہو، تاکہ فکری الحاد سے عربی داں طبقے کو بھی بچایا جاسکے تخصص فی الادب العربی میں عموماً ۱۵ ر طلبہ رہتے ہیں جن کو جامعہ وظیفے کی سہولیات کے ساتھ گراں قدر انعامات سے بھی نوازتا ہے اس درجے میں ماہر ادباء کی تعداد ۴ ر ہے جن کی خدمات حاصل کر کے جامعہ انہیں زیور ادب سے آراستہ کرتا ہے۔ اس شعبہ کی تفصیلات معلومات یہ ہیں:

عربی زبان قرآن کی امین اور کلام الٰہی کی زبان ہے، وحی الٰہی کے اس زبان میں نازل ہونے کے بعد اسے ترقی کی راہیں مل گئیں اور پھر یہ زبان مزید پھلتی اور پھولتی رہی اس میں مزید تفنن پیدا ہو گیا، حوادثِ زمانہ کی تلخیاں کبھی اس پر اثر انداز نہ ہو سکیں، کلام الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہونے کے وجہ سے عربی مسلمانوں کے لیے نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے، لسان نبوت نے اس کی اہمیت کو اپنے اس قول سے مزید بڑھا دیا، کہ ''عربی زبان سیکھو!، اس لیے کہ میں عربی ہوں، قرآن کی زبان عربی ہے، اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی'' ایک مسلمان قرآنی زبان میں بات کرنا فخر سمجھتا ہے اور اس زبان میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کر کے کلام الٰہی کی زبان کے امینوں میں اپنا نام درج

کرا تا ہے، عربی سیکھنا باعث عزت وشرف سمجھا جاتا ہے، مدارس اسلامیہ میں قرآن فہمی او رسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کی غرض سے عربی زبان کو بحیثیت ایک زندہ زبان کے پڑھایا جاتا ہے، لیکن افسوس کہ ہمارے بہت سے مدارس سے فارغ ہونے والے طلبہ حدیث تفسیر اور فقہ کی بڑی بڑی کتابیں بخاری، مسلم، ہدایہ وغیرہ اور عربی ادب کی کتابیں پڑھنے کے باوجود فراغت کے بعد عربی میں اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوتے، عربی میں دو جملے لکھنا بھی ان کے لیے دشوار ہوتا ہے۔

طلبہ کی اس حالت زار کو دیکھ کر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے بانی و مہتمم خادم قرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب مدظلہ کو ہمیشہ قلق ہوتا تھا، لہٰذا آپ نے اس نقص کی تلافی اور طلبہ میں عربیت کا ذوق پیدا کرنے کی غرض سے جامعہ میں عربی کے مختلف پروگرام کے انعقاد کا عزم کیا، اور پھر ۱۹۸۰ء میں ایک عربی انجمن (النادی العربی) کی بنیاد ڈالی، تاکہ طلبہ عربی میں تقریر کرسکیں، نیز جامعہ میں سرزمین عرب سے آنے والے مختلف موقر علمائے کرام کی تقریریں ہوتیں تاکہ طلبہ میں عربی کا ذوق اور فہم پیدا ہو۔

ایک عرصہ سے یہ کوشش جاری تھی اور طلبہ کو اس کا فائدہ بھی ہو رہا تھا، لیکن طلبہ میں مزید ذوق کو بڑھانے اور صحافتی میدان میں بھی پوری جرات کے ساتھ قدم رکھنے کے قابل بنانے اور ادب اسلامی اور جاہلی ادب کے فرق کو واضح کرنے کے لیے ظاہر ہے یہ کاوشیں ناکافی تھیں، اور اس کا احساس ایک عرصہ سے حضرت رئیس جامعہ اور ان کے ہونہار وفعال فرزند ناظم تعلیمات مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی صاحب کو تھا جنھیں خود عربی زبان سے کافی لگاؤ اور عربی کتابوں سے بہت دلچسپی ہے، کئی مرتبہ اسی فکر کو لے کر ان حضرات نے مشرف جامعہ، مفکر اسلام، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی حفظہ اللہ سے مشورہ بھی

کیا اور پھر یہ طے پایا کہ عربی ادب کے لیے مستقل ایک شعبہ کی بنیاد ڈالی جائے جس میں طلبہ کو سلاست وروانی کے ساتھ عربی بولنے لکھنے اور سمجھنے کی مشق کرائی جائے۔

ان ہی مقاصد کے پیش نظر شوال ۱۴۳۵ھ میں عربی ادب کے لیے ایک شعبہ کے قیام کا اعلان کیا گیا، طلبہ نے بڑے جوش وخروش سے اپنا نام درج کروایا اور پھر تدریس کے لیے ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔

## شعبہ کے قیام کا مقصد:

☆ طلبہ کو قرآن وحدیث سے راست استفادہ پر قادر بنانا۔

☆ روانی کے ساتھ عربی بول چال میں ماہر بنانا۔

☆ عربی انشا پردازی اور مضمون نگاری کی مشق کرانا۔

☆ طلبہ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا۔

☆ عربی ادب کی تاریخ اور ادب کی راہ سے پھیلائی جانے والی گوناگوں گمراہیوں سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔

☆ اسلامی فکر کے حاملین ادبا اور ان کی خدمات سے واقف کرانا

## شعبہ میں داخلے کے شرائط وضوابط:

☆ اس شعبہ میں صرف وہ طلبہ داخلہ لینے کا مجاز ہوتے ہیں جو فضیلت کی سند کے حامل ہوں۔

☆ داخلہ سے پہلے اہلیتی امتحان ہوتا ہے جس میں کامیاب طلبہ ہی داخلہ کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

☆ اسی طرح سالانہ امتحان میں مجموعی نمبرات ۷۰ فیصد ہونا بھی ایک بنیادی شرط ہے۔

## نصاب تعلیم:

نصاب تعلیم میں عربی زبان وادب سے متعلق جدید وقدیم اور نظم ونثر تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مختلف کتابیں مقرر کی گئیں جو درج ذیل ہیں:

☆....تاریخ الأدب العربی ☆....أسالیب الإنشاء

☆....دیوان الحماسة ☆....المختارات العربیة

☆....کلیلة ودمنة ☆....المعلقات السبع

☆....إلی الإسلام من جدید

اس کے علاوہ طلبہ کو ترجمہ کی مشق کرانے کی غرض سے روزانہ ایک گھنٹہ آزاد انشاء کا ہوتا ہے، جس میں طلبہ کو اردو اخبارات کے اقتباسات کا عربی میں اور عربی اخبارات وجرائد کی خبروں کا اردو میں ترجمہ نویسی کا مکلّف بنایا جاتا ہے، اسی طرح عربی تکلم پر قادر بنانے کے لیے ایک گھنٹہ عربی بول چال کے لیے بھی مختص ہے۔

کتابوں کی تدریس میں ہر کتاب کی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے الفاظ کی لغوی تحقیق، صرفی تعلیل اور حل عبارت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے، جہاں تک ہو سکے طلبہ ہی سے عبارت حل کرائی جاتی ہے، عبارت خوانی میں روانی کے ساتھ ساتھ تصحیح عبارت واعراب پر خوب زور دیا جاتا ہے، اسی طرح عمدہ تعبیرات کی طرف نشاندہی کر کے طلبہ کو اسی طرز پر جملے بنانے پر ابھارا جاتا ہے۔ ضرب الامثال اور کہاوتوں کے مواقعِ استعمال بتائے جاتے ہیں، عمدہ جملوں واقتباسات کے حفظ نیز ہر ہفتہ چند اشعار اور ایک عربی تقریر کرنے کا ہر طالب علم مکلّف ہوتا ہے، تاکہ طلبہ کے پاس الفاظ کے ذخیرہ کے ساتھ ساتھ عمدہ جملوں وتعبیرات کا بھی خزانہ ہو۔

# تخصص فی الادب الانجلیزی

## (ڈپلومہ اِن انگلش لینگوتج اینڈ لٹریچر کورس)

انگریزی زبان وادب کے ذریعے فحاشی، بداخلاقی، گناہ کی باتیں اور منکرات کا معاشرہ میں بہت شیوع ہوگیا ہے، اس لیے ضرورت تھی کہ علمائے امت انگریزی زبان و ادب کے میدان میں ادبی ودینی ہتھیار سے لیس ہوکر اتریں اور اسلامی آداب واقتدار اور دینی افکار ونظریات اور روایات واسالیب اسلامیہ کو معاشرے کا ایک جزو لاینفک بنادیں کہ اسی سے فلاح دنیا ودین کی ضمانت ملے گی۔

انگریزی ادب میں فحش اصطلاحات کی جگہ دینی وایمانی اصطلاحات کا ذکر، بدکلامی کی جگہ خوش کلامی اور اس کے عمدہ اسلوب کو انگریزی میں منتقل کرکے معاشرے کی بے راہ روی کو راہ راست پر لانا اس شعبے کا ایک اہم کام ہے جو کافی حد تک انجام دیا جارہا ہے، ''The Light'' کے نام سے انگریزی کا ایک میگزین سہ ماہی خدمت انجام دے رہا ہے۔ اس کی تفصیلی معلومات حسب ذیل ہیں:

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ علماء ہمیشہ سے ہی اسلام اور امت مسلمہ کی بقا کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند رہے ہیں، نہ صرف اسلام اور ایمان کی بقا بلکہ کسی بھی صالح انقلاب میں علماء کی حصہ داری ہمیشہ سے ایک مسلم حقیقت رہی ہے، چناں چہ سرزمین ہند پر اگر علمائے کرام کی مسلسل جد وجہد اور بے پناہ قربانیوں کا سلسلہ قائم نہ رہتا تو مسلمانان

ہند کب کا اپنا تشخص اور شناخت مٹا چکے ہوتے۔مگر بدلتے حالات کے تناظر میں اس بات کو شدت سے محسوس کیا گیا کہ باوجودے کہ علما اپنی بساط بھر محنت وجانفشانی کے ساتھ اسلام اور اسلامی تعلیمات کی بقا وتحفظ کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں تاہم محدود وسائل اور محض عربی اور علاقائی زبان اردو وغیرہ سے آشنائی کے ساتھ اسلام کا آفاقی پیغام نہ صرف پوری دنیا بلکہ اندورن ملک میں ایک بڑی تعداد تک پہنچانے اوران کی طرف سے آئے دن کئے جانے والے اعتراضات کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔اس لیے اس بات کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کی گئی کہ علما کو دنیا کی عالمی زبان یعنی انگلش کی اس حدتک ٹریننگ دے دی جائے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو کما حقہ ادا کرسکیں اور عالمی اخبارات ورسائل کے ذریعے حالات حاضرہ کو سمجھ سکیں نیز کسی بھی اسلام دشمن سازش کا پردہ فاش کرکے اس کا تدارک کرسکیں؛ چناں چہ رئیس جامعہ حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب دامت برکاتہم نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ۲۰۱۲ء میں جامعہ میں شعبۂ انگریزی قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔

یہ دوسالہ تدریسی کورس ہے، سال اول میں طلبہ کو انگریزی زبان کی بنیادی تعلیم کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ اورگرامر وترجمے کے اصول وضوابط سے واقف کرایا جاتا ہے، دوسرے سال میں طلبہ کو زبان وادب کے ساتھ انفارمیشن ٹیکنالوجی سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے،اس کے علاوہ وقت کی ضرورت کے مطابق جدید تجارت ومعیشت کے اصول وضوابط سے روشناس کرایا جاتا ہے، نیز اسلام پر ہونے والے داخلی اور خارجی حملوں کے دفاع کا طریقہ بھی سکھایا جاتا ہے۔

اس دوسالہ تدریسی پروگرام کے لیے جامعہ نے تین کل وقتی اور دو جز وقتی فاضل اساتذۂ کرام کی خدمات حاصل کررکھی ہیں جو پوری تن دہی کے ساتھ طلبہ میں زبان وادب

کے تئیں دل چسپی پیدا کرتے ہیں اور لکھنے و بولنے کی کما حقہ صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں، نیز تقابل ادیان اور اسلام پر اعتراضات کے جوابات جیسے مضامین سے بھی طلبہ کو روشناس کراتے ہیں۔

اس طرح سے یہ شعبہ جہاں علمائے کرام کو وقت کی عالمی زبان سے آگاہ کراتا ہے وہیں علما اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کیدرمیان خلیج کو بھی پر کرتا ہے اور علما کو نئے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے پوری طرح تیار کرتا ہے، نیز نئے فلسفے اور موجودہ الحادی و پرفریب جدید اصولوں کی بنیاد پر ہونے والے فتنوں کا سد باب بھی کرتا ہے۔

## داخلے کے اصول وضوابط:

☆ شعبے میں جامعہ کے وہی طلبہ داخلے کے مجاز ہوتے ہیں جنہوں نے دورۂ حدیث میں ۷۵ فی صد یا اس سے زائد نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہو۔

☆ امیدوار طلبہ کو بذریعہ امتحان منتخب کیا جاتا ہے۔

☆ داخلۂ امتحان میں درسیات کی سختی کے ساتھ جانچ کی جاتی ہے تا کہ باصلاحیت طلبہ کا انتخاب عمل میں آسکے۔

☆ اخلاقی و علمی کیفیات سے مکمل اطمینان کے بعد ہی شعبے میں طالب علم کو داخلہ دیا جاتا ہے۔

## تدریسی نصاب (ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر کورس)

شعبے میں متعارف ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر کورس دو سال کے دورانیے پر مشتمل ہے، جس کا ایک خاکہ حسب ذیل ہے۔

## سال اول:

☆ این سی ای آر ٹی کی تیار کردہ انگلش ٹکسٹ بک سیریز (ایک سے آٹھ تک)
☆ انگلش گرامر (اصول وقواعد)
☆ مضمون نگاری (پیرا گراف، درخواست، خطوط نویسی اور منتخب عناوین پر مختصر مضامین)
☆ انگلش اردو ٹرانسلیشن (تعبیرات پر مشتمل جملے)
☆ اسلامک اسٹڈیز، انگریزی بول چال، کمپیوٹر (اول)
☆ ادیان کا تقابلی مطالعہ اور دعوت کے بنیادی اصول (اول)

## سال دوم:

☆ این سی ای آر ٹی کی تیار کردہ انگلش ٹکسٹ بک (نویں کلاس سے گریجویشن تک کی کتابیں)
☆ مضمون نگاری (منتخب اسلامی عناوین پر مضامین)
☆ انگلش اردو ٹرانسلیشن (ٹائمس آف انڈیا اور انقلاب جیسے اخبارات کے تراشوں کے ترجمے)
☆ انگلش عربک ٹرانسلیشن اینڈ انٹرپٹیشن (عربی انگلش تعبیرات اور اخبارات کے تراشے)
☆ ادیان کا تقابلی مطالعہ اور دعوت کے رہنما اصول (دوم)
☆ اسلامک اسٹڈیز، انگریزی بول چال اور کمپیوٹر (دوم)
☆ جنرل سائنس
☆ دستور ہند کی خصوصیات
☆ جدید اعتراضات کے اسلامی اصولوں پر مبنی جوابات
☆ سائنسی نظریات پر محاضرے
☆ ویکلی تقریری پروگرام

# شعبۂ تدریب المعلّمین والائمہ

اشاعت العلوم بفضلہٖ تعالیٰ صرف ایک ادارہ ہی نہیں بل کہ اب مدینۃ العلوم کی شکل اختیار کر چکا ہے، جامعہ ہذا میں جہاں تعلیم وتربیت کے دیگر عظیم شعبہ جات ہیں ایک شعبہ تدریب المعلمین کے نام سے بھی جاری وساری ہے، جس میں ملک ہندوستان کے مختلف صوبہ جات وریاستوں کے مدارسِ اسلامیہ کے فضلاء، علماء، حفاظ، قراء، منہجِ تعلیم وطریقہ، تدریس، معلوم کر کے نیز تصحیح قرآن کی غرض سے مخصوص وقت لے کر حاضر ہوتے ہیں اور اپنی اپنی لیاقت وصلاحیت کے اعتبار سے اس نصاب کی تکمیل کرتے ہیں جس پر انہیں تصدیق نامہ سے بھی نوازا جاتا ہے، الحمد للہ یہ شعبہ کثیر الفوائد ثابت ہو رہا ہے، کہ یہ معلمین اپنے اپنے اداروں اور مکاتب میں جا کر صحیح نہج اور طریقہ پر تعلیم دیتے ہیں، جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نونہالانِ اسلام صحیح تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں، اس شعبہ کے تحت تصحیح نورانی قاعدہ، پارۂ عم، علم بالقلم، طریقہ تدریس دینیات، حفظ وتجوید، وعالمیت، جیسے امور سکھائے جاتے ہیں، یہ سلسلہ از شوال تا رجب جاری رہتا ہے، اور آنے والوں کی تعداد کم وبیش ہوتی رہتی ہے، نیز جامعہ ہذا کے فضلاء کو بھی ماہِ شوال میں کم از کم پندرہ روز کی تدریب لازمی ہے، اس کے بعد ہی انہیں جامعہ کی شاخوں میں بحیثیت مدرس ومعلم روانہ کیا جاتا ہے۔

# شعبۂ صنعت وحرفت

ڈپلوما عربی کورس: این-سی-پی-یو-ایل نئی دہلی سے اجازت یافتہ ڈپلوما عربک کورس۔ جامعہ کے طلبہ اپنی عربی تعلیمی سرگرمیوں کو پوری طرح جاری رکھتے ہوئے اس کورس میں داخلہ لے کرڈگری حاصل کرتے ہیں۔این۔سی۔پی۔یو۔ایل نئی دہلی باقاعدہ ڈگری اور سند سے نوازتی ہے۔

آفس آٹومیشن اینڈ ڈی ٹی پی کورس: جامعہ کے طلبہ کے لیے کمپیوٹرکورس بھی شروع کیا گیا ہے،جس میں 180 طلبہ شامل ہیں۔

ٹیلرنگ کورس: جامعہ نے ٹیلرنگ کورس بھی جاری کررکھا ہے،جس میں طلبہ سلائی،کٹنگ اور فنیشنگ وغیرہ کا کام اچھی طرح سیکھ لیتے ہیں۔اس کورس سے طلبہ کو ذاتی معیشت پختہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔یہ کورس جامعہ کے طلبہ کے لیے ہے جو فارغ ہوکر اپنے گھر پر بھی معمولی پیسہ خرچ کر کے دوکان کھول سکتے ہیں،جوکسب معاش کے لیےآسان ذریعہ ہے۔

جلدسازی کورس: جامعہ کے جلدسازی کورس میں تمام ضروری آلات اورکٹنگ مشین وغیرہ مہیا کرادی گئی ہیں جن سے کورس میں داخل طلبہ بآسانی جامعہ کے کتب خانے کی کتابیں، آفس کی کتابیں،طلبہ کی لائبریری اور شعبۂ دارالافتاء کی کتابیں جلدسازی کے کورس کے ذریعے قابلِ مطالعہ اور مضبوط بنا کرٹرینڈ ہو جاتے ہیں۔

آپٹیکل کورس: چشمہ سازی کا کورس بنام ”جامعہ آپٹیکل کورس“ بھی جامعہ کی زیرنگرانی ترقی کی راہ پر کئی سال سے چل رہاہے۔اس کورس کی تکمیل کے بعد طالب علم خودکفیل ہونے میں کسی کامحتاج نہیں رہتا۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی اسٹڈی سینٹر: جامعہ کے طلبہ کو بچلر ڈگری فراہم کرنے کے اہم ترین مقصد کے پیشِ نظر جامعہ نے ''ڈسٹینس لرننگ ایجوکیشن'' کا نظام بنایا۔ جامعہ کے طلبہ عالمیت وفضیلت اور حفظ قرآن کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اس کورس سے بھی دلچسپی لے سکتے ہیں۔ ایک معتد بہ تعداد جامعہ کے طلبہ کی ایسی ہے جس نے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد سے ''بی۔اے'' کی ڈگری حاصل کی ہے۔ بی اے کی ڈگری کی تحصیل کے بعد طالب علم بی ایڈ ماسٹر ڈگری کورس بھی کرسکتا ہے۔ .N.I.O.S کے تحت ۱۰/ویں کا امتحان دلایا جاتا ہے، جس سے تقریباً ۴۲۲ طلبہ نے دسویں کامیاب کی ہیں۔

# جدید علم کلام پر محاضرات

جامعہ اکل کوا نے فکری اعتبار سے اسلام پر ہونے والے دشمنان اسلام کے بے بنیاد اعتراضات کے لیے محاضرات کا ایک سلسلہ جدید علم کلام کے موضوع پر بھی شروع کیا ہے، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے **"الانتباھات المفیدہ عن الاشتباھات الجدیدۃ"** کے نام سے ایک کتاب میں باطل خیالات والوں کی طرف قرآن وحدیث اجماع وقیاس، معجزات، حشر ونشر اور اسلام کے بنیادی عقائد ہونے والے اعتراضات کا اصولی انداز سے جواب دیا ہے، جس میں اصول موضوعہ کی روشنی میں عقلی دلائل کی استحکام واطلاق کی رو سے اعتراضات کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ حل کیا گیا ہے، اسی کتاب کی روشنی میں عربی طلبہ کے درمیان جدید علم کلام کے عنوان سے ہفتے میں

ایک دن محاضرات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جو تقریباً گذشتہ پندرہ سالوں سے پوری رونق وآب وتاب کے ساتھ جاری ہے۔

ان محاضرات سے طلبہ کو اس کا فائدہ سمجھانا مقصود ہے کہ باطل خیالات رکھنے والے مسلمان طبقے سے وابستگان کے شکوک وشبہات کو طشت از بام کرکے ان کے اعتراضات کو اصولی انداز سے حل کیا جائے؛ تاکہ امت مسلمہ میں خاموش انداز سے در آنے والے شکوک وشبہات قرآن وحدیث پر عقیدے کو متزلزل نہ کرنے پائیں کیوں کہ دشمنان اسلام کی جو طرفہ کوشش رہی ہے کہ اسلام کی بیخ کنی کے لیے جو بھی ممکنہ شکل ہو اختیار کی جائے، ان محاضرات سے چور دروازے سے اسلام پر اٹھنے والے اعتراضات کا مکمل قلع قمع ہو جاتا ہے اور ایمان واسلام کی شبیہ صاف ستھری نظر آنے لگتی ہے۔

محاضرات ادب، محاضرات میراث، محاضرات فقہ، محاضرات علوم قرآن، محاضرات تفسیر اور محاضرات تربیت اسلامیہ، یہ سارے محاضرات اسی کاوش کی ایک کڑی ہیں کہ طالب علم کو ٹھوس علمی مواد فراہم کردیا جائے جنہیں وہ اصول موضوع کی روشنی میں خود سے صحیح سمت لے جاسکے اور خود کو بھی راہ ضلال کی خندق میں گرنے سے بچا سکے اور اثنائے راہ آنے والے سنگ راہ کو اٹھا کر پھینکنے میں جو بھی مشقت پیش آئے اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرلے، آرام کا خوگر نہ ہو کہ آسانیاں زندگی کی راہوں میں دشواریوں کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہیں۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں، زندگی دشوار ہو جائے

☆☆☆☆

# دورة الأحاديث النبوية الشريفة

۱۹ تا ۲۳ نومبر ۲۰۱۷ء میں ہندوستانی کے نامور محدثین، جید علما، ترکی کے ضیوف کو جامعہ اکل کنئے ''سید حامد اکرم البخاری کی تحریک پر دورۃ الحدیث النبویۃ کا انعقاد کیا، جس میں ترمذی شریف، موطا پوری سرداً پڑھی گئی، اوائل سنبلیہ تلاوت کی گئی، شرکا کی تعداد تقریباً ۳۰۰ر علما سے زائد تھی۔

عالی الاسانید محدثین کے نام یہ ہیں:

شیخ صفوان بن عدنان داؤدی، شیخ عامر بن محمد بہجت، شیخ احمد عاشور، شیخ بلال اصغر دیوبندی، شیخ قمرالدین بڑودوی، شیخ حبیب احمد باندوی، شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی، ان میں قابل ذکر شیخ ثناء اللہ سلفی اور شیخ سعید الرحمٰن مظہری ہیں۔ اول الذکر کی عمر ۱۰۰ر سال کے قریب، اور ثانی الذکر کی عمر تقریباً ۱۲۰ر سال ہے۔

اس مجلس میں شیخ ابراہیم مدراسی، شیخ عبدالملک بنگلہ دیشی، دکتور عبدالرحمٰن، فضیلۃ الشیخ دانیال برطانیہ، فضیلۃ الدکتور خالد سلیم، شیخ نور الحسن راشد کاندھلوی، شیخ فیصل ندوی، شیخ مسعود اعظمی، مولانا عارف جمیل دیوبندی، شیخ قمر احمد بڑودوی، شیخ حمد الحسن جہنی (جامعہ اسلامیہ مدینہ منور) اور دیگر محدثین مہمانان کرام بھی تشریف لائے۔

جامعہ کے اساتذۂ حدیث وتفسیر نے بھی شرکت کی:

رئیس جامعہ مولانا غلام محمد وستانوی صاحب، مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی، شیخ رضوان الدین معروفی، مولانا عبدالرحیم فلاحی، مولانا فاروق مدنی، مولانا افتخار سمستی پوری، مولانا افتخار احمد بستی، مولانا رضی الرحمٰن، مولانا قاری عارف الدین، مولانا اخلاق عادل

آبادی، مفتی اشفاق عادل آبادی، مولانا عبدالوہاب مدنی، مولانا عبدالرحمٰن مدنی، مولانا یحییٰ واصف اشاعتی وغیرہم۔

☆☆☆☆☆

## آسان ترجمہ ٹریننگ کورس

عام مسلمانوں کو اللہ سے رابطہ مضبوط کرنے اور نمازوں کے اندر انہماک وتوجہ مبذول کرنے کے لیے ایک کورس ترتیب دیا ہے، جس کے لیے کتابیں بھی ترتیب دیں، دو مؤقر اساتذہ نے اس کی ٹریننگ بھی دی۔ صَرف کے آسان ومشکل قواعد کو اس کورس میں دونوں ہاتھوں اور چشم وابرو کے اشارہ پر سیٹ کر دیا گیا ہے، حتی کہ تعلیلات کے قواعد کو بھی اشارات کی زبان میں بحسن وخوبی سمجھا دیا گیا ہے، پندرہ دن تک یہ کورس بھی جامعہ میں چلا اور وسطیٰ تک کے اساتذہ نے بالخصوص استفادہ کیا اور اپنے تاثرات بھی تحریری طور پر مہمان ٹرینر اساتذہ کو جامعہ سے رخصت ہونے پر سونپ دی۔

الحاصل! یہ کورس بھی ابتدائی درجات کے بچوں کے لیے ایک نئے اسلوب کی بنا کے طور پر مفید ہے۔

☆☆☆☆☆

## رابطہ ادب اسلامی سیمینار

رابطہ ادب اسلامی ۳۵ رواں مذاکرۂ علمیہ ۶، ۷، ۸؍نومبر ۲۰۱۷ء جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا نے رابطہ ادب اسلامی کے حوالے سے قرآن کے معجزانہ اسالیب

کے عنوان پر ایک سیمینار منعقد کیا تھا جس میں ملک کی نامور شخصیات اور ادبی وعلمی افراد و اشخاص نے شرکت کی تھی، اسی موقع پر رابطہ کے صدر مولانا محمد رابع حسنی ندوی، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا واضح رشید ندوی، مولانا نذر الحفیظ نے بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے جامعہ کو سرفراز کیا تھا۔ جامعہ اکل کوا کے اساتذہ نے بھی اس موقع پر قرآن کے حوالے مختلف عناوین پر مقالے پڑھے تھے، مثلاً مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی نے عربی زبان میں ................عنوان سے، مولانا عبدالرحمٰن ملی ندوی، مولانا ناظم ملی، مولانا افتخار احمد قاسمی بستوی، مولانا یحییٰ واصف اشاعتی، مولانا عبدالوہاب مدنی وغیرہ نے گراں قدر مقالات پیش کیے۔ یہ سیمینار دو روز تک چلا، اس موقع پر پروفیسر انیس چشتی پونہ، پروفیسر محسن عثمانی ندوی وغیرہ تشریف لائے تھے۔ رابطہ میں شرکت کرنے والوں کو سند اعزازی دی گئی۔

افتتاحی مجلس میں حضرت رئیس جامعہ مولانا غلام محمد وستانوی کے ساتھ حضرت مولانا الیاس صاحب بھٹکلی ندوی، مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی حفظہ اللہ، دکتور حسین ابوبکر کویا حفظہ اللہ، الدکتور الشیخ ابراہیم ہاشم الاہدل حفظہ اللہ، مولانا سید رابع صاحب حسنی ندوی، پروفیسر جناب انیس چشتی صاحب دامت برکاتہم، دکتور ظافر الوادعی الیمنی، مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی وغیرہ کی شرکت رہی۔

اختتامی مجلس میں مولانا عبدالحمید ازہری صاحب، مولانا اقبال صاحب فلاحی ندوی مدنی بھی شریک رہے۔

اس سیمینار میں جن اکابرین کے تاثرات سامنے آئے ان میں قابل ذکر شخصیات یہ رہیں:

حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی، حضرت مولانا مشہود السلام صاحب ندویؒ دامت برکاتہم ،حضرت مولانا سید محمد واضح حسنیؒ ندوی صاحب دامت برکاتہم ، حضرت مولانا بلال عفی عنہ صاحب حسنیؒ ندوی دامت برکاتہم ، حضرت مولا سعید الرحمٰن صاحب الاعظمیؒ دامت برکاتہم ، حضرت مولانا عبداللہ صاحب پٹنی ندوی مظاہری (نائب مہتمم ندوۃ العلما لکھنؤ)، فضیلۃ الشیخ د/حسین مدوور (ڈاکٹر حسین ابوبکر کویا)، فضیلۃ الشیخ د- ہاشم علي الاہدل (الہیئۃ العالمیۃ لتحفیظ القرآن)، حضرت مولانا نذر الحفیظ ندوی صاحب دامت برکاتہم ، پروفیسر انیس چشتی صاحب دامت برکاتہم ، پروفیسر شفیق احمد خان صاحب ندویؒ دامت برکاتہم ، پروفیسر محسن عثمانی ندوی صاحب ندویؒ دامت برکاتہم

☆☆☆☆☆

## اللغة العربية لغير الناطقين بها

اس کورس کی ٹریننگ سعودی عرب سے تشریف لائے ہوئے دو مؤقر علمائے دین نے اساتذۂ جامعہ کی ایک معتد بہ عدد پر مشتمل ٹیم کو دی، پندرہ روز تک یہ دورہ چلتا رہا، اختتام پر سند اعزاز تفویض کی۔

☆☆☆☆☆

# تعلیمی شعبۂ جات کی کارکردگی پر ایک نظر

| شعبہ جات | سن تاسیس | موجودہ تعداد | امسال فارغ ہونے والوں کی تعداد | فارغ شدہ ۲۰۱۶ءتک |
|---|---|---|---|---|
| شعبۂ دینیات | 1979 | 4041 | 922 | 14924 |
| شعبۂ حفظ | 1983 | 3460 | 464 | 8438 |
| شعبۂ عالمیت | 1982 | 2014 | 323 | 4325 |
| شعبۂ افتاء | 2008 | 010 | 010 | 113 |
| دعوہ انگلش کورس | 2012 | 17 | 03 | 043 |
| عربی ادب | 2015 | 09 | 09 | 041 |
| شعبۂ مکاتب | 1981 | 127334 | 15813 | 200552 |
| جامعہ کی شاخیں (ناظرہ، حفظ، عالمیت) | 1982 | 26843 | 2115+730+36 +1707 (4588) | 43164+11626 +428 +12733 (67951) |
| جامعہ کے شاخوں کے اسکول وکالج | 1982 | 11905 | 1076+281 (1357) | 6243+2402 (8645) |
| آئی ٹی آئی | 1993 | 330 | 180 | 2885 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| آئی ٹی آئی برانچ | 1998 | 411 | 268 | 1622 |
| احمد غریب یونانی میڈیکل کالج | 1996 | 220 | 042 | 633 |
| جامعہ پالی ٹیکنیک کالج | 2001 | 396 | 124 | 2388 |
| علی الانہ ڈی فارمیسی کالج | 2003 | 233 | 039 | 672 |
| علی الانہ ڈگری فارمیسی کالج | 2006 | 218 | 048 | 317 |
| علی الانہ فارمیسی کالج (پی ایچ،ڈی) | 2011 | 001 | 001 | 002 |
| ایم فارمیسی | 2011 | 019 | 008 | 051 |
| پرائمری اسکول (اردو میڈیم) | 1998 | 231 | 056 | 789 |
| ہائی اسکول اور جونیر کالج | 1997 | 820 | 63+151 | 764+1708 |
| بی ایڈ کالج | 2004 | 064 | 050 | 1092 |
| ڈی ایڈ کالج (اردو) | 2003 | 045 | 000 | 809 |
| ڈی ایڈ کالج (مراٹھی) | 2003 | 047 | 041 | 837 |
| انجینئرنگ کالج | 2010 | 596 | 109 | 310 |
| پرائمری اسکول (انگلش میڈیم) | 2004 | 460 | 032 | 129 |
| ایم بی بی ایس | 2013 | 500 | 079 | انٹرشپ جاری ہے |
| **تعداد** | ☆ | 180224 | 24780 | 320040 |

# جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے شعبۂ حفظ و عالمیت سے فارغ شدہ طلبہ کے اعداد و شمار باعتبار صوبہ جات

| نمبر شمار | صوبہ جات | فضلائے کرام | شعبۂ عالمیت میں زیر تعلیم | حفاظ کرام | شعبۂ حفظ میں زیر تعلیم | ناظرہ مکمل کرنے والے | شعبۂ دینیات میں زیر تعلیم |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | مہاراشٹر | 2071 | 623 | 2793 | 518 | 3616 | 462 |
| 2 | گجرات | 145 | 45 | 229 | 53 | 276 | 21 |
| 3 | راجستھان | 111 | 22 | 37 | 11 | 07 | 11 |
| 4 | بہار | 470 | 642 | 2773 | 2017 | 5317 | 2645 |
| 5 | کرناٹک | 67 | 40 | 113 | 17 | 56 | 04 |
| 6 | کشمیر | 189 | 40 | 128 | 12 | 110 | 10 |
| 7 | ایم پی | 260 | 95 | 318 | 79 | 249 | 54 |
| 8 | اے پی | 99 | 19 | 120 | 5 | 50 | 02 |
| 9 | آسام | 312 | 276 | 858 | 364 | 1478 | 431 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 10 | یوپی | 57 | 51 | 188 | 47 | 92 | 46 |
| 11 | بنگال | 144 | 82 | 170 | 122 | 106 | 84 |
| 12 | جھارکھنڈ | 29 | 57 | 141 | 172 | 279 | 202 |
| 13 | منی پور | 18 | 22 | 27 | 14 | 75 | 25 |
| 14 | ہریانہ | 10 | 23 | 37 | 23 | 33 | 38 |
| 15 | اڑیسہ | 05 | 0 | 07 | 04 | 02 | 0 |
| 16 | اترانچل | 01 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 |
| 17 | چھتیس گڈھ | 02 | 0 | 03 | 01 | 0 | 0 |
| 18 | میگھالیا | 03 | 0 | 02 | 0 | 05 | 0 |
| 19 | دیماپور | 01 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 |
| 20 | نیپال | 04 | 10 | 12 | 0 | 73 | 0 |
| 21 | دہلی | 01 | 03 | 16 | 09 | 30 | 05 |
| 22 | پنجاب | 0 | 0 | 02 | 0 | 0 | 0 |
| 23 | تلنگانہ | 0 | 0 | 01 | 02 | 0 | 0 |
| 24 | گوا | 01 | 0 | 0 | 0 | 0 | 0 |
| 25 | گاروہلس | 0 | 0 | 0 | 04 | 0 | 0 |
| 26 | بیرون ہند | 02 | 0 | 02 | 0 | 0 | 0 |
| | **ٹوٹل** | **4002** | **2050** | **7974** | **3460** | **11854** | **4040** |

# قرآنی مسابقات

جامعہ اکل کوا کے بانی ومہتمم حضرت رئیس الجامعہ مولانا غلام محمد اسماعیل وستانوی حفظہ اللہ نے روز اول سے یہ عزم مصمم رکھا تھا کہ قرآن کریم کی خدمت ہر تراوتح سے ایسی کرنی ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ قرآن سے ایسا وابستہ ہوجائے کہ قرآن اس کے رگ وریشے میں پیوست ہوجائے۔

حرم مکی میں حضرت رئیس جامعہ نے قرآن کریم کی خدمت اور اس کے عام کرنے کی شکلوں کے لیے خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھ کر دعائیں کی کہ اللہ تعالیٰ مسلمان بچے بچے کے روئیں روئیں میں قرآن کریم کی روح کی آب وتاب بھر دے، اللہ نے دعا قبول فرمائیں اور مہبط وحی سے جامعہ اکل کوا کے نام سعودی عرب میں ہونے والی مسابقاتی سرگرمی میں ۱۹۹۲ء میں دو طلبہ کو شریک ہونے کا دعوت نامہ دستیاب ہوا، خوشی سے پھولے نہیں سمایا، دو طالب علموں کو شرکت کے لیے روانہ کیا، خدا کے فضل سے دونوں امتیازی پوزیشن سے کامیاب ہوکر نیک نامی کے ساتھ ارض پاک سے وطن لوٹے۔

اسی مرکزی نقطے سے کامیابی کا سرا مل گیا اور دیکھتے دیکھتے پورے ہندوستان میں مسابقاتی تحریک کو قبول عامہ حاصل ہوا، نومبر ۱۹۹۴ء میں آل انڈیا مسابقۃ القرآن کا انعقاد عمل میں آیا یہ مسابقہ جامعہ کی تاریخ میں پہلا مسابقہ تھا جس میں مہاراشٹر، گجرات، مدھیہ پردیش، راجستھان، بنگال، ہریانہ اور کشمیر وغیرہ ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے منتخب

طلبہ۱۵۳ر کی تعداد میں جامعہ اکل کوا میں آل انڈیا مسابقۃ القرآن میں شرکت کے لیے حاضر ہوئے۔

اس طرح مسابقاتی سرگرمی کا یہ نقطۂ آغاز تھا، پھر ہر ۳رسال پر جامعہ نے صوبائی مسابقات کا انعقاد کر کے کل ہند مسابقۃ القرآن کا انعقاد کیا، جس کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے۔

## آل انڈیا مسابقۃ القرآن ایک نظر میں:

پہلا کل ہند مسابقۃ القرآن جامعہ اکل کوا کی نگرانی میں ۱۹۹۴ء میں منعقد ہوا، جس میں سات صوبوں کے چون مدارس اسلامیہ کے ۱۵۵ر طلبہ شریک ہوئے، دوسرا کل ہند مسابقۃ القرآن تین سال بعد ۱۹۹۸ء میں منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے ۱۵ر صوبہ جات کے ۱۳۶ر مدارس کے ۲۱۳ر طلبہ شریک مسابقہ ہوئے، تیسرا آل انڈیا مسابقۃ القرآن بعض ناگزیر حالات کے پیشِ نظر منعقد نہ ہوسکا، چوتھا آل انڈیا مسابقۃ القرآن ۲۰۰۳ء میں ۲۵ر صوبوں کے ۲۰۳ر مدارس کے ۳۹۴ر مساہمین کی شرکت کے ساتھ منعقد ہوا، پانچواں کل ہند مسابقے ۲۰۰۶ء میں ۲۷ر صوبوں کے ۱۰۸۸ر مدارس کے ۳۰۴۱ر طلبہ نے بڑی آب وتاب سے تاریخی شرکت درج کرائی، چھٹا کل ہند مسابقہ ۲۰۰۹ء میں منعقد ہوا، ۲۲ر صوبوں کے ۲۵ر مدرسوں کے ۳۶۹ر طالب علموں نے شرکت کی، ساتواں کل ہند مسابقہ ۲۰۱۲ء میں اور آٹھواں کل ہند مسابقہ ۲۰۱۵ء میں ہوا اور نواں کل ہند مسابقہ ۱۳/۱۴/۱۵ مارچ ۲۰۱۸ء کو ہو رہا ہے۔

## صوبہ جاتی قرآنی مسابقے:

کل ہند مسابقے کے انعقاد سے بیشتر جامعہ ہندوستان مختلف صوبوں کے اسلامی مدارس میں طلبہ کے درمیان قرآنی مسابقے منعقد کرنے کی سرگرمی سے وہاں کے طلبہ میں حفظ قرآن اور تجوید وقرأت اور تفسیر کی ایک لہر پیدا کرتا ہے، صوبائی مسابقے میں جو طلبہ اول دوم سوم پوزیشن حاصل کرتے ہیں انہیں جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کل ہند مسابقے میں اپنے خرچ سے مدعو کرتا ہے، اس طرح ابھی تک جتنے صوبائی مسابقے منعقد ہوئے ہیں ان میں مساہمین کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہی ہے؛ چناں چہ۱۹۹۴ء میں مساہمین ۴۲۱ کی تعداد میں تھے تو ۱۹۹۸ء میں ۳۰۳۲ کی تعداد میں ہوئے، ۲۰۰۱ء میں تیسرے صوبائی مسابقے میں ۴۷۴۴ مساہمین ہندوستان کے مختلف صوبوں میں موجود رہے، جس کا کل ہند مسابقہ کسی ناگزیر حالت کی وجہ سے نہ ہوسکا۔ ۲۰۰۳ء میں ۳۰۴۱/ کی تعداد میں اور ۲۰۰۶ء میں ۴۳۹۷ کی تعداد میں رہے۔ چھٹے ۲۰۰۹ء صوبائی مسابقے میں شرکاء کی تعداد ۵۳۹۶/ تھی تو ساتویں ۲۰۱۲ء کے صوبائی مسابقے میں مساہمین ۴۱۲۵/ رہے۔ آٹھویں مسابقے میں ۲۰۱۵ء میں صوبائی مسابقے کے مساہمین کی تعداد ۳۰۸۱/ رہی۔ اور نویں مسابقے میں ۲۰۱۸ء میں صوبہ جاتی مسابقات میں شرکاء کی تعداد ۳۲۷۹/ رہی۔

## تاریخ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں مسابقہ آرائی رکھی ہے اور خیر وشر کا مادہ بھی، اب انسان اپنے اندر کے مادۂ خیر وشر سے کبھی کبھی بل کہ اکثر شر کے مادے میں مسابقہ آرائی کرنے لگتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے وَفِيْ ذٰلِکَ فَلْيَتَنَا فَسِ الْمُتَنَا فِسُوْنَ فرما کر قرآن کریم میں مسابقہ آرائی کی جگہ بتلادی کہ شر میں مسابقہ آرائی کے بجائے خیر میں

مسابقہ آرائی کی جائے، اس مسابقہ آرائی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ انسان اور انسان کی تخلیق مادۂ خیر وشر۔قرآن نے اس کی اپنے ورود کے ذریعہ تعیین وتحدید فرمائی ہے اورقرآن سراپا خیر مجسم ہےاس لیےاس میں مسابقہ آرائی عین حکم خداوندی ہوگا۔

## تاسیس:

جامعہ میں مسابقہ آرائی کی تاسیس نومبر/1994ء ہے، جب کہ اس سے قبل حضرت مولانا غلام محمد اسماعیل وستانوی دامت برکاتہم نے 1992ء میں ضلع ناسک کے شہر ''ایولہ'' مہاراشٹر میں مسابقۃ القرآن کے لیے پروگرام کا آغاز کیا،اس کا اشتہار عام ہوا، اچھے لوگ بے خبر تھے کہ مسابقۃ القرآن کے معنی تو معلوم ہیں یہ کس کی نوعیت کے جلسے کا پروگرام ہے کسی کو شاید معلوم ہو، یہ پروگرام منعقد ہوا لوگوں نے طریقۂ کار دیکھا اوراسی سے تاسیس وتقدیمی سرگرمیاں بڑھتی چلی گئیں۔

## نتائج وانعامات:

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا مسابقات کے نتیجے میں عدل و انصاف کی بڑی تاکید کرتا ہےاور یہ ایک ایسا جذباتی مسئلہ ہوتا ہے کہ ہرایک کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ مسابقہ میں میرا قد اونچا رہے، میرے مدرسے کا طالب علم فائق و فائز المرام رہے، اس عدل کا دامن تھامنے میں سب کو تسلی رہتی ہے۔کامیاب ہونے والے طلبہ کو گراں قدر انعامات نقدی اور غیر نقدی اوراکثر کتابوں کی شکل میں بھی دیے جاتے ہیں۔

مہمان احباب بھی اپنی طرف سے بڑے بڑے وقیع انعامات کی بارش برساتے ہیں، جامعہ کے پلیٹ فارم سے انعامات میں عمرے حج کی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے۔ قرآن ایسی دولت ہے،جو دنیا کیا آخرت کی کامیابی کا بھی کھلا راز ہے۔

## فروعاتِ مسابقہ:

مسابقہ جن موضوعات پر منعقد ہوتا ہے اس کو فرع کہتے ہیں اس طرح حفظِ قرآن، تفسیر، حدیث، اذان، خطبہ پانچ موضوعات کو ۵/فروعات کہا جاتا ہے، پھر ان کی شاخیں بھی بنادی جاتی ہیں ۱۰/ پارے ۲۰/ پارے اور ۳۰/ پاروں کا مسابقہ تو حفظِ قرآن کی کبھی کبھی ۳/۲/فروعات ہوتی ہیں، اسی ۷/فروعات پر مشتمل مسابقات کا انعقاد ہوتا ہے، کبھی کبھی فروعات کم زیادہ بھی کردی جاتی ہیں۔ مساہمین کے لیے مختلف شرائط بھی طے کی جاتی ہیں، تاکہ کسی خیانت وفریب کا مسئلہ نہ درپیش ہو، مثلاً مساہم لڑکا ہو، لڑکی نہ ہو، اس لیے کہ نوخیز طلبہ اور کسی بچی کی آواز میں بعض دفعہ شناخت نہ ہونے سے کہیں کہیں بعض مدارس میں لڑکی کو لڑکا بتا کر مساہم بنانے کا معاملہ روشنی میں آیا تو ایسی بات کافی شرم وعار کی ہے کہ قرآن کے علم بردار قرآن کے حکم کے خلاف جائیں۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

### ریاستی مسابقات باعتبار سنہ ایک نظر میں

| شمار | سنہ انعقاد | تعداد ریاست | تعداد مدارس | تعداد مساہمین |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۱۹۹۴ | ۷ | ۱۱۷ | ۴۲۱ |
| ۲ | ۱۹۹۸ | ۱۴ | ۵۸۵ | ۳۰۳۲ |
| ۳ | ۲۰۰۱ | ۲۲ | ۹۰۵ | ۴۴۷۴ |
| ۴ | ۲۰۰۳ | ۲۵ | ۱۰۳۴ | ۳۰۴۱ |
| ۵ | ۲۰۰۶ | ۲۷ | ۱۱۲۲ | ۴۳۹۷ |
| ۶ | ۲۰۰۹ | ۲۱ | ۱۲۲۳ | ۵۳۹۶ |
| ۷ | ۲۰۱۲ | ۲۷ | ۱۵۴۸ | ۴۱۲۵ |
| ۸ | ۲۰۱۵ | ۲۲ | ۱۳۶۵ | ۳۱۲۳ |
| ۹ | ۲۰۱۸ | ۲۵ | ۱۶۴۶ | ۳۲۵۹ |

## کل ہند مسابقات باعتبار سنہ ایک نظر میں

| شمار | سنہ انعقاد | تعداد ریاست | تعداد مدارس | تعداد مساہمین |
|---|---|---|---|---|
| ۱۰ | ۱۹۹۴ | ۷ | ۵۴ | ۱۵۵ |
| ۱۱ | ۱۹۹۸ | ۱۵ | ۱۳۶ | ۲۱۳ |
| ۱۲ | بعض ناگزیر | مجبوریوں کے | سبب یہ مسابقہ | نہ ہوسکا۔ |
| ۱۳ | ۲۰۰۳ | ۲۵ | ۲۰۳ | ۲۹۴ |
| ۱۴ | ۲۰۰۶ | ۲۷ | ۲۰۸ | ۳۰۴ |
| ۱۵ | ۲۰۰۹ | ۲۲ | ۲۲۵ | ۳۶۹ |
| ۱۶ | ۲۰۱۲ | ۲۶ | ۲۶۹ | ۳۱۳ |
| ۱۷ | ۲۱۰۵ | ۲۲ | ۱۶۶ | ۲۶۹ |
| ۱۸ | ۲۰۱۸ | ۲۵ | ۱۲۶ | ۱۸۵ |

## ذرائع ابلاغ کی اہمیت وافادیت

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا نے اپنی آواز کو دوردور تک پہنچانے اور اسلام کے پیغام کوصحیح اور مفید شکلوں میں عام کرنے کے لیےتحریری وتقریری دونوں پلیٹ فارم سے کام کرنے کا روزاول ہی سے عزم کررکھا ہے،تقریری طور پر اسلامی پیغام کو عام کرنے کے لیے مبلغین،خطبا اور واعظین کا سلسلہ ہےاورتحریری طور پر کتابیں اور میگزین کی ترتیب ہے۔

# میگزین اور رسالے

جامعہ اکل کوا نے گجراتی، عربی، اردو اور انگریزی زبانوں میں میگزین کا سلسلہ شروع کررکھا ہے، گجراتی میگزین ماہنامے کی حیثیت سے نکلتا ہے، اس کا نام ''بیان مصطفیٰ'' ہے، عربی میگزین ''النور'' کے نام سے نکلتا ہے، اردو میگزین ''شاہراہ علم'' ہے اور انگریزی میگزین ''دَلائٹ'' (The Light) ہے، اسی طرح ابھی حال میں ہی ایک عربی میگزین ''التمرین'' بھی نکلنا شروع ہوا ہے۔

## بیان مصطفیٰ:

۱۹۹۳ء سے نکلنے والا یہ رسالہ گجراتی زبان میں ہے، یہ ماہنامہ ہے، اس کے خریدنے والوں کی تعداد تقریباً ۱۲ر ہزار ہے، اس کے کچھ خصوصی شمارے نکل چکے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں: (۱) قرآن نمبر ۱۹۹۴ (۲) صدیق نمبر جون ۱۹۹۸ء (۳) قرآن نمبر دسمبر ۱۹۹۸ء (۴) سیرت نمبر (ہندو مصنّفین کے قلم سے) مئی ۲۰۰۳ء (۵) حج نمبر جنوری ۲۰۰۴ء (۶) تجارت نمبر ستمبر اکتوبر ۲۰۰۴ء (۷) مسائل تجارت نمبر اکتوبر ۲۰۰۵ء (۸) جامعہ نمبر ۲۰۰۷ء۔

بیان مصطفیٰ گجراتی ماہنامے سے اصلاح وارشاد کا حلقہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے، اس کو بیرون ہند بھی اچھی اور مستفیدانہ نظروں سے دیکھا جارہا ہے، اس میگزین کا سن تاسیس ۱۹۹۳ء ہے۔

## النور عربی مجلّہ:

۱۹۹۰ء سے نکلنے والا جامعہ کا یہ عربی سہ ماہی مجلّہ ہے، اس میں مختلف النوع

مضامین زبان وبیان اور ادبی اسلوب کے لحاظ سے منفرد اور مؤثر ہوتے ہیں جس کے ذریعے عربی جاننے والے حلقے کو مخاطب بنایا جاتا ہے۔

''النور'' سہ ماہی کے بھی خصوصی شمارے نکل چکے ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) مسابقہ نمبر ۱۴۲۴ھ (۲) جامعہ نمبر ۱۴۲۱ھ (۳) مسابقہ نمبر ۱۴۳۷ھ (۴) قانونی کارروائی ۱۴۲۷ھ (۵) جامعہ نمبر ۱۴۲۸ھ (۶) شیخ یونس نمبر ۱۴۳۸ھ۔

''النور'' کے بارے میں تفصیلی تعارف وخدمات ملاحظہ فرمائیں:

# جامعہ کا پہلا سہ ماہی عربی ترجمان مجلّہ ''النور'' تعارف وخدمات

## صحافت کی اہمیت وضرورت:

صحافت ایک ترقی پذیر اور معیاری ومعزز فن ہے جو میڈیا کے نام سے جانا جاتا ہے، صحافت کا کردار دینی عصری خدمات کو حقیقت پسندانہ اسلوب میں پیش کرنا ہے، صحافی جرأت مندی کے ساتھ اپنا فریضہ انجام دیتا ہے، آج بھی ٹیکنالوجی کے ترقی یافتہ دور میں صحافت کا دائرہ وسیع تر ہوتا جارہا ہے، صحافت ہماری روزمرہ زندگی کی بنیادی ضرورت بن گئی ہے، ہم کسی بھی میڈیا سے مستغنی نہیں ہوسکتے چہ جائے کہ پرنٹ میڈیا یعنی صحافت کی اہمیت سے کبھی انکار نہیں کیا جاسکتا، صحافت انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، صحافت ماحول کی حقیقت پسندانہ عکاسی کرتا ہے۔

## مجلّہ ''النور'' کا اجراء:

ماضی وحال کے وہ مجلّات وجرائد جنھوں نے میدان صحافت میں نمایاں اور مخلصانہ کردار ادا کیا ہے، اور کررہے ہیں، منجملہ ان مجلّات وجرائد کے جنھوں نے عالمی ادبی

صحافت کو اسلام اور معاشرہ سے جوڑنے میں ایک فعال اور اہم کردار ادا کیا ہے، ان میں جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹر کا سہ ماہی عربی ترجمان ''النور'' بھی ہے۔

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم ایک نہایت فعال، متحرک اور مشینی ہمہ جہتی خدمات انجام دینے والے مردِ مجاہد کا نام ہے، جنہوں نے جامعہ کے آغاز سے ہی قرآنی وحدیثی اور مختلف علوم وفنون کی خدمات میں قابل فخر کارنامہ انجام دیا ہے، اور الحمدللہ! ہنوز سلسلہ جاری ہے، اور انشاء اللہ یہ چشمۂ شیریں سیراب کرتا بھی رہے گا۔

حضرت والا نے قرآن کریم کی مختلف النوع خدمات کے لیے اپنی زندگی وقف کردی ہے، قرآن سے محبت حضرت کے دل میں عشق کی حد تک پیوست ہوچکی ہے، حضرت مولانا وستانوی صاحب جہاں قرآن کریم کی ہمہ جہتی خدمت انجام دیتے آرہے ہیں وہیں قرآن کی زبان یعنی عربی زبان سے بھی غایت درجہ محبت اور تعلق کا اظہار فرماتے ہیں۔

## عربی زبان کی اہمیت:

عربی زبان وہ واحد زبان ہے جس کو کسی خزاں نے متاثر نہیں کیا، لسانیات کے ماہرین اور تاریخ داں اس بات کی تصدیق کریں گے کہ تاریخ انسانی میں یہ امتیاز کسی اور زبان کو حاصل نہیں ہے، اس لیے کہ وہ آخری آسمانی پیغام جاوداں کی امین ہے، اسی لیے یہ زبان زوال وگردش ایام کی دسترس سے ہمیشہ محفوظ رکھی گئی ہے، عربی زبان کے ان فضائل پیش نظر حضرت مولانا وستانوی صاحب دامت برکاتہم نے یہ عزم ظاہر کیا کہ قرآن کریم کی خدمت کے ساتھ عربی زبان کی بھی خدمت کرنا دین کا اہم جزء ہے، اور پھر جامعہ کی خدمات وسرگرمیوں کا دائرہ بھی بڑا وسیع تر ہے۔

### ”النور“ کا اجراء:

اس مخلصانہ نیت کے باعث حضرت مولانا وستانوی صاحب نے کاتب سطور (عبدالرحمٰن ملی ندوی) سے ۱۰۸۹ء میں ایک اہم میٹنگ کی جس میں حضرت نے عربی مجلّہ کی ضرورت و اہمیت پر مفید ترین گفتگو فرمائی، جب معاملہ طے ہوگیا تو اس وقت کے اساتذہ کے درمیان ایک مجلس منعقد کی اور بندہ سے متعلق ادارت اور ایڈیٹری کا اعلان فرمایا، اُس تاریخ سے تادم تحریر اللہ تعالیٰ کام لے رہا ہے، یہاں تک کہ ۱۹۹۰ء میں پہلا شمارہ بڑے اہتمام و احتشام کے ساتھ ہمدم پریس سے چھپ کر منظر عام پر آ گیا۔ حضرت مولانا نے مجلّہ ”النور“ کے اجراء کے لیے بڑا اہتمام فرمایا تھا، یعنی قطب عالم، فرید زماں حضرت علامہ قاری محمد صدیق صاحب باندویؒ بنفس نفیس شریک مجلس رہے، اسی طرح مفکر اسلام حضرت مولانا عبداللہ اسماعیل کاپودروی دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد حنیف صاحب ملی قاسمی اور مہاراشٹر گجرات کی دیگر اہم علمی شخصیات کی موجودگی میں حضرت علامہ باندویؒ کے مبارک ہاتھوں مجلّہ کی پہلے شمارہ کا اجراء فرمایا۔

اس تاریخی اور زریں موقع پر ان اکابر علما نے جامعہ کی دیگر خدمات کے ساتھ عربی زبان کی خدمت پر حضرت مولانا وستانوی صاحب کو مجلّہ کی پہلی اشاعت پر خوب مبارکبادی دی۔

### ”النور“ جامعہ کا پہلا عربی ترجمان:

یہ حقیقت ہے کہ مجلّہ ”النور“ جامعہ کا سب سے پہلا عربی ترجمان ہے، غالباً صوبۂ مہاراشٹر بھر میں ہمارے علم کے مطابق اس وقت تک مستقل عربی کا کوئی مجلّہ نظر سے نہیں

گزرا، اور فی الحال بھی عربی مجلّہ کسی ادارہ کا دیکھنے میں نہیں آیا، غیب کا علم اللہ کے پاس ہے، مجلّہ ''النور'' آج تک الحمدللہ پوری تابانی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

## ''النور'' کے مضامین:

مجلّہ ''النور'' چوں کہ ایک علمی، ادبی، اسلامی، درس گاہ سے شائع ہوتا ہے اس لیے اس کے محتویات اور مضامین بھی علمی، ادبی، دینی اور فکری ہوتے ہیں۔ ہند و بیرون ہند سے فکری، علمی، تحقیقی مقالات کی آمد ہوتی رہتی ہے، اور الحمدللہ! قارئین کے قدیم و جدید پیغامات و تاثرات و خطوط سے مجلّہ کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مولانا وستانوی صاحب نے مجلّہ کو سیاسی نہیں بنایا، بل کہ بعض مرتبہ اس بابت ذمہ داروں کو متوجہ بھی کیا کبھی کوئی سیاسی مضمون آ بھی گیا تو ایڈیٹر کو حکم دے کر اس کو بدل دیا گیا کہ مجلّہ میں سیاسی مضامین شائع نہ ہونے پائیں۔

مجلّہ میں جہاں عالمی قلم کاروں کے سنجیدہ، علمی، فکری، ادبی مضامین ہوتے ہیں، وہیں جامعہ کی خدمات، اس کے شب و روز، احوال و کوائف، شاخوں کی علمی خدمات بھی ''انباء الجامعہ'' کے کالم کے تحت شائع ہوتے ہیں، مجلّہ نے تقریباً ۲۸؍سالوں کی منزلیں طے کی ہیں۔

## ناظم تعلیمات حضرت مولانا حذیفہ وستانوی صاحب کا ذمہ دارانہ کردار:

جامعہ کے ناظم تعلیمات و معتمد حضرت مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی صاحب نے جب سے تدریسی ذمہ داریاں سنبھالی ہیں اس وقت سے مجلّہ کو اپنی علمی و فکری صلاحیتوں سے مترقی کیا ہے۔ مضامین میں تنوع، حجم میں اضافہ، طباعت کی خوب صورتی اور خود مولانا کا قلم ''النور'' کے صفحات کے لیے رواں دواں ہے۔ اللہ زور قلم خوب کرے۔

## خصوصی شمارے:

بعض مرتبہ جامعہ میں علمی، ادبی، تاریخی پروگرام ہوتے ہیں جس کی وجہ سے علمی و ادبی شخصیات کا ورود بھی ہوتا رہتا ہے اور کبھی کبھار علمی شخصیات کی آمد پر علمی ورکشاپ اور تربیتی کیمپ بھی منعقد کئے جاتے ہیں، قرآن کریم کے کل ہند پیمانہ پر قرآنی مسابقات بھی ہوتے رہتے ہیں جس کے سبب مجلّہ ''النور'' کے خاص شمارے بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ''مسابقات نمبر'' تو تقریباً ہر کل ہند مسابقہ کے موقع پر شائع ہوتا ہے، ادھر چند برسوں پہلے عالمی رابطہ ادب اسلامی کا سہ روزہ تاریخی سیمینار ہوا جس کی مناسبت سے حضرت مولانا حذیفہ غلام محمد صاحب وستانوی کی فکروں سے مجلّہ ''النور'' کے دو خاص نمبر شائع ہوئے، ابھی حالیہ شمارہ فقیہ زماں، محدث کبیر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ کی حیات و خدمات کے موضوع پر مشتمل ایک خاص شمارہ شائع ہوا، ان سب کے پیچھے جناب ناظم تعلیمات کی علمی فکری قوت کام کررہی ہیں۔

## مجلّہ ''النور'' کے مقاصد:

ظاہر ہے کہ کسی بھی مجلّہ یا میگزین کے اپنے کچھ اصول وضوابط اور اغراض و مقاصد ہوتے ہیں جن کے گرد اس کی خدمات دائر ہوتی ہیں، مجلّہ ''النور'' کے بھی اپنے اغراض ومقاصد ہیں جن کا مجلّہ کی اشاعت میں لحاظ کیا جاتا ہے:

(۱) مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی بیداری اور عملی اسپرٹ پیدا کرنا۔

(۲) امت اسلامیہ کے دُکھ درد میں مکمل شرکت۔

(۳) عالم عرب کو ہندوستانی مسلمانوں کی تعلیمی و دینی مسائل سے واقف کرانا۔

(۴) عربی زبان کی ہمہ جہتی خدمت کرنا اور اس کے نشر واشاعت اور ترویج میں کلی شرکت کرنا۔

(۵) اسلامی ودینی دعوت کی پورے اہتمام واعتماد کے ساتھ تبلیغ کرنا۔

(۶) مسلمانوں کو کتاب وسنت اور سلف صالح سے قریب کرنا۔

(۷) مسلمان نوجوان نسل کو ہر طرح کی بے راہ روی اور فکری گمراہی سے بچانا۔

(۸) یہ ثابت کرنا کہ اسلام ہی انسانیت کا نجات دہندہ اور ہر طرح کے نقص سے پاک ہے۔

(۹) صحیح اسلامی فکر کو اچھے اسلوب اور مؤثر دعوتی فکر میں پیش کرنا۔

(۱۰) مسلمان نوجوان کو قرآن وحدیث سے قریب کرنا اوران کو افراط وتفریط سے بچانا۔

(۱۱) قرآن وحدیث اور دیگر علوم وفنون کی مؤثر اور طاقت ور خدمت کرنا۔

یہ مختصر تعارفی معلومات ہیں مجلّہ ''النور'' کے اجراء اور مقصد اشاعت سے متعلق جو الحمدللہ تاریخ کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے۔

ہم دعا گو ہیں، اللہ تعالیٰ رئیسِ جامعہ خادمِ کتاب وسنت حضرت قبلہ مولانا غلام محمد وستانوی دامت برکاتہم کو صحت وتندرستی کی نعمت سے سرفراز فرمائے کہ حضرت والا کی مشرفانہ نگاہ اور محبتانہ شفقت کے باعث اور ناظم تعلیمات ومعتمد حضرت مولانا حذیفہ وستانوی کی لیل ونہار کی تھکا دینے والی کاوشوں، محنتوں اور خاص توجہ کی برکت یہ مجلّہ روز بروز حسن وخوبی کی طرف رواں ہے اور علمی وفکری مواد اورادبی مضامین کے پیش کرنے میں کوشاں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلّہ کو ہر اعتبار سے ہرا بھرا رکھے۔ آمین! **وما توفيقي إلا بالله!**

## شاہ راہ علم:

اردو دنیا میں دھوم مچا دینے والا ۲۰۰۴ء سے نکلنے والا یہ ماہنامہ شاہ راہ علم بڑا وقیع اور دیدہ زیب شکل میں نکل رہا ہے جو اپنے مضامین کے تنوع، اسالیب نگارش کی ندرت اور مقالہ نگاوروں کی علمی صلاحیت کی بنیاد پر اپنا ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔اس کے خصوصی شمارے جب ذیل ہیں: (۱) سیرت نمبر ۱۴۲۶ھ (۲) دور حاضر کی تحریکات نمبر رجب ۱۴۲۶ھ (۳) دفاع حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم محرم ۱۴۲۷ھ (۴) توشہ طلبہ نمبر شوال ۱۴۲۴۷ھ (۵) اسلام، سائنس اور جدید تعلیم ۱۴۲۸ھ (۶) جامعہ نمبر ۱۴۲۹ھ۔

اس کے بارے میں مزید تفصیلی معلومات ملاحظہ فرمائیں:

| | | |
|---|---|---|
| ۞ | تاریخ ومحرکینِ ابتدا | ۞ |
| ۞ | نوعیت ابتدا تا حال | ۞ |
| ۞ | عناوین اداریہ | ۞ |
| ۞ | خصوصی شمارے اور اس کے فہرست مضامین | ۞ |
| ۞ | نظم متعلق شاہراہ علم | ۞ |
| ۞ | تاثر متعلق شاہراہ علم | ۞ |
| ۞ | تعداد طباعت باعتبار سنہ | ۞ |
| ۞ | موجودہ طباعت اور تعداد قارئین | ۞ |
| ۞ | اغراض ومقاصد | ۞ |
| ۞ | تفصیلات رابطہ | ۞ |

## تاریخ ومحرکینِ ابتدا:

مولانا اخلاق اور مولانا اشفاق صاحبان عادل آبادی، جو فی الوقت جامعہ میں درس وتدریس کے مشغلے سے وابستہ ہیں، ان حضرات نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں سب سے پہلے شاہراہ علم نام سے جداریہ پرچہ کی صورت میں اس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مدیرِ شاہراہ کے سامنے درخواست وتجویز رکھی اور ۲۰۰۴ء میں مدیر حضرت مولانا حذیفہ صاحب کی ادارت میں اولاً اخباری شکل میں منظر عام پر آیا۔

## نوعیت ابتدا تا حال:

اخباری شکل سے کتابچہ اور پھر سہ ماہی مجلّہ کی شکل میں اندرونِ جامعہ علما وطلبہ کے لیے شائع ہوتا رہا، افادیت ومقبولیت اور بیرونِ جامعہ سے بڑھتی ہوئی طلب اور پذیرائی کے مدنظر رجسٹریشن کے مراحل سے گذر کر ماہِ جنوری ۲۰۱۲ء میں ماہانہ مجلّہ کی شکل میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اور تب سے اب تک الحمدللہ ہند اور بیرونِ ہند بذریعۂ ڈاک یہ علما وعوام ہر دو کی ضرورت اور کتب خانے کی زینت بن رہا ہے۔

اس کا طرۂ امتیاز رہا ہے کہ عالمِ اسلام کے سلگتے حالات پر اسلام کی ترجمانی اور مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے بروقت برموقع خصوصی اشاعت کے ذریعے دینی صحافت کے فرائض کو انجام دیتے ہوئے فتنوں کی سرکوبی اور اسلام ومسلمانوں کی سرخروئی کا سامان مہیا کرتا رہا ہے۔ خصوصاً مدیر کے نوکِ قلم سے نکلے دینی، علمی، فکری، اصلاحی، سیاسی، تاریخی، سماجی، معاشی ومعاشرتی اداریے نے ہر طرح کی تشنگی کو دور کیا ہے، جس کا اندازہ فہرستِ اداریہ اور فہرستِ خصوصی شمارے سے لگایا جا سکتا ہے۔

# عناوین اداریہ

| | |
|---|---|
| ۱۱ | فتنۂ نیو ورلڈ آرڈر اور (سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) |
| ۱۲ | سقوط غرناطہ کی کوکھ سے امریکہ کا جنم (ایک دریافت)<br>(یعنی امریکی مظالم کی تاریخ حقائق کے آئینے میں) |
| ۱۳ | قرآن وحدیث کی روشنی میں وقوعِ قیامت اور وقت قیامت کا تعیّن؟ اور متجددین و سائنس دانوں کے ہفوات واوہام |
| ۱۴ | قیام دارالافتاء وشعبہ افتاء (جامعہ کا ایک تاریخی اقدام) |
| ۱۵ | تعارفِ علومِ اسلامیہ: ضرورت، اہمیت |
| ۱۶ | الغزو الفکری: تعارف وتجزیہ |
| ۱۷ | تقریر ضرورت اہمیت تعارف اور اسلوب |
| ۱۸ | تحریر وقلم: اہمیت ضرورت اسلوب |
| ۱۹ | علم کی حقیقی طلب کے چار بنیادی امور |
| ۲۰ | اخلاص وللّٰہیت، مسلسل محنت، بلند ہمتی، ادب واحترام۔ |
| ۲۱ | استاد کا ادب دنیا وآخرت کی کامیابی |
| ۲۲ | بے ادبی دونوں جہاں کی ناکامی کی کنجی ہے |
| ۲۳ | بعض اسلامی غیبیات کی (سائنسی تمثیلات اور اعترافات) |
| ۲۴ | تعلیم اور سماجی خرابیاں |

| | |
|---|---|
| ۲۵ | ڈھونڈ و گے ہمیں گلیوں گلیوں |
| ۲۶ | طلبہ کے لیے تعطیلات کو کار آمد بنانے کے دس نسخے |
| ۲۷ | طلبۂ مدارس میں انحطاط علمی کے اسباب |
| ۲۸ | رمضان میں طلبہ وعلماء، عوام پر کس طرح محنت کریں؟ |
| ۲۹ | امت کی پستی اور بگاڑ کے اسباب اور اس کا صحیح حل اور علاج |
| ۳۰ | محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو عام کیا جائے |
| ۳۱ | دنیا کی سیاسی، معاشی، اخلاقی ابتری کے اسباب اور اس کا حل |
| ۳۲ | امت ہمہ جہتی مصائب سے کیسے نجات حاصل کرسکتی ہے؟ |
| ۳۳ | رمضان کے بعد کی زندگی |
| ۳۴ | ناموسِ رسالت کی پامالی! مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ |
| ۳۵ | فتنوں کے دور میں ایمان کو کیسے بچایا جائے؟ |
| ۳۶ | دنیا کی معاشی خستہ حالی اور مالی بحران کا سیلاب |
| ۳۷ | رمضان کا استقبال کیسے کریں؟ |
| ۳۸ | عصر حاضر کے مادی افکار ونظریات، شریعت اسلامیہ کی کسوٹی پر |
| ۳۹ | احاطۂ جامعہ میں جانشین حکیم الاسلام حضرت اقدس مولانا سالم صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی بابرکت آمد |

| | |
|---|---|
| ۴۰ | زندگی کے ہر شعبہ میں اتباع حضور صلی اللہ علیہ وسلم |
| ۴۱ | اسبابِ نصرت وہزیمت سیرت کی روشنی میں مع برکات نبوت |
| ۴۲ | تذکرہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ولادت تا وفات احادیث کی روشنی میں |
| ۴۳ | قیامت کی نشانیاں اوراس کی صحیح تعبیر |
| ۴۴ | خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں اور حالات حاضرہ پر اس کی تطبیق |
| ۴۵ | ظالم حکمرانوں کے تسلط کے ظاہری وروحانی اسباب اوراس سے نجات کا راستہ یعنی (سیاست، ریاست، حکومت، جمہوریت اور ووٹ کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر مع اسباب تدارک) |
| ۴۶ | شاہراہ کا پیغام امت مسلمہ کے نام |
| ۴۷ | فتنے سے کیوں اور کیسے بچیں |
| ۴۸ | قافلہ ''رابطۂ ادبِ اسلامی'' احاطۂ جامعہ میں |
| ۴۹ | مسلمان پرآشوب حالات سے کیسے نجات حاصل کرسکتے ہیں؟ |
| ۵۰ | سسکتی انسانیت کو اسلام کی معتدلانہ تعلیم کی ضرورت |
| ۵۱ | مسلمانوں میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے اوران کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں ائمہ مساجد کا روشن کردار! |
| ۵۲ | یکساں سول کوڈ نہ شرعاً قابلِ نفاذ نہ دستورِ ہند کے اعتبار سے |

# مجلّہ ہذا کے خصوصی شمارے

| سن طباعت | شاہراہِ علم کے خصوصی شمارے | شمار |
| --- | --- | --- |
| رجب المرجب- رمضان ۱۴۲۶ھ (۳۰/ سے زائد فرقوں کا تعارف) | ''فرقِ باطلہ نمبر'' | ۱ |
| محرم- ربیع الاول ۱۴۲۷ھ (کارٹون کے موقع پر اس کے رد میں) | دفاعِ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم'' | ۲ |
| شوال- ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ (طلبہ کی رہنمائی کے لیے) | ''طالبانِ علومِ نبوت اور عصری تقاضے'' | ۳ |
| محرم- ربیع الاول ۱۴۲۸ھ (سیکولرزم اور سائنس کی تاریخ) | ''اسلام اور سائنس راہِ اعتدال'' | ۴ |
| رجب المرجب- رمضان ۱۴۲۸ھ (جامعہ کی خدمات) | ''جامعہ نمبر'' | ۵ |
| ربیع الثانی- رمضان ۱۴۲۹ھ (مغربی کلچر کے ڈیز کے احکام) | ''فقہ المناسبات نمبر'' | ۶ |
| محرم- جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ (۳۰/ سے زائد علوم کا تعارف) | ''تعارف العلوم'' | ۷ |
| رجب المرجب- رمضان ۱۴۳۲ھ (رمضان میں رہنمائی) | ''رمضان نمبر'' | ۸ |
| ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ-نومبر ۲۰۱۲ء (آپ ﷺ کی دفاع میں) | ''تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم'' | ۹ |

| ۱۰ | ''علمِ سیرت ایک تعارف'' | ربیع الاول ۱۴۳۵ھ- جنوری ۲۰۱۴ء<br>(علومِ سیرت کا تعارف) |
|---|---|---|
| ۱۱ | ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' | ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ-فروری ۲۰۱۴ء<br>(دلفریب اسلوب میں کردارِ نبویﷺ) |
| ۱۲ | ''حالاتِ حضرت مہدیؓ اور علامات قیامت'' | ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ- مارچ ۲۰۱۴ء<br>(مہدویت کے دعویداروں کا بطلان) |
| ۱۳ | ''سیاست، جمہوریت، ووٹ اور اسلام'' | رجب المرجب ۱۴۳۵ھ-مئی ۲۰۱۴ء<br>(اسلام کا نظریۂ سیاست اور ووٹ کا حکم) |
| ۱۴ | ''عصر حاضر کے سلگتے فتنے اور مسلمانوں کے لیے لائحہ عمل'' | شعبان، رمضان ۱۴۳۶ھ- جون، جولائی ۲۰۱۵ء<br>(موجودہ فتنوں کی حقیقت) |
| ۱۵ | ''رابطۂ ادب اسلامی کے ۳۵/ویں مذاکرۂ علمی کی روداد'' | صفر، ربیع الاول ۱۴۳۷ھ- دسمبر ۲۰۱۵ء<br>(رابطہ ادبِ اسلامی کے سیمینار پر) |
| ۱۶ | ''تفہیم اسلام عصر حاضر کے تناظر میں'' | رمضان- ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ، جون- اگست ۲۰۱۶ء<br>(عصری اسلوب میں اسلام کا تعارف) |
| ۱۷ | ''مسلم پرسنل لا بورڈ کا تحفظ'' | صفر المظفر ۱۴۳۸ھ-نومبر ۲۰۱۶ء<br>(یکساں سول کوڈ کے رد میں) |
| ۱۸ | ''خصوصی شمارہ'' | شعبان-شوال ۱۴۳۸ھ، مئی- جولائی ۲۰۱۷ء<br>(رمضان سے متعلق) |
| ۱۹ | ''خصوصی شمارہ بر تذکرۂ حضرت شیخ جون پوریؒ'' | ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ-ستمبر ۲۰۱۷ء<br>(بروفاتِ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ) |
| ۲۰ | ''مسجد اقصیٰ اور شہر قدس تاریخی حقائق اور بازیابی کی تدابیر'' | جمادی الاول، والثانی ۱۴۳۹ھ<br>فروری، مارچ ۲۰۱۸ء |

## ”فقہ المناسبات نمبر“ ربیع الثانی -تا- رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

## ''تعارف العلوم'' محرم الحرام-تا-جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ

# خصوصی شمارہ ''تحفظ ناموس رسالت'' نومبر۲۰۱۲ء

## ''علم سیرت ایک تعارف'' جنوری ۲۰۱۴ء

# ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ فروری ۲۰۱۴ء

## ’’حالاتِ حضرت مہدی اور علامات قیامت‘‘ مارچ ۲۰۱۴ء

## ”سیاست، جمہوریت ووٹ اور اسلام“ مئی ۲۰۱۴ء

# ”عصر حاضر کے سلگتے فتنے“ جون، جولائی ۲۰۱۵ء

# ''رابطۂ ادبِ اسلامی'' دسمبر ۲۰۱۵ء

## ’’تفہیم اسلام عصر حاضر کے تناظر میں‘‘ جون، جولائی، اگست ۲۰۱۶ء

# ''خصوصی شمارہ'' مئی، جون، جولائی ۲۰۱۷ء

| فہرست مضامین | صفحہ |
|---|---|

# ''برتذکرہ حضرت شیخ جون پوریؒ''ستمبر ۲۰۱۷ء

# ”مسجد اقصیٰ اور شہر قدس تاریخی حقائق اور بازیابی کی تدابیر“

## فروری، مارچ ۲۰۱۸ء

(رباعیات)

# نذرانۂ شاہراہِ علم

"نتیجۂ فکر"
ولی اللہ ولیؔ قاسمی بستوی
جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا،
ضلع نندوربار، مہاراشٹر

## برائے ماہنامہ مجلّہ "شاہراہِ علم" جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

گوہرِ علم وہنر ہے شاہرآہِ علم و فن
موہ لیتا ہے دلوں کو خوب بھاتا ہے ہمیں
اس سے تابندہ، ہوئی ہے علم وفن کی شاہرآہ
صفحۂ اردو ادب پر چھوڑے ہیں گہرے نقوش

اہلِ حق کی رہگذر ہے شاہرآہِ علم و فن
سرمۂ اہلِ نظر ہے شاہرآہِ علم و فن
اس سے رخشندہ ہوئی ہے علم وفن کی شاہرآہ
جس سے پائندہ ہوئی ہے علم وفن کی شاہرآہ

شاہرآہِ علم وفن ہے طالبوں کے واسطے
اک متاعِ علم ہے یہ پُر بہار و خوش نظر
اس سے روشن ہوگئی ہے شاہرآہِ علمِ دیں
شوق مندوں کے لیے ہے اک عروسِ دلربا

تختۂ مشقِ سخن ہے طالبوں کے واسطے
کاشفِ رَنج ومِحَن ہے طالبوں کے واسطے
ظلمتِ کفر و ضلالت میں ہے یہ شمعِ یقیں
رہروانِ شامِ غم کے واسطے صبحِ حسیں

شاہرآہِ علم وفن ہے علم کی سوغات ہے
جس کے مجنوں ہیں ہزاروں ہے وہ لیلائے ادب
اک منور شاہراہِ علم وفن دنیا میں ہے
اک نشانِ راہِ منزل، مشعلِ راہِ حیات ہے

گلشنِ علم و ہنر پر نور کی برسات ہے
جس میں تارے ہیں درخشاں وہ منور رات ہے
جاذبِ قلب ونظر، صحنِ چمن دنیا میں ہے
بیش قیمت، خوشنما دُرِّ عدن، دنیا میں ہے

اے "ولیؔ" یہ شاہراہِ علم وفن ہے شاندار
جس کی تیراکی، کی خاطر اک زمانہ چاہیے
ہے یہ سہ ماہی مجلّہ دیدہ زیب و جاندار
ہے وہی علم و ادب کا بحرِ ناپیدا کنار

# ماہنامہ ''شاہراہِ علم'' جامعہ اکل کوا

بعد تصحیح شاعر اسلام مولانا ولی اللہ صاحب ''ولی'' قاسمی بستوی

نتیجۂ فکر (قاری) اسماعیل رحمانی / ناظم مدرسہ فیض القرآن کرمالا، شولاپور، مہاراشٹر

''شاہراہِ علم'' ہے ظلمت میں ایک روشن دیا — علمی دنیا میں ہے پھیلی چارسو اس کی ضیا

بدعتوں کے گھپ اندھیروں میں جو تھے بھٹکے ہوئے — ''شاہراہِ علم'' ہے ان سب کے حق میں رہنما

تشنگانِ علم کی بجھتی ہے اس سے تشنگی — علم وعرفاں کا زمانے میں یہ چشمہ ہوگیا

جذبۂ صادق لیے جو آرہے ہیں، یہ انھیں — علم دیں کے سیکھنے کا شوق کرتا ہے عطا

کیوں مطالعہ نہ کریں ہم ''شاہراہِ علم'' کا — اس میں ہے جبکہ ذخیرہ علم وحکمت کا چھپا

اضافہ (شاعر اسلام مولانا ولی اللہ صاحب ''ولی'' قاسمی بستوی)

حضرتِ وستانوی کا اس میں شامل ہے خلوص — جن کا نقشِ جاوداں ہے جامعہ اکل کوا

ہیں حذیفہ کی مسلسل محنتیں یوں جلوہ گر — کہ زمانے میں مثالِ چاند یہ روشن ہوا

گلشنِ اردوادب کا ہوگیا خوش رنگ پھول — اور اچھا ہوگیا ہے ترجمانِ جامعہ

منسلک جو ہوگیا ہے ''شاہراہِ علم'' سے — اس نے رحمانی خزینہ علم وفن کا پا لیا

## شاہراہِ علم

مثلِ خورشید اس زمن میں ''شاہراہِ علم'' ہے

ڈھال اس دورِ فتن میں ''شاہراہِ علم'' ہے

حضرتِ وستانوی کی یہ کرامت کم نہیں

ہند کے ہر باغ وبن میں ''شاہراہِ علم'' ہے

سید افتخار حسین ساز مارول

# جسٹس حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے تاثرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی! أمابعد!**

مجلّہ ''شاہراہِ علم'' کا ''**فقہ المناسبات**'' نمبر نظر نواز ہوا، مصروفیت کی بنا پر پورا دیکھنے کا موقع تو نہیں ملا، البتہ سرسری طور پر دیکھا، ماشاء اللہ خوب ہے، مختلف مناسبات سے متعلق شرعی احکام و ہدایات کو سلیقے کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے۔

اللہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائیں اور مسلمانوں کے لیے نافع بنائیں۔ آمین!

والسلام

بندہ: تقی عثمانی

۲۹/۸/۲۹ھ

# تعدادِ طباعت باعتبار سنہ

| سال | تعداد |
|---|---|
| 2004 | 1000 |
| 2005 | 1000 |
| 2006 | 1000 |
| 2007 | 1100 |
| 2008 | 1100 |
| 2009 | 1100 |
| 2010 | 1100 |
| 2011 | 1100 |
| 2012 | 2100 |
| 2013 | 2100 |
| 2014 | 2500 |
| 2015 | 3500 |
| 2016 | 5000 |
| 2017 | 6000 |
| 2018 | 6500 |

# موجودہ طباعت اور تعداد قارئین

| کل تعداد پوسٹنگ | 2550 |
| --- | --- |
| کل تعداد شعبۂ عالمیت | 1177 |
| کل تعداد شعبۂ حفظ | 941 |
| کل تعداد دینیات | 50 |
| کل تعداد شاخ و مکاتب | 1131 |
| بیرون ممالک | 37 |
| اعزازی | 243 |
| کل تعداد رجسٹری | 90 |
| دیگر | 100 |
| کل تعداد | 6319 |
| کل طباعت | 6500 |

# مجلّہ کے اغراض ومقاصد

☆......اسلام کی صاف ستھری تصویر پیش کرنا۔

☆......مسلمانوں میں دینی بیداری پیدا کرنا۔

☆......حالات حاضرہ سے امت کو واقف کرنا۔

☆......مسلمانوں کے احوال پر روشنی ڈال کر ان کی صحیح رہنمائی کرنا۔

☆......اسلام کی حقانیت اور ابدیت کو دلائل عقلیہ نقلیہ سے ثابت کرنا۔

☆......امت کے نوجوانوں کو نت نئے فتنے اور چیلنجز سے نپٹنے کی راہیں دکھانا۔

☆......امت کو بدعات وخرافات سے بچنے کی تلقین کرنا اور احیائے سنت کی طرف راغب کرنا۔

☆......مسلم معاشرہ کو افراط وتفریط سے دور رکھنے اور صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت دینا۔

☆......اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کرتے ہوئے عصری اسلوب میں دعوت فکر وعمل دینا۔

☆......امت کو جامعہ کی دینی وملی خدمات سے واقف کرانا۔ از دفترِ شاہراہِ علم


رابطہ کے لیے

Office: Shahrah-e-Ilm, Jamia Islamia Isha'atul Uloom

Akkalkuwa Nandurbar (M.S.) Pin. 425415

Email: shahraheilmmagazine@gmail.com

موبائل: واٹس ایپ وغیرہ کے لیے: +91-8411801380


**سالانہ زر تعاون سادہ ڈاک -/200 بذریعہ رجسٹری -/350**

ترسیل زر کے لیے مذکورہ بالا پتہ پر E.M.O الیکٹرونک منی آرڈر کریں، موجودہ سہولیات کے لیے پے ٹی ایم بھی کر سکتے ہیں۔ Paytm No. 9011958392

پے ٹی ایم Paytm کرنے کے بعد نام، پتہ نوعیت اور ارسال کردہ رقم کی تفصیلات اس نمبر پر دیں۔

+91-8411801380

## دَلائٹ(The Light)انگلش میگزین:

حالات حاضرہ میں پیش آمدہ مسائل کا سیاسی ،سماجی ،معاشرتی ،اخلاقی اور تجرباتی پہلوؤں سے خالص دین کی روشنی میں شستہ اور فصیح انگریزی زبان میں ۲۰۱۴ء کے اواخر سے نکلنے والا واحد سہ ماہی مجلّہ ہے جس نے اپنی مختصر سی عمر میں حلقہ انگریزی ادب میں ایک مقام بنالیا ہے جو پوری پابندی کے ساتھ ملک کے متعدد صوبوں میں اپنے قارئین تک پہنچ رہا ہے۔

یہ سہ ماہی انگریزی میگزین اپنے مقالہ نگاروں، عناوین کی اچھوتی تحریر اور ندرت نیز دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنے میں طاق ہے۔اس کو افریقہ و کناڈا کے قارئین خصوصیت سے پسند کرتے ہیں، ہندوستان کے انگریزی ادب کے حلقوں میں بھی اس کی پذیرائی خوب ہے۔

رسالے کا مقصد یہ ہے کہ انگریزی قارئین کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے اور معاشرے میں رائج فکری گمراہیوں کی بھی نشان دہی کی جائے ، چناں چہ اس مقصد کے حصول کے لیے قرآن وحدیث، حالات حاضرہ اور سماجی مسائل پر مشتمل مختلف مضامین رسالے میں شائع کیے جاتے ہیں۔ نیز رسالے کو مزید دل چسپ اور مفید ترین بنانے کی غرض سے عورتوں اور بچوں کے مخصوص کالم بھی شامل رسالہ ہوتے ہیں۔اس طرح یہ رسالہ علوم وافکار پر مشتمل مختلف النوع مذاق کے قارئین کا انگریزی زبان میں شائع ہونے والا واحد دینی رسالہ ہے۔

## جريدة التمرين (عربی ماہنامہ):

عربی زبان وادب کی طلبہ کو تحریری مشق کے لیے ایک عمدہ پلیٹ فارم فراہم کرنے والا ۲۰۱۵ء سے نکلنے والا عربی رسالہ ہے جس نے اپنی بہت ہی کم عمری میں مدارسِ دینیہ و مراکزِ اسلامیہ میں عربی زبان وادب کے طلبہ وعلما کے حلقے میں اپنی ایک منفرد جگہ بنالی ہے۔ طلبہ اپنی عربی انشا پردازی کو جلا بخشنے کے لیے اس ماہ نامے کو خوب پسند کرتے اور استعمال میں لاتے ہیں، اس کو طلبہ کی حوصلہ افزائی تحریر کے لیے ایک انعامی کالم بھی ہے جس میں نوخیز صلاحیت والے طلبہ بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ اس طرح یہ رسالہ ہندوستان کے مایہ ناز اداروں میں کافی مقبول ہے۔

عربی زبان وحی الٰہی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہونے کی وجہ سے ہر مسلمان کو عزیز ہوتی ہے، مدارس اسلامیہ کے مقررہ نصاب میں اکثر کتابیں عربی ہوتی ہیں، لیکن طلبہ کی عدم توجہی انہیں اس زبان میں مافی الضمیر کی ادائیگی پر قادر ہونے میں رکاوٹ بن جاتی ہے، اسی احساس کے پیشِ نظر اور طلبہ میں عربی کی مہارت پیدا کرنے کی غرض سے جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا میں شعبۂ عربی ادب کا ۱۴۳۵ھ میں قیام عمل میں آیا، شعبہ ماہر اساتذہ کی نگرانی اور مدیر جامعہ مولانا حذیفہ صاحب وستانوی کی توجہات سے دن بدن ترقی کی طرف گامزن رہا، پھر اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ جب تک ابتدائی درجات کے طلبہ میں عربی زبان سے دلچسپی اور عربیت سے رغبت پیدا نہ کی جائے شعبۂ عربی میں بھی اعلیٰ ذوق کے طلبہ ملنا دشوار ہے؛ لہٰذا اس شعبہ کے ذمہ دار اساتذہ نے حضرت رئیس جامعہ مولانا غلام محمد وستانوی صاحب مدظلہ اور مدیر جامعہ مولانا حذیفہ صاحب سے اس کے تئیں مشورہ کیا اور پھر یہ طے پایا کہ جامعہ میں عربیت کی فضا قائم

کرنے اور ابتدائی طلبہ میں عربی کا ذوق پیدا کرنے کے لیے شعبۂ عربی ادب کی جانب سے حضرت رئیس جامعہ کے خصوصی اہتمام، مدیر جامعہ کے اشراف اور مولانا شیخ عبد الوہاب ندوی مدنی اور مولانا یحییٰ واصف اشاعتی قاسمی صاحب کی ادارت میں ایک ماہ نامہ جریدہ ''التمرین'' کے نام سے جاری کیا جائے جس میں اساتذہ طلبہ کے معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے آسان وسلیس عربی میں مضامین لکھیں اور ساتھ ہی اس کا کچھ حصہ طلبہ کے لیے بھی مختص ہو، تاکہ باذوق طلبہ عربی میں اپنی قلمی کاوشیں پیش کرسکیں؛ لہٰذا ربیع الاول ۱۴۳۷ھ میں جریدہ ''التمرین'' کا پہلا شمارہ منظر عام پر آیا جس کا افتتاح مسجد میمنی میں حضرت رئیس جامعہ کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس مجلس میں حضرت رئیس جامعہ نے عربی کی اہمیت اور عربی زبان کے تئیں جامعہ کی خدمات کا دل سوز انداز میں تذکرہ کیا، پھر کیا تھا طلبہ نے اس تقریر دل پذیر سے متاثر ہوکر عربی کو حرزِ جان بنانے کی ٹھان لی، بڑی تعداد میں طلبہ نے ممبر بننے کے لیے اپنا نام درج کروایا اور مزید دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے ''التمرین'' میں اشاعت کی غرض سے اپنے مضامین بھی پیش کیے، پھر جریدے نے ذمہ داروں کے ایما پر جامعہ کی چہار دیواری سے باہر نکل کر جامعہ سے ملحق مدارس اور دیگر دینی اداروں کا رخ کیا، الحمدللہ! وہاں بھی اساتذہ کی طرف سے اس کی خوب پذیرائی ہوئی، طلبہ نے بھی خریدار بن کر خوب دلچسپی کا اظہار کیا۔

مختصراً اِس جریدے کے اغراض ومقاصد اور خصوصیات پیش خدمت ہے:

## اغراض ومقاصد:

☆ جامعہ میں خصوصاً اور مدارسِ اسلامیہ میں عموماً عربی کا ماحول پیدا کرنا۔

☆ طلبہ میں انشاپردازی کی صلاحیت پیدا کرنا۔

☆ طلبہ کو عربی بولنے اور لکھنے پر قادر بنانا۔

☆ سلیس اور جدید تعبیرات کے ساتھ عصر حاضر کے تقاضوں سے واقف کرانا۔

## خصوصیات:

☆ آسان اور سلیس تعبیرات کا اہتمام؛ جو طلبہ میں عربیت کا ذوق پیدا کرے۔

☆ شروع کے چار صفحات جامعہ یا خارج جامعہ سے اساتذہ وعلما کے مضامین کے لیے خاص ہیں۔

☆ دو صفحے ''**أقلام الشباب**'' نام سے طلبہ کے لیے مختص ہے۔

☆ ایک صفحہ ''**واحة التمرین**'' میں طلبہ کی طرف سے پیش کیے گئے علمی لطائف، اکابر کے ملفوظات کی تعریب اور شگوفے وغیرہ شائع کے جاتے ہیں، جس میں اس بات کا خصوصی اہتمام والتزام ہوتا ہے کہ مضمون خود طالب علم کا لکھا ہوا ہو، یا کسی غیر عربی عبارت کی وہ تعریب کرے، کہیں سے نقل نہ کرے، نقل کیے ہوئے مضامین بالکل شائع نہیں کیے جاتے۔

☆ ''**تعالوا نتمرن**'' نام سے ایک کالم میں جدید عربی الفاظ معانی یا عمدہ تعبیرات اور اس کے استعمال کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔

☆ ''**جائزہ علمیه**'' یا علمی مسابقہ: ترجمہ نگاری اور تعریب کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہر ماہ اردو زبان کی فکری وادبی اقتباس کا انتخاب کر کے طلبہ کے درمیان ترجمہ نگاری کا مسابقہ رکھا جاتا ہے، ممتاز ترجمہ کو اگلے شمارے میں نشر کر کے تشجیعاً انعام اول سو (۱۰۰) روپے، دوم اسّی (۸۰) روپے، سوم ستّر (۷۰) روپے دیا جاتا ہے۔

اِن چند خصوصیات کی وجہ سے اس کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے، طلبہ کی طرف سے رغبت اور خصوصی شوق دیکھنے کو مل رہا ہے۔الحمدللہ جامعہ اور دیگر دینی اداروں میں اب تک پندرہ سو سے زائد طلبہ اس کے ممبر بن چکے ہیں۔

قیمت جریدہ: ۵؍روپئے اور سالانہ اشتراک پچاس روپئے ہے۔

# الوستانوی چینل

الحاصل! زمانے کے بدلتے حالات کا رخ بنظر غائر پڑھتے ہوئے جامعہ نے الکٹرانک میڈیا کے پلیٹ فارم سے بھی اسلام کا پیغام امت مسلمہ کے نام عام کرنا شروع کیا ہے، ابھی پچھلے دو سالوں سے جامعہ نے ''الوستانوی چینل'' کا آغاز کیا ہے جس کے ذریعہ خطبائے اسلام اور واعظین دینِ حنیف اپنے خطبوں اور چند نصائح سے کتابوں اور تحریری مجموعوں سے دور حلقے کو اسلام کے احکام وعقائد اور اعمال واخلاق سے روشناس اور بیدار کرتے رہتے ہیں۔

الوستانوی چینل کے ذریعے تبلیغِ اسلام کا حلقہ پوری دنیا میں انٹرنیٹ سے مستفید ہونے والے مثبت ذہن رکھنے والے حضرات ہیں جن کو انٹرنیٹ بھی مفید اور کارآمد چیزیں مطلوب ہیں وہ سبھی اس چینل کے مستفیدین میں سے ہیں۔

افریقہ، کینیڈا، امریکہ، کویت، دبئ، سعودیہ عرب اور ترکی کے مسلمان بالخصوص اس چینل سے استفادہ کرتے ہیں۔

## الوستانوی ٹی وی اور ریڈیو (Al-Vastanvi T.V. & Redio)

### جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے مذہبِ اسلام کی تبلیغ:

بدلتے وقت کے ساتھ ات تبلیغِ اسلام کے مطالبات وذرائع میں بھی بڑی حد تک تبدیلی واقع ہوئی ہے۔عہدِ رسالت میں اسلام کوخون کی ضرورت پیش آئی،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوراصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریانوں کے لہو سے چمنِ اسلام کی آبیاری کی۔حالات کے تقاضے سے عام طور پر خطابت،شاعری،مُباہلہ،مناظرہ، اور موعظتِ حسنہ سے بھی اسلام پھیلا،اور سیف وسنان کی نوبت آئی،تو راہِ حق میں خون بہانے سے بھی گُریز نہیں کیا گیا۔ماضی میں حکمت وفلسفہ کے ذریعے عقائدِ اسلام کو مدلل کر کے پیش کیا۔

ہمارا یہ دور سائنسی انکشافات اورترقیات کا دور کہلاتا ہے،انٹرنیٹ بھی ایک جدید شئ ہے۔ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ دعوت وتبلیغ کے دیگر ذرائع چھوڑ کر صرف انٹرنیٹ پر اسلام کی تبلیغ کی جائے،مگر ہاں!اب اس نہج پر بھی کام کرنا انتہائی ضروری ہے، بنیادی طور پر میڈیا کی دو قسمیں ہیں: (۱)پرنٹ میڈیا۔(۲)الیکٹرانک میڈیا۔

الیکٹرانک میڈیا میں انٹرنیٹ سب سے مؤثر وسیلہ ہے دعوت وتبلیغ کا۔اس کے ذریعے ہم تقریباپونے دوسوملکوں میں کروڑوں افراد تک بیک وقت اپنی دعوت، اپنے خیالات اور افکار ونظریات پہنچاسکتے ہیں، اگر اب بھی ہم نے دعوت کی راہ میں جدید تقاضوں سے دوری رکھی،تو اس کے بھیانک نتائج بھگتنے ہوں گے،جیسا کہ یورپ ودیگر بر اعظموں میں صنعتی انقلاب رونما ہورہے تھے،جدید علوم پر ریسرچ کی جارہی تھی،زمانہ تحقیق کی شاہ راہوں پر گامزن تھا،اس وقت ہمارے حکم راں امام باڑے،چارمینار،قطب مینار،

گول گنبد، تاج محل اور لال قلعہ بنانے میں مصروف تھے، اس کے کیا کیا نقصانات ہوئے یہ حقیقت دانش وروں، مفکرین اور اربابِ فکر ونظر سے پوشیدہ نہیں ہے، اگر اب بھی ہم روز مرہ کی ایجادات وانکشافات کو دور بیٹھے تکتے رہے، یا کچھ وہمی اُمور کا سہارا لے کر، ''کہیں ایسا نہ ہو جائے، کہیں ویسا نہ ہو جائے'' نظر انداز کرتے رہیں تو نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔

انٹرنیٹ کے واقعی نقصانات، فواحش ومنکرات کو دیکھ کر صرف کفر کا فتویٰ لگا دینے سے کام نہیں چلے گا، ''انٹرنیٹ کا استعمال ممنوع ہے'' کا نعرہ بلند کرنے سے بھی بات نہیں بنے گی، اور نہ ہی کمپیوٹر توڑ ڈالنے سے ہمارے مسائل حل ہوں گے، بلکہ اس کے لیے ہمیں اپنی حکمتِ عملی کو جدید خطوط پر استوار کرنا ہوگا، تاکہ ابلاغ کے اس نئے ذریعے سے درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اور ویسے بھی انٹرنیٹ کی سائنسی ایجاد کے متعلق جائز و ناجائز کا مسئلہ اس کے استعمال کی نوعیت پر منحصر ہے۔ اس کا غلط استعمال بلا شبہ ناجائز ہوگا، لیکن اگر اس کے ذریعہ دین وملت کی اشاعت ہو، تو جائز ہی نہیں بلکہ امر مستحسن ہوگا۔ یہ بات بھی تسلیم کر کے چلنا چاہیے کہ سبھی لوگ صرف گانا بجانا چاہتے ہوں، ایسا نہیں ہے، بہت سے سلیم الطبع افراد اپنے ذہنی الجھنوں کا حل چاہتے ہیں، ایسے لوگ نشریاتی پیغامات یا انٹرنیٹ کے ذریعے اسلام کی سچائی تک پہنچ سکتے ہیں، اگر ان کو صحیح رہنمائی میسر آ جائے۔ (منقول از- دین اسلام ڈاٹ کام)

الغرض! دین اسلام پر دشمنانِ اسلام کی جو یلغار الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ منظّم طریقے سے ہو رہی ہے، اس سے دفاع کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے، جس سے حتی الامکان عہدہ برا ہونے کے لیے الیکٹرانک میڈیا/ ٹیلی ویژن کے استعمال کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے، جو فواحش ومنکرات سے پاک ہو۔

''ذرائع ابلاغ کی اہمیت وافادیت'' سے متعلق مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہ نے بڑا پرمغز خطاب فرمایا، اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

''برادرانِ اسلام! اس وقت کا ایک موضوع یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ جس کو کہتے ہیں میڈیا، اس کی کیا اہمیت ہے، تو دنیا میں ہر بڑا انسان، پڑھا لکھا انسان، سمجھ رہا ہے کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ لوگوں کے ذہنوں کو بدلنے کا جو کام ہے یہ میڈیا ہی کر رہا ہے، حکومتیں تبدیل ہوتی ہیں میڈیا کے پروپیگنڈے سے، قوموں کی ذہنیت کو بدلا جارہا ہے میڈیا کے ذریعے سے، اس لیے اس کی بڑی ضرورت ہے کہ ہم اس کا استعمال کرکے صحیح حق کی بات لوگوں تک پہنچائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ چیزیں نہیں تھیں، لیکن اس وقت ذرائع ابلاغ دوسرے تھے، مثلاً اشعار پڑھے جاتے تھے، عرب کے شعراء کسی قبیلے کی تعریف کرتے تھے، تو پورے عرب میں وہ پھیل جاتی تھی، کسی کی برائی بیان کرتے تھے، تو پورے عرب میں اس کی برائی پھیل جاتی تھی، مشرکین مکہ نے اپنے بعض شعراء کو لگایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی بیان کریں، اسلام کے خلاف اشعار کہیں، جب یہ بات آپ تک پہنچی، تو آپ نے فرمایا: کوئی ہے جو اس کا دفاع اور ڈیفینس کرے، حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا، یا رسول اللہ! میں اس کا دفاع کروں گا، تو یہ میڈیا کا جواب تھا، ذرائع ابلاغ اس زمانے میں اشعار تھے، شعر گوئی تھی، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کے لیے مسجد میں ممبر لگوایا، حضرت حسان نے اتنی خوبصورتی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی کہ آج بھی ان کے اشعار جب ہم پڑھتے ہیں، تو عش عش کرتے ہیں، اور ایسا جواب دیا ہے کہ دشمنانِ اسلام کا منہ بند کردیا، الغرض جو حالات آج کل چل رہے ہیں ہمیں ان کا مقابلہ اسی انداز سے کرنا پڑے

گا، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں یوں فرمایا کہ بھائی جس فوجی کو یہ معلوم نہ ہو کہ حملہ کس جہت سے ہوگا؟ اور کن ہتھیاروں سے ہو رہا ہے؟ تو وہ کیسے ڈیفینس اور دفاع کرے گا؟

ہمیں اپنے زمانے میں ایک بات سوچنی چاہیے کہ ہمارے اوپر فکری حملے جو ہو رہے ہیں، جسے عربی میں ''الغزو الفکري'' کہتے ہیں، فکری طور پر ہمارے ذہنوں کو، ہمارے نوجوانوں کے ذہنوں کو بدلا جا رہا ہے وہ میڈیا کے ذریعے سے، ٹیلی ویژن کے ذریعے سے، وہ ریڈیو کے ذریعے سے، اخبارات اور صحافت کے ذریعے سے، تو یہ ایسے ہتھیار اس زمانے میں ہیں کہ ان سے مفر نہیں ہے، اگر ہم ان ہتھیاروں اور ذرائع ابلاغ کے آلات کو استعمال نہیں کریں گے، تو ہم نے دیکھا کہ بعض ایسی تنظیمیں جن کے ساتھ ہم اتفاق نہیں کر سکتے، مثلاً قادیانی حضرات ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں، انہوں نے پوری دنیا میں کئی چینلیں اپنی لگا رکھی ہیں، اور پوری دنیا میں وہ اسلام کو اپنے طور پر پیش کر رہے ہیں، اور پوری دنیا سمجھ رہی ہے کہ اسلام یہ ہے جو یہ (قادیانی) لوگ پیش کر رہے ہیں، تو کیا اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اس کے لیے ہم ایسا سلسلہ شروع کریں، کہ جس میں صحیح وحق بات پیش کی جائے، ہمارے اکابرین نے، ہمارے صحابہ نے جو باتیں اسلام میں پیش کی ہیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم بھی اسی ہتھیار (ذرائع ابلاغ/میڈیا) کو استعمال کریں۔

مجھے معلوم ہے کہ ہمارے علماء میں اس سلسلے میں اختلافِ رائے ہے، کہ ٹیلی ویژن کو ہم استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ٹیلی ویژن پر ہم آسکتے ہیں یا نہیں؟ لیکن میرے دوستو! اگر دنیا کے حالات کا جائزہ لیں، اگر ہم نے دنیا کا سفر کیا ہو، اگر ہم یورپ گئے

ہوں، امریکا گئے ہوں، تو ہمیں دل سے یقین ہو جائے گا کہ اب اس کے علاوہ ہمارے پاس چارۂ کار نہیں ہے، اگر ہمیں حق پہنچانا ہے، ہمیں ہمارے نوجوانوں کو صحیح راہ پر ڈالنا ہے، تو ہمیں اس میڈیا کا بھی استعمال کرنا پڑے گا، ہمارے نوجوانوں کی بڑی تعداد آج اس کو استعمال کر کے غلط راستے پر جارہی ہے، اب یہ تو ایک ایسی چیز ہے کہ آپ اس کو صحیح طریقے سے بھی استعمال کر سکتے ہیں، غلط طریقہ سے بھی، مثال کے طور پر چھری ہمارے گھر میں ہوتی ہے، ہم اس چھری سے پھل بھی کاٹتے ہیں، سبزی بھی کاٹتے ہیں، ہم اپنے ضروری کام اس سے کرتے ہیں، لیکن اسی چھری کو لے کر کوئی کسی کے گلے پر بھی پھراتا ہے، کسی کو زخمی کرتا ہے، اب ہم یہ تو نہیں کہیں گے کہ چھری اپنے گھر میں نہ رکھیں، کیوں کہ اس سے تو کسی کو زخمی کر دیا جاتا ہے، کسی نے غلط استعمال کیا تو چھری گھر میں رکھنا نہیں چھوڑ دیں گے، بلکہ پھل وسبزی کاٹنے کے لیے ہمیں چھری گھر میں رکھنا پڑے گی، تو ایسے ہی اگر ہمارے پاس میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی طاقت ہے، تو دین حق کی بات پوری دینا تک پہنچا سکتے ہیں، پہلے زمانے میں دنوں اور مہینوں میں خبریں آتی تھیں، اب منٹوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک میڈیا کے ذریعہ بات پہنچ جاتی ہے، اگر میڈیا نہ ہوتا یہ خبریں معلوم نہ ہوتیں، جس خبر کو ہم صبح پڑھتے ہیں، وہ کینڈا اور امریکہ وغیرہ میں رات میں ہی لوگ پڑھ لیتے ہیں۔

شعر کو پسند نہیں کیا گیا، اس کے بارے میں کہا گیا: **حسنہ حسن ، وقبیحہ قبیح** ...... یعنی اس میں سے جو اچھے ہیں وہ اچھے ہیں، اور جو برے ہیں وہ برے ہیں، لیکن میں نے اوپر عرض کیا کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی طرف سے دفاع کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کر کے جواب دیا مشرکین کو، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم بہت خوش ہوئے، آپ نے ان کے لیے دعائیں کیں، اس لیے کہ انہوں نے شعر کو اچھے کام میں استعمال کیا، ہم اگر میڈیا و ذرائع ابلاغ کو غلط کام میں، فحش پھیلانے میں استعمال کریں گے، اس میں غلط تصویریں ڈالیں گے، اس میں اپنی بڑائی بیان کرنے اور جتلانے کے لیے ہم ٹیلی ویژن پر جائیں گے، تو ہماری یہ چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہوگی، لیکن اگر ہماری نیتوں میں فتور نہیں ہے، ہم صحیح نیت کے ساتھ دین کو پہنچانا چاہتے ہیں، تو میری رائے یہ ہے کہ اس کا استعمال ہم لوگوں کو کرنا چاہیے۔"

**مقصد (Vision):**

صحیح اور مستند اسلامی تعلیمات کی صحیح اسلامی طریقہ سے پیش کش۔

**مِشن (MISSION):**

(۱) مسلمانوں کو اسلام کا مکمل و مدلل صحیح پیغام پہنچانا۔

(۲) مسلمانوں کی شرعی صحیح اصول کے مطابق رہنمائی کرنا۔

(۳) تفرقہ بازی سے مکمل اجتناب برتنا۔

(۴) مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کرنا۔

(۵) قرآن وحدیث کی صحیح اور معتبر تشریح وتوضیح امت کے سامنے پیش کرنا۔

(۶) معتبر علماء سے رہنمائی حاصل کرنا۔

(۷) امت کو ایسے افکار ونظریات سے بچانے کی کوشش کرنا جس سے عقیدہ پر غلط اثر ہو۔

(۸) اسلام تمام شعبوں میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے؛ یعنی

(۱) عقیدہ (۲) تزکیہ (۳) معاشرت (۴) معاملات (۵) حقوق

ان سب کو آسان انداز میں معتبر حوالوں سے پیش کرنا۔

(۹) قرآن کو کس طرح صحیح پڑھا جائے؟ اس کی رہنمائی کرنا۔

(۱۰) عصرِ حاضر کے منکرات کی نشاندہی کرنا۔

(۱۱) ناظرین کو صحیح اخبار سے واقف کرنا۔

## الوستانوی ٹی وی......اہداف ومقاصد

اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے صحیح اسلامی تعلیمات پر عمل ضروری ہے، لہٰذا صحیح انداز میں معتبر تعلیمات کو اس انداز میں پیش کرنا کہ امت مکمل دینِ اسلام کی تعلیمات سے واقف ہو، جس پر وگرام میں مندرجہ ذیل امور کو پیش کرنا ضروری ہوگا۔

**(۱) عقائد اسلام:**

مختلف زبانوں میں معتبر علماء سے، مثلاً: توحید، نبوت وغیرہ کو عقلی، نقلی وسائنسی دلائل سے مزین کر کے پیش کرنا۔ بیس منٹ کا پروگرام اور پانچ منٹ سوال وجواب کے لیے، جس میں اختلافی مسائل کے جوابات نہیں دیئے جائیں گے، صرف مثبت سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

**(۲) تعلیم الاعمال:**

اسلام کے ارکانِ خمسہ (شہادت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج) سے متعلق بیس منٹ احکام ومسائل معتبر علماء کے ذریعہ پیش کئے جائیں گے۔

پروگرام کے اخیر میں دس منٹ سوال وجواب کے لیے ہوں گے، مسلمانوں کے چار مشہور مسالک (حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) کے متبعین کے جوابات دیئے جائیں گے، مگر

ہندوستان میں احناف کی اکثریت ہے، لہٰذا اس کو عام ناظرین کے سامنے دیگر علیحدہ طور پر مطلع کردیا جائے گا، تاکہ اختلافی مسائل کو سن کر امت من مانی نہ کرنے لگے۔

**(۳) درسِ قرآن کریم:**

معتبر مفسرینِ قرآن وعلماء کے ذریعہ بیس منٹ قرآنِ کریم کی تفسیر عام فہم اور آسان انداز میں پیش کی جائے گی، اخیر میں پانچ منٹ سوالات کے لیے ہوں گے۔

**(۴) درسِ حدیث شریف:**

معتبر عالمِ دین کے ذریعہ منتخب احادیث عام فہم زبان میں سمجھائی جائے گی، پانچ منٹ سوالات کے ہوں گے۔

**(۵) درسِ ذکر و دعا:**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت معتبر مستند دعائیں جو موقع موقع سے پڑھی جانی چاہئیں، اسی طرح قرآنی دعائیں سمجھائی جائیں گی، اخیر میں دس منٹ ''پریشانیوں کا روحانی حل'' کے تحت سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

**(۶) تربیتِ اولاد:**

تربیتِ اولاد پروگرام میں ''مسلمان بچے'' کے عنوان سے بچوں کے لیے مفید اسلامی وتربیتی پروگرام پیش کیا جائے گا، اخیر میں بچوں سے سوالات وجوابات ہوں گے۔

**(۷) اسلام اور عورت:**

اس پروگرام میں ''مسلمان عورت'' کے عنوان سے اسلام میں عورت کا مقام اور احکام بیان کئے جائیں گے۔

**(۸) تاریخِ اسلام:**

''اسلامی تاریخ'' کے عنوان سے مستند اور معتبر اسلامی تاریخ کے واقعات،تخلیق ماقبل،تخلیق عالم سے لے کراب تک کے بیان کیے جائیں گے۔

**(۹) سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم:**

''سیرت النبیؐ'' کے عنوان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سیرت معتبر کتابوں کے حوالہ سے پیش کی جائے گی۔

**(۱۰) نوجوانانِ مسلم:**

اس پروگرام میں مسلم نوجوانوں کے لیے کیریئر گائیڈنس اور نوجوانوں کے مسائل پر گفتگو ہوگی۔

**(۱۱) سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین:**

اس پروگرام میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اصحاب ''صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین'' کے حالات بیان کیے جائیں گے۔

**(۱۲) قصص وحالات انبیاء کرام علیہم السلام:**

اس پروگرام میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مستند قصص وحالات بیان کیے جائیں گے۔

**(۱۳) مسلم تاجرو! جنت کیسے جاؤ گے؟:**

اس پروگرام کے تحت مسلم تاجروں کو تجارت کے متعلق اسلامی تعلیمات وشرعی احکام سے واقف کرایا جائے گا۔

**(۱۴) اسلام، مسلمان اور مزدوری:**

اس پروگرام کے تحت مزدوری وسروس کے متعلق اسلامی احکام بیان کے جائیں گے۔

**(۱۵) مغربی تہذیب اور اسلام:**

اس پروگرام کے تحت مغرب کی اسلام مخالف ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے پردہ اٹھایا جائے گا۔

**(۱۶) پرفتن دور اور اسلام:**

اس پروگرام کے تحت فتنوں سے متعلق احادیث کی تشریح معتبر کتب احادیث سے پیش کی جائے گی۔

**(۱۷) اسلامی آداب:**

اس پروگرام میں کھانے پینے، چلنے پھرنے، سونے اٹھنے وغیرہ ہر ایک موضوع سے متعلق ''اسلامی آداب واحکام'' بیان کئے جائیں گے۔

**(۱۸) اسلام اور صلہ رحمی:**

اس پروگرام میں والدین، رشتہ دار، اعزا واقربا، دوست واحباب، اور پڑوسیوں سے متعلق اسلامی تعلیمات کو واضح کیا جائے گا۔

**(۱۹) میراث اور اسلام:**

اس پروگرام کے تحت وارثین کے شرعی حصے اور میراث کے شرعی احکام بیان کئے جائیں گے۔

**(۲۰) حمد، نعت ونظم اور ترانے:**

اس پروگرام میں بہترین ومترنم آواز میں معتبر حمدیں، نعتیں، نظمیں اور ترانے سنائے جائیں گے۔

**(۲۱) فکر عقبیٰ وآخرت:**

''فکرِ عقبیٰ وآخرت'' کے تحت موت اور موت کے بعد زندگی سے متعلق قرآن وحدیث کی تفصیلات ذکر کی جائیں گی۔

**(۲۲) اصلاحِ معاشرہ:**

شادی بیاہ، میت وجنازہ، عید الفطر، عید الاضحیٰ وغیرہ موقعوں سے متعلق مختلف پروگرام پیش کیے جائیں گے۔

**(۲۳) دینی تعلیم کی ضرورت واہمیت:**

اس پروگرام میں دینی تعلیم کی ضرورت واہمیت سے متعلق احکام بیان کیے جائیں گے۔

**(۲۴) عصری تعلیم کی افادیت اور اس کے نقصانات:**

اس پروگرام میں عصری تعلیم یعنی ماڈرن و جدید تعلیم کے فوائد، نقصانات، خرابیوں سے بچنے کی تدابیر اور اس کے احکام بیان کیے جائیں گے۔

**(۲۵) کسی کو تکلیف نہ دیں:**

اس عنوان کے تحت اسلامی اخلاق کا تعارف، ان پر عمل کی ترغیب، اور عمل نہ کرنے پر ترہیب اور انجامِ بد کو بیان کیا جائے گا۔

**(۲۶)معلم کی ذمہ داری:**

اس عنوان کے تحت تعلیم کے اصول واخلاق اور طریقۂ کار کو بتلایا جائے گا۔

**(۲۷)متعلم کی ذمہ داری:**

اس عنوان کے تحت تحصیلِ علم کے اصول واخلاق اور طریقۂ کار کو بتلایا جائے گا۔

**(۲۸) اسلام پر اعتراضات:**

اس عنوان کے تحت اسلام پر غیر مسلموں کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

**(۲۹)مسلمان اور عقائد اسلام میں شکوک وشبہات:**

اس عنوان کے تحت یہ بتایا جائے گا کہ ایک مسلمان عقائد اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات سے کیسے بچے؟ اور عقائد اسلام میں شکوک وشبہات کے کیا نقصانات ہیں؟

**(۳۰)اوقاتِ نماز:**

اس عنوان کے تحت ہندوستان اور دنیا بھر میں نماز کے اوقات کیا ہیں؟ ان کی اطلاع دی جائے گی۔

**(۳۱)اسلامی معلومات واہم مسائل:**

اس پروگرام میں رمضان، حج، اعتکاف، عاشورہ وغیرہ موقع پر صحیح، معتبر ومستند اسلامی معلومات مہیا کی جائے گی۔

**(۳۲)فضائلِ اعمال وتنبیہاتِ منکرات:**

ترغیب وترہیب کے عنوان سے اعمال کے فضائل اور منکرات پر تنبیہات اور اس کی وعیدیں بتلائی جائیں گی۔

**(۳۳) صفاتِ داعی:**

اس عنوان کے تحت دعوت وتبلیغ کے صحیح اصول وضوابط قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیے جائیں گے۔

**(۳۴) کتابوں کی دنیا:**

اس عنوان کے تحت اردو، عربی، ہندی وانگریزی کی معتبر کتابوں اور ویب سائٹوں کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

**(۳۵) سرکاری نوکریاں:**

اس پروگرام کے تحت سیول سروسیز یعنی سرکاری نوکریوں کے بارے میں نوجوانوں کی رہنمائی کی جائے گی۔

**(۳۶) مدارس واسکولس کے مقاصد:**

اس پروگرام میں یہ بتایا جائے گا کہ مدارس واسکول کے جداگانہ مقاصد اور دونوں کے لیے صحیح راہِ عمل کیا ہو؟ جس سے دونوں اسلامی دائرے میں رہ کر امت کے لیے ازحد مفید ثابت ہوسکیں۔

## اصول وضوابط

(۱) مسائل مہم میں ایڈوٹائزز کے بارے میں احکام۔

(۲) میوزک، عورت وغیرہ سے کلی اجتناب۔

(۳) ''الوستانوی ٹی چینل'' خالص دینی ودعوتی مقاصد کے لیے قائم کیا گیا ہے۔

(۴) ہر طرح کی فحاشی وعریانی سے پاک اور خالی ہے۔

(۵) اس میں کسی غیر شرعی چیز اور منکرات کا ایڈورٹائز بھی نہیں دیا جاتا۔

(٦) آج پورا میڈیا مذہبی منافرت پھیلانے میں مصروف ہے، جب کہ الوستانوی ٹی وی کا استعمال صرف مثبت انداز میں ہی ہوگا، یعنی بقائے باہمی کا فروغ اور مذہبی رواداری اس کا مقصد ہے۔

## اب تک:

الوستانوی چینل پر عقیدۂ آخرت وقیامت، مسئلہ تقدیر، وضو کا صحیح طریقہ، نماز کا صحیح طریقہ، حج کے ایام خمسہ، طریقۂ حج، فضائل ومسائل حج، طریقۂ عمرہ، ماہ محرم الحرام، عاشورہ کا روزہ، فضائل ومسائل قربانی، جامعہ ریلیف، آدی باسی طلبہ کا تعاون، جامعہ کا عظیم الشان سالانہ اجلاس، جامعہ کا تعارف، شاخہائے جامعہ کا تعارف، جامعہ اردو اسکول، جامعہ ایم بی بی ایس کا تعارف، اجازتِ حدیث پروگرام، تلاوتِ قرآنِ کریم، حمدیں، نعتیں، نظمیں وترانے، عصر حاضر میں تفسیر قرآن کریم کا اسلوب، کل ہند مسابقۃ القرآن الکریم والحدیث کی نشستیں اور جامعہ میں واردین وصادرین کے انطباعات وغیرہ سے متعلق ویڈیوز پیش کیے جاچکے ہیں، جو سب کے سب یوٹیوب پر الوستانوی ٹی وی (Alvastanvi TV) میں دیکھے اور سنے جاسکتے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| آغاز الوستانوی چینل | : | ڈیڑھ سال قبل |
| کل ویڈیوز | : | 171 |
| کل ذیلی شرکاء | : | 65,829 |
| کل ناظرین | : | 10 ملین سے زائد |

مندرجہ ذیل واردین و صادرین، مہمانانِ کرام کے انطباعات و تاثرات الوستانوی ٹی وی پر موجود ہیں:

(۱) شیخ عبداالله البصفر
(۲) شیخ عادل الکلبانی
(۳) شیخ داؤد علوانی
(۴) شیخ احسان منیب الشلبی
(۵) شیخ احمد بن علی رومی
(۶) دکتور خالد سلیم
(۷) شیخ ابراہیم الخلیفی
(۸) شیخ احمد حسان
(۹) شیخ حسن الیاس فرانس
(۱۰) شیخ عبدالرحمٰن حمود المطیر ی
(۱۱) شیخ ولید مشعری السیف
(۱۲) شیخ حسن عبدالرحمٰن زمیلی
(۱۳) شیخ حامد اکرم البخاری
(۱۴) شیخ عامر بہجت
(۱۵) شیخ جسیم عبداللہ جسیم
(۱۶) شیخ عبداللہ العوضی
(۱۷) شیخ اُسامہ الفرحان
(۱۸) شیخ حماد بن حسن الجہنی
(۱۹) شیخ ہاشم الاہدل
(۲۰) شیخ جسیم القصار
(۲۱) شیخ عبیداللہ القحطانی
(۲۲) شیخ جمال عبدالخالق النوری
(۲۳) شیخ صالح بن مبارک
(۲۴) شیخ عبدالمحسن المطیر ی
(۲۵) شیخ عمر فاروق کرکوماز ترکی
(۲۶) شیخ احمد مصطفیٰ الصبر ی ترکی
(۲۷) شیخ سعید اوزادلی ترکی
(۲۸) مسٹر حاکان گل ریز ترکی
(۲۹) پروفیسر اُختر الواسع
(۳۰) پی اے انعام دار

# نشریاتِ جامعہ

نیچے ایسی تصنیفات درج کی جارہی ہیں جن کو جامعہ یا اساتذہ جامعہ نے زیور طبع سے آراستہ کر کے منظرِ عام پر لانے کی خدمت انجام دی ہے۔

(۱) فضائل تجارت (گجراتی) مترجم حضرت مولانا غلام محمد وستانوی مدظلہ (۲) المسائل المہمۃ (ج ۱، ۲، ۳، ۴)، الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی از مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی (۳) تعلیمات اسلام از مولانا مسیح اللہ خاں صاحب (۴) المذکرات التفسیریہ، تحفۂ تراویح، تحفۂ بیٹی، المذاکرۃ التفسیریۃ پارہ اٹھارہ، المذاکرۃ التفسیریۃ پارہ ۲۳، قطرہ قطرہ سمندر از مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی (۵) تفسیر عثمانی از شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (۶) محقق مدلل جدید مسائل از مولانا مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی (۷) مہد سے لحد تک از مولانا محمد مصطفیٰ صاحب مظاہری (۸) ترجمہ منتخب آیات قرآنی، حضرت وستانوی کی پُر نور مجلسِ ذکر تذکرۂ اکابر، منتخب تقاریر، اردو اشاعتی قاعدہ، چہل اللہم، چہل ربّنا، جامعہ اکل کوا تاریخ و خدمات کے آئینے میں، اخلاق الصالحین، تقریر نظامی در بیان حسن انسانی، رہنمائے معلّمین، قرآنی کوئز، سیرت کوئز، ہمارے اکابر اوراس کے مال میں احتیاط از مولانا نظام الدین صاحب قاسمی (۹) افشاء السلام، اسلام ایک دعوتی مذہب ہے، **مختارۃ من الخطب العربیۃ** (عربی)، نوجوان سورۂ یوسف کے آئینہ میں، فن تدریس اصول و آداب، مقامات حریری امثال کے آئینہ میں، رواۃ ریاض الصالحین، تعارف واحوال از

مولانا عبدالرحمٰن ملی ندوی (۱۰) دل پسند تقریریں از سابق استاذ مولانا نعمت اللہ قاسمی (۱۱) توضیحات شرح اردو مرقات، دبستان بلاغت، باطن کا سفر اور سائنس کی رہنمائی میں، افکار کا درپن از مولانا افتخار صاحب سمستی پوری قاسمی (۱۲) اللؤلؤ والمرجان فی لطائف القرآن، در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا؟، البغیۃ المرضیۃ فی تحقیق الایام الاضحیۃ، عمدۃ الاقاویل فی تحقیق الاباطیل از مولانا رضوان الدین معروفی (۱۳) معین لبلاغۃ، نکات الصرف، کیف تخطب باللغۃ العربیۃ والاردیۃ، تفسیر سورۂ یٰسین، تفسیر سورۂ حجرات، جواہرات اختر، ریڈیو موبائل اور انٹرنیٹ کے شرعی احکام اور ان کے مفاسد، محاضرات علوم القرآن، تلخیص البلاغہ، تفسیر آیات منتخبہ، سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم از مولانا مرشد صاحب قاسمی (۱۴) افضل الراجی فی حل السراجی از مفتی افضل بمبوی (۱۵) اشاعۃ النحو، اشاعۃ الصرف (پہلا حصہ)، اشاعۃ الفرقان فی حل اعراب القرآن از سابق استاذ مولانا عبد المنان بستوی (۱۶) ملفوظات وستانوی از مولانا شبیر احمد اشاعتی (۱۷) ترادف الالفاظ فی القرآن از مولانا عبدالستار صاحب قاسمی (۱۸) اسلام اور سائنس از مولانا حذیفہ وستانوی صاحب (ماہنامہ) (۱۹) فون پر گفتگو کے اسلامی آداب، خطب سہلۃ اول، دوم (عربی)، پُرکیف نعتیں، اچھی نعتیں، محادثات سہلۃ (عربی)، ٹیلی فون پر گفتگو کے اسلامی آداب، چہل حدیث (روزہ)، چہل حدیث (نماز)، چہل حدیث (جنازہ)، ایک سچا مسلمان (اردو، ہندی)، رمضان المبارک کے فضائل، اصطلاحات حدیث، Easy English Course I (انگریزی)، Easy English Course II (انگریزی)، اصطلاحات میراث، اصطلاحات اصول فقہ، اصطلاحات حدیث، اصطلاحات تخریج حدیث، بریف اسلامک اسپیچیز (انگریزی)، آؤ قربانی

کریں، سیرت طیبہ کا ایک خاکہ، تحفۂ حجاج از مولانا افتخار احمد صاحب بستوی قاسمی (۲۰) دیوان امام شافعی از مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی (۲۱) نئے سال کی آمد از ابونصر مظاہری (۲۲) جمہوریت حقوق کی ادائیگی از ابونصر مظاہری (۲۳) ماہِ فروری کا منکر عظیم کی ادائیگی از ابونصر مظاہری (۲۴) الانتباہات المفیدۃ از ابونصر مظاہری (۲۵) نماز کے فوائد از مولانا حذیفہ وستانوی صاحب (۲۶) رمضان کیا اور کیسے از مولانا حذیفہ وستانوی صاحب (۲۷) اشاعتی بیت بازی از مولانا ولی اللہ ولی بستوی قاسمی (۲۸) ذرے سے آفتاب از مولانا زبیر احمد اعظمی ایولہ ناسک (۲۹) کمپیوٹر ایک تعارف از مولانا محمد مہر علی صاحب قاسمی (۳۰) المفردات الاساسیہ از مولانا زاہد صاحب ندوی (۳۱) القواعد النحویہ از مولانا حسیب صاحب اشاعتی (۳۲) قرآنی فائدہ مع نورانی قاعدہ، قرآنی فائدہ رہبر نورانی قاعدہ از قاری عبدالستار صاحب قاسمی بھاگل پوری (۳۳) تربیتی گلدستہ، شرح ہدایۃ النحو از مولانا صادق ٹونڈاپوری (۳۴) خطاب شمسی، حیات شمسی از مولانا سلیمان صاحب شمسی (۳۵) حج وعمرہ کا طریقہ، ۱۰/ آسان تقریریں از مولانا عالمگیر صاحب قاسمی بہار (۳۶) کشف الاسرار للعباد الاخیار از مفتی آدم اشاعتی (۳۷) درر البیان حاشیہ خلاصۃ البیان، تحفۂ مسائل، گلدستۂ قرآن، الخطب القرآنیہ، مسلمان خاتون کے اوصاف، تحفیظ التجوید (۱،۲،۳)، حلیۃ القرآن، فوائد مرضیہ، المواہب الالہیہ فی شرح اصول شاطبیہ از قاری عارف الدین (۳۸) کشف ونور از مفتی یاسر ندیم اشاعتی (۳۹) آفتاب ہند از مولانا شعیب قاسمی (۴۰) اختلاف امت صراط مستقیم از یوسف لدھیانوی (۴۱) کشف الاستار عن زوائد البزار علی الکتب الستۃ از حافظ نور الدین علی بن ابوبکر ہیثمی، محقق حبیب الرحمٰن اعظمی (۴۲) اشاعتی تقریریں، منال اردو، نشاط افزا تقریریں، منال تقریر از مولانا ناظم ملی

(۴۳) جواہر الحدیث، آسان مسائل رمضان از مفتی مجاہد پھلمبری (۴۴) تحفة العنبریۃ، حمد الٰہی، نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مدح صحابہ، انمول موتی، شمع رسالت، عظمتِ قرآن، قرآن کی پکار، نشاط روح، داستان غم، کچھ یادیں، کچھ باتیں، آمنہ کا دلارا صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارا وطن، تحفۂ رمضان، ہدایت کے ستارے، ارمغان حج، رخصتی نامہ، تحفۂ شادی، یادیعقوب، ذکر طاہر، سوغات قرآن، تری شان جل جلالہ، سوانح منیری، نذرانۂ جامعہ از سابق استاذ مولانا ولی اللہ صاحب قاسمی بستوی (۴۵) پسندیدہ نظمیں، تشریح الوقوف، العقائد الاسلامیہ (غیر مطبوعہ)، شرح جذری (غیر مطبوعہ)، حاشہ جامع الوقف (مختصر) از قاری حسین صاحب مئو (۴۶) Step to English A,B از مولانا شمس الہدیٰ صاحب قاسمی بستوی (۴۷) عربی تقریریں از مولانا رفیق صاحب مئو (۴۸) قرآنی سورتیں اور آیتیں فضائل کی روشنی میں از مولانا عبدالغفار صاحب اشاعتی (۴۹) رہبر متشابہات از مولانا عیاض صاحب لاڑساونگی (۵۰) مضامین قرآن، شادی و نکاح اسلام کی نظر میں از مفتی طاہر صاحب بھڑکودرا

اس کے علاوہ دیگر تصانیف بھی جامعہ واساتذۂ جامعہ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ شکل میں موجود ہیں، یہاں احاطہ مقصود نہیں۔

# پروجیکٹ ڈپارٹمنٹ ایک نظر میں

پروجیکٹ ڈپارٹمنٹ جامعہ کا ایک منفرد اور اہم شعبہ ہے، جو قوم وملت کے حالات اور ضرورتوں کو تجزیاتی طور پر مدنظر رکھتے ہوئے، تعلیمی، ثقافتی، ترقیاتی، تعمیراتی، رفاہی، امدادی اور صحت پر مبنی پروجکٹس کی منصوبہ بندی کرتا ہے، ضروری وسائل کا انتظام کر کے پیشہ ورانہ انداز میں ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں پروجیکٹس کے نفاذ کو یقینی بناتا ہے، سال 2017 میں پروجیکٹ ڈپارٹمنٹ نے درج ذیل 1257 پروجیکٹس کو پائے تکمیل تک پہنچا کر 748409 افراد کو فائدہ پہنچایا، اور ان کی زندگیوں میں امید کی ایک کرن روشن کی۔

**تعمیر مساجد:** اسلام ہندوستان کا دوسرا سب بڑا مذہب ہے، جس کے ماننے والوں کی تعداد 177 ملین ہو چکی ہے، مسلمانوں کی عبادت، تعلیم، ثقافت اور بھائی چارگی کے فروغ کے لیے مساجد لازمی ہیں، اور اسلام کی نشر واشاعت میں ان کا سب سے اہم رول ہوتا ہے، اسی ضرورت کو دیکھتے ہوئے جامعہ نے گذشتہ سال تعمیر مساجد پروگرام کے تحت ضروری اور دور دراز گاؤں میں 173 مساجد کی تعمیر کرائی۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین | اجمالی | اجمالی مستفیدین |
|---|---|---|---|---|
| تعمیر مساجد | 173 | 21625 | 6793 | 8,50,000 |

**واٹر پروجیکٹ (ہینڈ پمپ، بورویل اور پانی کی ٹنکی):** ہندوستان کی ایک بڑی آبادی گاؤں اور جھگی جھوپڑی میں رہتی ہیں، جہاں ان کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہوتا ہے، تقریباً

63.4 ملین ہندوستانی صاف پانی کی قلت سے دوچار ہیں۔(ورلڈ واٹر 2017)۔ دیش واسیوں کی اس پریشانی کو سمجھتے ہوئے ملک کی مختلف ریاستوں میں حسب ضرورت ہنڈ پمپ، بورویل اور پانی کی ٹنکیوں پر مبنی 440 پروجیکٹ مکمل کیے،اور صاف شفاف پانی کی ضرورت کو پورا کرنے میں ملک وقوم کی مدد کی۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین | اجمالی | اجمالی مستفیدین |
|---|---|---|---|---|
| واٹر پروجیکٹ (ہینڈ پمپ، بورویل اور پانی کی ٹنکی) | 440 | 110,000 | 6570 | 1,642,500 |

**تعمیر تعلیمی مراکز (اسکول وکالجز):** آج بھی دیش کی ایک بڑی آبادی تقریباً 287 ملین ناخواندہ ہے، اور جو پڑھنے بھی جارہے ہیں ان کو اچھی اور ضروری تعلیم نہیں مل رہی ہے، اس کے علاوہ پڑھنے کو کتابیں، بیٹھنے کو کلاسیں، پینے کو پانی جیسی ضروری اشیاء کی کمیابی اور پرائیویٹ اسکولوں میں بڑھتی فیس کی وجہ سے بہت سے بچوں کو اسکول چھوڑنا پڑتا ہے، خاص طور پر بچیوں کی تعلیم اور حفاظت کا کوئی نظم نہ ہونے کی وجہ سے پڑھی لکھی مسلمان عورتوں کی تعداد میں جمود آگیا ہے،اوپر بیان کی گئی سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ ملک کے دوردراز اُن علاقوں میں جہاں اب تک تعلیم کا صحیح بندوبست سماجی سطح پر اور نا ہی سرکاری سطح پر ہوسکا تھا، اُن کے لیے اسکول، کالج، ویکیشنل سینٹر کا قیام کرتا ہے، اور ماہر اساتذہ اور دوسرے ضروری تعلیمی وسائل بھی مہیا کراتا ہے، گذشتہ سال جامعہ نے 31 اسکول بنوائے۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین | اجمالی | اجمالی مستفیدین |
|---|---|---|---|---|
| تعمیر تعلیمی مراکز (اسکول وکالجز) | 31 | 7750 | 291 | 72,750 |

**تعمیر ہاسپٹل وڈائلیسس سینٹر:** ”طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے“ الحدیث۔ صحت خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے سب سے انمول نعمت ہے، ایک صحت مند انسان کے پاس ہی صحت مند دماغ ہوتا ہے، بغیر صحت کے انسان خدا کی عبادت، خاندان کی کفالت اور ملک کی خدمت اچھے انداز سے نہیں کرسکتا، اور حکومت کی تمام کوششوں کے باوجود عوامی صحت کا جو حال ہے وہ ہر ایک پر عیاں ہے، ڈاکٹروں کی قلت، مریضوں کا بڑھتا سیلاب اور علاج کی آسمان چھوتی قیمتوں نے غریب عوام کی امیدوں کو مدہم کردیا ہے، انہی باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے حکومتِ ہند کے کندھے سے کندھا ملا کر جامعہ نے کئی میڈیکل کالج قائم کئے اور پرائمری سے لے کر ملٹی اسپیشلٹی ہوسپٹل بنوائے، اور وہاں کم قیمت پر علاج مہیا کرایا اور غریبوں کے لیے مفت خدمات کا انتظام کیا، اس کے علاوہ دور دراز گاؤں میں رہنے والے غریب عوام خاص طور پر بوڑھوں، بچوں اور عوتوں کو موبائل کلینک اور ہیلتھ کیمپ کے ذریعہ فیضیاب کیا، گذشتہ سال جامعہ نے ایک اعلیٰ معیار کا ڈائلیسس سنٹر، اور 2 ہاسپٹل بنوائے۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین | اجمالی | اجمالی مستفیدین |
|---|---|---|---|---|
| تعمیر ہاسپٹل | 2 | 48,000 | 33 | 7,92,000 |
| تعمیر ڈائلیسس سنٹر | 1 | 487 | - | - |

**اسکولرشپ پروگرام:** غریب بچوں کو اچھی اور اعلیٰ تعلیم مہیا کرانے کے لیے Scholership کے نظام کو تشکیل دیا، جو الحمد للہ بحسن خوبی سے ایسے بچوں کو تلاش کرکے ان کو وہ تمام ضروری وسائل مہیا کراتا ہے، جس نے ان کو اچھی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے روک رکھا تھا، جامعہ سالانہ تقریباً **18500** طلبہ کی کفالت کرتا ہے۔

**کفالت دعاۃ(Preacher Sponsorship):** ''**فلیبلغ الشاھد الغائب**'' خطبہ حجۃ الوداع میں اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام اور ذمہ داری تمام مسلمانوں کو دی تھی، اس کو پورا کرنے کے لیے جامعہ داعیانِ اسلام کی مدد کرتا ہے، اوران کو کفالہ دعاۃ پروگرام کے تحت دور افتادہ، اور اسلام سے ناواقف عوام کو اسلام کی صحیح تعلیمات، قرآن کی ہدایات اور حدیث کے انمول پھولوں سے روشناس کرانے کے لیے کامل مومن اور اچھا شہری بنانے کے لیے دعاۃ کو بھیجتا ہے، جو عوام کو اسلام کے پیغامِ امن اور نبوی تعلیمات سے روشناس کراتے ہیں۔ گذشتہ سال جامعہ کے پروجیکٹ ڈیپارٹمنٹ نے 15 دعاۃ کی کفالت کو یقینی بنایا۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین |
|---|---|---|
| کفالۃ دعاۃ (پریچر اسپونسر شپ) | 15 | 36,000 |

**تقسیم افطار کٹ، اجتماعی روزہ افطار:** روزہ دار کو افطار کرانے کا ثواب روزہ رکھنے والے کے مثل ثواب ملتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے ''جس نے کسی روزدار کو افطار کرایا تو افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے کے مماثل ثواب ملتا ہے'' افلاس اور بھوک سے جوجھ رہے اس ملک میں لوگوں کے ایک بڑے طبقہ کو ایک وقت کا کھانا نہیں ملتا ہے، روزہ دار بھوکا سو جاتا ہے، ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ نے اجتماعی افطار اور فیملی افطار کٹ کے پروگرام کو ترتیب دیا، الحمدللہ! 112400 روزہ داروں کی افطار میں مدد کی۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین | اجمالی | اجمالی مستفیدین |
|---|---|---|---|---|
| تقسیم افطار کٹ | 19,450 | 97,250 | 210,000 | 10,50,000 |
| اجتماعی روزہ افطار | 105 | 15,150 | 3605 | 520,000 |

**تقسیم اضاحی/قربانی کٹ:** فرمان مصطفیٰ ہے کہ ''قربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے'' جن لوگوں کو سال بھر گوشت دیکھنا نصیب نہیں ہوتا ہے، انہیں بھی قربانی کے روز وافر مقدار میں گوشت مل جاتا ہے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی خطۂ افلاس کے نیچے زندگی بسر کرتی ہے، وہ اتنی قدرت نہیں رکھتی کہ خود قربانی کرسکے، اور دور دراز علاقوں میں رہنے کی وجہ سے ان تک قربانی کی خوشیاں بھی نہیں پہنچتی ہیں، ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ نے اضاحی پروگرام کو ترتیب دیا اور صاحب ثروت مسلمانوں کی طرف سے دور افتادہ علاقوں میں، غریب مسلمانوں کو بھی عید منانے اور سیر آسودہ ہوکر کھانے کا موقع فراہم کیا، الحمدللہ جامعہ نے گذشتہ سال 376880 افراد کو فائدہ پہنچایا۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین | اجمالی | اجمالی مستفیدین |
|---|---|---|---|---|
| تقسیم اضاحی/قربانی کٹ | 94,220 | 376,880 | 10,20,000 | 40,80,000 |

**تعمیر اسٹاف کواٹر:** جامعہ اوراس کی زیرنگرانی چلنے والے اداروں میں کام کرنے والے افراد کی آسانی اوران کے خاندانوں کی ضرورتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے اسٹاف کواٹر کے پروگرام کو ترتیب دے رکھا ہے، جس کے تحت گذشتہ سال جامعہ نے 60 خاندانوں کو کواٹر مہیا کرائے، اور خاندانوں کو ایک ساتھ رہنے کی خوشی مہیا کی تاکہ ان اداروں کی سرگرمیاں متاثر نہ ہوں اور تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے میں جامعہ کو مدد ملے۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین | اجمالی | اجمالی مستفیدین |
|---|---|---|---|---|
| تعمیر اسٹاف کواٹر | 60 | 150 | 1230 | 60000 |

**بیوہ پینشن پروگرام:** فرمان نبوی ہے ''جو شخص کسی بیوہ کی یا کسی غریب کی دیکھ ریکھ کرتا ہے اس کا مرتبہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے مجاہد کے برابر ہے'' آج دیش میں تقریباً 55 ملین بیوہ عورتیں ہیں، census 2011 کی رپورٹ کے مطابق ملک کی کل بیواؤں میں مسلم 11.1%، ہندو 12.9%، عیسائی 14.6%، اوران کے علاوہ دوسری اقوام میں 13.3% بیواؤں کی تعداد ہے، جامعہ نے بیوہ پینشن پروگرام شروع کیا ہوا ہے، جو ابھی چھوٹے پیمانے پر کام کررہا ہے، انشاء اللہ مستقبل قریب میں اس کو بڑے پیمانے پر نافذ کیا جائے گا، اس پروگرام کے تحت ہر سال **145** غریب بیواؤں کو فائدہ پہنچایا گیا۔

**تقسیم فوڈ و لباس کٹ (بہار سیلاب متاثرین ):** قدرتی آفات سے متاثرہ افراد کی پریشانیوں اور امید کے درمیان سسکتے لوگوں کی آہوں کو سن کر قلت وسائل کے باوجود ان کی مدد کا جامعہ نے عزم مصمم کیا، اور گذشتہ سال بہار سیلاب متاثرین کے لیے 3200 غذائی کٹ، اور 3500 لباس کٹ کا انتظام کرکے 37 ہزار افراد کو فائدہ پہنچایا، اوران کی مایوس زندگیوں میں خوشی کی شمع روشن کی۔

| پروجیکٹ | تعداد | مستفیدین |
|---|---|---|
| فوڈ کٹ (بہار سیلاب متاثرین) | 3200 | 16,000 |
| لباس کٹ (بہار سیلاب متاثرین) | 3500 | 21,000 |

**اسکول بیگ تقسیم پروجیکٹ:** دنیا میں سب سے زیادہ اسکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد ہندوستان میں رہتی ہے، اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کی 2016 کی رپورٹ کے مطابق 47 ملین سیکنڈری اور ہائر سکنڈری کے بچوں نے اسکول چھوڑ دیا۔

ہندوستان بنیادی معیاری تعلیم کے میدان میں ترقی کے باوجود بہت سے چیلنجوں کا سامنا کررہا ہے، خستہ حال اسکول بلڈنگ، ناکافی کلاس روم، بنیادی ضروری سہولیات، جیسے کتابیں یہاں تک کہ اسکول بیگ بھی سارے بچوں کے پاس نہیں ہوتے ہیں، یہ ساری چیزیں طلباء کے اسکول چھوڑنے کی محرک بن جاتی ہیں۔

جامعہ نے ضلع نندربار میں ایک سروے کیا جس میں معلوم ہوا کہ آدیواسی اور بہت سے سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے پاس اسکول بیگ ہی نہیں ہیں، اس بات کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے جامعہ نے تقسیم اسکول بیگ کے پروجیکٹ کو ترتیب دیا، اور 10000 اسکول بیگ سرکاری اسکولوں میں خاص کر آدیواسی اور غریب خاندانوں سے تعلق رکھنے والے بچوں میں تقسیم کیئے۔

**کفالت ایتام (Orphan sponsorship):** تقریباً پوری دنیا میں اس وقت 200 ملین یتیم بچے ہیں جو اپنے والدین کی شفقت ومحبت سے محروم ہو گئے ہیں، زیادہ تر یتیم بچے غریب اور پسماندہ خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں، والدین نہ ہونے کی وجہ سے یہ بچے تعلیم، صحت، مکان اور کھانے جیسی بنیادی ضرورت سے محروم ہو گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یتیم کی خبر گیری کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں“ (صحیح مسلم) ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ نے کفالت ایتام کے نام سے ایک پروگرام ترتیب دے رکھا ہے جس کے تحت 3500 یتیم بچوں کی کفالت کی جارہی ہے۔

# دینی مکاتب کی اہمیت اور حضرت خادم القرآن کا پیغام

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه (الحدیث)

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔

اس پرآشوب دور میں جب کہ لا مذہبی کو فیشن سمجھا جارہا ہے، اور ہر طرف مذہب کی مخالفت کے لیے محاذ قائم کئے جارہے ہیں، مذہبی اور دینی تعلیم کے راستے روکے جارہے ہیں اور اس کے ذرائع بند کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

تو ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ منظّم تعلیمی اداروں اور مدارس کی شکل میں دینی بیداری کی کوششوں کے ساتھ ساتھ گھریلو اور علاقائی اور مساجد کی سطح پر ایسے مکاتب ہونے چاہئے، جہاں مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کی ابتدائی اور بنیادی تعلیم دی جائے تاکہ وہ بچپن ہی سے اپنے ایمان، عقیدہ اور اسلامی تہذیب سے آراستہ اور پیراستہ ہوجائیں۔

مسلمانوں کی تباہی اور اس کا تدارک: حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے مالٹا کی تنہائیوں میں غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی و دنیوی حیثیت سے کیوں تباہ و برباد ہورہے ہیں؟ تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے: (۱) ایک قرآن کا چھوڑ دینا اور (۲) دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لیے میں وہیں سے عزم لے کر آیا ہوں کہ قرآن کو لفظاً و معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی میں قائم کئے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے۔ اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے۔

الحمد للہ! اسی کے پیش نظر حضرت رئیس الجامعہ مولانا غلام محمد صاحب وستانوی صاحب نے روز اوّل ہی سے پسماندہ اور بچھڑے ہوئے دیہاتوں میں نونہالان امت کی فکر کی۔ ان کی تعلیم وتربیت کے لیے مؤثر سعی فرمائی۔

اس وقت جامعہ کے ماتحت ۱۶ ریاستوں میں تقریباً 2620 مکاتب قرآنیہ جاری ہیں۔ **فللّٰہ الحمد و الشکر!**

لہذا ہم دوبارہ درخواست کرتے ہیں کہ اپنے معصوم اور ننھے بچوں اور بچیوں کو مکاتب قرآنیہ میں فکر اور اہتمام سے تعلیم دلائیں۔ اور ارتداد کی ہواؤں سے بچائیں۔

**اللّٰھم وفقنا لماتحب وترضی!**

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

(مولانا) غلام محمد وستانوی (صاحب)

## مکاتب قرآنیہ کے مقاصد:

☆ مکاتب قرآنیہ کے مقاصد میں سے بنیادی مقصد نونہالوں میں دین کا شعور بیدار کرنا۔

☆ مسلمان بچوں اور بچیوں کو تہذیب واخلاق کی ابتدائی باتوں کا عادی اور خوگر بنانا۔

☆ تمام مسلمانوں میں دینی شعور اور اسلامی حمیت کو بیدار رکھنا۔

☆ قرآن پاک کی تعلیمات کو گھر گھر عام کرنا۔

اللہ رب ذوالجلال ہمیں ان مقاصد میں کامیاب فرمائیں۔

## مخلصانہ اپیل:

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے ماتحت قائم اور جاری مکاتب جو ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں،جن کی کل تعداد 2620 ہے جن میں زیر تعلیم بچوں اور بچیوں کی کل تعداد 127,334 ہے اب تک ناظرہ قرآن مجید ختم کرنے والے بچوں اور بچیوں کی تعداد -/200,552 ہے۔

جامعہ مکاتب قرآنیہ کے اساتذہ کا ماہانہ مشاہرہ -/37,27,025 اور سالانہ بجٹ -/40,997,275 ہے، میں تمام معاونین ومخلصین سے درخواست کرتا ہوں کہ ان مکاتب قرآنیہ کا زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں۔

## شعبۂ مکاتب ایک نظر میں

☆آغاز مکاتب 1981ء 1401ھ ☆کل مکاتب 2620

☆کل صوبے 16 ☆کل سینٹر 100

☆کل اضلاع 91 ☆کل طلبہ وطالبات 1,27,334

☆ماہانہ مشاہرہ از جامعہ -/37,27,025

☆سالانہ مشاہرہ از جامعہ -/40,997,275

☆سال رواں ناظرۂ قرآن مکمل کرنے والے طلبہ وطالبات 15813

☆سال رواں پارۂ عم مکمل کرنے والے طلبہ وطالبات 18104

☆سال رواں احسن القواعد ونورانی قاعدہ مکمل کرنے والے طلبہ وطالبات 26819

☆اب تک ناظرہ قرآن مکمل کرنے والے طلبہ وطالبات 200552

# جامعہ کی سماجی خدمات

سماج اور قوم کے افراد کی خدمت کرنا ایک اخلاقی اور سماجی ضرورت ہے، زمین پر بسنے والی مخلوقِ خدا میں بے شمار ایسے افراد بستے اور جیتے ہیں، جن کے پاس اپنی جائز ضروریات کی تکمیل وتسہیل تک کے وسائل نہیں ہوتے ، بے سہارا اور بے یار ومددگار انسانوں کی خدمت بے شمار خیر وسعادت کا باعث ہے، اور خداوند قدوس کی طرف سے بیش بہا اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔ آج سماج کی کسی پریشان حال کو ایک پیسہ اس کی ضرورت کے لیے دے دیجیے کل آخرت میں جب اس کا ثواب دیکھیں گے، تو حیرت واستعجاب کی انتہاء نہ رہے گی کہ ایک پہاڑ کے برابر اس کا حق الخدمت ملے گا، اور دنیا میں نیک نامی اس پر مستزاد۔

## بورویل:

پانی زندگی ہے، ہر ذی حیات کے لیے پانی کی ضرورت ہے ہوا اور سانس کی طرح ہے، ہر ذی روح کی روح پانی ہے، جن علاقوں میں پانی کا بحران ہے، انہیں وضو کرنے، نہانے برتن اور کپڑے دھونے، پینے اور کھانا پکانے میں وہ مشکلات پیش آتی ہیں کہ اللہ کی پناہ!

جامعہ اکل کوا نے انہیں باتوں کے مدنظر ملک اور صوبہ مہاراشٹر کے مختلف حصوں میں بورویل کا انتظام واہتمام کیا ہے، اب تک 6570 / بورویل سے مخلوق خدا فیض یاب ہورہی ہے، جہاں پانی کی زیادہ قلت ہے وہاں جامعہ نے بورویل کے اہتمام وانصرام میں

توجہ زیادہ مبذول کی ہے،صرف امسال جامعہ نے 440/ بوریل کا انتظام مکمل کیا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ خدمت کنندگان قوم کا بھرپور صلہ دے۔ آمین!

## خدمت بیوگان:

جامعہ اکل کوا نے ''خدمت بیوگان فنڈ'' میں اس وقت ۳۱۰/ سے زائد بیوہ خواتین کے نام مندرج ہیں؛ جامعہ ان تمام بیوہ خواتین کی ماہانہ رقوم سے مدد کرتا ہے جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ کوئی معتبر ومعتمد شخص اگر بآسانی آمدورفت کرتا ہے تو اس کے بدست معاون کی رقم بیوہ خاتون کو بھیج دی جاتی ہے، یا منی آرڈر یا کسی سرپرست کے ذریعہ مطلوبہ رقم مطلوبہ بیوہ کو پہنچانے کی حتی المقدور ہر ماہ کوشش کی جاتی ہے۔ البتہ رمضان میں سحر وافطار کے اہتمام کے لیے بیوہ خواتین اور غریبوں کو اس فنڈ سے مزید مدد کی جاتی ہے۔

## شعبۂ حفظانِ صحت:

ہمارا بنیادی مقصد حیات تحصیل علم ہے، لیکن صحت وتندرستی کے بغیر اس مقصد کی تحصیل ممکن نہیں۔ ہم نے حفظانِ صحت کے لیے مستقل ایک شعبہ بنام ''میڈیکل ہیلتھ کیئر ڈپارٹمینٹ''، تشکیل دیا ہے، جو قوم کے دبے کچلے خط افلاس سے نیچے زندگی گزرانے والے افراد کو خاص طور پر اپنا مطمح نظر بناتا ہے۔ عام پبلک اور طلبہ، طالبات کے لیے بھی ہماری طبی امداد مسلسل جاری ہے۔

علاقے کے اردگرد لوگوں کی آبادیوں میں صحت عامہ کی حفاظت کے لیے کوئی بند وبست نہ ہونے کی بنا پر ''موبائل کلینک'' کا نظام بنایا ہے جو وقتاً فوقتاً دیہات اور کھیڑوں میں طبی سہولیات لوگوں کے بیڈروم اور مکانوں تک پہنچاتا ہے۔

## السلام ہاسپٹل:

جامعہ اکل کوا کے طلبہ و اکل کوا تعلقہ کے عوام کے لیے ''السلام ہاسپٹل'' ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایکسرے، ای سی جی، لیباریٹری، نیو بولائزر (Nabuliser) اور لمبر ٹریکش (LUMBER TRACTION) جیسی بے شمار سہولیات سے بھر پور ''السلام ہاسپٹل'' قوم وملت کے پریشان حال افراد کی پریشانیوں کا محسوس مداوا ہے۔ جامعہ کا یہ ہاسپٹل تقریباً ۲۴/سال سے قوم وملت کے مریضوں کو امداد پہنچا رہا ہے، جس میں موجودہ تاریخ میں یومیہ OPD 164/اور IPD 59/مریض ہوتے ہیں۔ ایمرجنسی صورت حال میں ہاسپٹل کی ایمبولینس تیار رہتی ہے جو ریفرڈ ڈاکٹر یا ہاسپٹل تک مریضوں کو پہنچانے میں بہترین مدد دیتی ہے۔ اس کے علاوہ جامعہ کے ماتحت چلنے والے تقریباً 31/ہاسپٹل ہیں۔

## میڈیکل کیمپ:

عوامی طبی فوائد کے پیش نظر جامعہ سال میں ۲-۳/بار ضرور میڈیکل کیمپ کے انعقاد کا مفید اہتمام کرتا ہے، جس کے لیے ماہر تجربہ کار ماہرین ڈاکٹروں کی ٹیم مختلف امراض کے لیے مدعو کی جاتی ہے، اسی لیے اکل کوا اور اطراف واکناف کے علاوہ دور افتادہ علاقے کے مریض بھی کیمپ سے استفادہ کرتے ہیں کیوں کہ کیمپ میں طبی سہولیات، دوائیں، متعدد قسم کے ٹیسٹ اور ڈاکٹر فیس ساری چیزیں مفت فراہم کی جاتی ہیں، جسے جامعہ اکل کوا برداشت کرتا ہے۔

## کچھ دیگر طبی منصوبے اور پروگرام:

جامعہ نے ''السلام ہاسپٹل''، ''موبائل کلینک'' اور ''طبی کیمپ'' کے علاوہ ملک کے مختلف حساس علاقوں میں طبی امداد بہم پہنچانے کی غرض سے عوام کی سہولیات اور فلاح وبہبود کی خاطر دیگر طبی پروگرام بھی شروع کیا ہے؛ چناں چہ جامعہ کے نگرانی میں آج کی تاریخ تک 31/ ہاسپٹل پوری آب وتاب کے ساتھ مفت علاج کی راہ پر چل رہے ہیں۔ اورعلاج ودوائیں مفت دینے کے ساتھ دوسرے اسپتالوں میں ان کوایڈمٹ کرا کے پوری امداد بہم پہنچائی جائے، اس کا بھی مکمل ومنظّم نظام ہے۔

## النور چیریٹیبل ہاسپٹل بدناپور (ایم بی بی ایس کالج):

کالج کے ساتھ ساتھ 570/بیڈ کا النور ہاسپٹل بھی قائم کیا جو جدید آلاتِ معالجہ اور الگ الگ شعبے کے ماہرین، باصلاحیت اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی ٹیم سے لیس ہے۔ یہ ہاسپٹل بدناپور ضلع اورنگ آباد میں واقع ہے۔قرب وجوار سے بڑی تعداد میں مریضوں کا تانتا لگا رہتا ہے، اور علاج ومعالجے کے لیے دور دراز سے لوگ رخ کرتے ہیں؛ فی الحال روزانہ 55 سے 60/آپریشن بھی ہوتے ہیں۔

ہاسپٹل 570 (بیڈ) ڈاکٹرس 212 اوپی ڈی 1169 (یومیہ)

آئی پی ڈی 416 (یومیہ) کے مریضوں کو ہاسپٹل کی طرف سے لیباریٹری، سونوگرافی، میدیسن، وغیرہ مفت میں دی جاتی ہیں۔

ایکسرے 139 (یومیہ)

سونوگرافی 89 (یومیہ)

**النور ہاسپٹل کا سالانہ رپورٹ (2017ء):**

او پی ڈی (246960)، آئی پی ڈی(23250)، ایمرجنسی کیس (17440) ایکسرے(51681)،الٹراسونوگرافی (21259)،اسپیشل پروسیجر جانچ (3247)۔

**لیباریٹری، خون پیشاب وغیرہ کا معائنہ:**

بائیوکیمسٹری سے جانچ (300051)، مائیکرو بائیولوجی جانچ (13271)، کلینیکل پیٹھولوجی (246125)، ہیموٹولوجی جانچ (963810)، ہسٹولوجی (3924)، سیٹولوجی (5344)۔

**سرجری: چھوٹے بڑے آپریشن(15822)**

اس میں غریبوں کے لیے تمام سہولتیں مفت؛ نیز علاج کے علاوہ دیگر ضرورتوں میں بھی تعاون کیا جاتا ہے۔

## عبادت خانے:

جامعہ اکل کوا ایسے مکانات کی تعمیر میں بھی دلچسپی لیتا ہے جو بیک وقت دو کام انجام دینے کے لیے استعمال ہوسکیں، وقتِ عبادت اسے عبادت خانے کے طور پر استعمال کیا جائے، اور پھر اس میں رہائشی ضرویات کی تکمیل بھی ہوسکے۔ اب تک جامعہ اس طرح کے 6793 مکانات/عبادت خانے تعمیر کر چکا ہے۔ رواں سال میں جامعہ نے تقریباً 173 مساجد مکمل کیے۔

جامعہ عبادت خانے کی تعمیر کے سلسلے میں تین نوعیت کی اجازت دیتا ہے:

(۱) نئی تعمیر۔ (۲) جاری تعمیر میں تعاون۔

(۳) الگ نوعیت کی تعمیر۔ مثلاً ڈبلیوسی بلاک، دروازے اور کھڑکیوں کی تعمیر، ٹین شیڈ، احاطہ کی چہاردیواری وغیرہ۔

امسال جامعہ کی اس منصوبے کے تحت یہ کامیابی رہی ہے کہ 173 عبادت خانے رہائشی طرز کے تعمیر کرائے جاچکے ہیں۔

## افطار وسحر کا اہتمام:

''جامعہ'' رمضان المبارک کے مہینے میں اس بات کا خصوصی اہتمام کرتا ہے کہ مختلف پس ماندہ علاقوں اور شہروں کے دبے کچلے، غریب نادار، ضرورت مند، کمزور وناتواں، بیکس، بدحال اور خستہ افراد واشخاص کو رمضان میں افطار وسحر کے لیے مالی تعاون فراہم کرے، تاکہ یہ لوگ رمضان کی برکتوں سے اور بہاروں سے پوری طرح فیض یاب ہو سکیں، کبھی کبھی بل کہ اکثر غلہ جات، کپڑے، میوے، کھجوریں، اور دوسری ضروری اشیاء افطار وسحور کے لیے مہیا کرائی جاتی ہیں۔ تقریباً دس ہزار غریب خاندان میں یہ اشیاء ہر سال تقسیم ہوتی ہیں۔

## عید الاضحیٰ میں قربانی:

جامعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر اس بات کا شدت سے اہتمام کرتا ہے کہ، ایسی خوشی کی گھڑی جس میں ۳/ یوم تک خالقِ ارض وسما کی طرف سے ضیافت کا عام اعلان ہے، مسلمانان شہر و دیہات اپنی خوشی کا بھرپور اظہار کرسکیں۔ جگہ جگہ ضرورت مندوں کی ضیافتِ رب سے مستفیض ہونے کی غرض سے قربانیوں کا اہتمام جامعہ کی دلچسپیوں میں شامل رہا ہے، تاکہ ہر غریب اور اس کے بچے قربانی کے گوشت سے اپنی خوشی دوبالا کرسکیں اور اسلامی تہوار سے کما حقہ محظوظ ہوسکیں۔

## اسکالرشپ:

جامعہ اکل کوا طلبہ کے پیشہ ورانہ کورسز کی تکمیل کے لیے اسکالرشپ اور وظیفے بھی مہیا کرتا ہے، تاکہ وہ اپنی ضروری فیس لازمی کتابیں اور وسائلِ تعلیم خرید کر تعلیم میں یکسوئی سے ترقی کرسکیں۔ ضروری کاغذات کی فراہمی اسکالرشپ کے اجرا کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہے اور اسکالرشپ کے لیے طالب علم کی پیشہ ورانہ تعلیم کا فی الوقت جاری رہنا بھی ایک امرِ لازم ہے۔ جامعہ کے زیرِ نگرانی جو اسکول اور کالجز وغیرہ مصروف عمل ہیں اس میں بھی طلبہ کو فیس میں سہولیت دی جاتی ہے۔

## جزوی تعاون برائے اسکول وکالج:

جامعہ اکل کوا اپنی نگرانی میں چلنے والے اسکول وکالج کی ہمہ جہت دیکھ ریکھ اور نگرانی تو کرتا ہی ہے، لیکن دوسری طرف اسکول وکالج کے ضروری سامان کی فراہمی میں بھی مالی ونقدی تعاون کے لیے کمربستہ رہتا ہے، مثلاً کسی کالج میں سائنس لیبوریٹری کی شدید ضرورت ہے، کالج کے لوگوں کی اپلیکیشن پر جامعہ ان کا جزوی تعاون کرکے ان کی ترقی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

# شعبۂ محاسبی

یہ شعبہ ملک کے قانون جیسا کہ انکم ٹیکس، چیریٹی کمشنر، ایف سی آر اے اور دیگر قانونی شرائط، نوٹیفیکشن وغیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حسابی ذمہ داریاں ادا کرتا ہے۔ سہ ماہی سالانہ رپورٹنگ نیز حسابی رپورٹس تیار کرکے سرکاری آفس میں پہنچائی جاتی ہیں۔

کام کرنے والے کی تعداد: ۱۵ خدام: ۴

# جامعہ کا مطبخ

جامعہ کے مطبخ میں 13231 طلبہ کو صبح کے وقت ناشتے میں چائے بسکٹ، دوپہر اور شام میں موسم کے لحاظ مختلف النوع کھانے کا انتظام رہتا ہے، جامعہ کے دینی وعصری دونوں طرح کے طلبہ اسی مطبخ سے مستفید ہوتے ہیں۔ ایک جگہ بیٹھ کر مختلف نشستوں میں کھانا کھلانے کا، جامعہ کا نظام قابل دید ہونے کے ساتھ ساتھ ضرب المثل بھی ہے۔

اس کے علاوہ جامعہ کی نگرانی میں جو تعلیمی مراکز تعلیم وتربیت میں مصروف عمل ہیں، جامعہ ان کے مطبخ میں بھی جزوی اور کہیں کلی تعاون پیش کرتا ہے جن میں تقریباً ۲۶ ؍ ہزار طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔

جامعہ کے مطبخ میں فی الحال تقریباً 251 ؍ خدام، مطبخ کی مختلف ضروریات کے فراہمی میں لگے رہتے ہیں۔

## مطبخ میں استعمال ہونے والی اشیا کی تفصیل حسب ذیل ہے

| شمار | اسمائے اشیاء | یومیہ اشیاء کی تعداد | قیمت فی کلو یومیہ (Rs) | کل قیمت یومیہ (Rs) |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | چاول | ۲۲ ؍ کوئنٹل | 40 | 88000 |
| ۲ | گیہوں | ۲۰ ؍ کوئنٹل | 25 | 50000 |
| ۳ | کھانے کا تیل | ۳۰ ؍ ڈبّے | 1220 | 36600 |
| ۴ | شکر | ۲ ؍ کوئنٹل ۵۰ کلو | 40 | 10000 |
| ۵ | دودھ | ۴۰۰ ؍ لیٹر | 54 | 21600 |
| ۶ | چائے پتی | ۱۷ ؍ کلو | 280 | 4760 |

| ۷ | بسکٹ | ۱۲۰۰ر پیکٹ | 12 | 14400 |
|---|---|---|---|---|
| ۸ | دھنیا | ۲۵رکلو | 130 | 3250 |
| ۹ | مرچ پاؤڈر | ۲۵رکلو | 120 | 3000 |
| ۱۰ | زیرہ | ۲۲رکلو | 240 | 5280 |
| ۱۱ | ہلدی | ۲۰رکلو | 130 | 2600 |
| ۱۲ | گرم مسالہ | ۱۰رکلو | 5500 | 55000 |
| ۱۳ | آلو | ۲۵۰رکلو | 20 | 5000 |
| ۱۴ | پیاز | ۲۵۰رکلو | 20 | 5000 |
| ۱۵ | ہرا مسالہ | ۲۵رکلو | 150 | 3750 |
| ۱۶ | لکڑی | ۱۰۰۰رکلو | 90 | 2500 |
| ۱۷ | گوشت | ۱۰رکوئنٹل | 90 | 90000 |
| ۱۸ | سبزی | ۱۰رکوئنٹل | 40 | 40000 |
| ۱۹ | گیس (کمرشیل) | ۳۰ر بوٹل | 1300 | 39000 |
| ۲۰ | تور دال | ۵رکوئنٹل | 60 | 30000 |
| ۲۱ | مکس دال | ۳۰۰۰رکلو (مہینہ میں) | 360 | 36000 |
| ۲۲ | نمک | ۱۱۰رکلو | 18 | 1980 |
| ۲۳ | ٹماٹر | ۲۰۰رکلو | 20 | 4000 |
| ۲۴ | ڈیژل | ۳۵۰ر لیٹر | 67 | 23450 |
| ۲۵ | مزدور | ۹۰رافراد | ہفتہ وار | 12500 |
| ۲۶ | تنخواہ دار خدام | ۱۶۱رافراد | تنخواہ رجسٹر کے مطابق | 31600 |
| ☆ | ☆☆☆ | ☆☆☆ | کل رقم روپیے میں | 619270 |

## شعبۂ کمپیوٹر

کمپیوٹر زمانے کی ایک اہم ترین ضرورت بن چکی ہے، کسی زمانہ میں علم سے ناواقف لوگوں کو جاہل کہا جاتا تھا، لیکن اب کمپیوٹر سے ناواقف افراد کو جہلاء کی فہرست میں شمار کیا جانے لگا ہے، اب ذرائع ابلاغ کا ایک اہم ذریعہ انٹرنیٹ بھی بن چکا ہے۔ جس کے ذریعہ سے دین کا صحیح پیغام ساری دنیا میں پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس کے بے شمار فوائد کو دیکھتے ہوئے جامعہ نے دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کے لیے ۲۰۰۲ء سے **"جامعہ کمپیوٹر ایجوکیشن سینٹر"** کے نام سے ایک مستقل شعبہ کھول رکھا ہے جس میں دو استاذ طلبہ کو کمپیوٹر سکھاتے ہیں، امسال کمپیوٹر سیکھنے والے طلبہ کی تعداد 180، اور سند حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد 1654 ہیں۔

## جامعہ اور اس کی عصری درسگاہیں

عصری تعلیم کی مخالفت ہمارے اکابرین نے اس وقت کی ہے جب کہ وہ لا دینی ماحول میں ہو، اس سے دینی اور اخلاقی بگاڑ پیدا ہوتا ہو، اگر یہ باتیں نہ ہو بلکہ اپنا ادارہ ہو دینی ماحول کا مکمل بندوبست ہو تو ہمارے بزرگوں نے اس کی اجازت دی ہے، حضرت مولانا سید مناظر حسن گیلانیؒ نے اپنی کتاب نظام تعلیم وتربیت میں لکھا ہے: "مسلمانوں کے اپنے ذاتی کالجز اور ہاسٹل ہونے چاہیے"، شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ: "فرماتے ہیں، مسلمان تعلیمی ادارے خود قائم کریں، اور بچوں کو ابتدا ہی سے دینی ماحول فراہم کیا جائے۔ یہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے"، عارف باللہ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ کا بھی رُجحان تھا کہ مسلمانوں کے اپنے کالجز اور

ادارے ہونے چاہیے، تاکہ نسل کو الحاد سے بچایا جائے، جس میں ماحول پورا اسلامی ہو۔ اِنہیں بنیادوں پر حضرت رئیس الجامعہ نے کالجز قائم کیے ہیں، آج ہزاروں طلبہ دینی ماحول میں عصری علوم حاصل کرر ہے ہیں۔

عصری علوم کے شعبہ جات کی تفصیل درج ہے:

## انڈسٹریل ٹریننگ سینٹر جامعہ و برانچ (آئی ٹی آئی):

کورسیز 07 طلبہ 330 اساتذہ 27 فارغین 2885

نوٹ: داخلہ صوبہ مہاراشٹر کے SSC امتحان کے بعد شروع ہوتا ہے۔

جامعہ نے اس کے علاوہ ۵/مقامات پر اور ITI قائم کیے ہیں:

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد، آئی ٹی آئی، احمد نگر مہاراشٹر۔ (۲) وسئی والا آئی ٹی آئی، بھاؤ نگر گجرات۔ (۳) حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندویؒ آئی ٹی آئی، منجلے گاؤں، بیڑ۔ (۴) ڈاکٹر ذاکر حسین آئی ٹی آئی، انوا، مہاراشٹر۔ (۵) الفلاح آئی ٹی آئی مالیگاؤں

طلبہ 411 اساتذہ 33 فارغین 1622

## جامعہ پالی ٹیکنک کالج اکل کوا:

طلبہ 396 اساتذہ 100 فارغین 2388

## جامعہ انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ:

طلبہ 596 ساتذہ 89 فارغین 310

## (اے-جی) احمد غریب یونانی میڈیکل کالج اکل کوا:

طلبہ 220 اساتذہ 83 فارغین 633

**ایم-بی-بی-ایس کالج، بدنا پور:**

طلبہ 500 اساتذہ وملازمین 598 (اسپتال کے ساتھ)

**ڈپلوما فارمیسی کالج:**

طلبہ 233 اساتذہ 21 فارغین 672

**ڈگری فارمیسی کالج:**

طلبہ 218 اساتذہ 33 فارغین 317

**ماسٹر فارمیسی کالج:**

طلبہ 19 اساتذہ 6 فارغین 51

**پی ایچ ڈی:**

طلبہ 1 اساتذہ 2 فارغین 2

**پرائمری اردو اسکول:**

طلبہ 231 اساتذہ 7 فارغین 789

**ہائی اسکول اینڈ جونئر کالج:**

طلبہ 820 اساتذہ 33 فارغین 2472

HSC=1708 ، SSC=764

**علی الانہ انگلش میڈیم پرائمری وہائی اسکول:**

طلبہ 460 اساتذہ 29 فارغین 129

# جامعہ کالجوں میں داخلے کی شرائط

(۱) پرائمری سے ساتویں جماعت تک صرف مقامی طلبہ کا داخلہ ہوتا ہے، البتہ آٹھویں سے دسویں تک اردو انگلش میڈیم ہاسٹل میں بیرونی طلبا کو داخلہ دیا جاتا ہے۔

(۲) گیارہویں سائنس: مضمون ''سائنس'' کم از کم ۴۰ر نمبرات سے کامیابی۔ انگریزی بہ حیثیت مضمون لازم ہے۔

(۳) آئی ٹی آئی پلمبر: میں آٹھویں اور Draftsman Civil, Copa, RAC, Fitter, Electritian, Motor Mechanic میں دسویں میں کامیاب ہونا ضروری ہے۔

(۴) بی یو ایم ایس: بارہویں میں Chemestry Physics اور Biology میں ۵۰ر فیصد نمبرات سے کامیاب ہونا لازم ہے، ساتھ ہی ساتھ دسویں یا بارہویں میں اردو بہ حیثیت مضمون ضروری ہے، جس سال داخلہ لینا ہے اس سال یکم اکتوبر کو طالب علم کی عمر ۱۷ر سال ہونا ضروری ہے۔ اور CET میں شرکت لازمی ہے۔

(۵) پالی ٹیکنک: دسویں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

(۶) ڈی فارمیسی: بارہویں میں سائنس سے کامیاب ہونا ضروری ہے۔

(۷) بی فارمیسی: P.C.C / P.C.B مضمون میں ۴۵ر فیصد نمبرات اور CET کے امتحان میں شرکت ہو تو بہتر ہے۔

(۸) ایم فارمیسی: CET / GPAT کے امتحان میں کامیابی لازمی ہے۔

(۹) بی ایڈ: گریجویشن میں ۵۰ر فیصد نمبرات اور CET کے امتحان میں شریک ہونا ضروری ہے۔ رواں سال سے یہ کورس دو سال کا ہو گیا ہے۔

(۱۰) ڈی ایڈ اردو مراٹھی: بارہویں جماعت میں ۵۰ر فیصد نمبرات سے کامیاب ہونا ضروری ہے۔

(۱۱) بی ای: P.C.M میں ۴۵ر فیصد نمبرات اور CET کے امتحان میں شریک ہونا بہتر ہے۔

(۱۲) پی ایچ ڈی فارمیسی: ایم فارمیسی میں کامیابی کے بعد داخلہ ہوگا۔

# جامعہ- علما اور مشائخ کی نظر میں

جامعہ میں آئے دن مہمانوں کی آمد ہوتی رہتی ہے اس میں بڑے بڑے علماء بھی ہوتے ہیں، اور سرکاری افسران بھی، عام لوگ بھی ہوتے ہیں اور خاص بھی، علماء و مشائخ اپنی آمد پر جو تأثرات لکھے ہیں، وہ پیش خدمت ہے۔

## عربی تاثرات ومشاہدات کا اقتباس

### شیخ نور عالم خلیل امینؔی:

استاذ دارالعلوم دیوبند وایڈیٹر مجلّہ ''الداعی''

رئیسِ جامعہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی کی دعوت پر''النادی العربی'' کے جلسے میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آج سے نو سال قبل بھی جامعہ میں حاضری ہوئی تھی، لیکن اس قلیل مدت میں جامعہ نے جو حیرت انگیز ترقی کی، اس پر مجھے بے حد تعجب ہوا، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ نے حضرت وستانوی کو دین اور اسلامی تعلیم کی خدمت کی خصوصی توفیق عطا فرمائی، جو وہ جامعہ اس کے مرکزِ قرآنیہ، مکاتبِ اسلامیہ اور مساجد کی تعمیر کی لائن سے انجام دے رہے ہیں، اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا، یہ توفیق دین کے حرص، جہدِ مسلسل اور اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر ملی، دعا ہے کہ اللہ مزید اخلاص و برکت دے اور ادارے کو ہر ترقیات سے نوازے۔ آمین!

## شیخ محمد صالح عبداللہ صنعان:

مبعوث ''**الھیئة العالمیة**'' تحفیظ القرآن الکریم جدہ/سعودی عرب

قرآنِ کریم کی خدمت کی عظیم درسگاہ کی زیارت پر مجھے بے حد مسرت ہوئی، خصوصاً جب کہ میں نے جامعہ کی وسیع وعریض عمارتیں، اس کے محنتی طلبہ اور مخلص اساتذہ کو ان کی درسگاہوں میں باادب، سکون ووقار کے ساتھ دینی علوم میں مشغول دیکھا اور یہ فضیلتیں خوبیاں شیخ غلام محمد وستانوی طرف لوٹتی ہیں۔

## شیخ لطفی احمد عبدالرحمٰن:

سکریٹری ''لجنة الفلاح الخیریہ'' کویت

یقیناً جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا، قرآن اور مسلمانوں کی خدمت کا ایک عظیم مرکز ہے، جہاں وسیع پیمانے پر دینی ودنیوی علوم کا نظم ونسق ہے، جس کے کارنامے پر ہر مسلمان کو فخر ہونا چاہیے، اور میں جامعہ کی اس کارکردگی کو ہر مسلمان کی طرف منتقل کرنے کا عزم رکھتا ہوں، اور میری جس مجلس میں بھی حاضری ہوتی ہے۔ جامعہ کے عمدہ اور بے مثال کارناموں کا تذکرہ کرتا ہوں۔

## شیخ عبدالوہاب عبدالرحمٰن:

جنرل سکریٹری ''**الندوۃ العالمیة للشباب الاسلامی**'' جدہ

میں جامعہ اشاعت العلوم کی زیارت کے لیے حاضر ہوا، ایک بڑے رقبہ میں پھیلی ہوئی اس کی عمارتیں، تعلیمی اور انتظامی امور میں، اس کی باریک بینی، عربی لغت کی تعلیم اور اس کے نطق پر خصوصی توجہ نے، مجھے بے حد متاثر کیا، یہ چیزیں بغیر توفیقِ الٰہی کے کسی کو میسر نہیں آسکتیں، امید ہے کہ جامعہ پورے ہندوستان کے لیے ایک عمدہ نمونہ بنے گا۔

## اسلامی بینک آف جدہ:

علی سراج محمد احمد سالم

جدہ اسلامی بینک کے وفد کے ساتھ جامعہ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، ہم نے جامعہ کی تعلیمی سرگرمیوں کو بغور دیکھا، اور ایک اچھا اثر لیا، جامعہ دینی اور عصری تعلیم کا سنگم ہے، جہاں ایک طرف بچے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، وہیں دوسری طرف ٹیکنیکل، کمپیوٹر، خیاطی اور دوسری صنعتیں رزقِ حلال کے لیے سیکھ رہے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ جامعہ مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

## احمد طٰہٰ:

میں نے جامعہ کی کارگردگیوں کو بہت قریب سے دیکھا۔ نیز اس کے مراکزِ تعلیمیہ اور مکاتبِ قرآنیہ کا بھی مشاہدہ کیا اور ہر جگہ یہ محسوس ہوا کہ جامعہ اور اس کے مؤسس مسلمانوں کے دینی شعار اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لیے بڑی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس میدان میں کوئی اسلامی تنظیم، جامعہ سے سبقت نہیں لی جاسکتی، یہ مکاتب ومراکز ایسے ایسے گاؤں میں واقع ہیں، جہاں گاڑیوں سے پہنچنا نہایت دشوار، دعا ہے کہ اللہ ادارے کی اور عالم کے تمام مسلمانوں کی، ہر خطرات وحوادث سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

## عبدالعزیز بن محمد الفریح:

استاذ ''کلیۃ الدعوۃ'' جامعہ اسلامیہ/ مدینہ منورہ

مجھے جامعہ اکل کوا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جامعہ کی تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا تو اندازہ ہوا کہ کتاب اللہ کی تعلیم پر خصوصی توجہ ہے۔ جامعہ کے ذمہ داروں سے

تعلیم اور نصابِ تعلیم کے سلسلے میں، اچھی اور اطمینان بخش گفتگو ہوئی۔

دعاء ہے کہ اللہ اس دینی قلعے کی حفاظت فرمائے اور اخیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہج پر چلاتا رہے۔آمین!

## شیخ سلمان حسینی ندوی:

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

رئیس جامعہ شیخ غلام محمد وستانوی کی پر اصرار دعوت پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ جامعہ کی زیارت کرتے ہوئے، جامعہ میرے قلب ودماغ پر چھا گیا۔ناظرہ خواں، اور حفظ کے طلبہ کا قرآن سن کر بے حد شادمانی ہوئی، ثانوی اور علیا درجے کے بعض طلبہ نے عربی تقریریں سنائیں، ان سب کے لیے دل سے دعائیں نکلیں۔ دل کی گہرائی سے دعا ہے کہ اللہ اس ادارے کی خصوصی نگرانی فرمائے اور خوب برکت دے۔آمین!

## داؤد علوانی:

رئیس کتابۃ عدل جدہ- ۱۴۳۵ھ

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی بار بار زیارت سے شرف یابی ہوئی اس پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جو خدمات جامعہ اکل پیش کررہا ہے، دینی ودنیاوی دونوں لائن سے اِس سے میرے دل میں ٹھنڈک پہنچی، قرآن وحدیث کی خدمات ،صنعت وحرفت اور عصری میدان میں سماجی علوم میں جامعہ کی کارکردگی اِن سب میں جامعہ کو عصری و دینی علوم کا گلستاں بنادیا۔

## احسان منیب شبلی:

مبرۃ الفلاح الخیریہ کویت

آج ۲۰۱۲/۱/۱۸ء کو میں نے جامعہ زیارت کی ہے، پچیس سال پہلے بھی میں یہاں آیا تھا اس درمیانی عرصے میں زبردست ترقی کا میں مشاہدہ کررہا ہوں جس کے اظہار سے زبان قاصر ہے، اللہ تعالیٰ ہی کا فضل واحسان ہے جس نے یہ ترقیات عطافرمائیں۔

## جمال شبلی کویت:

کویت کے بڑے تاجر

میں نے آپ کی خدمات کا چرچا کویت میں رہتے ہوئے اس تسلسل سے سنا ہے کہ جو ناقابل انکار ہے، میں انشاء اللہ اس عظیم الشان ترقیاتی میدان میں عصری اور دینی خدمت کو از خود دیکھوں گا۔

## حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی ندوۃ العلما لکھنؤ:

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹر کی معروف ومشہور دینی وعصری درس گاہ ہے جو حضرات اس کی خدمات سرپرستی اور ذمہ داریوں کو سنبھال رہے ہیں میں اُنہیں اچھی طرح جانتا ہوں، اُن کی تعلیمی خدمات قابل قدر ہیں، جامعہ کی مختلف شاخیں ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہیں۔

## محمد خیر محمد حجازی شیخ مکی:

استاذ حرم مکی وحرم مدنی شیخ مکی/محمد بن عبداللہ السمیعی

مجھے اس بات کے اظہار سے خوشی ہورہی ہے کہ ہندوستان میں جامعہ اشاعت

العلوم اکل کوا ایک عظیم الشان ادارہ اور دینی وعصری تعلیم کا سنگم اپنی روزمرہ دینی و دنیاوی ترقی سے شہرت خاص و عام حاصل کر چکا ہے، میں نے اس کی علمی اور سماجی سرگرمیوں کو بذات خود دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ترقیات میں اضافہ فرمائے۔

## وکیل وزارۃ الاوقاف کویت:

مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہورہی ہے کہ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا صوبۂ مہاراشٹر کا ایک جانا پہچانا اور مشہور و معروف ادارہ ہے جو اہلِ اسلام کے بچوں کی دینی و تعلیمی تربیت سے روز بروز ترقی کی منزل کی طرف گامزن ہے، اس کے ماتحت بہت سارے ادارے اسلامی تعلیمات کے میدان میں مختلف شہروں اور گاؤں میں سماجی خدمات کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔

محمد ناصر الحمضان

## احمد بن علی الرومی:

جامعہ کویت/ ۲۰۱۵/۱۲/۲۷ء

اللہ نے مجھے جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا صوبۂ مہاراشٹر کی زیارت کا موقع عنایت فرمایا، اللہ گواہ ہے کہ یہ ایک عظیم الشان ادارہ ہے۔

## دکتور ابراہیم الخلیفی:

جامعہ کویت/ ۲۰۱۵/۱۱/۳۰ء

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کے ذمہ داران اور منتظمین مسلمانوں کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں، یہ ہندوستان کے ہزاروں مسلمانوں کی دینی و دنیاوی لائن سے خدمات انجام دینے میں ہمہ وقت تیار رہنے والا ادارہ ہے۔

## جمال عبدالخالق النوری:

صدر جمعیۃ الشیخ عبداللہ النوری، کویت/ ۲۰۱۵/۱۱/۳۰ء

ہم نے جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کے مختلف مشارع کی زیارت کی ، النور ہاسپٹل اور یونانی کالج کی بھی زیارت کی ، ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوستان کے عوام کی خدمات پیش کرنے کے لیے یہ ادارہ ہمہ وقت تیار رہتا ہے

## سیدہ فاضلہ لیل عبداللہ ثنیان غانی:

رئیس فریق عطا المرأۃ الکویتیۃ الانسانیۃ ، السیدۃ الفاضلۃ معالی مفلح صالح الفلاح ،

السیدۃ نورہ عبدالعزیز العرفج / ۲۰۱۵/۱۱/۲۷ء

ہم لوگوں نے جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا مہاراشٹر الہند کی زیارت کی اس ادارے کی تعلیمی وسماجی خدمات نے ہمارے دلوں کو باغ باغ کر دیا اور مختلف مشارع پر جامعہ کے ذمہ داروں کا اسلوب قابل قدر رہا، یتیموں ، بیواؤں کے سلسلے میں بھی یہ ادارہ قابل تعریف حد تک خدمات انجام دے رہا ہے۔

## سیدہ فاضلہ منیہ عبدالخالق عبداللہ النوری:

رکن فریق عطا المرأۃ الکویتیۃ الانسانی

السیدۃ الفاضلۃ منی الغانم/ السیدۃ الفاضلۃ فوزیۃ العمیم

۲۰۱۵/۱۱/۲۷ء کو ہم لوگوں نے جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کو دیکھا ، اس ادارے کی خدمات دینی وعلمی میدان میں بہت خوب ہیں، ہم لوگوں نے طبیہ کالج ، النور ہاسپٹل کو بھی دیکھا، جس میں ادارے کی خدمات قابل تعریف ہیں۔

## دکتور حسین مدور:

نمائندہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، سعودی عربیہ

۷/۱۱/۲۰۱۵ء کو میں نے جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی بذات خود زیارت کی، ادارے کی تعلیمی میدان میں خدمات کو دیکھا، یہ ادارہ عصری و دینی تعلیم کا سنگم ہے۔

## مولانا رابع حسنی ندوی:

مدیر عام دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ/ ۷/۱۱/۲۰۱۵ء

۷/۱۱/۲۰۱۵ء کو میں نے جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی زیارت کی، میں نے ہندوستان کے باہر اور اندر بہت سارے جامعات دیکھے، لیکن میں نے اس ادارے کو دیگر جامعات اور اداروں سے ممتاز پایا، اس کا نظام، اس کی تعلیم اور طلبہ کی تعداد نے مجھے حیرت میں ڈال دیا، میری زبان سے سبحان اللہ نکلا۔

## مولانا واضح رشید ندوی:

ناظم تعلیمات ندوۃ العلما لکھنؤ/ ۷/۱۱/۲۰۱۵ء

جامعہ اکل کوا طلبہ کی کثرت تعداد کے باوجود معتدل نظام تعلیم اور نظام تربیت رکھنے والا ایسا ادارہ ہے جس میں عصری تعلیم کا بھی انتظام ہے۔

## مولانا نذر الحفیظ ندوی:

معتمد شعبۂ عربی ادب دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۷/۱۱/۲۰۱۵ء کو میں نے جامعہ اکل کوا کی زیارت کی، ایک ہی کیمپس میں عصری و دینی علوم کو پا کر بڑی خوشی ہوئی۔

## دکتور خالد بن محمد السلیم :

معاون پروفیسر القصیم یونی ورسٹی، سعودی عرب

۴/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ کو اللہ کے فضل کرم سے جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی زیارت کا شرف نصیب ہوا، یہاں کا نظم ونسق، انتظام و انصرام، طلبہ کی تعداد، انتظامی شعبوں کے نشاطات اور دینی وعصری تعلیم کا سنگم دیکھ کر دل سے دعا نکلی اور قلم پر یہ بات آ گئی کہ سرکاری ادارے اور حکومتیں بھی اس ترتیب وتنسیق کے ساتھ اتنا بڑا انتظام حسن و خوبی کے جذبہ کے ساتھ شاید انجام نہیں دے سکتیں۔

اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو سرسبزی وشادابی اور قبولیت عامہ عطا کرے۔

## عمار سعید بن محمد المانعی :

۳/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ کو جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی زیارت کی سعادت، دیکھتے ہی زبان وقلم سے یہ بات نکلی کہ یہ ادارہ قرآن وسنت کی روح کا حامل ہے، اس دیار میں اللہ کی نعمت کا مظہر ہے، یہ چند سطریں حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب اور ان کے رفقائے کار کی خدمت میں اپنے جذبۂ تشکر وامتنان سے شرسار ہوکر لکھی جارہی ہیں، یہ ایسے حضرات ہیں جن کی تعمیر اخلاص وایمان اور بلند ہمتی کی روح کارفرما ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو سرسبزی وشادابی اور قبولیت عامہ عطا کرے۔

## ابوانس علی بن سلطان جلابنہ الاردنی :

۲۲/۱۱/۲۰۱۷ء کو جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کو دیکھنے کا شرف ملا، جس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے کی عصری و دینی

لائن سے امت کی خدمت کو قبول فرمائے اور کام کرنے والوں کو اخلاص عمل اور جہد مسلسل کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

## صفوان داؤدی دمشقی:

(نزیل مدینہ منورہ)

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی زیارت ۱۴۳۹/۲/۵ھ کو اللہ کے فضل وکرم سے حاصل ہو ہی گیا، یہ ادارہ خاص طور پر دینی وعصری تعلیم کا سنگم ہے، یہاں طلبہ کی کثرت تعداد، تعمیرات کی وسعت اور دین و دنیا دونوں لائن سے کامیابیوں کی بھرمار نے دل کو خوشیوں سے مملو کردیا، انتظامی امور سے متعلق حضرات اچھی ملاقات ہوئی، ان کے عزائم، منصوبے و جامعہ کے ترقیاتی پروجیکٹ کو سن کر بڑی خوشی ہوئی، مبارکبادی ہے ان تمام حضرات کی خدمت میں جو مبارک جامعہ کی کوششوں میں بالخصوص بانئ جامعہ شیخ غلام محمد وستانوی کے شانہ بشانہ چلنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

## ابوعبداللہ الیاس:

(مرکز ومسجد الصحابہ، پیرس)

اللہ کے فضل وکرم سے جامعہ اکل کوا میں حاضری ہوئی، ادارہ کی کامیابیاں اور بانئ ادارہ کی قربانیاں دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک ملی، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے اس ادارہ کو قبول فرمائے اور بانئ جامعہ، منتظمین ادارہ کے لیے اپنے فضل وکرم کا خاص فیصلہ فرمائے۔

## صباح الفیلکاوی:

(مشرف المشاریع، جمعیۃ النجاۃ الخیریۃ، کویت)

اللہ کی بارگاہ میں حمد وثنا پیش کرتا ہوں کہ اسی نے مجھے اس عظیم الشان ادارے کی زیارت کا موقع عنایت فرمایا، جس سے دل باغ باغ ہوگیا، دماغ معطر ہوگیا، طلبہ کی تعداد، ان کی محنت اور ادارے کے منتظمین کی طلبہ کی خدمت کے تئیں کوششیں دل کو فرحت وسکون بخشنے کے ساتھ روشن مستقبل کی طرف اشارہ کرنے میں میرے لیے معاون ثابت ہوئی۔ بہت سارے مشاریع خیریہ پہ ادارہ کا ہم سے موافقہ ہوا، ہمارا یہ دورہ اس حیثیت سے بہت کامیاب رہا، وقعتاً یہ ادارہ مادی ومعنوی دونوں اعتبار سے تعاون کا مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو منارۂ علم ونور بنائے اور منتظمین کی کوششوں کو بارآور کرے۔ آمین!

## عبدالمحسن المطیر ی:

(جمعیۃ النجاۃ، کویت)

۵ر ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ر۱۱ر۲۰۱۷ء کو جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کی دعوت پر جامعہ میں حاضری کا موقع ملا، پانچ دنوں تک یہاں قیام کرکے جامعہ، اس کی شاخیں، اس کے شعبہ جات اور خارجی وداخلی نشاطات کو دیکھنے کا موقع ملا، ہر طرح سے طبیعت مطمئن اور خوش ہوئی، ادارہ کے حل وعقد کی کوششیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، مزید اپنا فضل عطا کرے اور ہر ہر فرد کو توفیق یزدی سے نوازے۔

# اردو تاثرات ومشاہدات کا اقتباس

## حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی:

(مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

جامعہ اشاعت العلوم اپنے ظاہر وباطن کی خوبیوں کے لحاظ سے قابلِ تقلید ادارہ ہے، لیکن مولانا کی سرگرمیاں صرف یہیں تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اس جامعہ کی تین سو شاخیں (اب ۱۶۳۵؍شاخیں ہیں) پورے اس علاقہ میں پھیلی ہوئی ہیں اور جہاں دین کے کام سے بھی لوگ واقف نہیں تھے، وہاں اب دین اور علوم دینیہ کے مراکز قائم ہو گئے ہیں، نئے سرے سے اسلام کے پھیلنے اور اس کو سمجھنے کے مواقع فراہم ہو رہے ہیں اور ایک نئی اسلامی نسل کی آبیاری ہو رہی ہے، جو دینی دعوت اور علومِ اسلامیہ کی علم بردار ہوگی، اسی کے ساتھ مساجد کی تعمیر کا جو کام مولانا مدظلہ کے ذریعہ انجام پا رہا ہے، وہ بھی اپنی جگہ ایک مستقل اہمیت رکھتا ہے اور اس کا بھی مولانا نے جس طرح بیڑا اٹھایا ہے، وہ حیرت انگیز ہے، غرض جدھر سے دیکھئے، حضرت مولانا وستانوی مدظلہ کی پہلو دار شخصیت اپنے اندر، ایک عجیب وغریب کشش رکھتی ہے، اور عزمِ جواں وہمتِ مردانہ کی جو مثال آپ کی ذات سے قائم ہو رہی ہے، وہ بہت ہی شاندار اور ایک عالمِ باعمل کا مکمل نمونہ ہے۔

## حضرت مولانا محمد عارف سنبھلی ندوی:

(استاذ تفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

میں لکھنؤ سے رابطہ کے رکن، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی مدظلہٗ العالی کی نمائندگی کے طور پر روانہ ہوا، تو اس مدرسہ اشاعت العلوم کے متعلق یہی تصور تھا کہ شاید یہ بھی کوئی ایسا ہی جامعہ ہوگا، کہ چند جھونپڑیوں یا چند کمروں میں بچے پڑھ رہے ہوں گے، مگر

مدرسہ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں اللہ کے دین کی خدمت کا جو کام اب تک محض چار یا پانچ سال کی مدت میں انجام پایا ہے، وہ واقعۃً ایک جامعہ اور دارالعلوم ہی سے انجام پاسکتا ہے،کل انشاءاللہ یہ مدرسہ بہت بڑا جامعہ بھی بن جائے گا۔

## حضرت مولانا محمد ایوب ندوی:

سب سے بڑی خوبی کی بات ہے کہ مولانا نے ادارہ، ایک ایسی جگہ میں قائم فرمایا جو بہت ہی زیادہ پچھڑا ہوا تھا، نہ تو اس علاقہ میں دین ہی تھا اور نہ تو اقتصادی اعتبار سے یہ علاقہ اتنا آگے ہے، یہ اللہ کا فضل واحسان ہے، وہ جس کو چاہے اس کو عطا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس فضل کے لیے مولانا کو منتخب فرمایا، یہ مولانا کے لیے سعادت کی بات ہے۔

## سرپرست جامعہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہ:

سَتپڑُے کی اس وادیٔ غیر ذی زرع کے دامن میں، قال اللہ وقال الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آوازوں کو سن کر دل مسرت اور خوشی سے لبریز ہوگیا، اللہ تعالیٰ اس علمی گلشن کو دن رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، آمین! اور اس عزیز کی جان توڑ دینی خدمت میں اس خاکسار کو اللہ تعالیٰ حصہ عطا فرمائے۔ آمین!

## جناب عبدالقدیر عبدالستار:

(مبعوث ادارۃ البحوث الاسلامیہ، کاشف العلوم، اورنگ آباد)

اکل کوا جیسے مقام پر اتنا زبردست کام جو یقیناً جامعہ اسلامیہ کہلانے کا مستحق ہے، اس زبردست کام میں مولانا غلام محمد وستانوی صاحب (جزاه اللّٰه عنا و عن سائر المسلمين أحسن مايجزى به عباده الصالين) کی زبردست قربانیوں کو دخل ہے۔

## حضرت مولانا محمد ادریس فلاحیؔ:

آج سے آٹھ سال پہلے بھی آپ محترم کی دعوت پر آنا ہوا تھا، مگر اس مختصر آٹھ سالہ عرصہ میں مدرسہ نے جو ترقی کی ہے، اس کے لیے کوئی بیان کی ضرورت نہیں ہے، یہاں کی عالی شان دینی عمارتیں اور قرآن واحادیث اور علمی، فقہی، ادبی، تعلیمی اور تدریسی چہل پہل اور رونق، زندہ تابندہ علامتیں ہیں۔

دعا ہے، اللہ رب العزت اس ادارے کو دن دونی رات چوگنی، ترقیات سے نوازے۔ آمین!

## مولانا عبدالحلیم صاحب جون پوری، دامت فیوضہم (رحمہ اللہ علیہ):

ایک طرف تعمیری ترقیوں سے ہم آغوش ہے، دوسری طرف تعلیمی ترقی کا یہ حال ہے کہ تجوید وعلمی پختگی کے ساتھ مختلف مقامات پر کافی مکاتبِ قرآنیہ چل رہے ہیں، الحمد للہ! جامعہ کے منصوبے اور عزائم نہایت بلند ہیں۔ تعلیم کے ساتھ دعوت وتبلیغ سے اہلِ جامعہ کا گہرا تعلق ہے۔ مولانا غلام محمد صاحب بڑے باصلاحیت اور فعّال آدمی ہیں۔

## سرپرست جامعہ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب دامت برکاتہم:

یہاں ہم سیکھنے کے لیے آتے ہیں کہ دین کا کام کس طرح کیا جاتا ہے۔

## مولانا اسماعیل صاحب منوبری دامت برکاتہم:

الحمد للہ! نظم ونسق، اطمینان بخش اور اساتذۂ کرام ودیگر عملہ کی کوششیں، قابلِ صد تبریک وستائش ہیں۔

# انگلش تاثرات ومشاہدات کا اقتباس

## ڈاکٹر محمد ملّا ساؤتھ افریقہ:

ہمارے رفقاء کی ایک جماعت نے مدرسہ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کا دو دن کا دورہ کیا، ہم تمام ہی افراد جامعہ کے غیر معمولی کام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اس مثالی ادارہ کی صفائی اور نظم ونسق اور یہاں کی تعلیم نے ہمیں بے حد متاثر کیا، اس ادارہ کے روحِ رواں حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم اور آپ کا عملہ زبردست کام کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس جماعت کو مزید طاقت، صحت اور عمر دراز عطا فرمائے، تاکہ یہ حضرات عرصہ دراز تک اس ادارہ کی خدمت کر سکے، اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو مزید ترقی عطا فرمائے، یہی ہماری دعا ہے، اور اس ادارہ کو خوب کامیاب بنائے۔ آمین! اور اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کوششوں کو خوب ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

## قاری اسماعیل ابراہیم راوَت، ساؤتھ افریقہ:

میں اور میرے چچازاد بھائی کو جامعہ اکل کوا کا دورہ کرنے کا موقع ملا، مختصر وقت میں جامعہ کی حیرت انگیز ترقی سے ہم بے حد متأثر ہوئے، بچوں کا پیش کردہ پروگرام قابلِ تعریف تھا، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو کامیاب اور قبول فرماتے ہوئے ادارہ کو خوب ترقی عطاء فرمائے۔ آمین!

عشاء کے بعد کی تعلیم بھی خوب ہے، مغرب بعد اوابین اور عشاء کے بعد یٰسین شریف کا ختم پُر اثر ہے، ختم خواجگان اور دوسرے اعمال قابلِ تعریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اعمال کو قبول فرمائے۔ آمین!

## پروفیسر لارڈ پٹیل آف بروڈ فورڈ:

او بی ای یو کے/ ۲۱/۱کتوبر ۲۰۰۷ء

جامعہ کے ہر شخص کا شکر گزار ہوں کہ ملت اسلامیہ کے ضرورت مند کی خدمت میں یہ ادارہ لگا ہوا ہے، آپ کے خدمت کے میدان اور آپ کی سوچ میں متفق ہوں۔

## ڈاکٹر سلیمان شمس الدین:

آئی ڈی بی جدہ/ ۲۰/۵/۲۰۰۰ء

ہم IDB میں رہتے ہوئے بہت خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ ٹیکنیکل اسکول اور تعمیری کام میں ترقیات تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے، یہ انسٹی ٹیوٹ انشاء اللہ ایک مرکز بنے گا اور نوجوان طلبہ کی صلاحیت سازی کا ادارہ بھی آپ کے ساتھ شامل ہے۔

## ڈاکٹر حیدر خان:

کنو یز آئی ڈی بی جدہ/ ۲۰/۵/۲۰۰۰ء

میرے لیے بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ ادارہ تعلیمی ترقیات میں روز بروز سوچ سے بھی آگے بڑھتا جا رہا ہے

## جون بیش فورڈ:

بریڈفورڈ ے یو کے

۲۱/۱۰/۷ ۲۰۰ء ہم لوگ یہاں پر اکل کے کیمپس میں ساری چیزیں دیکھ کر بہت متاثر ہوئے، بہت ہی حیرت انگیز جگہ ہے یہ!

## ابراہیم باشا:

یونیورسٹی آف سینٹرل لینکا شائر یوکے

اللہ آپ سبھی کو نوازے اور آپ کی خدمات کو قبول کرے، اس ادارے کی بڑھتی ترقی سے بہت خوش ہوں۔

## ڈاکٹر عتات خان:

جدہ کے ایس اے

اکل کوا دیکھ کر بڑی خوشی ہو رہی ہے، یہ جامعہ ایک پژمردہ مقام پر ۳۰؍سال پہلے ایک سادے معمولی آدمی (مولانا غلام محمد صاحب وستانوی) کے ذریعہ قائم کیا گیا، لیکن ان کی شبانہ روز محنت ان کے عزم مصمم میں مختصر وقت میں عظیم الشان خدمات انجام دیں۔

۱۵؍۷؍۲۰۱۲ء

## ابراہیم بھام ساؤتھ افریقہ:

میں نے دنیا کے کسی کونے میں اتنا زبردست ادارہ نہیں دیکھا تھا جیسا کہ جامعہ اکل کوا میں مختلف شعبوں پر مشتمل جامعہ اکل کوا کو دیکھ رہا ہوں۔ اس کی خدمات کا سارا سہرا اس ادارے کے بانی مولانا غلام محمد صاحب وستانوی کے سر ہے۔ ۵؍۳؍۲۰۱۴ء

## یوسف پٹیل ساؤتھ افریقہ:

اتنا عظیم الشان ادارہ چلانا اللہ ہی کی توفیق سے ہے، مختلف کورسیز مختلف میدانوں میں دینی وعصری تعلیم کی خدمات اس کے بانیان اور مخلصین ومعاونین کے اخلاص کا نتیجہ ہے۔

۵؍۳؍۲۰۱۴ء

# جامعہ میں تشریف لانے والے علمائے کرام ومشائخ عظام

(۱) الدکتور عبداللہ عمر نصیف (سابق جنرل سکریٹری، رابطہ عالمِ اسلامی)

(۲) الشیخ عبدالعزیز عتیق (دارالافتاء ریاض)

(۳) محدثِ جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ

(۴) حضرت مولانا قاری محمد صدیق احمد باندویؒ (بانی جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ)

(۵) مصلح امت، شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوریؒ

(۶) حضرت مولانا شیخ محمد یونس صاحبؒ (مظاہر علوم، سہارن پور)

(۷) حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ (سابق صدر جمعیۃ علمائے ہند)

(۸) حضرت مولانا سید ارشد مدنی (صدر جمعیۃ علمائے ہند)

(۹) حضرت مولانا سلمان الحسینی الندوی مدظلہٗ

(۱۰) حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ (مؤسس فقہ اکیڈمی، انڈیا)

(۱۱) حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودری (رئیس فلاح دارین ترکیسر گجرات)

(۱۲) حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبریؒ (مہتمم دارالعلوم کنتھاریہ)

(۱۳) حضرت مولانا علی یوسف صاحب کاویؒ (رکنِ جامعہ)

(۱۴) جناب حاجی غلام محمد صاحب پاریا (امیرِ جماعت ساؤتھ افریقہ)

(۱۵) مشہور صاحب خیر ودیندار جناب حاجی ابراہیم دادا صاحب (سورت)

(۱۶) الشیخ عبدالجلیل الغربلّی (رئیس مبرۃ الفلاح الخیریۃ، کویت)

(۱۷) الشیخ احسان منیب الشلبی (نمائندہ لجنۃ الفلاح الخیریۃ، کویت)

(۱۸) ابوسقر اسامہ الفرحان (مدیر مبرۃ الفلاح الخیریۃ، کویت)

(۱۹) جناب حاجی لعل محمد صاحب (امریکہ)

(۲۰) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (سورت)

(۲۱) حضرت مولانا رضاء اجمیری صاحب (سورت)

(۲۲) حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوریؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

(۲۳) حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی (لکھنؤ)

(۲۴) حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب سجاد نعمانی (ایڈیٹر الفرقان، لکھنؤ)

(۲۵) مولانا رابع صاحب (ندوۃ العلماء لکھنؤ)

(۲۶) مولانا واضح رشید صاحب (ندوۃ العلماء لکھنؤ)

(۲۷) مولانا نذر الحفیظ صاحب (ندوۃ العلماء لکھنؤ)

(۲۸) پروفیسر انیس چشتی صاحب (پونہ)

(۲۹) پروفیسر محسن عثمانی

(۳۰) مولانا ابراہیم صاحب بھام (جنوبی افریقہ)

(۳۱) مولانا زہیر صاحب راگی (جنوبی افریقہ)

(۳۲) مولانا داؤد قاسم صاحب (جنوبی افریقہ)

(۳۳) مفتی یحییٰ صاحب دارالاحسان (جنوبی افریقہ)

(۳۴) مولانا سلیمان صاحب ملا (جنوبی افریقہ)

(۳۵) حافظ بشیر باتھیا (جنوبی افریقہ)

(۳۶) حاجی اسماعیل صاحب پاریکھ (جنوبی افریقہ)

(۳۷) ابوعبدالرحمٰن جمال النوری (کویت)

(۳۸) ابوخالد ولید مشاری السیف (کویت)

(۳۹) ابوبدر جمال النامی (کویت)

(۴۰) الدکتور ابراہیم الخلیفی (کویت)

(۴۱) محمد جاسم القصار (کویت)

(۴۲) ماجد النصر (کویت)

(۴۳) الدکتور ہاشم الاہدل (مکہ مکرمہ)

(۴۴) ام طلال لیلی ثنیان الغانم (دولۃ الکویت)

(۴۵) منی ثنیان الغانم (دولۃ الکویت)

(۴۶) منیہ عبدالرحمٰن النوری (دولۃ الکویت)

(۴۷) سعاد العرفج (دولۃ الکویت)

(۴۸) معالی مفلح صالح الفلاح (دولۃ الکویت)

(۴۹) فوزیہ عمیم (دولۃ الکویت)

(۵۰) احمد بن علی الرامی (سعودیہ)

(۵۱) دفع اللہ بخیت (سوڈان)

(۵۲) اشرف حسین (سوڈان)

(۵۳) عادل کلبانی (امام حرم سابق)

(۵۴) عبدالقادر العارفی (ایران)

(۵۵) حمد الجہنی (جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ)

(۵۶) حامد اکرم النجاری (مدینہ منورہ)

(۵۷) عامر بہجت (مدینہ منورہ)

(۵۸) محمد عبدالرحیم سلطان العلماء (دبئ)

(۵۹) مشاری محمد العنز ی (دولۃ الکویت)

(۶۰) صالح مبارک راشد (سعودیہ)

(۶۱) عبیداللہ القحطانی (سعودیہ)

(۶۲) جاسم عبداللہ جاسم (قطر)

(۶۳) محمد سعود عالم قاسمی (پروفیسر وسابق صدر شعبۂ دینیات مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ)

(۶۴) احمد بن علی صحیری (ترکی)

(۶۵) احسان قاسم صالحی (ترکی)

(۶۶) حاقان گلوریس (ترکی)

(۶۷) سعید محمد اورکزئی (ترکی)

(۶۸) عمر فاروق قورقمار (ترکی)

(۶۹) شیخ خالد بن محمد السلیم (جامعۃ القصیم، سعودیہ)

(۷۰) شیخ عمار بن سعید المانعی (سلطنۃ عمان)

(۷۱) ابوانس عالی بن سلطان الجلابنہ (اردن)

(۷۲) الیاس علی حسن (پیرس)

(۷۳) شیخ صفوان بن عدنان داؤدی (مدینہ منورہ)

(۷۴) عبدالمحسن المطیری (جمعیۃ النجاۃ، کویت)

(۷۵) الشیخ عود الخمیس (جمعیۃ النجاۃ، کویت)

(۷۶) صباح الفیلکاوی (کویت)

(۷۷) مولانا رشید احمد اعظمی (فرزند محدث کبیر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی)

(۷۸) محمد سمیع اختر (پروفیسر وصدر شعبۂ عربی مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ)

(۷۹) محمد عمر گوتم (رئیس قسم الدعوہ، دہلی)

(۸۰) امامہ ملیباری

(۸۱) فیصل پٹیل

**نوٹ**: ان کے علاوہ بھی بے شمار مشائخ ومشاہیر اور علمائے کرام جامعہ میں تشریف لاچکے ہیں، احاطہ مقصود نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

# جامعہ اور اس کی عمارتیں

جامعہ تقریباً ۱۰۰؍۱ ایکٹر زمین پر پھیلا ہوا ہے، جس کے ۶۵؍۱ ایکٹر زمین پر تعمیری کام ہو چکا ہے۔ ہر شعبہ کی عمارتیں الگ الگ ہیں، جہاں اس کی کلاسیں چلتی ہیں رہائش کے لیے الگ ہاسٹیل بنے ہوئے ہیں، جہاں طلبہ آرام کرتے ہیں، اسی طرح اساتذۂ کرام کی رہائش کے لیے الگ کوارٹرس بنے ہوئے ہیں جس میں وہ اپنے بال بچوں کے ساتھ اطمینان وسکون سے رہتے ہیں۔

# جامعہ اور اس کی شاخیں

بانیٔ جامعہ نے صرف جامعہ ہی کو کام کا فیلڈ نہیں بنایا، بل کہ علاقہ میں اُن تمام جگہوں اور برادریوں (خصوصاً تڑوی برادری) کا سروے کیا، جہاں بدعات وخرافات، جہالت و ناخواندگی، ضلالت وگمراہی، بدعقیدگی و بدچلنی، دین سے دوری ہی نہیں بل کہ لاتعلقی اور بیہودہ رسم ورواج کا دور دورہ تھا۔

آپ نے وہاں کے رؤساء وعمائدین کو جمع کر کے صورتِ حال سے آگاہ فرمایا اور مراکزِ اسلامیہ کھولنے کا مشورہ دیا، بڑی بشاشت کے ساتھ آپ کے مشورہ کو قبول کیا گیا، اس طرح مختلف صوبوں میں مختلف جگہوں پر، بڑے بڑے دارالعلوم، بچوں کے گھر، اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم کے لیے دارالبنات کھولے گئے، آج اس کی تعداد تقریباً ۱۰۳؍ تک پہنچ چکی ہے، آپ کی برکت سے ہر جگہ قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، تمام شاخوں کی تفصیل نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

# جامعہ کی (اقامتی) شاخیں

| نمبر | مراکز کا نام | مقام/ضلع | تاسیس | طلبا | اساتذہ | ملازمین | ایتام |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم | اکل کوا، مہاراشٹر | ۱۹۸۰ | 9551 | 339 | 251 | 419 |
| ۲ | مدرسہ تعلیم القرآن | نمبایتی، اورنگ آباد | ۱۹۸۷ | 235 | 10 | 10 | 11 |
| ۳ | مدرسۃ البنات | نمبایتی، اورنگ آباد | ۲۰۰۰ | 511 | 24 | 15 | 27 |
| ۴ | مدرسہ روح الاسلام | نانیگاؤں، اورنگ آباد | ۱۹۹۰ | 248 | 21 | 10 | 37 |
| ۵ | مدرسہ عمر بن الخطاب | کنج کھیڑ، اورنگ آبا | ۱۹۹۷ | 962 | 47 | 53 | 91 |
| ۶ | مدرسہ حفصۃ بنت عمرؓ | کنج کھیڑ، اورنگ آباد | ۲۰۰۲ | 1,025 | 28 | 12 | 41 |
| ۷ | مرکز اسلامی سلیمیہ | سلوڑ، اورنگ آباد | ۲۰۰۱ | 487 | 28 | 20 | 35 |
| ۸ | مدرسہ رابعہ للبنات | سلوڑ، اورنگ آباد | ۲۰۱۱ | 700 | 21 | 7 | 81 |
| ۹ | مدرسہ خیر العلوم | گنگاپور، اورنگ آباد | ۱۹۹۶ | 137 | 8 | 4 | 10 |
| ۱۰ | مدرسہ مفتاح العلوم | والوج، اورنگ آباد | ۱۹۹۷ | 205 | 12 | 5 | 30 |
| ۱۱ | مدرسہ خالد بن ولید | ویجاپور، اورنگ آباد | ۲۰۰۷ | 593 | 27 | 15 | 60 |
| ۱۲ | جامعہ خیر النساء غلام رسول للبنات | ویجاپور، اورنگ آباد | ۲۰۱۵ | 476 | 11 | 3 | 30 |
| ۱۳ | جامعہ عائشہ للبنات | اڈول، اورنگ آباد | ۲۰۰۹ | 250 | 10 | 6 | 25 |
| ۱۴ | مدرسہ کعب بن مالک رضی اللہ | سیندوروادا، اورنگ آباد | ۲۰۰۳ | 95 | 4 | 3 | 6 |
| ۱۵ | مدرسہ سراج العلوم | چکل ٹھانہ، اورنگ آباد | ۲۰۰۸ | 127 | 9 | 2 | 11 |
| ۱۶ | مدرسہ اکرام الحسن | ساؤنگی، ہرسل، اورنگ آباد | ۲۰۰۹ | 150 | 7 | 3 | 25 |
| ۱۷ | مدرسہ عرفان القرآن | سارولہ پھاٹہ، سلوڑ | ۲۰۰۹ | 70 | 4 | 10 | 14 |
| ۱۸ | مدرسہ دعوۃ الحق صدیقیہ | لمبے جلگاؤں، گنگاپور | ۲۰۱۰ | 120 | 4 | 2 | 15 |
| ۱۹ | عبداللہ بن محمد | لوہ گاؤں، پیٹھن | ۲۰۱۲ | 157 | 5 | 4 | 23 |
| ۲۰ | مدرسہ عثمان بن عفان | بھالگاؤں، گنگاپور | ۲۰۱۵ | 157 | 6 | 4 | 16 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ٢١ | مدرسہ رقیہ للبنات | بھالگاؤں، اورنگ آباد | ٢٠١٦ | 80 | 3 | 1 | 3 |
| ٢٢ | مرکز اسلامی منہاج العلوم | رنجنی، جالنا | ١٩٩١ | 812 | 34 | 15 | 53 |
| ٢٣ | جامعہ مریم للبنات | رنجنی، جالنا | ٢٠٠٧ | 622 | 20 | 15 | 24 |
| ٢٤ | جامعۃ ابو ہریرۃؓ | بدنا پور، جالنا | ١٩٩١ | 790 | 36 | 14 | 40 |
| ٢٥ | مدرسۃ ریاض العلوم | انواء، جالنا | ١٩٩٠ | 505 | 29 | 21 | 22 |
| ٢٦ | مرکز ابوبکر الصدیقؓ | عنبر، جالنا | ١٩٩٧ | 313 | 18 | 18 | 65 |
| ٢٧ | مدرسہ فاطمۃ الزہرۃ للبنات | عنبر، جالنا | ٢٠١٣ | 322 | 8 | 6 | 15 |
| ٢٨ | مرکز اسلامی غنیمیہ | جعفرآباد، جالنا | ١٩٩٤ | 175 | 8 | 8 | 10 |
| ٢٩ | مرکز عادل بورسلی | پاتھری، پربھنی | ٢٠٠٢ | 307 | 20 | 8 | 25 |
| ٣٠ | جامعۃ البنات حضرت صفیہ | پاتھری، پربھنی | ٢٠٠٩ | 330 | 14 | 8 | 36 |
| ٣١ | الجامعۃ عروج الاسلام | مارول، جلگاؤں | ١٩٨٨ | 520 | 22 | 16 | 30 |
| ٣٢ | مدرسہ انوار العلوم | مہرون، جلگاؤں | ١٩٨٦ | 200 | 12 | 25 | 17 |
| ٣٣ | مدرسۃ کافیۃ العلوم | اَڑاود، جلگاؤں | ١٩٨١ | 161 | 8 | 5 | 12 |
| ٣٤ | دار العلوم | بھڑگاؤں، جلگاؤں | ٢٠٠١ | 150 | 7 | 6 | 15 |
| ٣٥ | مدرسۃ البنات حضرت عائشہ | ایرنڈول، جلگاؤں | ٢٠٠٩ | 285 | 11 | 6 | 12 |
| ٣٦ | مرکز اسلامی الرحمہ | ملکاپور، بلڈانہ | ١٩٩٨ | 175 | 9 | 6 | 17 |
| ٣٧ | دار العلوم محمدیہ | اُندری، بلڈانہ | ٢٠٠١ | 81 | 4 | 2 | 8 |
| ٣٨ | مدرسۃ الفلاح | پپلہ، بیڑ | ١٩٩٦ | 351 | 21 | 17 | 32 |
| ٣٩ | مدرسہ عائشہ للبنات | پپلہ، بیڑ | ٢٠٠٥ | 251 | 13 | 3 | 22 |
| ٤٠ | دار العلوم مسعودیہ | مومن آباد، بیڑ | ٢٠٠٣ | 55 | 4 | 3 | 5 |
| ٤١ | مدرسہ تجوید القرآن | منجلے گاؤں، بیڑ | ٢٠٠٢ | 172 | 10 | 8 | 17 |
| ٤٢ | جامعۃ المحسنات | منجلے گاؤں، بیڑ | ٢٠٠٢ | 259 | 11 | 11 | 11 |
| ٤٣ | مدرسہ مظاہر العلوم | بیڑ، بیڑ، مہاراشٹر | ٢٠٠٨ | 125 | 10 | 9 | 17 |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ٤٤ | مدرسۃ البنات | بیڑ، بیڑ، مہاراشٹر | ٢٠١٦ | 149 | 5 | 2 | 13 |
| ٤٥ | مدرسہ احیاء العلوم | عثمان آباد | ٢٠٠٢ | 140 | 9 | 7 | 9 |
| ٤٦ | جامعہ سلمان فارسی | شیراڈھون، عثمان آباد | ٢٠٠٥ | 106 | 3 | 3 | 20 |
| ٤٧ | مدرسہ عثمان بن عفانؓ | احمد پور، لاتور | ١٩٩٩ | 162 | 9 | 8 | 15 |
| ٤٨ | مدرسۃ البنات | احمد پور، لاتور | ٢٠١١ | 238 | 10 | 2 | 14 |
| ٤٩ | مدرسہ تقویۃ الایمان | اوسہ، لاتور | ١٩٩٦ | 125 | 9 | 8 | 15 |
| ٥٠ | مدرسہ انوار القرآن | کسارا، بالکندہ، لاتور | ٢٠١٠ | 37 | 4 | 3 | 8 |
| ٥١ | مرکز علی بن ابی طالبؓ | پلوس، سانگلی | ٢٠٠٢ | 400 | 20 | 8 | 35 |
| ٥٢ | مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ | پلوس، سانگلی | ٢٠١٣ | 150 | 5 | 2 | 12 |
| ٥٣ | مرکز خالد بن ولید | جت، سانگلی | ٢٠٠٢ | 110 | 10 | 3 | 15 |
| ٥٤ | مدرسہ للبنات | جت، سانگلی | ٢٠١٤ | 90 | 6 | 1 | 8 |
| ٥٥ | جامعہ ابو ہریرہؓ | کرکھیلی، ناندیڑ | ١٩٩٤ | 129 | 11 | 5 | 25 |
| ٥٦ | مدرسہ ام کلثوم للبنات | کرکھیلی، ناندیڑ | ١٩٩٦ | 105 | 4 | 2 | 12 |
| ٥٧ | مدرسہ عربیہ دار العلوم | عثمان نگر، ناندیڑ | ٢٠٠٣ | 225 | 9 | 4 | 30 |
| ٥٨ | جامعہ محمدیہ | بارہ ببول، احمد نگر | ٢٠٠٧ | 1208 | 57 | 19 | 90 |
| ٥٩ | مدرسہ انوار القرآن | پیپل نیر، دھولیا | ٢٠١١ | 92 | 5 | 4 | 6 |
| ٦٠ | مدرسہ اشرف العلوم | وشاکا پٹنم A.P | ١٩٩٩ | 133 | 10 | 11 | 25 |
| ٦١ | مدرسۃ البنات | وشاکا پٹنم A.P | ٢٠٠٨ | 181 | 9 | 5 | 22 |
| ٦٢ | مدرسہ منبع العلوم | ایلور۔w گوداوری | ٢٠٠٢ | 340 | 20 | 10 | 40 |
| ٦٣ | مدرسۃ البنات | ایلور۔w گوداوری | ٢٠٠٨ | 100 | 7 | 10 | 10 |
| ٦٤ | دار العلوم | اکواڑا، بھاؤنگر | ١٩٨٧ | 736 | 35 | 15 | 39 |
| ٦٥ | مدرسہ تعلیم القرآن | بیلا، بھاؤنگر | ١٩٨٦ | 272 | 11 | 12 | 14 |
| ٦٦ | مدرسہ تعلیم الدین | بھادرود، بھاؤنگر | ١٩٨٨ | 240 | 8 | 8 | 18 |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۷ | مدرسہ اشرف العلوم | بوٹاڈ، بھاؤنگر | ۱۹۹۱ | 182 | 6 | 10 | 14 |
| ۶۸ | گلشن رحیمہ للبنات | بوٹاڈ، بھاؤنگر | ۲۰۰۶ | 235 | 6 | 8 | 35 |
| ۶۹ | مدرسہ تعلیم الاسلام | سریندرنگر، بھاؤنگر | ۱۹۸۴ | 270 | 11 | 7 | 16 |
| ۷۰ | بچوں کا گھر | توکل نگر، کھیڑا | ۱۹۸۴ | 250 | 9 | 12 | 12 |
| ۷۱ | مدرسہ منبع العلوم | دھولکا، احمد آباد | ۱۹۹۸ | 204 | 9 | 6 | 10 |
| ۷۲ | مدرسہ کنز مزغوب | پٹن، گجرات | ۲۰۰۴ | 584 | 42 | 18 | 23 |
| ۷۳ | دار العلوم | سیندھوا، کھرگون | ۱۹۹۶ | 853 | 36 | 56 | 90 |
| ۷۴ | مولانا آزاد ایجوکیشن | بالاگھاٹ، بالاگھاٹ | ۲۰۰۰ | 213 | 12 | 7 | 11 |
| ۷۵ | مدرسہ تعلیم الدین | دھاناسوٹا، رتلام | ۱۹۹۶ | 197 | 11 | 13 | 35 |
| ۷۶ | مدرسۃ البنات حضرت عائشہ | کھاچروڑ روڈ، رتلام | ۲۰۰۹ | 554 | 18 | 14 | 72 |
| ۷۷ | مدرسہ قوۃ الاسلام | بھینس دھی، بیتول | ۲۰۰۰ | 180 | 7 | 7 | 10 |
| ۷۸ | مدرسہ خدیجۃ الکبری | شیر پور، برھانپور | ۲۰۰۶ | 600 | 18 | 15 | 30 |
| ۷۹ | مدرسہ معین العلوم | گوگاواں، ایم پی | ۲۰۰۴ | 250 | 16 | 7 | 34 |
| ۸۰ | مدرسہ سراج العلوم | سیونی، ایم پی | ۲۰۱۱ | 128 | 5 | 5 | 14 |
| ۸۱ | جامعہ ابو ہریرہؓ | بسرا، راورکیلا | ۱۹۹۶ | 192 | 8 | 3 | 17 |
| ۸۲ | اینہ ہارون البنات | بسرا، راورکیلا | ۲۰۰۴ | 357 | 13 | 7 | 38 |
| ۸۳ | مدرسہ عبد اللہ حمود خرافی | اوراد، بیدر | ۲۰۰۲ | 125 | 6 | 3 | 10 |
| ۸۴ | مدرسۃ البنات عائشہ صدیقہ | اوراد | ۲۰۱۵ | 140 | 6 | 3 | 12 |
| ۸۵ | جامعہ تعلیم القرآن | بیجاپور، بیجاپور | ۲۰۰۵ | 263 | 11 | 8 | 12 |
| ۸۶ | جامعہ عروج الاسلام | کٹگوڑا، بیمیترا، ۳۶ گڈھ | ۲۰۱۱ | 60 | 3 | 3 | 5 |
| ۸۷ | مدرسہ تعلیم القرآن | رانکا، بیمیترا، ۳۶ گڈھ | ۲۰۱۱ | 250 | 9 | 5 | 20 |
| ۸۸ | دار العلوم زکریا | شہادہ | ۲۰۱۴ | 225 | 7 | 5 | 20 |
| ۸۹ | جامعہ فاطمہ نسواں | گلبرگہ، کرناٹک | ۲۰۱۱ | 455 | 11 | 10 | 73 |

| ۹۰ | مدرسہ دارالعلوم | پرتواڑا، امراؤتی | ۲۰۱۲ | 58 | 3 | 2 | 10 |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹۱ | مدرسہ تعلیم القرآن | جموں، کشمیر | ۲۰۰۸ | 200 | 12 | 5 | 10 |
| ۹۲ | مدرسہ ابوبکر صدیق | دراراپور، امراؤتی | ۲۰۱۴ | 77 | 4 | 3 | 30 |
| ۹۳ | جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات | چندن پوری، کھرگون | ۲۰۱۳ | 138 | 8 | 7 | 17 |
| ۹۴ | مدرسۃ البنات | کندھار، ناندیڑ | ۲۰۱۷ | 64 | 3 | 4 | 13 |
| ۹۵ | مدرسہ دارالعلوم | سرسالہ، بیڑ | ۲۰۱۷ | 110 | 4 | 6 | 7 |
| ۹۶ | مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم | کساب کھیڑا، اورنگ آباد | ۲۰۱۷ | 152 | 7 | 5 | 22 |
| ۹۷ | مدرسہ عربیہ تعلیم النساء | شاجاپور، اورنگ آباد | ۲۰۱۷ | 150 | 3 | 2 | 17 |
| ۹۸ | جامعۃ المبارکی | گھاٹ ناندور | ۲۰۱۶ | تعمیری | کام | جاری | |
| ۹۹ | مدرسہ خلفائے راشدین | آشٹی، جالنہ | ۲۰۱۸ | تعمیری | کام | جاری | |
| ۱۰۰ | مدرسہ فاطمہ احمد عبدالرحمٰن المہنا | بڑکن، اورنگ آباد | ۲۰۱۸ | تعمیری | کام | جاری | |
| ۱۰۱ | مدرسہ احمد داؤد الانصاری | شولاپور | ۲۰۱۸ | تعمیری | کام | جاری | |
| ۱۰۲ | مدرسہ سلیمان صالح الرہیمانی | ساگر، ایم پی | ۲۰۱۸ | تعمیری | کام | جاری | |
| ۱۰۳ | مدرسہ حبابہ وفاطمہ | کھالوا | ۲۰۱۸ | تعمیری | کام | جاری | |
| ۱۰۴ | مدرسہ سلیمان عبدالعزیز المطوع | چاندور ریلوے، امراؤتی | ۲۰۱۸ | تعمیری | کام | جاری | |

| مراکز جامعہ | کل طلبا | کل اساتذہ | کل ملازمین | کل ایتام |
|---|---|---|---|---|
| 104 | 36481 | 1557 | 1084 | 2635 |

# جامعہ میں دعوت وتبلیغ کی محنت

الحمدللہ! جامعہ اکل کوا میں ابتدا سے ہی دعوت وتبلیغ کی محنت ہورہی ہے جس میں اساتذہ وطلبہ فکروں میں جڑُتے رہے ہیں۔ بعدازاں عصری تعلیم کے اساتذہ واسٹاف اور طلبہ نے ان فکروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، محنت ہوتی رہی، بفضل تعالیٰ اس وقت شعبۂ کتب، حفظ، دینیات اور عصری تعلیم کے تمام شعبہ جات میں کل ۲۳؍مسجد وار جماعتیں قائم ہیں اور فعال ہیں۔

عصری تعلیم کے شعبوں کی جماعتیں چھٹیوں میں نکلتی ہیں۔امسال مئی جون کی چھٹیوں میں: چلّہ کی ۱۰، تین چلّہ کی ۵، عشرہ ودوعشرہ کی ۱۰، ماہانہ ڈیڑھ دن کی جماعتیں تمام شعبوں سے تقریباً ۷۰؍نکلتی ہیں۔ ماہانہ جوڑ جمعہ کے دن عشاء کے بعد ہوتا ہے، نیز سال میں دومرتبہ کالجز کے تمام اسٹاف کا جوڑ ہوتا ہے۔ دینی تعلیم کے شعبوں کی جماعتیں، ششماہی کی چھٹیوں میں ۱۳؍یوم کے لیے اور شعبان ورمضان کی تعطیلات میں چلّہ کے لیے نکلتی ہیں۔ان طلبہ کا خرچ جامعہ سے دیا جاتا ہے اور طلبہ کی وصولی رقم بھی اس میں شامل ہوتی ہیں۔ دورۂ حدیث شریف کے طلبہ فارغ ہونے کے بعد چار ماہ اور ایک سال کے لیے جماعتوں میں نکلتے ہیں۔ دینی طلبہ کی ماہانہ یک روزہ جماعتیں ۲۰؍نکلتی ہیں۔ان تمام کاموں کی نگرانی ورہبری جامعہ اکل کوا کے معزز ومتحرک استاذ قاری محمد طیب صاحب مدظلہ (امیرِ شعبۂ دعوت وتبلیغ) اور دیگر علمائے کرام کرتے ہیں۔

# شعبۂ کتب خانہ

کتب خانے ذہنی طاقت کا سرچشمہ اور تہذیبی وثقافتی ورثہ کی بنیاد ہیں، اسلامی کتب خانوں کی عالمگیر تحریک، تحریک حکم اقراء کا فیضان ہے، اس کا کامل ظہور عہد عباسی میں ہوا، تعلیم اور کتب خانے دور تمدن کی یادگار ہوتے ہیں، جو قوم جتنی متمدن ہوتی ہے، اسی نسبت سے اس کے علوم وفنوں کی ترقی ہوتی ہے۔

اسی لیے رئیس الجامعہ کی شروع سے خواہش تھی کہ جامعہ کا کتب خانہ ایسا ہو جس میں جملہ علوم وفنون کی کتابیں دستیاب ہوں، چناں چہ اس کے لیے آپ نے کبھی بھی پیسے کی کمی نہیں ہونے دی، جس کتاب کی ضرورت جہاں سے ہوئی فوراً منگوالیا، آج جامعہ کے پاس الحمدللہ ۴۶۰۰۰ ہزار سے زائد کتابیں موجود ہیں، جس میں چھتیس علوم وفنون اور پانچ زبانیں شامل ہیں، خصوصاً ہر فرقِ باطلہ کی تردید کے لیے کتابیں موجود ہیں۔

# شعبۂ تنظیم وترقی وبرقیات

رئیس جامعہ حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب کے سب سے چھوٹے فرزند مولانا محمد اویس وستانوی حال ہی میں جامعہ سے فارغ ہوکر شعبۂ تنظیم وترقی وبرقیات کے ذمہ دار اور ناظم کی حیثیت سے اس شعبہ کا کام سنبھال لیا ہے۔ تعمیرات کی طرف آپ کی توجہ پورہ طرح مبذول ہے، جامعہ میں تعمیرات کا سلسلہ روز اول سے جاری ہے۔ جامعہ کی سب سے پہلی عمارت، جس میں اس وقت مشکوٰۃ کی درس گاہیں اور رئیس الجامعہ کی آفس اوراس کی بالائی منزل پر جامعہ کے نصف درجن دفاتر مصروف عمل ہیں۔ اس کی تعمیر میں

ابتدائی مرحلے میں ۳۰/دن کے قریب صرف ہوئے تھے اور اکل کوا، کُکرمنڈا اور آس پاس کے مؤقر حضرات اور سادہ مزاج مسلمانوں نے بہ نفسِ نفیس شرکت کی تھی۔

ان حضرات کی مخلصانہ توجہ ومحنت آج رنگ لائی اور جامعہ میں تعمیرات کا سلسلہ گویا کہ خودرو قدرتی پودے ہیں، جن کی بہ ظاہر کوئی مشقت نہیں اٹھانی پڑتی اور دیکھتے دیکھتے ایک پُرشکوہ عمارت بن کر دیوہیکل کی شکل میں بنی ہوئی نظر آتی ہے۔ حال ہی میں اسٹاف کوارٹر کی ایک بڑی عمارت تعمیر ہوئی ہے، جس میں رہائش کی اچھی خاصی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس میں جامعہ کے قدیم پروفیسران اور لمبی فیملی کے اساتذہ کی رہائش کا نظم کیا گیا ہے۔

جامعہ کے اہم ترین شعبوں میں سے یہ شعبہ نہایت اہم ہے۔ الحمدللہ! چوں کہ جامعہ کا نظام اور کام بہت بڑا ہے، خواہ وہ تعلیمی ہو یا تعمیری، علوم عصریہ کے کالجز ہوں یا علومِ دینیہ کے مختلف شعبے اور اس سے متعلق طلبہ اور اساتذہ کی درس گاہیں یا رہائش گاہ۔

جہاں بفضلہٖ تعالیٰ جامعہ کی روز افزوں ترقیات کے سبب نئی نئی عمارتوں کا تعمیری کام ہے، اسی طرح قدیم عمارتوں کا بھی تجدیدی کام بہت بڑا ہے۔

رئیس جامعہ کی ہمیشہ یہ فکر رہی ہے کہ جامعہ کے اساتذہ، ٹیچرز، پروفیسرز، پرنسپلز، طلبہ، کالجز کے اسٹوڈینٹس اور دیگر شعبوں سے متعلق عملہ ہر طرح سے اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی ادائیگی و تکمیل کے لیے فارغ رہے۔ انہیں ہر طرح کی سہولیات میسر ہوں اور وہ ذہنی طور پر یکسو ہوکر اپنے اپنے کاموں میں لگے رہیں؛ اس لیے جامعہ نے پڑھنے، پڑھانے والے اسٹاف اور دیگر دفتری احباب کے رہنے اور گھریلو سہولیات کا پورا پورا انظام وانتظام کر رکھا ہے، جہاں جامعہ بڑھتے ہوئے اساتذہ کے لیے جدید کوارٹرز بنا رہا ہے

وہیں قدیم کواٹرز میں رہائش پذیر اساتذہ کے لیے بجلی، پانی، رنگ وروغن کا بھی پورا خیال رکھتا ہے۔ اسی طرح طلبہ کی درس گاہ، قیام گاہ میں بجلی، کھڑکی، دروازے، بیت الخلا و غسل خانے وغیرہ کا نظام، ان کی عمارتوں کے رنگ وروغن کا انتظام ہمیشہ اپ ٹو ڈیٹ رکھتا ہے اور اس تعلق سے طلبہ واساتذہ کی شکایت کی شنوائی فوری طور پر کی جاتی ہے، اور ان کی راحت رسانی کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔

دارالاقامہ میں صفائی کی سہولیات اور اس سے متعلق اشیا کی فراہمی، تازہ آب و ہوا اور فضائی آلودگی سے بچنے کے لیے ہر جگہ باغات کا نظام اور اس کے علاوہ دیگر امور سب اسی شعبہ سے متعلق ہیں۔

## شعبے سے متعلق چند اہم اور عمومی کام:

بجلی کا نظام، پانی کی سہولیات کے لیے پلمبر کا عملہ، کھڑکی، دروازے کے لیے بڑھئی اور لوہار یعنی کارپینٹر اور ویلڈر، تعمیری کاموں کے لیے ٹھیکہ دار وانجینئر، مستری اور مزدور، فلٹر پانی کے لیے اس کا ماہر عملہ، باغبانی کے لیے باغبان وغیرہ۔

یہ سارا عملہ جامعہ میں مستقل اس شعبے کے تحت کام میں لگا ہوا ہے اور دیگر اہم ، باریک وبہتر اور بڑے کاموں کے لیے کانٹریکٹ پر وقتِ ضرورت باہر سے بھی الگ الگ پیشے کی ٹیم کو بلایا جاتا ہے۔

## شعبے کے کارکنان اور یومیہ اخراجات:

اس شعبے کے نگراں وذمہ دار مولانا اویس صاحب وستانوی ہیں، آپ ہی کے زیرِ نگرانی یہ شعبہ کام کر رہا ہے اور الحمدللہ! مولانا کی خصوصی توجہات اور شب وروز محنت کی وجہ

کر یہ شعبہ نہایت ہی فعال ہو چکا ہے۔اور تمام اسٹاف اور طلبہ کی خوب دعائیں حاصل کررہا ہے،اللہ اسے مزید تقویت بخشے۔

الیکٹریشن ۱۵، پلمبر ۱۰، پینٹر ۱۵، ویلڈر ۳، کارپینٹر ۳، کانٹریکٹر ۳ /اور ان کے ماتحت کام کرنے والے مستری اور مزدور کم ازکم ۵۰/، باغوں کی دیکھ بھال کے لیے مالی ۵۔ان تمام کاموں کا یومیہ خرچہ ۵۰/ہزار ہے۔

یہ اس شعبے کے ذمے مفوضہ امور کی مختصر معلومات تھیں۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ اس شعبۂ تنظیم وترقی کو ہر اعتبار سے تقویت بخشے اور اس کے اخراجات کا اپنے خزانۂ غیب سے انتظام فرمائے۔

## السلام بازار:

جامعہ نے طلبہ کی صلاحیت سازی،ان کے اوقات کی حفاظت،ان کی ماحول کی آلودگی اور گندے اور پراگندہ ماحول سے بچانے کے لیے انسانی ضرورت کی ہر چیز کے لیے''السلام بازار'' کے نام سے ایک بازار،مختلف دوکانوں اور چلتی پھرتی شاپ کا اہتمام کیا ہے۔

اس بازار میں طلبۂ جامع عشا اور عصر کے بعد اپنی ضروریات خریدنے کے لیے آتے ہیں۔اُن کا اکل کوا کے بازار میں اس طرح جانا بند ہو جاتا ہے۔

## ATM مشین:

جامعہ نے اپنے کیمپس میں السلام بازار کی السلام کینٹن کا ایک روم ATM مشین کے لیے مہیا کیا ہے،جس میں دو ATM مشین ہیں،جس میں سے طلبہ اپنی رقوم

حفاظت سے نکالتے اورخرچ کرتے ہیں۔ گاؤں کے لوگ اور دیگر مہمانان جو جامعہ میں تشریف لاتے ہیں ان کی ضروریات بھی اسی سے آسانی سے پوری ہوتی ہیں۔

## شعبۂ نظافت:

شعبۂ مطبخ کے روحِ رواں جناب حافظ عبدالصمد صاحب رویدروی کے زیرِ نگرانی شعبۂ نظافت ہر وقت اپنے ماتحت کام کرنے والوں کی نگرانی میں مصروف رہتا ہے۔

حافظ عبدالصمد صاحب صبح چار بجے ہی سے جامعہ اور اطراف جامعہ میں گشت لگا کر نظافت اور صفائی وستھرائی کی نگرانی فرماتے ہیں۔آپ کی وجہ سے جامعہ کا چپہ چپہ صاف ستھرا اور گندگی سے دور رہتا ہے۔۱۴۰۰ ر طلبہ کے کھانے کے انتظام کرنے کے باوجود نظافت کے اس شعبہ سے منسلک رہنا بالخصوص ڈائننگ ہال کو صاف ستھرا رکھنا اور طلبہ کو پوری صفائی ستھرائی کے ساتھ ساتھ وقت پر ناشتہ کھانا مہیا کرنا آپ کے امتیازات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور جامعہ کو آپ سے شبانہ وروز خوب خوب فائدہ پہنچائے۔آمین!

☆☆☆☆☆

# جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ایک نظر میں ۲۰۱۸ء

| | |
|---|---|
| تعداد ٹرسٹیاں | 5 |
| ابتداء ۶ / طالب علم سے فی الحال طلباء کی تعداد | 13231 |
| ابتداء ایک استاذ سے فی الحال اساتذہ کی تعداد | 339 |
| ابتداء ۳ / خادم سے فی الحال خدام کی تعداد | 251 |
| جامعہ سے حفظ مکمل کرنے والے طلبا | 8438 |
| جامعہ سے سند فضیلت حاصل کرنے والے طلبا | 4325 |
| سند افتا حاصل کرنے والے طلبا | 113 |
| قراءت سبعہ عشرہ کی تکمیل کرنے والے طلبا | 2597 |
| دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبا میں پرائیویٹ کمپیوٹر کورس کرنے والے طلبا | 1654 |
| دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبا میں گورنمنٹ ٹیلرنگ کورس کرنے والے طلبا | 481 |
| دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبا میں پرائیویٹ ٹیلرنگ کورس کرنے والے طلبا | 1218 |
| شعبۂ انگریزی (DELL) سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 43 |
| شعبۂ عربی ادب سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 41 |
| ایم بی بی ایس (انٹرشپ جاری ہے) | 79 |
| جامعہ اور جامعہ کی شاخوں سے آئی ٹی آئی سے سند حاصل کرنے والے طلبا (2885+1622) | 4507 |

| | |
|---|---|
| ڈپلوما پالی ٹیکنیک سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 2388 |
| ڈپلوما فارمیسی سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 672 |
| ڈگری فارمیسی سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 317 |
| ڈی ایڈ اُردو سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 809 |
| ڈی ایڈ مراٹھی سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 837 |
| بی ایڈ مراٹھی سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 1092 |
| بی یو ایم ایس ڈگری حاصل کرنے طلبا کی تعداد | 633 |
| جامعہ کی شاخوں سے حفظ کی سند حاصل کرنے والے طلبا | 11626 |
| جامعہ اور جامعہ کی شاخوں سے ناظرہ مکمل کرنے والے طلبا(14924+55897) | 70721 |
| جامعہ کے مکاتب سے ناظرہ مکمل کرنے والے طلبا | 200552 |
| لڑکیوں کے اداروں سے مومنہ کورس مکمل کرنے والی طالبات | 12733 |
| جامعہ سے مختلف ڈگریاں حاصل کرنے طلبا | 320040 |
| ۲۶ر سالوں سے گجراتی زبان میں جاری رسالہ ماہنامہ ''بیانِ مصطفیٰ'' کی تعداد | 12000 |
| ۲۹ر سالوں سے عربی زبان میں جاری رسالہ سہ ماہی ''النور'' کی تعداد | 1100 |
| ۱۵ر سال سے اُردو زبان میں جاری رسالہ ماہنامہ ''شاہراہِ علم'' کی تعداد | 6500 |
| ۴ر سال سے انگریزی زبان میں جاری رسالہ سہ ماہی ''ڈی لائٹ'' کی تعداد | 1100 |
| ۳ر سال سے ماہانہ ''التمرین'' (عربی زبان) میں جاری رسالہ کی تعداد | 1400 |

| | |
|---|---|
| بی اِی انجینئرنگ کالج کے فارغین | 310 |
| پرائمری اسکول (اردو میڈیم) سے فارغ ہونے والے طلبا | 789 |
| ہائی اسکول اور جونیر کالج سے فارغ ہونے والے طلبا (764+1708) | 2472 |
| پرائمری اسکول (انگلش میڈیم) سے فارغ ہونے طلبا | 129 |
| پی، ایچ ڈی فارمیسی سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 2 |
| ایم فارمیسی سے سند حاصل کرنے والے طلبا | 51 |
| دیہاتوں میں طبی خدمات | 50 |
| طبی خدمات روزانہ (النور اسپتال بدناپور)(1169 OPD+416 IPD) | 1585 |
| روزہ افطار سالانہ | 15150 |
| تقسیم افطار کٹ | 97250 |
| کتابوں کی نشر واشاعت | 100000 |
| علماء اور داعیین کے لیے گھروں کی تعمیرات | 77 |
| شادی بیاہ (من جانب جامعہ) | 15000 |
| حج (من جانب جامعہ) | 159 |
| عمرہ (من جانب جامعہ) | 100 |
| قرآن مجید کی چھپائی | 145000 |
| کل ہند مسابقات | 9 |

| | |
|---|---|
| مکاتب | 2620 |
| مراکز | 103 |
| کالجز | 19 |
| آئی ٹی آئی ٹریڈس | 34 |
| پالی ٹیکنک ٹریڈس | 15 |
| پرائمری اور ہائی اسکول | 72 |
| مساجد | 6793 |
| یتیموں کی کفالت (ہر سال) | 3000 |
| تقسیم اضاحی کٹ (امسال) | 376880 |
| بورویل | 6570 |
| وظیفہ (ہفتہ واری) عمر اور درجہ کے اعتبار سے | 182900 |
| اسپتال | 31 |
| مدد سیلاب زدگان تقسیم اشیاء خرد ونوش | 59000 |
| مدد سیلاب زدگان تقسیم کپڑا مرد، عورت، بچوں کے لیے ۲/عدد اور ۱/عدد کنبل | 10500 |

# جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کا نصاب ونظام

ہندوستان کے مشہور ترین اور اہم دینی ادارے دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنو، اور مظاہر علوم سہارن پور کی طرح جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا بھی ایک مشہور ومعروف اور نوخیز ادارہ ہے جس نے صرف اپنی ۳۰ سالہ مدت میں اپنی تعلیمی واصلاحی خدمات اور قرآنی مسابقات کے ذریعے پورے ہندوستان مین دینی وعلمی لہر اور قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کے جذبے کو عام وتام کیا۔

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل ہندوستان کی وہ معروف درس گاہ ہے جس نے علوم دینیہ کے ساتھ علوم عصریہ کی بھی ترویج واشاعت میں برابر کا حصہ لیا ہے اور امت کے نونہالوں کی دینی وعصری دونوں طرح کی رہنمائی کی ہے کہ جہاں امت کے افراد، امتِ مسلمہ کی دینی وعلمی رہنمائی کے لیے مساجد کے ائمہ ومکاتب کے اساتذہ بنیں وہیں زندگی کے سیاسی وسماجی میدانوں میں اور حکومت کے مختلف تعلیمی وصنعتی شعبوں میں پہنچ کر اپنی معاشی اصلاح کے ساتھ لوگوں کو دین کی عملی تبلیغ سے خدا ورسول کے قریب کرسکیں۔

## نظامِ تعلیم وتربیت:

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے بانی ومہتمم حضرت مولانا غلام محمد وستانوی دامت برکاتہم جامعہ کے قیام کے روز اول سے ہی حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندی رحمۃ اللہ علیہ سے مربوط رہے جس کی بنیاد پر اکابرِ امت کی روحانی فیض

رسائی کا معاملہ جامعہ کے تاسیسی دور ہی سے جامعہ کے ساتھ رہا، اسی بنیاد پر جامعہ کے نصابِ تعلیم میں درسِ نظامی ہی کو اول روز سے اہمیت دی جاتی رہی اور عملی طور پر درس نظامی ہی کو جامعہ کے نصابِ تعلیم میں قدرے ترمیم واضافے کے بعد جگہ دی گئی، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے سالانہ اجلاس میں ہر سال حضرت علامہ قاری صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد اور نصاب ونظام کے حوالے سے تعلیمی وتربیتی سرپرستی نے جامعہ کو بامِ عروج پر پہنچا دیا۔

دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ کے فضلا ہندوستان کے کونے کونے میں بالخصوص دیہی علاقوں میں مساجد ومکاتب کی باگ ڈور سنبھالنے کے لیے تیار ہوگئے اور ہندوستان سے آگے بڑھ کر افریقی صحراؤں میں بھی جامعہ کے فضلا کی آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوئی، بل کہ پوری مسلم امت نے ساتھ دے کر فضلائے جامعہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور قرآنِ کریم کی تعلیم، تجوید وقرأت کے ساتھ قرآن کی صحیح تلاوت اور صحیح علم ومعرفت کی نشر واشاعت سے بیرونی دنیا کے لوگ بھی وافر مقدار میں فیض پانے لگے۔

یہ ساری چیزیں اسی درسِ نظامی کی برکات کہی جاسکتی ہیں جس کو جامعہ اکل کوا نے اکابر امت کی سرپرستی ورہنمائی میں اور فی الحال حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہ العالی کی بروقت سرپرستی میں توقع سے زیادہ حاصل کیں۔

ذیل میں ہم جامعہ اکل کوا میں جاری درس نظامی کا خاکہ جو قدرے ترمیم واضافے کے ساتھ شاملِ نصاب ہے، ذکر کرتے ہیں:

## جامعہ اکل کوا کا نصابِ تعلیم:

درجہ اردو: (۱) تعلیم التجوید (تجوید مشق) (۲) تاریخِ اسلام (اول دوم) (۳) اردو زبان کی

چوتھی (۴) رسولِ عربیؐ بعدہ خلافتِ راشدہ حصہ اول (۵) نقل واملا (مختلف کتب سے)(۶) بہشتی ثمر حصہ اول (۷) انگریزی حساب (۸) ناظرہ قرآن شریف۔

درجۂ فارسی: (۱) ناظرۂ قرآن مجید (۲) آمدن سی لفظی، گلزار دبستاں، تیسیر المبتدی (۳) چہل سبق، کریما (۴) اسلام کیا ہے؟ سیرت خاتم الانبیا (۵) معلم الصرف بعدہ دروس اللغۃ العربیۃ (۶) اردو واملانویسی (مختلف کتب سے)(۷) تجوید مشق، تسہیل التجوید (۸) انگریزی حساب۔

عربی اول: (۱) علم الصرف (اول، دوم، سوم) (۲) القواعد النحویۃ (۳) قصص النبیین (اول، دوم) (۴) مالا بد منہ (۵) تاریخِ اسلام، نبی عربی، النحو الواضح (اول) (۶) المفردات الاساسیۃ (۷)(JIIU'S Easy English)، جنرل نالج، ریاضی، قوانینِ ہند، سائنس، جغرافیہ (۸) جمال القرآن (تجوید مشق)۔

عربی دوم: (۱) نور الایضاح، (۲) ہدایۃ النحو، مفید الطالبین، (۳) قصص النبیین (سوم) بعدہ ترجمہ قرآن مجید (پ۳۰)، (۴) الاساس فی النحو، (۵) علم الصیغہ، خاصیات ابواب (۶) فوائد مکیہ (مشق تجوید)، (۷)(JIIU'S Easy English) جنرل نالج، ریاضی، قوانینِ ہند، سائنس، جغرافیہ، (۸) معلم الانشاء اول، (۹) تاریخ خلفائے راشدین۔

عربی سوم: (۱) ترجمۂ قرآن کریم از سورۂ یونس تا سورۂ الفرقان (۲) المختصر للقدوری (کتاب البیوع، کتاب الایمان) (۳) آسان منطق (۴) کافیہ (۵) معلم الانشاء (دوم)، نفحۃ العرب (۶) اصول الشاشی (۷)(JIIU'S Easy English) جنرل نالج، ریاضی، قوانینِ ہند، سائنس، جغرافیہ (۸) اختلافِ امت اور صراط مستقیم۔

عربی چہارم: (۱) ترجمۂ قرآن کریم از سورۂ قصص تا پ ۲۹ (۲) شرح وقایہ اول مکمل ثانی تا کتاب الطلاق (۳) مختارات اول، مقامات حریری تا المقامۃ الخامسۃ مکمل (۴) شرح ابن عقیل (۵) ریاض الصالحین نصف اول (۶) نور الانوار تا باب القیاس (۷)(JIIU'S Easy English) جنرل نالج، ریاضی، قوانینِ ہند، سائنس، جغرافیہ (۸) المقدمۃ الجزریۃ وجامع الوقف (مع مشق تجوید) (۹) عقائد۔

عربی پنجم: (۱) ترجمۃ قرآن کریم پ (۱) تا پ ۱۰ (۲) ہدایہ اول (۳) ہدایہ ثانی (۴) حسامی باب القیاس، العقیدۃ الطحاویۃ (۵) تلخیص البلاغۃ، معین البلاغۃ (۶) مختارات (دوم ص ۸۰)، دیوان متنبّی: ص ۴۰ (۷) نخبۃ الفکر (۸) ریاض الصالحین نصف ثانی (۹) علوم القرآن (اسبوعی)۔

عربی ششم: (۱) مشکاۃ المصابیح اول، (۲) مشکاۃ المصابیح ثانی، (۳) جلالین شریف ۱۰ ر پارے، (۴) جلالین شریف ۱۰ تا پ ۲۰، (۵) جلالین شریف ۲۱ تا ۳۰، (۶) ہدایہ آخرین (اول)، (۷) ہدایہ آخرین (ثانی)، (۸) سراجی، معین الفرائض، (۹) الفوز الکبیر، (۱۰) العقیدۃ الواسطیہ (اسبوعی)، (۱۱) الغزو الفکری، جدید معیشت وتجارت، تعارف فرق باطلہ۔

دورۂ حدیث شریف: (۱) تفسیر بیضاوی شریف (۲) صحیح بخاری (۳) صحیح مسلم (۴) جامع ترمذی (۵) سنن ابی داود (۶) سنن نسائی (۷) طحاوی شریف (۸) ابن ماجہ (۹) موطا امام مالک، موطا امام محمد (۱۰) التربیۃ الاسلامیہ (۱۱) طرق التدریس۔

## نظامِ تربیت اور طریقۂ تدریس:

حالاتِ حاضرہ میں جدید ٹکنالوجی کے عام ہو جانے کی وجہ سے فحاشی اور عریانیت کا دور دورہ ہے، ان حالات میں مسلمانوں کے بچے جو علم نبوت کی تحصیل کے لیے مدارس کا

رخ کرتے ہیں ان کی اخلاقی وروحانی تربیت ان مدارس اسلامیہ ہی کی ذمے داری ہے، اس لیے جامعہ اکل کوا نے اپنے نظامِ تعلیم میں تربیت کو طلبہ کی کثرت کے باوجود بہت پختہ بنانے کی بھرپور سعی کی ہے۔

اس کے لیے تعلیمی گھنٹوں میں ہر استاذ اس بات کو اپنی اخلاقی ذمے داری محسوس کرتا ہے کہ نصاب کی کتابوں کی معتد بہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقیات کا رخ صحیح کرنے کے لیے ان کی نماز کی درستگی ادعیہ ماثورہ کا اہتمام اور ضروریاتِ دین کے لیے باز پرس رکھے، اور نصابِ تعلیم کو درسِ نظامی کے کلیدی عناصر کے ساتھ ایسی کتابوں سے بھی آراستہ کیا گیا ہے جو طالب علم کی اخلاقی زندگی کے خطوط درست کرنے میں حد درجہ معاونت کا فریضہ انجام دینے میں مثبت کردار ادا کرسکیں۔

درسِ نظامی کی کتابوں میں تہذیب وتقطیع کے بجائے جامعہ اکل کوا نے اس بات کو ملحوظ خاکر رکھنے کی کوشش کی ہے کہ طریقۂ تدریس زیادہ سے زیادہ مؤثر، کارآمد، مفید اور حوصلہ افزا ہونے کے ساتھ منزل تک رسائی میں معتد بہ حد تک معاون ثابت ہو، نصاب تعلیم میں درسِ نظامی کے بنیادی عناصر کو باقی رکھتے ہوئے صرف طریقۂ تدریس کو مؤثر بنانے کے لیے ایک خاکہ تیار کیا ہے جو ہر ہر جماعت کی ہر ہر کتاب کے لیے علیحدہ تیار کیا گیا ہے، اسے ذیل کی سطروں میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

# جامعہ اکل کوا میں رائج طریقۂ تدریس

## طریقۂ تدریس برائے اردو

بہشتی ثمر: (۱) اس کتاب کو شروع میں اساتذۂ کرام تھوڑا تھوڑا خود پڑھائیں، پھر بچوں کی روانی کے اعتبار سے سبق کی مقدار بڑھاتے جائیں، پھر ایک حد تک اچھی مناسبت ہو جانے پر، بچوں کو خود بلند آواز سے آگے پڑھنے کا مکلّف بنائیں۔ (۲) کتاب میں جو سوالات ہیں ان کے حل کا بچوں کو مکلّف بنائیں، بوقت ضرورت زبانی جواب بھی بتلائیں۔ (۳) سوالات کے جوابات لکھنے کا مکلّف بنائیں اسے جانچ کر اس پر اپنی دستخط کریں۔ (تعلیمی کمیٹی کاپیوں کا معاینہ کرے گی) (۴) نماز پنجگانہ، نمازِ عیدین اور نماز جنازہ وکفن کاٹنے کا طریقے وغیرہ کی عملی مشق کروائیں۔ (عملی مشق کا بھی امتحان ہوگا)

تاریخ اسلام: (۱) اس کتاب کو بھی کچھ دن خود پڑھائیں، تاکہ طلبہ استاذ کے طرزِ تلفظ کو سیکھ لیں، پھر طلبہ سے پڑھوائیں۔ (۲) مشکل الفاظ کے معانی سننے کا اہتمام۔ (۳) پہلے حصے کا خلاصہ زبانی اور دوسرے حصے کا دیکھ کر سنیں۔

اردو کی چوتھی: (۱) اس کتاب کے مشکل الفاظ کا صحیح تلفظ اور معانی سننے کا اہتمام۔ (۲) روانی سے پڑھنے کی تاکید۔ (۳) اردو لغات تلاش کرنے کا طریقہ بتائیں فیروز اللغات وغیرہ سے نکال کر طلبہ کو دکھلائیں، پھر باری باری مختلف کلمات دے کر اپنے سامنے طلبہ سے لغت کی کتابوں میں تلاش کروائیں اور چند کلمات ان کو لکھوائیں لغت سے تلاش

کرنے اور کاپی پر معنی کے ساتھ لکھ کر لانے کا مکلّف کریں۔ (تقریری وتحریری امتحان میں خاص طور پر اس سے متعلق سوالات کیے جائیں گے)۔

رسولِ عربی ا/ خلافتِ راشدہ: (۱) ان دونوں کتابوں کے مشکل الفاظ کے معانی لکھوا کر زبانی سنے جائیں۔ (۲) سوالات کے جوابات کاپی میں لکھنے کا مکلّف بنائیں اسے جانچ کر اس پر اپنے دستخط کریں۔ (تعلیمی کمیٹی کاپیوں کا معاینہ کرے گی) اور خاص خاص سوالات کے جوابات زبانی سنیں۔

ناظرہ قرآن مجید: (۱) شروع میں طلبہ کو قرآن مجید خود پڑھائیں؛ مد، غنہ، صحتِ حروف وتجوید کی رعایت کے ساتھ سننے کا اہتمام کیا جائے۔ کیوں کہ نصف پارہ بھی اگر صحت وتجوید کے ساتھ سنا گیا، تو طلبا کافی حد تک صحت کے ساتھ ناظرہ قرآن پڑھنے پر قادر ہو سکتے ہیں۔ (۲) یاد کرانے کے لیے ادنیٰ اور اعلیٰ طلبا کے درمیان جوڑیاں لگائی جائیں۔ (۳) تیسواں پارہ حفظ سنیں۔ (نصف اول کا امتحان ششماہی پر اور نصف ثانی کا امتحان سالانہ پر ہوگا)

املا نویسی: (۱) ماہرین تعلیم کا کہنا ہے کہ ''تعلیم وتدریس کے ابتدائی دنوں میں بال پین کا استعمال کسی بھی تحریر کی ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، کیوں کہ بال پین اپنی گولائی کی وجہ سے کاغذ پر پھسلتا ہے، چناں چہ نو آموز طالب علم کا اپنے عصبی عضلاتی نظام پر قابو نہیں رہنے پاتا'' اس لیے اردو کی کسی کتاب میں سے روزانہ کم از کم ۵ سطریں قط لگی نب سے لکھ کر لانے کے لیے کہیں۔ اور پورے اہتمام کے ساتھ ہر طالب کے اس ہوم ورک کو جانچیں، اور لال قلم کے ذریعہ غلطی کی نشاندہی کر کے صحیح لکھ کر اس کی زیادہ سے زیادہ مشق کا مکلّف بنائیں۔ (۲) کمزور طلبا کو تین چار الفاظ بطور مشق دے کر کئی مرتبہ لکھنے کا

مکلّف بنائیں۔(۳) مناسبت ہوجانے کے بعد مختلف کتابوں میں سے وقتاً فوقتاً املاء کرائیں۔(۴) روزانہ دو چار سطر املا لکھوا کر اصول املا کی روشنی میں اسے جانچا جائے۔ (۵) اصول املا میں سے روزانہ کوئی ایک یا دو اصول تختۂ سیاہ کے ذریعے سمجھائے جائیں، جس کے لیے مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب کی کتاب تحریر کیسے سیکھیں؟ کا ضرور مطالعہ کریں۔(مطبوعہ ادارۂ صدیق ڈابھیل)(۶) اردو املا نویسی (مرتب محمد الیاس) کا حصہ اول ششماہی تک، اور حصہ دوم ششماہی تا سالانہ بطور ہوم ورک طلبہ کو سپرد کریں۔

گر ہمی خواہی کہ باشی خوش نویس
می نویس و می نویس و می نویس

## درجۂ اردو کا مقصد:

نوٹ: درجۂ اردو کا مقصد اردو لکھنے اور پڑھنے پر اچھی قدرت ومہارت کا پیدا کرنا ہے، جس کے لیے ہر دو امر کی کثرت کے ساتھ مشق ضروری ہے، اس لیے طلبہ کو زیادہ سے زیادہ اردو پڑھنے اور لکھنے کا مکلّف کریں، املا پر خاص توجہ دیں، درجہ اردو میں عام طور پر طلبہ کمزور ہوتے ہیں، لہٰذا ان پر پوری توجہ دیں، بعد مغرب وعشا نگرانی کا پورا اہتمام کیا جائے، دوپہر میں قیلولہ اور رات میں وقت پر سونے کا مکلّف بنائیں، تاکہ درس گاہ اور مسجد میں تعلیم ونماز کے اوقات میں انہیں نیند نہ آنے پائے، ان کے سامنے تربیتی واصلاحی باتیں بھی کرتے رہیں، دفترِ تعلیمات سے مقدار خواندگی کی طلب کا انتظار کیے بغیر امانت و دیانت کے ساتھ متعینہ مقدار تک نصاب پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

# طریقۂ تدریس برائے فارسی

آمدن سی لفظی: (۱) آمدن سی لفظی کی گردانیں پختہ سنی جائیں۔ (۲) مضارع اور حال کے تلفظ میں دال سے پہلے ہمیشہ فتحہ ہوتا ہے۔ یہ بات طلبہ کو ذہن نشین کرادی جائیں اور استاذ بھی ابتدا میں خود اس کا تلفظ کر کے بتلائیں۔ (۳) کئی مصادر سے ماضی مطلق اور مضارع کا رسم الخط ایک جیسا ہوتا ہے، صرف تلفظ کا فرق ہوتا ہے، مثلاً ''پرورْد'' ماضی مطلق میں (ر) ساکن ہے اور ''پرورَد'' مضارع میں (ر) مفتوح ہے، عموماً طلبہ ان میں فرق نہیں کر پاتے۔ اس پر خصوصی توجہ دیں۔ (۴) مشق کے لیے کوئی ایک گردان اختیار کر کے فارسی سے اردو بنوائیں اور اُس کے پختہ ہونے کے بعد اردو سے فارسی پوچھی جائے۔ (۵) دَور کے لیے مصدر و مضارع کا یاد کرانا بہت مفید ہے، مثلاً آمدن آنا مصدر، بِیاید مضارع۔ آوردن لانا مصدر، بِیارد مضارع۔

تیسیر المبتدی: (۱) تیسیر المبتدی میں ہر قاعدہ یاد کرانے کے بعد اُس سے متعلق کچھ گردانیں لکھوائی جائیں۔ (۲) کچھ مصادر سے چند سوالات دے کر بحث کی مشق کرائی جائے۔ (۳) ہوم ورک کے طور پر کتاب (رہبر فارسی) سے مدد لی جائے تو بہت سودمند ہوگا۔

چہل سبق: (۱) چہل سبق میں الفاظ ومعانی والے اسباق کے بعد سوالات کے ذریعے مشق کروائیں۔ (۲) عبارت وترجمہ والے اسباق میں جملوں کی ابتدا اور انتہا پر خاص توجہ دیں کہ طلبہ ایک جملے کا لفظ دوسرے جملے کے ساتھ ملا کر نہ پڑھیں۔ (۳) مرکب اضافی وتوصیفی کی شناخت اچھی طرح کروائیں، نیز تختہ سیاہ کے ذریعہ مثالیں دے کر سمجھائیں۔ (۴) انیسویں سبق میں افعال کا استعمال ہے، لہٰذا ہر فعل پر ماضی مطلق، ماضی قریب وغیرہ کی گردان کروائیں، تا کہ افعال اور صیغوں کی پہچان اچھی طرح ہو جائے۔

کریما سعدی: (۱) کریما سعدی بچوں کی تربیت کے لیے نہایت ہی عمدہ کتاب ہے، ہر شعر کے بعد آسان الفاظ میں اُس کا خلاصہ سمجھائیں۔(۲) تحقیقِ الفاظ میں افعال اور صیغے طلبہ سے دریافت کیے جائیں۔(۳) ہر باب سے کم از کم دو یا تین ایسے اشعار زبانی یاد کرائیں، جو نصیحت آموز ہوں۔

معلم الصرف: (۱) معلم الصرف کی گردانیں، پختہ سننے کے بعد پہلے عربی سے اردو کی مشق کرائیں، اس کے بعد اردو سے عربی کی۔(۲) کتاب میں لکھی گردان پختہ ہونے کے بعد، اس میں مذکور دیگر مصادر سمع، ضرب وغیرہ سے بھی مشق کروائیں، اس لیے کہ مشق جتنی زیادہ ہوگی کتاب اتنی ہی پختہ یاد ہوگی، اور علم صرف سے مناسبت بھی پیدا ہوگی۔ سال کے شروع میں استاذ خود کتاب میں مذکور اور خارجی مصادر سے گردان بنا کر طلبہ کو بآواز بلند پڑھ کر سنائے، تاکہ وہ اپنے استاذ سے طرزِ گردان سیکھ لیں۔ (۳) سوالات میں مذکور سمع، اجتنب، استنصر وغیرہ افعال سے گردانیں لکھنے اور یاد کرنے کا مکلّف بنائیں اور سنیں۔(۴) حروف زائدہ واصلیہ کو سمجھاتے ہوئے لغات تلاش کرنے کا طریقہ بھی بتائیں، مثلاً اجتنب اگر اس کا معنی لغت میں تلاش کرنا ہے، تو اس کے حروف اصلی جنب نکال کر تختۂ سیاہ پر اچھی طرح سمجھائیں، اور اس طرح کے مزید چند کلمات کے حروف اصلی نکال کر اسے مصباح اللغات وغیرہ سے نکال کر طلبہ کو دکھلائیں، پھر باری باری مختلف کلمات دے کر اپنے سامنے طلبہ سے لغت کی کتابوں میں تلاش کروائیں، اور چند ایسے کلمات ان کو لکھوائیں جن میں حروف اصلی اور حروف زائد دونوں ہوں، اور چند ایسے کلمات جن میں صرف حروف اصلی ہوں، لغت سے تلاش کرنے اور کاپی پر معنی کے ساتھ لکھ کر لانے کا مکلّف کریں۔(تقریری وتحریری امتحان میں خاص طور پر اس سے متعلق سوالات کیے جائیں۔

دروس اللغۃ العربیۃ: یہ کتاب درجہ فارسی میں بعد ششماہی معلم الصرف کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے، اس کی تدریس کا مقصد طلبہ کو صرف عربی زبان سے مانوس کروانا ہے۔

(۱) اس کتاب میں کل ۲۳/اسباق ہیں جن میں سے ۱۰/اسباق پڑھائے جاتے ہیں، ہر سبق کسی نہ کسی بنیادی ہدف کے تحت ہوتا ہے، مثلاً: الدرس الأول اسم اشارہ قریب اور طریقۂ استفہام کو سمجھانے کے لیے ہیں، لہٰذا یہ دونوں چیزیں تختۂ سیاہ کی مدد سے طلبہ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرائی جائیں۔

اسی طرح الدرس الثاني میں اسم اشارہ بعید۔ الدرس الثالث میں معرفہ اور نکرہ، الدرس الرابع میں معرفہ جار مجرور کے ساتھ اور کلمہ أین کا طریقہ استفہام، الدرس الخامس میں حوار اور محادثہ، جس میں دو دو طلبا کی جوڑی لگا کر اولاً کتاب کے سبق سے گفتگو کروائیں، اور بعد میں کچھ خارجی سوالات و جوابات خود بنا کر دیں، اور کچھ طلبہ سے بنوائیں، الدرس السادس میں اسم اشارہ قریب مؤنث کے لیے، الدرس السابع میں کلمہ مَن اور ما کا طریقۂ استعمال برائے مؤنث، الدرس الثامن میں اسم اشارہ قریب و بعید برائے مذکر و مؤنث کو جملوں میں استعمال کرنے کا طریقہ خوب اچھی طرح تختہ سیاہ کے ذریعے سمجھائیں، الدرس التاسع میں آپسی تعارف اور اشیا کے تعارف کا طریقہ سمجھائیں، الدرس العاشر میں محادثے کے انداز میں اپنا اور اپنے دوست کا مکمل تعارف کیسے کیا جائے؟ طلبہ کی جوڑی بنا کر اس کی مشق کرائی جائے۔ (۲) الکلمات الجدیدۃ معانی کے ساتھ زبانی سنیں۔ (۳) طلبہ کو خود تمارین حل کرنے اور کاپیوں پر لکھنے کا مکلّف بنائیں نیز چیک کرنے کے بعد اس پر دستخط کریں۔ (۴) بعض اسباق کی تمارین میں عربی سے متعلق ضروری اور عام استعمال میں آنے والی چیزوں کو ذکر

کیا گیا ہے، اسے بھی سبق کی طرح تختۂ سیاہ پر اچھی طرح سمجھائیں، مثلاً حروفِ قمریہ اور حروفِ شمشیہ کی بحث جو درس ثانی کے آخر میں ہے۔ (۵) حتی الامکان **دروس اللغة العربية** کی گھنٹی میں عربی زبان ہی میں طلبہ سے گفتگوں کریں، تاکہ طالب علم کو عربی میں گفتگو کا ماحول مل سکے۔

اسلام کیا ہے؟: (۱) اس کو روانی سے پڑھوائیں، یہ کتاب عام فہم اور آسان زبان میں اسلام کے مکمل تعارف پر مشتمل ہے، لہٰذا ہر سبق سے پہلے اپنے الفاظ میں اُس کا خلاصہ سمجھائیں اور طلبا کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ (۲) عبادات؛ مثلاً نماز، نمازِ جنازہ وغیرہ کی عملی مشق کر کے بتلائیں۔ (۳) ہر باب سے متعلق جو آیات، احادیث اور دعائیں ہیں، انہیں ترجمہ کے ساتھ زبانی یاد کروائیں اور پابندی کے ساتھ سنیں۔

سیرت خاتم الانبیا ﷺ: (۱) اس میں خاص طور سے مشکل الفاظ کے معانی لکھوائیں۔ (۲) اردو خواندگی میں روانی کا مکلّف بنائیں۔ (۳) ہر سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں، خصوصاً سیرتِ نبویہ سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے، اس پر توجہ دیں جس کے لیے الدکتور مصطفیٰ السباعی کی کتاب **دروس وعبر من السيرة النبوية** سے استفادہ کریں۔ (امتحانات میں اس سے متعلق سوال ہوں گے) (۴) سیرت کے متعلق بنیادی اور اہم امور زبانی یاد کرنے اور لکھ کر لانے کا مکلّف کریں، مثلاً نسب نامہ، ازواج مطہرات، بنات نبی کریم ﷺ وآل نبی ﷺ کے نام، غزوات کے نام مع سن ومقام وغیرہ۔

ناظرہ قرآن مجید: (حفاظ طلبہ کے لیے آموختہ سنانے کا مستقل الگ نظام ہوگا)

(۱) حفاظ طلبہ پر ذمے دار استاذ روزانہ ہر طالب علم سے نصف پارہ ضرور سنے، اگر طلبہ زیادہ ہوں تو دوسرے طالب علم سے مدد لے سکتے ہیں، البتہ اس بات کا لحاظ رکھیں

کہ سننے والا طالب علم آپ کے قریب ہی ہو اور آپ کی اس پر توجہ بھی ہو، (جیسا کہ درجات حفظ میں ہوتا ہے)۔(۲) بقرعید تک کم از کم ۲۰/ پارے، اور بقرعید سے ششماہی تک بقیہ ۱۰/ پارے، اور مزید ایک مکمل قرآن۔ اور ششماہی سے سالانہ تک ایک قرآن، اس طرح سال بھر میں تین قرآن مکمل ہونے چاہیے۔

(غیر حفاظ طلبہ کی ترتیب حفاظ سے علیحدہ ہوگی)(۱) بقرعید تک ۵/ پارے ناظرہ، استاد خود سبق پڑھائے اور خود سنے، بقرعید سے ششماہی تک ۱۰/ پارے(٦ تا ۱۵)۔ ششماہی کے بعد مکمل (۲) مد، غنہ، صحت حروف اور قواعد تجوید کی رعایت کے ساتھ سنیں، (۳) نیز سورۂ یٰسین زبانی یاد کرائیں۔

خطوط نویسی کا طریقہ: (۱) بیٹے کا خط باپ کے نام (۲) طالب علم کا خط والد کے نام (۳) بھائی کا خط بھائی کے نام (۴) بھائی کی طرف سے بھائی کو نصیحت (۵) معذرت کا خط (٦) اسلامی یونیورسٹی میں داخلے کی درخواست (۷) طالب علم کی جانب سے مدیر جامعہ کے نام (۸) سرکاری یونیورسٹی میں داخلے کی درخواست (۹) اسلامی رسالے کے اڈیٹر کے نام (۱۰) رسالے کی خریداری کے لیے (۱۱) رخصت، بیماری وغیرہ کے لیے درخواست لکھوائیں۔

**نوٹ**: ''عربی میں خط لکھئے'' اور ''جدید عربی میں خط ایسے لکھئے'' سے استفادہ کریں، یہ کتاب دراصل ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے، لہٰذا اساتذہ خطوط نویسی کے لیے اس کے اردو ترجمہ سے استفادہ کریں۔(۸) ششماہی کے بعد عربی رسم الخط کی مشق کرائیں اور اس کے لیے عربی رسم الخط کے اصول وضوابط میں سے روزانہ کم از کم ایک یا دو اصول تختۂ سیاہ کی مدد سے سمجھائیں، تاکہ طلبہ عربی میں لکھنے کے مشاق ہو جائیں، عربی رسم

الخط کی مشق کے لئے ”رہنمائے خوش خطی“ کا مطالعہ مفید ہوگا۔(٦)اردو املانویسی (مرتب محمد الیاس) کا حصہ اول، دوم ششماہی تک، اور حصہ سوم، چہارم ششماہی تا سالانہ بطور ہوم ورک طلبہ کو سپرد کریں۔(طلبہ کو پنسل سے لکھنے کا مکلّف کریں)۔

## عمومی ہدایات

درجۂ فارسی میں جامعہ اکل کوا اور اس سے ملحق اداروں میں عموماً دو طرح کے طلبہ ہوتے ہیں، ایک تو وہ جو درجہ اردو پڑھ کر آتے ہیں، اور دوسرے وہ جو حفظ، یا دینیات سے براہِ راست فارسی میں داخل ہوتے ہیں، دوسری قسم میں بعض طلبہ اردو میں کمزور ہوتے ہیں، لہٰذا سال کے آغاز میں اساتذہ دو تین مرتبہ ان کا معائنہ کرلیں کہ اردو میں وہ اچھے ہیں یا نہیں، اگر اچھے ہیں تو ٹھیک، اور اگر زیادہ کمزور ہوں تو انہیں درجہ اردو میں بھیج دیں۔

### درجۂ فارسی پڑھانے کے تین کلیدی مقاصد:

(۱)اردو زبان میں پختگی پیدا کرنا۔(۲)فارسی زبان سے مناسبت پیدا کروانا، تاکہ طلبا مالابد منہ کو سمجھ سکیں۔(۳) عربی زبان سے مانوس کرانا،(لہٰذا اساتذہ کی ذمے داری ہے کہ وہ ان مقاصد ثلاثہ کو پیش نظر رکھ کر طلبہ کو تیار کریں)

**نوٹ**: اردو کے اساتذہ اردو پر، فارسی کے اساتذہ فارسی پر، اور عربی کے اساتذہ عربی پر طلبہ کو خوب محنت کا عادی بنائیں، تاکہ وہ مستقبل میں محنت کے عادی بنیں۔طلبہ کے سامنے تربیتی باتیں بھی کرتے رہیں، جس کے لیے ”صبر واستقامت کے پیکر“، ”وقت کی اہمیت“ ”آداب المتعلّمین“، اور ان جیسی دیگر کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

# طریقۂ تدریس برائے عربی اول

القواعد النحویۃ: یہ کتاب جامعہ اکل کوا کے ادارۃ التعلیم نے تیار کروائی ہے، جس میں ضروری قواعد نحو کے احاطہ کی کوشش کی گئی ہے، ساتھ ہی طلبہ کو قرآن کریم سے مانوس و مربوط کرنے کے لیے قواعد کے ساتھ قرآنی امثلہ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، کیوں کہ نحو عربی پڑھانے کا مقصد قرآن وحدیث کو سمجھنا ہے، اس لیے طلبا واساتذہ دونوں کے پیش نظر ہمیشہ یہ بات رہنی چاہیے۔

(۱) ابتدائی درجات میں اساتذۂ کرام کے لیے از حد ضروری ہے کہ وہ تدریس کے دوران، خاص طور پر " **القواعد النحوية** " کے قواعد اور امثلہ کو سمجھانے کے لیے تختۂ سیاہ (بلیک بورڈ) کو ضرور استعمال کریں، تا کہ طالب علم کے ذہن میں قاعدہ اور مثال مکمل طور پر ذہن نشین ہو جائے، نیز صرف کتابی امثلہ پر اکتفا نہ کریں بل کہ اپنی کاوش سے مزید کم از کم تین مثالیں لکھ کر طلبہ کو سمجھائیں۔ (۲) ہمارے مدارس میں عام طور پر درجۂ عربی اول میں نحو وصرف کے صرف یاد کرانے پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور اس کو سمجھانے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، جب کہ یہ طریقۂ کار سراسر غلط ہے، حضراتِ اساتذۂ کرام کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو قواعد اور ان کی مثالیں یاد کرانے کے ساتھ ساتھ، خوب اچھی طرح سے سمجھا بھی دیں، تا کہ بموقع تطبیق طالب علم کو وہ قاعدہ مع مثال یاد آجائے۔ (۳) کتاب میں بین القوسین جو عبارتیں ہیں، سبق پڑھانے سے پہلے ان کا مطالعہ کر لیں، بل کہ استاذ پورے سبق کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لے، تا کہ وہ سبق طلبہ کو مختلف اسلوب و انداز میں سمجھانے پر قادر ہو جائے۔ (۴) ہر طالب علم سے پورا سبق سنیں، یا کم از کم سبق میں سے

ہر ایک سے کہیں سے کچھ نہ کچھ ضرور پوچھیں، تاکہ ہر طالب علم روزانہ فکرمندی کے ساتھ سبق یاد کرتا رہے۔(۵) اصطلاح یا قاعدے کی محض نظریاتی تفہیم کو ہرگز کافی نہ سمجھا جائے، بل کہ اس کے عملی اجرا پر زیادہ توجہ دی جائے، چناں چہ جب پچھلا سبق طلبہ سے سنا جائے، تو اس میں صرف قاعدہ ہی نہ پوچھا جائے، بل کہ مختلف مثالوں کے ذریعہ سوال کرکے اس بات کا اطمینان کرلیا جائے کہ طالب علم میں اس قاعدے کو عملی طور پر جاری کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟ مثلاً: قاعدہ یہ ہے کہ ''غیر منصرف کا اعراب حالتِ جری میں فتحہ ہوتا ہے'' اب صرف اِس سوال پر اکتفا نہ کیا جائے کہ غیر منصرف کا اعراب کیا ہوتا ہے؟ بل کہ ایسے جملے اردو میں بول کر عربی میں ان کا ترجمہ کرایا جائے، جن میں کوئی غیر منصرف لفظ حالتِ جری میں آیا ہو، یا ایسے عربی جملے بغیر حرکات کے تختۂ سیاہ پر لکھے جائیں جن میں غیر منصرف لفظ حالتِ جری میں ہو، اور ان پر طلبا سے حرکات لگوائی جائیں، یا ایسے غلط جملے طلبا کو دیئے جائیں جن میں غیر منصرف کا اعراب صحیح نہ ہو، اور پھر ان سے کہا جائے کہ وہ ان جملوں کو صحیح کریں۔(۶) جو قواعد کثیر الاستعمال ہیں ان پر قلیل الاستعمال قواعد کی بہ نسبت زیادہ توجہ دی جائے، سبق سنتے وقت بھی اور امتحانات میں بھی کثیر الاستعمال قواعد کے بارے میں زیادہ سوالات کیے جائیں، بل کہ قلیل الاستعمال قواعد کے بارے میں یہ بھی بتادیا جائے کہ ان کا استعمال کم ہوتا ہے، مثلاً:'' **لا حول ولا قوۃ الا باللہ**'' کی پانچ ممکنہ وجوہِ اعراب میں طالب علم کو بتادیا جائے کہ اِن میں راجح اور کثیر الاستعمال وجہ کون سی ہے؟ (۷) اسم متمکن کی جو سولہ اقسام کتاب میں مذکور ہیں، ان کو ذہن نشین اور یاد کرانے اور ان کے عملی اجرا پر خوب زور دیا جائے، مختلف الفاظ کے بارے میں طلبہ سے یہ پوچھا جاتا رہے کہ یہ اسم متمکن کی کون سی قسم ہے؟ اور اس کا اعراب کیا

ہے؟(۸) طلبہ کو ہوم ورک ضرور دیں، مگر اس بات کا لحاظ رکھیں کہ سال کے شروع میں کم سے کم ہوم ورک دیں، اور بعد میں آہستہ آہستہ بڑھائیں، مثلاً: اسم کی تعریف پڑھائی تو طلبہ کو مکلّف کریں کہ اپنی کاپی میں دس مثالیں اسم کی لکھ کر لائیں، اور کاپی کو ضرور چیک کریں، اور ہر کاپی پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔(۹) ہفتہ میں کسی ایک دن آموختہ ضرور سنیں، اور یاد نہ ہونے پر اپنی صواب دید کے مطابق مناسب سزا دیں۔(۱۰) ہر بحث کے ختم پر استاذ طلبہ کو اسی بحث کے چند سوالات لکھوائے، اور دس منٹ کا وقت دے کر ان سے جوابات طلب کرے۔(۱۱) جامعہ کے نظام کے مطابق عربی اول میں بڑی تعداد ان طلبہ کی ہوتی ہے جو حفظ مکمل کر کے سیدھے عربی اول میں آتے ہیں، تو ان طلبہ کے ساتھ ابتداءً حکمت سے کام لیں، سبق تھوڑا تھوڑا دیں، اور انہیں جمانے کی بھرپور کوشش کریں۔
(۱۲) القواعد النحویہ کو پڑھانے کے لیے اساتذہ دیگر کتابوں کا بھی مطالعہ کریں، مثلاً: آسان نحو، مفتاح القرآن، امداد النحو، نحو قاسمی، علم النحو وغیرہ، تاکہ ان کتابوں سے کوئی مفید بات معلوم ہو، تو بوقت ضرورت طلبہ کو بتلاسکیں۔

**نوٹ**: القواعد النحویۃ نحو کی بنیادی کتاب ہے، اگر استاذ طلبہ کو یہ کتاب محنت سے سمجھا کر پڑھادے، تو انشاء اللہ طلبہ آئندہ بڑی ترقی کر سکتے ہیں، وہ استاذ کو دعائیں دیں گے اور ان کے لے صدقہ جاریہ بھی بنیں گے، لہٰذا حضرات اساتذہ پوری فکر اور اہتمام کے ساتھ اپنے متعلقہ اسباق کو پڑھائیں، سبق سننے کا خاص خیال فرمائیں، طلبہ کا وقت بالکل ضائع نہ کریں، نہ گھنٹوں میں طلبہ سے کوئی اور کام لیں، اور نہ ہی انہیں اپنے کسی کام سے بھیجیں۔
ان ہدایات پر عمل درآمد کرنے میں احساس ذمے داری کا ثبوت فراہم کریں۔

مالا بُدّ منہ: یہ کتاب فارسی زبان میں ہے، اور حفظ سے آنے والے اکثر طلبہ

فارسی سے نابلد ہوتے ہیں، اس لیے آغازِ کتاب میں ان کی ہر اعتبار سے مکمل رعایت کی جائے، ایسا نہ ہو کہ طلبا عدمِ رعایت کی بنا پر راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں، لہٰذا حضراتِ اساتذۂ کرام طلبہ کو جمانے کی پوری کوشش کریں۔

(۱) ابتداءً جدید طلبہ کو بغیر کتاب کے، غیر محسوس طریقہ پر کثیر الاستعمال الفاظ سے آشنا کرائیں، تاکہ جب وہ الفاظ اثنائے درس آئیں، تو انہیں کسی قسم کی دشواری محسوس نہ ہو۔ (۲) سمجھانے کی غرض سے چند روز تختۂ سیاہ پر مکمل سبق لکھ کر ترجمہ کرنے کا طریقہ بتلائیں جو مبتدی طلبہ کے لیے بے حد معاون ہے، اس میں اساتذۂ کرام حوصلہ افزا تعاون فرمائیں۔ (۳) اختلافی مسائل میں نہ اُلجھتے ہوئے صرف مسئلہ حنفیہ بتلا دیں، نیز امتحانات میں بھی اختلافی سوالات نہ کیے جائیں، ترجمہ کے لیے طلبہ کو اردو شروحات یا کسی قسم کے کتابچے کی طرف ہرگز رہنمائی نہ کریں، بل کہ ترجمہ لکھوا دینا، شروحات یا کسی بھی کتابچے کی طرف رہنمائی کی بہ نسبت، اقرب الی الفہم ہے۔ (۴) وضو اور نماز کی عملی مشق کروائی جائے، یا تو از خود یہ مشق کر کے بتلائیں، یا پھر کسی طالب کے ذریعہ۔

علم الصرف: علم صرف علومِ عربیہ کے لیے اَساس کی حیثیت رکھتا ہے، جو مبتدی طلبہ کے لیے پختگی اور مشق کے اعتبار سے بے حد ضروری ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ عدمِ پختگی کی بنا پر اوپر کے درجات میں طلبہ عبارت پڑھنے سے اعراض کرتے ہیں، لہٰذا حضرات اساتذۂ کرام کی یہ بڑی ذمے داری ہے کہ وہ طلبہ کی اس کمزوری کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

(۱) صَرْف کے آغاز میں گردانیں یاد کرانا ناگزیر ہے، گردانیں اس طرح یاد ہونی چاہئیں کہ وہ خود بخود زبان پر چڑھ جائیں، اور پوری روانی کے ساتھ انہیں پڑھا جا سکے۔

(۲) اساتذۂ کرام گردان خوب حفظ کرانے کے بعد صیغوں کی شناخت، ان کا صحیح مطلب، صحیح فہم اور محلِ استعمال کی طرف بھی طلبہ کو متوجہ فرمائیں۔

**(الف)** ہر ہر صیغے کے بارے میں یہ پہچان کہ وہ کون سا صیغہ ہے؟ مذکر ہے یا مؤنث، واحد ہے یا تثنیہ یا جمع؟ اس کے لیے دوطرفہ مشقیں زبانی طور پر کرانی ضروری ہیں، یعنی طالب علم سے مختلف صیغوں کے بارے میں یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سا صیغہ ہے؟ مثلاً: فَعَلَتْ یا ضَرَبْتَ کون سا صیغہ ہے؟ ماضی کے ایک صیغے کا نام لے کر اس سے مزید صیغے بنوائے جائیں، مثلاً: ضَرَبَ سے ماضی کا واحد مؤنث حاضر وغیرہ، دونوں قسم کی مشقیں اتنی کثرت سے کرائی جائیں کہ صیغوں کی یہ دوطرفہ پہچان طالب علم کے ذہن نشین ہوجائے، اور ہر طالب علم سے اوسطاً ہر صیغے کے بارے میں متعدد سوالات کر لیے جائیں، اس کام میں اگر وقت زیادہ بھی لگ جائے تو کوئی پرواہ نہ کی جائے۔

**(ب)** اِسی طرح یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ ہر صیغے کے صحیح معنیٰ طالب علم کے ذہن نشین ہوں، اور صیغہ سنتے ہی اُس کے معنی اس کی سمجھ میں آجائیں، اس کے لیے بھی دوطرفہ مشقوں کی ضرورت ہے، ایک طرف عربی صیغہ بول کر اس کے معنی دریافت کیے جائیں، اور دوسری طرف اردو بول کر اس کا ترجمہ طالب علم سے کرایا جائے، یہ دوطرفہ مشقیں بھی اس قدر کثرت سے ہونی چاہئیں کہ صیغوں کے صحیح معنی اور ان کا صحیح محل استعمال ذہن میں پیوست ہوجائے۔

(۳) قواعد وگردان میں روانی کے بعد لاعلی الترتیب صیغوں کی مشق کروائیں تاکہ طلبہ بخوبی معرفتِ صیغ پر قادر ہوسکیں، طلبہ کی قوت حفظ کی رعایت کرتے ہوئے مشق دیں، کیوں کہ مبتدی طلبہ کے متعلق دیگر کتابیں بھی زیرِ حفظ ہوا کرتی ہیں۔

(۴) تمرین میں دیئے گئے عربی کلمات کی مکمل گردان نہ لکھوائی جائے، بل کہ زبانی مشق خوب کروائیں۔

(۵) علم الصرف کی گردانوں میں حتی الامکان قصص کے صیغے دیئے جائیں۔

(۶) حروفِ زائدہ واصلیہ کو سمجھاتے ہوئے لغات تلاش کرنے کا طریقہ بھی بتائیں۔

**نوٹ**: تقریری وتحریری امتحان میں خاص طور پر اس سے متعلق سوالات کیے جائیں۔

المفردات الاساسیہ: درس نظامی میں کوئی ایسی کتاب نہیں تھی جس میں عربی مفردات کو یاد کروایا جاتا ہو، جب کہ عربی تکلم وتحریر پر قدرت کے لیے حفظ مفردات انتہائی ضروری ہے، اسی ضرورت کے پیش نظر ادارۃ التعلیم نے اس عنوان سے مستقل ایک کتاب تیار کروائی، حضرات اساتذۂ کرام اس کی تدریس میں درج ذیل امور کا خاص خیال فرمائیں۔

پہلا مرحلہ: طلبہ کے سامنے کتاب کھلی ہوگی اور آپ اس سبق کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ بآواز بلند تجوید کے ساتھ پڑھیں، اور ہر جملہ کے بعد طلبہ آپ کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر اس جملے کو دہراتے جائیں۔

دوسرا مرحلہ: جب آپ سبق ختم کر چکیں، تو اب آپ خاموش ہو جائیں اور ایک ایک طالب علم کو حکم دیں کہ وہ کھڑے ہو کر بآواز بلند اس سبق کا ایک ایک جملہ پڑھے اور سب طلبہ ساتھ ساتھ دہراتے جائیں، جب آپ کو اطمینان ہو جائے کہ طلبہ کا تلفظ صحیح ہو چکا ہے تو اب آپ ایک قدم اور آگے بڑھیں۔

تیسرا مرحلہ: اب آپ دوبارہ ''الدرس الاوّل'' کو ابتدا سے ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ پڑھتے جائیں، اور بآواز بلند ترجمہ کرتے جائیں، مثلاً:

## الدرس الاول- پہلا سبق

کتاب: کتاب، قلم: قلم، پین، هذا: یہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| هذا كتاب: | یہ کتاب ہے | هذا قلم : | یہ قلم ہے، یہ پین ہے |
| هذا كرسي: | یہ کرسی ہے | هذا باب: | یہ دروازہ ہے |
| هذا شباك: | یہ کھڑکی ہے | هذا جدار: | یہ دیوار ہے |
| هذا طالب: | یہ طالب علم ہے | هذا أستاذ: | یہ استاذ ہے |
| هذا سعيد: | یہ سعید ہے | هذا محمود: | یہ محمود ہے |

چوتھا مرحلہ: اب آپ خاموش ہو جائیں اور طلبہ کو حکم دیں کہ ایک ایک طالب علم بلند آواز سے ایک ایک جملے کا ترجمہ کرے، اور سب طلبہ اس کے ساتھ دُہراتے جائیں، اگر درجے میں طلبہ کم ہیں تو سب سے اس گھنٹے میں پڑھوائیں اور اگر طلبہ کی تعداد زیادہ ہے تو ان کو تقسیم کر لیں، پہلے روز دس پڑھیں، دوسرے روز دس طلبہ پڑھیں، تیسرے روز تیسرے دس طلبہ پڑھیں، غرضیکہ کوئی طالب علم بغیر پڑھے نہ رہے۔

پانچواں مرحلہ: تمرین (مشق) اب آپ تمرین میں آجائیں، تمرین میں عربی الفاظ دیے ہوئے ہیں، آپ ایک ایک طالب علم کو کھڑا کر کے اس سے کہیں کہ وہ ان الفاظ کے ساتھ ''هذا'' ملا کر ایک ایک جملے کو بلند آواز سے ادا کرے، اور سب طلبہ اس کے ساتھ وہ جملہ دہرائیں، پھر تمرین میں دیئے ہوئے اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کرائیں، اسی طرح باآواز بلند ایک طالب علم پڑھے باقی طلبہ اس کے ساتھ دہرائیں۔

اب آپ ان کو عربی قواعد کی چند مختصر اصطلاحیں جو فائدوں میں دی ہوئی ہیں، آسان انداز میں ان کو سمجھا دیں۔ ان میں مزید اضافہ نہ کریں۔

چھٹا اور آخری مرحلہ: یہ بہت اہم مرحلہ ہے اور ساری محنتوں کا ثمرہ ہے۔ آپ کے طلبہ کا ماشاء اللہ عربی تلفظ صحیح ہو چکا اور تمام الفاظ کے معانی ترجمے کے ذریعے ان کو معلوم ہو چکے، اب آپ کو بغیر ترجمہ براہِ راست ان کو بلوانا ہے اور ان کی مشق کرانی ہے، طلبہ سے کتاب بند کرا دیجئے اور اعلان کرا دیجیے کہ اب اردو بولنا منع ہے۔ استاذ کو چاہیے کہ ایک ایک چیز کو ہاتھ میں لے کر بآواز بلند صحیح تلفظ کے ساتھ اس چیز کا نام عربی زبان میں بولے اور طلبہ کو اشارہ کرے کہ وہ بھی ساتھ ساتھ بولتے جائیں: **کتاب، کتاب، کتاب**، پھر قلم ہاتھ میں لے کر بلند آواز سے بولے: **قلم، قلم، قلم**، پھر کاغذ ہاتھ میں لے کر کہے: **ورق، ورق، ورق**، اور حتی الامکان کوشش یہ ہو کہ قواعد تجوید کے مطابق تلفظ کیا جائے، اور طلبہ کو ایسی مشق کرائی جائے کہ یہ الفاظ ان کی زبان پر آجائیں، اب آپ ان تینوں کو ہاتھ میں لے کر کہیں: **کتاب، قلم، ورق**، ...... اور طلبہ بھی ساتھ ساتھ کہتے جائیں اور بار بار کہیں، اب یہ تینوں چیزیں ایک طالب علم کے ہاتھ میں دیں اور وہ بلند آواز سے کہے: **کتاب، قلم، ورق**. ...... نیز طلبہ بھی اجتماعی طور پر ساتھ ساتھ بولتے جائیں، اس طرح باری باری ہر طالب علم یہ تینوں چیزیں لے کر بآواز بلند ان کا نام لے اور سب طلبہ ساتھ ساتھ کہتے رہیں، اس طرح یہ تینوں الفاظ ان کی زبان پر جاری ہو جائیں گے۔

اب آپ دوبارہ کتاب ہاتھ میں لیں اور دوسرے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہیں: **هذا کتاب، هذا کتاب، هذا کتاب**؛ اور طلبہ بھی آپ کے ساتھ کہیں، پھر قلم ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہیں: **هذا قلم، هذا قلم، هذا قلم**؛ اور آپ کے ساتھ طلبہ بھی یہ جملہ دہرائیں، پھر ایک ہاتھ میں کاغذ لے کر دوسرے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہیں: **هذا ورق، هذا ورق، هذا ورق**.

اب آپ ایک طالب علم کو اشارہ کریں کہ وہ ان تینوں چیزوں کو لے کر یوں کہے: **ھذا کتاب، ھذا قلم، ھذا ورق**؛ اور سب طلبہ بآواز بلند ساتھ ساتھ دہراتے جائیں۔ اب آپ مفردات میں اضافہ کرنے کے لیے درسگاہ میں موجود بعض چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں: **ھذا باب، ھذا شباک، ھذا جدار، ھذا عمود، ھذا سقف**.

یاد رہے کہ بولنے میں سب سے زیادہ آسان جملے وہ ہیں جو اسم اشارہ "ھذا" اور مشار الیہ سے مرکب ہوں، اس لیے عربی زبان کی تعلیم کی ابتدا، بل کہ ہر نئی زبان کی ابتدا ان جملوں سے کرنی چاہیے۔

اب اسمِ اشارہ "ھذا" کے استعمال میں اور وسعت پیدا کریں اور چیزوں کے بجائے انسانوں میں استعمال کریں، مثلاً مختلف اشخاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں: **ھذا أستاذ، ھذا تلميذ، ھذا رجل، ھذا ولد، ھذا خالد، ھذا محمود**؛ اور طلبہ سے کہیں کہ وہ ساتھ ساتھ بآواز بلند یہ جملے کہتے جائیں۔

اب ایک قدم اور آگے بڑھیں اور ان مفرد اشیا میں سے ایک کو نزدیک رکھیں اور دوسری کو دور رکھ کر 'ذلک' کا استعمال کریں۔ مثلاً:

**ھذا کتاب　　ذلک کتاب　　ھذا قلم**

**ذلک قلم　　ھذا ورق　　ذلک ورق**

اسم اشارہ "ہذہ" کا استعمال:

اب آپ درسگاہ میں موجود مؤنث اشیا جو نزدیک ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہیں:

**ھذہ کراسة　　ھذہ ساعة　　ھذہ مروحة　　ھذہ زھرة**

پھر ان مؤنث اشیا کی طرف جو دور ہوں اشارہ کرتے ہوئے کہیں اور طلبہ بھی آپ کے ساتھ دہرائیں:

**تلک ساعة تلک مروحة تلک شجرة تلک زهرة**

آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے اس انداز سے طلبہ کو بیسیوں جملے سمجھ کر پڑھنے، لکھنے اور بولنے آ گئے ہیں۔

اسم اشارہ کے بعد اب ضمائر کا استعمال شروع کریں، کیوں کہ ضمیر کے ساتھ بھی جملہ مختصر ہوتا ہے اور یہ کثیر الاستعمال بھی ہیں۔ایک طالب علم کو کھڑا کر کے اس سے مخاطب ہو کر کہیں: **أنا أستاذ أنت تلميذ هو تلميذ**

تثنیہ کی ضمائر کا استعمال: اپنے ساتھ ایک بڑے طالب علم کو کھڑا کر کے کہیں:

**نحن رجلان أنتما ولدان هما ولدان**

جمع کی ضمائر کا استعمال: اب آپ اپنے ساتھ دو بڑے طلبہ کو کھڑا کر کے کہیں:

**نحن رجال أنتم أولاد هم أولاد**

ان جملوں کی خوب مشق کرائیں، تا کہ بلا ترجمہ اس کا استعمال ان کو آ جائے۔

**تنبیه**: یہ جو مختلف مراحل ذکر کیے گئے ہیں، ضروری نہیں کہ آپ ایک گھنٹے میں ایک سبق پورا کر سکیں، ممکن ہے کہ ایک سبق پر دو دن لگ جائیں، تین دن لگ جائیں، آپ فکر نہ کریں، خصوصاً ابتدا میں۔

نیز یاد رہے کہ کسی بھی زبان کے سیکھنے کا اعلیٰ مقصد یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کو اس زبان کا بولنا، پڑھنا اور لکھنا آ جائے، آپ نے سبق میں ان کو پڑھنا اور بولنا سکھا دیا اب اس کا لکھنا باقی ہے، لہٰذا اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تمرین کے علاوہ آپ طلبہ پر لازم

کریں کہ کتاب کا ہر سبق کتاب دیکھ کر اپنی کاپی میں لکھ کر لائیں،اس طرح ان کو عربی لکھنا آجائے گی ،اور عربی خط بھی صاف ہوجائے گا، اسی طرح بقیہ اسباق بھی مرحلہ وار پڑھائے جائیں،آپ خود محسوس کریں گے کہ طلبہ کو کتنا فائدہ ہو رہا ہے۔

عربی کے اساتذۂ کرام پر یہ بات مخفی نہیں کہ عربی الفاظ اور حروف کا صحیح تلفظ اور انہیں اپنے اپنے مخارج سے ادا کرنا کتنی اہمیت رکھتا ہے،اب اگر کوئی شخص کسی لفظ کے ادا کرنے میں غلطی کرتا ہے تو اس لفظ کے معنی بدل جاتے ہیں،اس لیے عربی کے صحیح تلفظ کے لیے علم المخارج کا جاننا اور ان کے مطابق مشق کرنا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا حقیقت کو واضح کرنے کے لیے ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں، یعنی عربی کے حروف کو ان کے مخارج سے اگر ادا نہ کیا جائے تو ان کے معانی بدل جاتے ہیں:

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| قلب | دل | کلب | کتا |
| عاقل | عقلمند | آکل | کھانے والا |
| دالٌّ | راہنمائی کرنے والا | ضالٌّ | گمراہ |
| خِمارٌ | اوڑھنی | حمار | گدھا |
| قال | اس نے کہا | کال | اس نے ناپا |
| قل | کہو | کل | کھاؤ |
| ثمین | قیمتی | سمین | موٹا |

لہٰذا ہر سبق ختم ہونے سے چند منٹ پہلے طلبہ سے کہیں کہ اب اِن الفاظ اور جملوں کو اپنی اپنی کاپیوں میں خوشخط طریقہ سے لکھ لیں۔

تنبیہ: عربی زبان سیکھنے والے طلبہ کے لیے لازم ہے کہ وہ عربی کے قواعد (صرف ونحو) بھی سیکھیں، تاکہ وہ عربی زبان کو بصیرت کے ساتھ بول سکیں، لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ عربی سکھاتے وقت قواعد بقدر ضرورت سکھائے جائیں جتنا کہ اُس درس سے ان کا تعلق ہے، نہ اتنی وسعت دی جائے کہ عربی کا درس صَرف ونحو کا درس بن جائے اور نہ بالکل ترک کیا جائے کہ طالب علم کو بصیرت ہی نہ ہو۔

## عربی رسم الخط:

عربی پڑھانے والے استاذ کے لیے ضروری ہے کہ وہ عربی رسم الخط کی طرف پوری توجہ دے اور عربی پڑھاتے وقت لکھنے، پڑھنے اور بولنے تینوں امور کا اہتمام کرے، عربی رسم الخط کی مشق کرائیں اور اس کے لیے عربی رسم الخط کے اصول وضوابط میں سے ہفتے میں کم از کم ایک یا دو اصول تختۂ سیاہ کی مدد سے سمجھائیں، تاکہ طلبہ عربی میں لکھنے کے مشاق ہو جائیں، (عربی رسم الخط کی مشق کے لئے ''رہنمائے خوش خطی'' کا مطالعہ مفید ہوگا)۔

(۱) اس کتاب میں کل ۲۴؍ اسباق ہیں، ہر سبق کسی نہ کسی بنیادی ہدف کے تحت ہے، مثلاً: الدرس الأول اسمِ اشارہ قریب مذکر ومؤنث کو سمجھانے کے لیے ہے، لہٰذا یہ دونوں چیزیں تختۂ سیاہ کی مدد سے طلبہ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرائی جائیں۔

اسی طرح الدرس الثاني میں اسم اشارہ تثنیہ۔ الدرس الثالث میں اسمِ اشارہ جمع۔ الدرس الرابع میں ضمائر کی معرفت۔ الدرس الخامس میں معرفہ ونکرہ کی معرفت۔ الدرس السادس میں موصوف صفت کی معرفت۔ الدرس السابع میں مضاف مضاف الیہ کی معرفت۔ الدرس الثامن میں مضاف الیہ مضاف کی

صورت خوب اچھی طرح تختۂ سیاہ کے ذریعہ سمجھائیں۔ **الدرس التاسع** میں مضاف الیہ موصوف کی صورت خوب اچھی طرح تختۂ سیاہ کے ذریعہ سمجھائیں۔

**الدرس العاشر** میں مضاف الیہ ضمیر کی صورت میں۔ **الدرس الحادي عشر** میں مبتدا خبر۔ **الدرس الثاني عشر** میں جمع مکسر۔ **الدرس الثالث عشر** میں مبتدا خبر اور موصوف صفت کا فرق۔ **الدرس الرابع عشر** میں اسم اشارہ مشار الیہ اور مبتدا خبر کا فرق۔ **الدرس الخامس عشر** میں مبتدا اسم اشارہ ومشار الیہ کی صورت میں۔ **الدرس السادس عشر** میں مبتدا مضاف مضاف الیہ کی صورت میں۔ **الدرس السابع عشر** میں مبتدا موصوف صفت کی صورت میں۔ **الدرس الثامن عشر** میں خبر مرکب توصیفی کی صورت میں خوب اچھی طرح تختہ سیاہ کے ذریعہ سمجھائیں۔ **الدرس التاسع عشر** میں تمام حروف جارہ زبانی سنیں اور خوب اچھی طرح تختۂ سیاہ کے ذریعہ سمجھائیں۔ **الدرس العشرون** میں خبر جار مجرور کی صورت میں۔ **الدرس الحادي والعشرون** میں اسماء ظروف۔ **الدرس الثاني والعشرون** میں اسمائے استفہام۔ **الدرس الثالث والعشرون** میں حروف عطف کو خوب اچھی طرح تختۂ سیاہ کے ذریعہ سمجھائیں۔

(۲) سبق کے جدید کلمات معانی کے ساتھ زبانی سنیں۔

(۳) طلبہ کو خود تمارین حل کرنے، کاپیوں پر لکھنے کا مکلّف بنائیں، اور چیک کرنے کے بعد اس پر دستخط کریں۔

(۴) بعض اسباق کی تمارین میں عربی سے متعلق ضروری اور عام استعمال میں آنے والی چیزوں کو ذکر کیا گیا ہے، اسے بھی سبق کی طرح تختۂ سیاہ پر اچھی طرح سمجھائیں۔

(۵)حتی الامکان **المفردات الأساسية** کی گھنٹی میں عربی زبان ہی میں طلبہ سے گفتگو کریں، تاکہ طالب علم کو عربی میں گفتگو کا ماحول مل سکے، مثلاً سبق شروع کرتے وقت کہے: **تعالوا ! نبدأ الدرس** ۔طلبہ سے سوالات عربی میں کریں، اگر اچھا جواب دیں تو کہے: **ماشاء الله أحسنتَ** ،جب سبق ختم ہو تو کہے: **قد انتهى الدرسُ** ۔(اپنی عربی مشق کے لے جدید عربی کیسے بولیں؟ عربی بول چال وغیرہ کتب زیرِ مطالعہ رکھیں)

تاریخ اسلام: تاریخ ایک اہم ترین علم ہے، جس سے اسلام اور مسلمانوں کا ماضی وابستہ ہے، اس سے واقفیت اور اس کے مطابق حال میں عمل اور مستقبل کی منصوبہ بندی، ہماری دنیوی واخروی فلاح ونجات کے لیے انتہائی ضروری ہے، مگر افسوس کہ تاریخ ہمارے نصاب میں مظلومیت کا شکار رہے، اور اسے صرف اردو زبان سے آشنائی کے لیے پڑھایا جاتا ہے، اس لیے اساتذۂ کرام کو چاہیے کہ تاریخ اسلام کو تاریخ کی حیثیت سے پڑھائیں، محض خانہ پُری نہ کریں۔

(۱) اردو عبارت روانی کے ساتھ پڑھنے کا طلبہ کو مکلّف بنائیں۔

(۲) پڑھے ہوئے پیراگراف کا مختصر سا خلاصہ سہل انداز میں طلبہ کے ذہن نشین کردیں۔

(۳) متعدد طلبہ سے نصف نصف صفحہ کی لغات حل کروائیں، کسی قسم کا کتابچہ جس میں الفاظ ومعانی مذکور ہوں، ہرگز طلبہ کو نہ دیں، ورنہ طلبہ کے لیے یہ عمل حلِّ لغات میں ناکام کوشش کے مترادف ہے۔

(۴) روانی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ طلبہ سے ۲/ یا ۳/سطریں ایک سانس میں سنی جائیں، تاکہ طلبہ اسی اعتبار سے مشق کر کے آئیں۔

(۵) بقرعید تک یومیہ صرف ایک صفحہ، بعدۂ تین صفحات کا مکلّف بنائیں۔

(۴) اردو لغات تلاش کرنے کا طریقہ بتائیں، فیروز اللغات وغیرہ سے الفاظ ومعانی نکال کر طلبہ کو دکھلائیں، پھر باری باری مختلف کلمات دے کر اپنے سامنے طلبہ سے لغت کی کتابوں میں تلاش کروائیں، اور چند کلمات ان کو لکھوائیں، لغت سے تلاش کرنے اور کاپی پر معنی کے ساتھ لکھ کر لانے کا مکلّف کریں۔ (تقریری وتحریری امتحان میں خاص طور پر اس سے متعلق سوالات کیے جائیں گے)

قصص النبیین: قصص النبیین عربی ادب کی اور خاص طور پر ادب الاطفال پر لکھی گئی ایک اہم ترین کتاب ہے، لہٰذا حضراتِ اساتذۂ کرام مذکورہ طرق پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(۱) عبارت میں روانی پر زیادہ توجہ دیں۔

(۲) حلِّ مفردات، اسم، فعل، حرف کی پہچان کرائیں، نیز ابتدا میں خالص اصطلاحی الفاظ سے احتراز کریں۔

(۳) بقرعید بعد مختصر جملے بنوانے پر توجہ دی جائے۔

(۴) جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ، مبتدا خبر کی پہچان، حروف مشبّہ بالفعل، افعال ناقصہ کا عمل اور ان کے معمول کی پہچان، اور صرفی صیغ مع ابواب پوچھے جائیں۔

(۵) لغات نکالنے کا طریقہ سکھایا جائے، لغات بقرعید بعد از خود طلبہ کے ذمے کریں، حروفِ زائدہ و اصلیہ کو سمجھاتے ہوئے لغات تلاش کرنے کا طریقہ بھی بتائیں، مثلاً اجتنب اگر اس کا معنی لغت میں تلاش کرنا ہے، تو اس کے حروفِ اصلی جنب نکال کر تختۂ سیاہ پر اچھی طرح سمجھائیں، اور اس طرح کے مزید چند کلمات کے حروفِ اصلی نکال کر اسے مصباح اللغات وغیرہ سے نکال کر طلبہ کو دکھلائیں، پھر باری باری مختلف کلمات دے

کر اپنے سامنے طلبہ سے ان کلمات کے معنی لغت کی کتابوں سے تلاش کروائیں، پھر انہیں چند ایسے کلمات لکھوائیں جن میں حروفِ اصلی اور حروفِ زائد دونوں ہوں، اور چند ایسے کلمات جن میں صرف حروفِ اصلی ہوں، لغت سے تلاش کرنے اور کاپی پر معنی کے ساتھ لکھ کر لانے کا مکلّف کریں۔

حلّ لغات کا کسی بھی قسم کا کتابچہ طلبہ کو ہدیہ نہ فرمائیں (عفوًا و معذرةً)۔

(تقریری وتحریری امتحان میں خاص طور پر اس سے متعلق سوالات کیے جائیں)

(۶) حتی الامکان قصص النبیین کی گھنٹی میں عربی زبان ہی میں طلبہ سے گفتگو کریں۔

النحو الواضح:

(۱) النحو الواضح عربی زبان میں علم نحو پر ایک عمدہ کتاب ہے، طلبہ کو اس کے قواعد حفظ یاد کروائیں۔

(۲) طلبہ کو مکلّف کریں کہ وہ تمارین اپنی کاپیوں میں حل کر کے لائیں اور انہیں جانچ کر دستخط کریں۔

(۳) تختۂ سیاہ کے سہارے قواعد طلبہ کو سمجھائیں۔

(۴) النحو الواضح کی عربی زبان بھی بڑی عمدہ ہے، اگر سبق کے دوران کوئی اچھی تعبیر آجائے، تو طلبہ میں عربی ذوق پیدا کرنے کے لیے اس کی نشاندہی کریں اور اسی نہج پر بہت سارے جملے لکھ کر لانے پر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

(۵) طلبہ کو اگلا سبق خود سے حل کرنے کا مکلّف کریں، اور اس بات کا پابند کریں کہ وہ قرآن سے مثالیں لکھ کر لائیں، اور چند مثالیں خود بھی طلبہ کے سامنے سبق کے دوران پیش کرے، طلبہ کا حوصلہ بڑھائیں۔

(۶) روزانہ سبق سننے کا اہتمام کریں تا کہ طلبہ فکرمند رہیں۔

(۷) ہفتہ میں ایک دن آموختہ کے لیے مختص کرلیں، اوراس دن ضرور آموختہ سننے کا اہتمام کریں۔

## عمومی ہدایات

عربی اول کا درجہ طالب علم کی زندگی کا سب سے اہم درجہ ہوتا ہے،اگر استاذ طالب علم کی صحیح تعلیم وتربیت اور ذہن سازی کرے گا تو اس کی زندگی بن جائے گی، ورنہ بیچارہ **خسر الدنیا والآخرۃ** کا مصداق ہوگا،عربی اول کے اساتذہ کی ذمے داری بہت نازک وحساس ہے، اگر استاذ کی لاپرواہی سے طالب علم تعلیم چھوڑ دے، یا غفلت و سستی کا عادی بن جائے،تو استاد اس کے خسارے کا ذمے دار ہوگا،لہٰذا طالب علم کی ذہن سازی استاذ کا اولین فریضہ ہے۔

۱۔سال کے شروع میں دو چار دن ذہن سازی کرتا رہے،اسلاف کے طلب علم کے احوال طلبہ کو سنائیں،عربی زبان کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالیں۔

۲۔ان کو یہ باور کرائیں کہ آپ نے عربی اول میں محنت کرلی اور کتابیں یاد کرلی اور سمجھ لی تو آپ انشاء اللہ کام کے ہوں گے، کیوں کہ یہ بنیاد اور اساس ہے،اور بنیاد جتنی مضبوط ہوتی ہے آگے چل کر اس کا اتنا ہی فائدہ ہوتا ہے۔

۳۔تختۂ سیاہ (بلیک بورڈ) کا استعمال زیادہ سے زیادہ کریں تا کہ بچوں کو بات اچھی طرح سمجھا سکیں۔

عربی اول کا مقصد عربی زبان سے خاص مناسبت پیدا کروانا ہے، لہٰذا قصص النبیین کے اساتذہ انہیں صرف ترجمہ اور لغات بتانے پر اکتفا نہ کریں بل کہ عمدہ تعبیرات کی

نشاندہی کر کے اس جیسی کچھ تعبیرات بنا کر بتائیں، اور پھر ان کو خود سی بنا کر لانے کا بھی مکلّف کریں، تعبیرات حفظ یاد کروائیں، تعبیرات کی مستقل کاپی تیار کروائیں۔

۵۔القواعد النحو یہ اور علم الصرف میں صرف یاد کرانے پر اکتفا نہ کریں، بل کہ تختۂ سیاہ (بلیک بورڈ) کے ذریعہ قواعد کو مثالوں کے ذریعہ سمجھائیں۔

**تنبیہ**: مقدار خواندگی متعین کردی گئی ہے، لہٰذا اس کی رعایت کریں، ادارۃ التعلیم مقدار خواندگی منگوانے کا مکلّف نہیں ہوگا، بل کہ متعین کردہ مقدار خواندگی کے مطابق امتحان کا نظام مرتب کرے گا۔ (ان شاء اللہ)

## طریقۂ تدریس برائے عربی دوم

ترجمہ قرآن: ششماہی کے بعد پہلے پارہ ۱۹، ۲۰ / کا ترجمہ پڑھایا جاتا تھا، اب ادارۃ التعلیم نے صرف پارہ ۳۰ / کر دیا، اس کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو لغاتِ قرآنی یاد کروائی جائے، اور تفسیری کلام سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

(۱) حلِّ لغات، طلبہ کو لغات کے لیے مستقل کاپی کا مکلّف کریں۔

صرف ایک پارہ اسی لیے رکھا ہے تا کہ الفاظ معانی یاد کرلیں، لہٰذا الفاظ معانی کے سننے کا مکمل اہتمام ضروری ہے۔

(المفردات للاصفہانی، عمدۃ الحفاظ للسمین الحلبی سے استفادہ کریں)

(۲) وجہ اعراب پر خصوصی توجہ دیں (**اعراب القرآن وبیانہ، جدول إعراب القرآن صرفه وبيانه، الأعراب المفصل** وغیرہ سے استفادہ کریں)۔

(۳) وجہ ترجمہ پر طلبہ کو مطلع کریں۔ (آسان ترجمہ قرآن ترجمہ شیخ الہند ترجمہ تھانوی سے استفادہ کریں)

(۴) الفاظ کی نحوی وصرفی تحقیق کریں۔

(۵) ترجمہ الفاظِ قرآن سے ملتا جلتا ہو، بالکل بامحاورہ ترجمہ نہ ہو، ہاں البتہ حسبِ ضرورت کیا جاسکتا ہے۔

(٦) الفروق اللغو یہ سے بھی طلبہ کو واقف کریں (**الفروق اللغوية للعسكري، مترادفات القرآن** عبدالرحمٰن کیلانی سے ضرور استفادہ کریں)۔

(۷) روزمرہ پڑھی جانے والی سورتوں کا بنیادی مفہوم طالب علم کے ذہن نشین ہوجائے۔

(۸) قرآن کریم کی لغات کا ایک معتد بہ ذخیرہ طالب علم کو یاد کروائیں، کیوں کہ اس عمر میں یاد کرنا آسان ہوتا ہے۔

(۹) نحو وصرف کے قواعد کا اجرا کروائیں۔ چوں کہ ان درجات میں نحوی اور صرفی قواعد کے اجرا کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اس لیے تدریس کے دوران اِس پہلو کو بطورِ خاص ملحوظ رکھیں۔

ہدایۃ النحو: ہدایۃ النحو اس درجہ کی اہم ترین کتاب ہے، عربی اول میں طلبہ بزبان اردو نحو کے قواعد کو حفظ کر چکے ہیں، اب بزبان عربی نحو کی یہ پہلی کتاب ہے، جس کی تدریس میں افراط وتفریط سے کام لیا جاتا ہے، بعض اساتذہ طویل بحثیں کرتے ہیں، جس سے طلبہ الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں، اور اکثر طلبہ فہمِ کتاب سے قاصر رہتے ہیں، اور بعض اساتذہ انتہائی اختصار کے ساتھ درس دیتے ہیں، جس کی وجہ سے طلبہ بات کو اچھی طرح نہیں سمجھ پاتے، جب کہ درس افراط وتفریط سے پاک ہونا چاہیے۔

عام طور پر اساتذہ اس کتاب کے اساتذہ اردو شروحات سے کام لیتے ہیں (جو

بکثرت پائی جاتی ہیں) اور شارحین نے ضروری وغیر ضروری جو کچھ تھا سب تحریر کر دیا ہے، اساتذہ وہ تمام باتیں طلبہ کے سامنے نقل کرتے ہیں، حالاں کہ یہ درست نہیں، مصنف رحمہ اللہ نے مقدمۃ الکتاب سے پہلے جو مقصد تصنیف بیان کیا ہے اسے پیش نظر رکھنا چاہیے، مصنف رحمہ اللہ نے صاف لکھا ہے:'' **فهذا مختصر مضبوط في النحو جمعت فيه مهمات النحو على ترتيب الكافية مبوبا ومفصلا مع ايراد الأمثلة في جميع مسائلها من غير تعرض للأدلة والعلل لأن لا يشوّش ذهن المبتدى فى فهم المسائل** ۔ گویا منصف نے اولاً تو یہ وضاحت فرمائی کہ نحو کے جمیع مباحث و قواعد کا احاطہ نہیں کیا گیا، اور ثانیًا یہ کہ مبتدئین کی رعایت کرتے ہوئے قواعد کے دلائل اور علل سے پرہیز کیا گیا ہے، اگر چہ مصنف نے بعض مقامات پر دلائل وعلتوں سے تعرض کیا ہے، مگر وہیں جہاں مبتدی بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہو، لہذا اساتذہ کو بھی اسی انداز میں درس دینا چاہیے، حل عبارت اور قاعدہ کی مثال کے ذریعہ وضاحت وتفہیم، اور عام فہم انداز میں کتاب کو سمجھانے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

ہر اصطلاح اور قاعدے کی تشریح میں اس بات کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ صرف کتابی مثالوں پر اکتفا نہ کیا جائے، بل کہ ہر اصطلاح اور ہر قاعدے کی دیگر مثالیں اپنی طرف سے بتائی جائیں، پھر ان سے نئی مثالیں بنوائی جائیں، اور یہ کوشش کی جائے کہ مثالیں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم سے ماخوذ ہوں، مثلاً: کتاب میں ''**ما اضمر عامله على شريطة التفسير**'' کی صرف ایک مثال دی گئی ہے، استاذ کو چاہیے کہ وہ قرآن کریم سے اس کی آسان مثالیں تلاش کر کے طالب علم کے سامنے بیان کرے، اور ان میں متعلقہ قواعد کا اجرا بھی کرائے، مثلاً:'' **والسماء بنينٰها . والارض فرشنٰها . إنا كل**

**شيء خلقناه بقدر . والقمر قدّرناه منازل . والجانّ خلقناه من قبل"۔**

☆ حل عبارت مع تصحیح۔

☆ وجہ اعراب (فاعل ،مفعول، کی تمیز وغیرہ)۔

☆ تفہیم قاعدہ مع امثلہ،قرآنی امثلہ تلاش کر کے لکھوائیں۔

☆ بغرض تفہیم قواعد کا تکرار (۲یا۳ مرتبہ)۔

☆ ہر قاعدہ کی ۲/یا۳/مثالیں طلبہ سے لکھوائی جائیں۔(اس کے لیے الاساس فی النحو سے مدد لی جاسکتی ہے)

☆ طلبہ کو عربی کتابوں کے پڑھنے کا مکلّف کریں۔

مفید الطالبین: یہ کتاب داخل نصاب ہے جو ہدایۃ النحو کے ساتھ ہفتہ میں ایک دن پڑھائی جاتی ہے،اس کتاب میں امثال ومواعظ ، حکایات ونقلیات بڑی ہی پُر تاثیر ہیں، اس لیے ان سے استفادہ ضروری ہے، تاکہ برموقع وبرمحل افادہ اور استفادہ میں کام آسکے،لہٰذا اس کتاب کی تدریس میں چند امور قابلِ توجہ ہیں:

(۱) تصحیحِ عبارت (۲) معنی خیز ترجمہ (۳) جملوں کی تراکیب (۴) بعض مؤثر جملے اور امثال زبانی یاد کرادیے جائیں، اس کتاب کو شامل نصاب کرنے کے دو مقصد ہیں:

۱-ترکیب نحوی۔۲-محفوظات ،یعنی عربی تکلم کے لیے ضرب الامثال کا یاد ہونا۔

نور الایضاح: نور الایضاح عربی زبان میں فقہ کی پہلی کتاب ہے اس سے قبل طلبہ مالا بدمنہ پڑھ کر آتے ہیں جو فارسی میں ہے۔سال کے آغاز میں مقدمۃ العلم والکتاب کی صورت میں مندرجہ ذیل امور سے طلبہ کو واقف کرائیں، لکھوائیں، یاد کروائیں اور سننے کا اہتمام کریں:

(۱)علم فقہ کی عربی تعریف، موضوع، غرض و غایت، فضیلت، شرعی حکم، مآخذ، تدوینِ فقہ، ائمہ اربعہ اور صاحبین کا تعارف۔

(۲)فعل، فاعل، مفعول، مبتدا، خبر کی تمیز کے بعد ترجمہ کرائیں، لیکن اس چیز کو مستقل موضوع نہ بنائیں۔

(۳)صورتِ مسئلہ کی وضاحت۔

(۴)اسلامی تعلیمات کا مقصد تعلیم برائے معلومات نہیں، بل کہ تعلیم برائے عمل ہے۔اور اسلام دنیا کے دیگر نظریات کی طرح کسی نظریے کا نام نہیں، جو صرف کاغذات کی حد تک ہو اور عملی صورت سے عاری، بل کہ اسلام اُس کامل و مکمل دین کا نام ہے، جس پر انبیاء صحابہ اولیاء اور تابعین نے عمل کیا، اس لیے علم فقہ کی تعلیم کا مقصد صرف طلبہ کو مسائل فقہیہ سے واقف کرانا ہی نہیں، بل کہ انہیں ان مسائل کے مطابق عمل پر آمادہ کرنا ہے، کیوں کہ آخرت میں مدارِ نجات اعتقادِ صحیح اور عملِ صالح ہے، اگر چہ اصل تو فضلِ الٰہی ہے، مگر فضل الٰہی کو اپنی جانب متوجہ کرنے والی یہی دو چیزیں ہیں، عام طور پر اساتذہ اس کی تدریس میں افراط وتفریط سے کام لیتے ہیں، بعض طویل طویل مباحث طلبہ کے سامنے چھیڑ دیتے ہیں اور بعض صرف ترجمہ اور مختصر تشریح پر اکتفا کرتے ہیں، عملی طور پر طریقۂ وضو، طریقۂ نماز وغیرہ تو شاید باید ہی کوئی استاذ طلبہ کو بتاتا ہے، حالاں کہ یہ درست نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ تمام اعمال، عملی طور پر کر کے دکھائے، پھر صحابہ نے تابعین کو، اور تابعین نے اپنے بعد والوں کو کر کے دکھایا، (ھلم جرا)۔

لہٰذا جو چیزیں طلبہ کو عملاً دکھانا ہے، مثلاً: وضو، تیمّم، مسح علی الخفین، نماز، جنائز، تجہیز و تکفین، غسل میت اور کفن کاٹنے کا طریقہ وغیرہ، ضرور دکھائیں، اس میں کسی قسم کی

کوتاہی ہر گز نہ کریں، (عملی مشق کا باقاعدہ امتحان ہوگا، اور ۱۰۰ر میں سے ۳۰ر نمبرات اس کے ہوں گے)

(۴) اختتامِ فصل پر چند سوالات، لاعلی التعیین طلبہ سے پوچھیں۔

(۵) ہر باب سے متعلق عصرِ حاضر کے پیش آمدہ جدید مسائل سے طلبہ کو واقف کرانا ضروری ہوگا، ذیل میں ہر باب سے متعلق نوازل کی نشاندہی کی جارہی ہے، مسائلِ جدیدہ کو بتلانے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

(۱) بہتر یہ ہوگا کہ کتاب کی عبارت میں جو مسئلہ زیرِ بحث ہو، اس سے متعلق جدید مسئلہ بھی وہیں بتلا دیا جائے، جیسے مسواک کی سنت کے ساتھ ٹوتھ برش کا مسئلہ۔

(۲) ہر باب کے اختتام پر اس باب سے متعلق تمام جدید مسائل ایک ساتھ بتلا دیئے جائیں۔

باب الوضو: ٹوتھ برش مسواک کے قائم مقام ہوگا یا نہیں؟ موبائل کی چیپ (Chip)، کیسیٹ اور سی ڈی وغیرہ کو بلا وضو چھونا، کمپیوٹر کی اسکرین پر لکھے ہوئے قرآن کو بلا وضو چھونا، جس موبائل فون میں قرآن ڈاؤن لوڈ کیا گیا اسے بے وضو چھونا، پاکٹ سائز قرآن کو بلا وضو چھونا، قرآن کی کیسٹ یا سی ڈی کو بلا وضو چھونا، اعضائے وضو وغسل پر کلر پینٹ، فیوی کوئک وغیرہ لگ جائے تو وضو ہوگا یا نہیں؟ ناخن پالش وضو اور غسل کو مانع ہے یا نہیں؟ پلاسٹر پر وضو اور غسل میں مسح کافی ہوگا یا نہیں؟

باب التیمم: ٹرین میں تیمّم سے نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں۔ ماربل اور ٹائلس لگی ہوئی دیوار پر تیمّم وغیرہ۔

باب الاذان: ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ اذان، جنتریوں سے اوقاتِ نماز کی تعیین وغیرہ۔

باب الامامۃ: شرٹ، پتلون پہننے والے کی امامت، غیر مقلد امام کی اقتدا وغیرہ۔

باب الصلاۃ: نماز میں ٹی شرٹ پر لکھا ہوا پڑھنا۔ آئینہ اور ٹائلس کے سامنے نماز۔ بحالتِ نماز منھ میں چاکلیٹ کی مٹھاس کا باقی رہنا۔ گوبر سے لیپی ہوئی زمین پر نماز۔ دورانِ نماز گھڑی پر نظر کرنا۔ آدھی آستین والے قمیص میں نماز۔ تنگ اور چست پتلون پہن کر نماز۔ ننگے سر نماز۔ کہنی تک آستین چڑھا کر نماز۔ چٹائی کی ٹوپی پہن کر نماز۔ ٹائی کے ساتھ نماز۔ خانۂ کعبہ کی تصویر والے مصلے پر نماز۔ باتصویر کپڑوں میں نماز۔ نماز کی حالت میں انگلیاں توڑنا۔ صفوں کے درمیان سنتیں پڑھنا۔ نماز میں کھانسنا۔ نماز میں کھجلانا۔ فرض نمازوں کے بعد سنن سے پہلے دنیوی باتیں کرنا۔ رکعت پانے کے لیے دوڑنا۔ صف میں جگہ ہونے کے باوجود پیچھے کھڑا ہونا۔ نماز کی حالت میں ٹوپی گر جائے تو کیا کیا جائے؟ نماز کی حالت میں مفلر وغیرہ کا استعمال۔ نماز کی حالت میں ہاتھوں کو چادر کے اندر ہی رکھنا۔ نماز میں موبائل فون وائب ریٹ پر رکھنا۔ رکوع وسجدہ پر قدرت کے باوجود کرسی پر نماز۔ بلا ضرورت لاؤڈ اسپیکر کا استعمال۔ ٹی وی یا موبائل کے ذریعہ آیتِ سجدہ سننے کا حکم۔ کرکٹ میچ جیتنے والوں کا سجدۂ شکر۔ سفر شرعی۔ مسافتِ سفر کا آغاز۔ تبلیغی جماعت کا دورانِ تبلیغ نماز میں قصر واتمام۔ جماعت کا ایک ہی علاقہ میں کام کی صورت میں قصر واتمام کا حکم۔ بس اسٹینڈ یا ریلوے اسٹیشن پر نماز۔ بیمار آدمی کی نماز۔

باب الجمعۃ: جمعہ کے دن پہلی اذان کے بعد کسی کام میں مشغول ہونا۔ شہر اور دیہات میں جمعہ۔ ایئر پورٹ، قید خانہ اور فیکٹریوں میں نمازِ جمعہ۔ خطبۂ جمعہ میں عصا ہاتھ میں لینا۔ اردو میں خطبہ۔ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار۔

باب التراویح: بیس رکعت تراویح والی حدیث، وغیرہ۔

باب الجنازۃ: میت کو سرد خانہ (Cold House) میں رکھنا۔ نمازِ جنازہ میں تکبیر کا چھوٹ جانا۔ کئی جنازے جمع ہوں تو کس کی نماز پہلے پڑھی جائے؟ جوتا یا چپل پہن کر نمازِ جنازہ۔ ایکسیڈنٹ میں یا ڈوب کر مرنے والے کی تجہیز و تکفین اور نماز۔ میت کا نصف حصہ ملے تو نماز کا حکم؟ جنازے کی چادر پر قرآنی آیات کی کشیدہ کاری۔ آدمی جس جگہ وفات پائے اسے وہیں دفن کر دینا۔ دفن کے بعد میت کے سرہانے اور پائینتی کھڑے ہو کر کیا پڑھا جائے؟ قبر کو پختہ بنانا اور اس پر کتبہ لگانا۔ میت پر سوگ اور تعزیت۔ اہلِ میت کو کھانا دینا، وغیرہ (یہ مسائل ابتلائے عام اہم مسائل۔ محقق و مدلل جدید مسائل وغیرہ کتب فقہ میں دستیاب ہیں)۔

(٦) نورالایضاح میں جو قدیم پیمانیں مذکور ہیں، جدید پیمانوں سے ان کا مقارنہ، جیسے شرعی میل کی مقدار باعتبار کیلو میٹر۔ درہم کی مقدار باعتبارِ وزن، میل شرعی، میل انگریزی میں فرق وغیرہ۔

ثمرۃ النجاح جلد اول (۱) دہ در دہ کا حساب صفحہ ۴۸ تا ۵۲۔ (۲) درہم کا حساب ص/۲۷۔ (۳) درہم کا حساب اس میں دو قسم کی باتیں ص ۱۹۱۔ (۴) شفق احمر اور شفق ابیض کی تحقیق ص ۲۱۱۔ (۵) کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا نقشہ، ص ۴۴۶۔ (٦) فرسخ، میل اور کیلو میٹر کا حساب، ص ۴۴۹ تا ۴۵۲۔

ثمرۃ النجاح جلد ثانی (۱) صاع کا وزن ص ۱۷۔ (۲) مرد اور عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ نقشے کی صورت میں ص ۱۲۵۔ (۳) گواہی اور خبر کی ۸/ قسمیں ص ۱۸٦۔ (۴) صاع کی تحقیق ص ۲۳٦۔ (۵) سونے چاندی کا حساب ص ۲۷۰ تا ۲۷۲۔ (٦) صاع کے وزن کی تحقیق ص ۲۹۳ تا ۲۹۴۔ (۷) میقات کا نقشہ کیلو میٹر کے حساب سے ص ۳۴۱۔

آپ کی سہولت کے لیے ثمرۃ النجاح میں مذکور اوزان قدیمہ وجدیدہ کا مقارنہ صفحہ نمبر کے ساتھ ذکر کردیا گیا۔ مزید تفصیل کے لیے اثمار الہدایۃ، احسن الفتاویٰ، محمود الاوزان، امداد الاوزان، الاوزان الشرعیۃ سے استفادہ کریں۔

معلم الانشاء (الجزء الاول): فنِ انشا پردازی میں یہ پہلی کتاب ہے، جو درس نظامی کے درجہ عربی دوم میں داخل نصاب ہے، اس کتاب کی تدریس کا مقصد طلبہ کو انشا پردازی سکھانا ہے، یعنی طلبہ کو عربی سے اردو، اور اردو سے عربی، عربی قواعد کی رعایت کرتے ہوئے بولنا اور لکھنا آجائے۔ اس مقصد کو سامنے رکھ کر اس کی تدریس ہونی چاہیے۔

طلبہ کی عربی استعداد میں کمزوری کا ایک اہم سبب اردو شروحات کی کثرت سے اشاعت، خصوصاً قصص النبیین، معلم الانشا، مختارات وغیرہ جیسی کتب کی شروحات نے عربی استعداد پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے، اساتذہ اور طلبہ دونوں کو ان اردو شروحات سے اجتناب کرنا چاہیے، بالخصوص درجۂ اول، دوم اور سوم کے طلبہ کو ان سے بچنے کی تاکید کی جائے۔ اور قصص النبیین، معلم الانشاء وغیرہ ابتدائی ادب کی کتابوں کی شروحات تو طلبہ کے پاس بالکل ہی نہیں ہونی چاہیے۔ اساتذہ بھی لازماً ایسی کتابوں کا مطالعہ کریں جن میں ترجمہ نگاری اور انشا پردازی کا اسلوب سکھایا گیا ہو، مثلاً مفتی ابولبابہ صاحب کی کتاب ''تحریر کیسے سیکھیں؟'' میں ترجمہ نگاری پر مستقل ایک بحث ہے، جس میں ترجمہ کے اقسام اور طریقہائے کار بتائے گئے ہیں، اسی طرح منتخب تعبیرات، ترجمہ نگاری وغیرہ کتابیں دیکھ کر ان میں سے سال کے شروع میں طلبہ کو ترجمہ نگاری اور انشا پردازی کے اصول بتائیں اور سمجھائیں۔

(۱) درس کے ذیل میں دی گئی تمرینوں کے اختتام پر انہی تمرینوں کو پیش نظر رکھ کر ۲۵/۳۰ رجملے بنوائے جائیں۔

(۲) کاپی جانچی جائے، اس کے لیے کوئی ایک دن متعین کرلیں۔

(۳) معیار کتاب کے مطابق اسلوبِ انشا سے طلبا کو واقف کرائیں۔

(۴) خطوط نویسی کا طریقہ: (۱) من ولد إلى والده (الاعتذار عن مخالفة أوامره). (۲) من ولد إلى والده (يصف له رحلته ويشكره). (۳) من ولد إلى والده (يبشره بنجاحه). (۴) من ولد إلى والده (يرجو معونته). (۵) طلب الإلحاق بالجامعة الإسلامية من طالب إلى مدير الجامعة. (٦) خطاب إلى مؤسسة اسلامية. (٨) من طالب إلى رئيس تحرير مجلة إسلامية۔ (۹) رخصت، بیماری وغیرہ کے لیے عربی میں درخواست لکھوائیں۔

نوٹ: ''عربی میں خط لکھئے'' اور ''جدید عربی میں خط ایسے لکھئے'' سے استفادہ کریں، یہ کتابیں دراصل عربی کتب کا ترجمہ ہیں، لہٰذا تعلیم خطوط نویسی کے لیے اساتذہ ان سے استفادہ کریں، اسی طرح دلیل اللغۃ العربیۃ الوظیفیۃ الوحدۃ الثامنۃ میں رسائل وطلبات کے عنوان سے کافی مواد ہے، اس سے ضرور استفادہ کریں۔

(۸) عربی رسم الخط کی مشق کرائیں اور اس کے لیے عربی رسم الخط کے اصول وضوابط میں سے روزانہ کم از کم ایک یا دو اصول تختۂ سیاہ کی مدد سے سمجھائیں، تاکہ طلبہ عربی میں لکھنے کے مشاق ہو جائیں، عربی رسم الخط کی مشق کے لیے ''رہنمائے خوش خطی'' کا مطالعہ مفید ہوگا۔

(۹) حتی الامکان معلم الانشاء کی گھنٹی میں عربی زبان ہی میں طلبہ سے گفتگو کریں، تاکہ طلبہ کو عربی میں گفتگو کا ماحول مل سکے، مثلاً سبق شروع کرتے وقت کہے: تعالوا نبدأ الدرس. طلبہ سے سوالات عربی میں کریں، اگر اچھا جواب دیں تو کہے:

**ماشاء الله أحسنتَ**، جب سبق ختم ہوتو کہے : **قد انتهى الدرس**، اپنی عربی مشق کے لے جدید عربی کیسے بولیں؟ عربی بول چال وغیرہ کتب زیرِ مطالعہ رکھیں۔

قصص النبیین (الجزء الثالث): قصص النبیین عربی ادب کی اور خاص طور پر ادب الاطفال پر لکھی گئی ایک اہم ترین کتاب ہے، اساتذہ اگر اُسے ادبی حیثیت سے پڑھانے لگ جائیں، تو طلبہ کو بہت زیادہ فائدہ ہوسکتا ہے، قصص کا مقصد ہی اسلامی تربیت اوراسلامی ادب ہے، لہذا اس کو انتہائی مؤثر طریقہ سے پڑھانا ضروری ہے۔

عام طور پر قصص کو پڑھانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ اساتذہ الفاظ کے اردو معانی لکھوا کر عبارت کا ترجمہ کردیتے ہیں، اورزیادہ سے زیادہ نحوی ترکیب کردیتے ہیں، مگر صحیح یہ ہے کہ قصص کے ذریعہ طلبہ میں عربی زبانی کی ادبی تعبیرات بنانے کا ذوق پیدا کیا جائے، مثلاً ''**والشرطة لهم عيون الغراب وشامة النمل**'' ایک بہترین تعبیر ہے، تو طلبہ سے کہیں کہ وہ اسے اوراس طرح کی دیگر عمدہ تعبیرات یادکریں۔اور **وكان يعقوب كبير البلاد وشيخ مصر وكان اهل مصر له كالابناء** جیسی تین چار تعبیرات اپنے سے بنا کرلائیں، اورخود بھی دوتین تعبیرات بنا کر بتلائیں، مثلاً **وكان الشيخ غلام محمد كبير البلاد وشيخ الجامعة وكان اهل الجامعة له كالابناء** وغیرہ۔

قصص کی تدریس میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت کریں:

(۱) حل لغات۔ (۲) مختصر ترکیب۔

(۳) معتل، مضاعف صیغوں کی تحقیق، نیز طلبہ کی رہنمائی کے لیے ماضی و مضارع کی گردان چودہ صیغوں کی شکل میں کردیں۔

(۴) طریقۂ ترجمہ (خصوصاً)۔

(۵) کتاب میں وارد ضرب الامثال زبانی یاد کروا کر مواقعِ استعمال بتلائیں۔

(۶) ہر سبق سے ایک دو اچھی تعبیر کے مطابق جملے بنوائے جائیں، جیسا کہ اوپر مع امثلہ ذکر کیا گیا۔

(۷) مشکل عبارتوں کا لفظی ترجمہ سمجھا کر طلبہ کے معیار کے مطابق بامحاروہ ترجمہ کریں۔

(۸) طلبہ کو عربی ''أدب الأطفال'' کے موضوع پر لکھی گئی دیگر کتابوں کے مطالعے کا مکلّف کریں، مثلاً **القصص العربية** وغیرہ۔

علم الصیغہ اردو: علم الصیغہ درس نظامی کی ایک اہم ترین کتاب ہے جسے فن صرف کی بخاری سے یاد کیا جاتا ہے، یہ کتاب اصلاً فارسی زبان میں ہے، پھر اس کا اردو ترجمہ مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہ نے کیا اور اب عربی میں بھی دستیاب ہے، ادارۃ التعلیم نے چند سال قبل فارسی کے بجائے اردو علم الصیغہ کو نصاب جامعہ میں داخل کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر طلبہ کی بڑی تعداد وہ ہوتی ہے جو حفظ سے سیدھے عربی اول میں آتی ہے، جو فارسی زبان سے ناواقف ہوتی ہے، لہٰذا ان کی رعایت میں اردو میں پڑھانا ان کے لیے زیادہ نفع بخش محسوس کیا گیا۔

(۱) علم الصیغہ کے ابتدائی قواعد یاد کرانے میں اگر دشواری پیش آئے، تو علم الصرف سے قواعد یاد کرائیں۔

(۲) عموماً اساتذہ صرف گردانوں کے رٹوانے پر اکتفا کر لیتے ہیں، اور جب طالب علم کو کوئی گردان اچھی طرح حفظ ہو جائے، تو آگے منتقل ہو جاتے ہیں، اور صیغوں کی

شناخت کی طرف توجہ نہیں دیتے، حالاں کہ طالب علم کو گردان کا یاد ہونا جس قدر ضروری ہے، اتنا ہی ضروری یہ ہے کہ وہ ہر صیغے کو فوراً پہچان کر اس کا صحیح مطلب اور اس کا محل استعمال اچھی طرح سمجھ لے، لہٰذا استاذ کے ذمے ضروری ہے کہ وہ گردان یاد کرانے کے بعد مندرجہ ذیل کام کرے، اور جب تک ان کاموں کی تکمیل اطمینان بخش طریقے پر نہ ہو، اگلے درس کی طرف منتقل نہ ہو:

(الف) ہر ہر صیغے کے بارے میں یہ پہچان کہ وہ کون سا صیغہ ہے؟ مذکر ہے یا مؤنث، واحد ہے یا تثنیہ یا جمع؟ اس کے لیے دو طرفہ مشقیں زبانی طور پر کرانی ضروری ہیں، یعنی طالب علم سے مختلف صیغوں کے بارے میں یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سا صیغہ ہے؟ مثلاً فَعَلْتُ یا ضَرَبْتَ کون سا صیغہ ہے؟ دوسرے مختلف صیغوں کے نام لے کر وہ صیغے بنوائے جائیں مثلاً ضَرَبَ سے ماضی کا واحد مؤنث حاضر وغیرہ، دونوں قسم کی مشقیں اتنی کثرت سے کرائی جائیں کہ صیغوں کی یہ دو طرفہ پہچان طالب علم کے ذہن نشین ہو جائے اور ہر طالب علم سے اوسطاً ہر صیغے کے بارے میں متعدد سوالات ہو جائیں، اس کام میں اگر تین دن بھی لگ جائیں اِس کی پرواہ نہ کی جائے۔

(ب) اِسی طرح یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ ہر صیغے کے صحیح معنیٰ طالب علم کے ذہن نشین ہوں، اور صیغہ سنتے ہی اس کے معنی کی طرف ذہن منتقل ہو، اس کے لیے بھی دو طرفہ مشقوں کی ضرورت ہے، ایک طرف عربی صیغہ بول کر اس کے معنی دریافت کیے جائیں، اور دوسری طرف اردو بول کر اس کا ترجمہ طالب علم سے کرایا جائے، یہ دو طرفہ مشقیں بھی اتنی کثرت سے ہونی چاہئیں کہ صیغوں کے صحیح معنی اور ان کا صحیح محل استعمال ذہن نشین ہو جائے۔

(۳) ہفت اقسام کوتختۂ سیاہ کے ذریعہ سمجھائیں، نیز قرآن کی کسی ایک سورت سے (مثلاً سورہ نجم وغیرہ کی نشاندہی کردی جائے) ہفت اقسام اسماء اور افعال دونوں نکلوائیں۔

(۴) ابواب کی بحث میں مجرد ومزید فیہ کی جس طرح صحیح کی گردانیں کرائی جاتی ہیں اسی طرح معتل ومضاعف کی مجرد ومزید فیہ دونوں سے ہفت اقسام کی ترتیب سے گردان کرائی جائے۔

علم الصیغہ ہمارے نصاب میں فن صرف کی آخری کتاب ہے اور اس میں اہم ترین حصہ قواعد تعلیلات کا ہے، یہ قواعد اس کے بعد کہیں طالب علم کے سامنے نہیں آئیں گے، لہٰذا ان کوخوب یاد کرا کے از بر کرادینا اور ان کا اجرا استاذ کی اہم ترین ذمے داری ہے۔

اسی طرح ''خاصیات'' کا بیان پہلی اور آخری مرتبہ طالب علم کے سامنے آئے گا، ان خاصیات کوبھی نہ صرف ذہن نشین، بل کہ اچھی طرح یاد کرانا لازمی ہے۔

**نوٹ:** تعلیمات سے متعین کردہ داخل نصاب کتاب ہی کو پڑھایا جائے، البتہ دیگر کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

خاصیاتِ ابواب: خاصیات یاد کرانے کے درمیان مزید امثلہ کا اضافہ کریں، اس کے لیے ''لسان القرآن'' النحو الواضح ثانویہ وغیرہ سے مدد لی جائے۔

الاساس فی النحو: (۱) عبارت بچوں سے دو تین مرتبہ پڑھوائی جائے۔

(۲) مختصر طور پر قاعدہ سمجھا کر ترجمہ کردیا جائے۔

(۳) تعریفات وقواعد کی عبارتوں کو نشاندہی کر کے زبانی یاد کرایا جائے، نیز الدرس کے ختم پر دیئے گئے اسئلہ کے جوابات کس طرح لکھنا ہے، اس کی ترتیب وطریقہ بتلا دیا جائے۔

(۴) کاپی تیار کروائی جائے، کم از کم آٹھ دس بچوں کی کاپی جانچ کر تصحیح کر کے کسی ایک کی تصحیح شدہ کاپی پڑھوا کر دیگر طلبہ کو اپنے سوالات کے جوابت پر اسی دوران نظر کرنے اور صحیح کرنے کو کہا جائے اور وہی جوابات اچھے انداز سے طلبہ کو لکھنے کا اور یاد کرنے کا مکلّف بنایا جائے۔

(۵) کتاب میں مذکورہ مثالوں پر قواعد کا انطباق کیا جائے، اچھی طرح تختِ سیاہ کے ذریعہ سمجھا جائے خاص اسی غرض سے اس کتاب کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے اور قرآن کی امثلہ خاص طور پر درج کی گئی ہیں، کیوں کہ نحو عربی کی اصل غرض فہمِ قرآن ہے۔

(۶) امثلہ سے دو مثالیں زبانی یاد کرائیں۔

تاریخ خلفائے راشدین:

(۱) ابتدا میں دیئے گئے عقائد کو سمجھا کر ان کا خلاصہ سنا جائے۔

(۲) مشکل الفاظ تعبیرات اور فارسی اشعار کا ترجمہ کرائیں۔

(۳) حضرات خلفاء کے طریقۂ سیاست کے عدل وانصاف اور عصرِ حاضر کے نظام جمہوریت سے طلبہ کو واقف کرائیں، انشاء اللہ! ''اسلامی سیاست'' پر کچھ معلومات ادارۃ التعلیم سے تیار کر کے آپ کو دی جائے گی۔

## عربی دوم سے متعلق عمومی ہدایات

(۱) تدریس نام ہے سمجھ کر سمجھانے کا، جس میں شروحات کی تمام باتیں نقل کر دینا ضروری نہیں ہوتا، بل کہ مناسب بھی نہیں ہے، تدریس میں محض متعلقاتِ درس کو حسنِ ترتیب کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے، خواہ شرح کی کوئی بات دورانِ درس نہ آوے۔

(۲) اردو شروحات کا مطالعہ جہاں معلومات کے اضافے کی غرض سے ہوتا ہے،

وہیں اپنی فہم کی تصویب کا اندازہ لگانے، طرزِ تعبیر معلوم کرنے، بل کہ سہل وزودفہم تعبیر کی تلاش وجستجو کے لیے بھی ہونا چاہیے۔

مدرس کا تفہیم میں پہلی مرتبہ میں کامیاب ہونا ضروری نہیں ہے، بل کہ دوسری تیسری بار بھی ابتدائی درجات میں سمجھانا ضروری ہوتا ہے، اس پر جھنجھلانا غلط بات ہے، نہ ہی طالب علم کے لیے پہلی مرتبہ میں سمجھ لینا ضروری ہے، استاذ کو ایسے موقع پر دورانِ درس ہمت شکن کلمات استعمال نہیں کہنا چاہیے۔

(۴) تجربہ حاصل ہونے کے لیے ہر فن کی ابتدائی کتاب سے لے کر فن کی دیگر معیاری کتابوں کا مطالعہ، پیشِ نظر طالب علم کی محبت وافادیت اور خلوص وللّٰہیت ضروری ہے، کسی صاحب دل کا تجربہ ونصیحت ہے کہ خود کے لیے اور اپنے متعلق طلبہ کے لیے دعا کرنا افہام وتفہیم اور تسہیلِ درس میں معین ومددگار ثابت ہوتا ہے۔

(۵) استاذ کے خیالات وتفکرات کا اثر اپنے طلبہ کی تربیت میں غیر شعوری طور پر ہوتا ہے، لہذا استاذ کو اپنے خیالات کی بلندی اور وسعتِ قلبی کا خاص دھیان رکھنا چاہیے۔

(۶) کسی متعینہ شرح سے ترجمہ لکھنے نیز شرح کا خلاصہ لکھنے اور اس کو یاد کرنے کا طلبہ کو مکلّف نہ بنایا جائے، اردو شروحات پر روک لگائیں، کیوں کہ ابتدائی اور متوسط درجات میں عربی سے مناسبت پیدا کرنا ضروری ہے، بل کہ حتی الامکان طلبہ کے روبہ رو اردو شروحات کے مطالعہ سے گریز کریں، اور اردو شروحات کو درسگاہ میں ہرگز نہ رکھیں۔

(۷) استاذ کا کسی کتاب کو کچھ سال پڑھانے کے بعد اپنے آپ کو تجربہ کار سمجھنا سراسر غلط فہمی ہے، اس لیے ہر جدید وقدیم سے ربط رکھنا، مذاکرہ وتبادلۂ خیال کرنا نہایت مفید وضروری ہے، اساتذہ کو اپنے مابین اس طرح کا ماحول بنانا چاہیے۔

(۸) استاذ کو عربی شروحات، فن سے متعلق عربی کتب کا مطالعہ تو نہایت ضروری ہے ہی، اس کے ساتھ دیگر تمام علوم وفنون سے قدرے مس اور معلومات ضروری ہے، جو درس کی کامیابی میں معین ومددگار ثابت ہوتی ہے۔

(۹) دورانِ درس استاذ کی نگاہ چاروں طرف گھومتی رہے، کسی ایک طالب کو ہی محور بنانا دوسروں کے لیے شکوہ ودل شکنی کا ذریعہ ہوسکتا ہے، نہ ہی نگاہیں بالکل نیچی رکھیں کہ طلبہ کو غفلت کا موقع ملے، درس کے سننے میں تنبیہ ومواخذہ کے طرز میں کسی ایک پہلو کو ہی مدنظر رکھنا ضروری نہیں ہے، ایک ذکی ذہین طالب علم کو تنبیہ کا انداز الگ ہوگا، اور اس کے بالمقابل کی تنبیہ کا انداز اور۔

(۱۰) حوصلہ افزائی، دلجوئی تنبیہی کلمات میں بھی حسنِ اسلوب مدنظر رہے کہ ان چیزوں میں بھی تربیتی پہلو ہے۔

(۱۱) بعض کتب میں دورانِ درس عربی حواشی کا حوالہ دے کر انہی حواشی کو کبھی کبھی بچوں سے بھی حل کروائیں، تاکہ ہمت کھلنے میں اور نظر کی وسعت میں بچوں کو راہ مل سکے۔

## طریقۂ تدریس برائے عربی سوم

ترجمۂ قرآن: (۱) مبادیات قرآن اختصار برائے مناسبت۔ علوم القرآن سے استفادہ کیا جائے۔ (۲) غیر حفاظ طلبہ کے لیے ترجمۂ قرآن کی پختگی کے ساتھ ساتھ ناظرۂ قرآن کی پختگی پر بھی توجہ دی جائے۔ (۳) لغوی، صرفی ونحوی قواعد کی روشنی میں ترجمہ کرنے کا مکلّف بنایا جائے۔ (۴) بطور ہوم ورک لغات، ابواب، اشتقاق اور اگلے سبق میں ہفت اقسام کی مشق، مطالعہ وتحریر کا حتی الامکان مکلّف کیا جائے۔ (عربی کتابوں کی نشاندہی کریں مثلاً **اعراب القرآن وبيانه لمحي الدين الدرويش، عمدة الحفاظ**

وغیرہ، مذکورہ کتابیں جامعہ کے دارالمطالعہ میں طلبہ کے لیے موجود ہیں)(۵) ترجمہ سلیس، واضح، با محاورہ، اور طلبہ کی صلاحیت کے مطابق ہو۔ ''آسان ترجمہ قرآن'' سے استفادہ کریں۔(۶) حسبِ ضرورت شانِ نزول اور وجہِ اعراب پر خصوصی توجہ دیں، اعراب القرآن وبیانه، جدول إعراب القرآن صرفه وبيانه، الأعراب المفصل وغیرہ سے استفادہ کریں۔ (۷) تفسیری مباحث سے اجتناب کیا جائے۔ مفسرین کے اقوال سے گریز کریں۔ (۸) الفروق اللغویہ سے بھی طلبہ کو واقف کرائیں، الفروق اللغویہ للعسکری، مترادفات القرآن عبدالرحمٰن کیلانی سے ضرور استفادہ کریں۔ چوں کہ ان درجات میں نحوی اور صرفی قواعد کے اجرا اور لغات وفروق اللغویہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اس لیے تدریس کے دوران اِس پہلو کو بطور خاص ملحوظ رکھے، بل کہ ترجمہ قرآن کو پڑھانے کا مقصد ہی یہ ہے، ورنہ تفسیر تو جلالین اور بیضاوی میں پڑھائی جاتی ہی ہے، لھذا تفسیری مباحث سے بالکل تعرض نہ کریں۔

(۹) ہوم ورک ضرور دیا جائے، ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

**ہوم ورک کا طریقہ:** چند آیات کی نشاندہی کر کے اس کے لغوی معانی اور ان کے وجوہِ اعراب لکھ کر لانے کا مکلّف کریں۔

اصول الشاشی : (۱) کتاب کی عبارت صحیح صحیح پڑھنے پر زور دیا جائے۔ (۲) اصول الشاشی اصولِ فقہ کی پہلی کتاب ہے، اس لیے اس کی اصطلاحات اور اس کی مثالیں مع احکام جدا جدا کر کے سمجھا دیئے جائیں، اور انہیں سنا جائے۔(۳) اصطلاحات کسی اردو کتاب سے بھی یاد کرائی جا سکتی ہیں۔ (۴) قواعد واصول کو سمجھانے کے لیے

کتاب کی تعریفات کو پوری طرح کھول کر ایسا بیان کیا جائے کہ قواعد واصول ذہن نشین ہو جائیں۔(۵) تعریفات کی وضاحت میں اختلافِ ائمہ والے مسائل کو قواعد ہی کی روشنی میں بیان کیا جائے، اختلاف مسائل پر زیادہ زور نہ دیا جائے، کیوں کہ یہ کتاب اصول فقہ کی ہے نہ کہ مسائل کی۔(٦) ختم بحث پر کچھ سوالات دے کر طلبہ کو اصول واحکام اور اُن پر تفریعات کے انطباق وحفظ کا مکلّف بنائیں۔(۷) طلبہ کو اگلا سبق حاشیہ کی مدد سے حل کر کے لانے کا مکلّف کیا جائے۔(۸) اردو شروحات سے دور رہنے کی تلقین کی جائے۔(۹) ہوم ورک ضرور دیا جائے، ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

**ہوم ورک کا طریقہ:** تفریعات کی طرح مزید مثالیں تلاش کر کے لانے کا مکلّف کریں، اسی طرح فقہی عبارتیں لکھوا کر اُن پر سبق کے اصول وقواعد کی تطبیق کر کے کاپی پر لکھ کر لانے کا مکلّف بنائیں۔ ششماہی وسالانہ پر تعلیمات سے اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

مختصر القدوری جس طرح ''ہدایۃ النحو'' علم نحو کی بنیاد ہے، اسی طرح ''مختصر القدوری'' فقہ حنفی کی بنیاد ہے، یہ ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے جس کی تدریس بڑے اہتمام سے ہونی ضروری ہے۔ اور اس کے لیے مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا چاہیے:

(۱) تصحیحِ عبارت کے لیے اگلے سبق کا مطالعہ لازم کر دیا جائے۔

(۲) حل عبارت پر زور دیا جائے۔

(۳) عبارت ہر طالب علم سے باری باری پڑھوائی جائے، اور طلبہ کو پابند کیا جائے کہ وہ مطالعہ کر کے آئیں، عبارت کی کسی ادنیٰ غلطی، یہاں تک کہ تلفظ سے بھی چشم

پوشی نہ کی جائے، اور عبارت کی درستگی کو درس کا ایک اہم حصہ قرار دیا جائے، اس پر وقت صرف ہونے کی پرواہ نہ کی جائے۔

(۴) عبارت سے مسائل اس طرح سمجھائے جائیں کہ سبق سے متعلق تمام مسائل اپنے باریک باریک فروق کے ساتھ واضح ہوجائیں، مسائل کے دلائل کتاب میں ہوں تو ضرور بیان کیے جائیں، ورنہ نہیں۔

(۵) کچھ معتبر عصری کتابوں، مثلاً: ''جدید فقہی مسائل، اسلام اور جدید معیشت، قاموس الفقہ، اسلام اور جدید معاشی نظام، آپ کے مسائل اور ان کا حل، نیز مختصر القدوری میں مفتی بہا اقوال کی تعیین'' وغیرہ کی مدد سے مسائل کا انطباق کرایا جائے۔

(۶) ہر باب سے متعلق عصرِ حاضر کے پیش آمدہ جدید مسائل سے طلبہ کو واقف کرانا ضروری ہوگا، ذیل میں ہر باب سے متعلق نوازل کی نشاندہی کی جارہی ہے، مسائل جدیدہ کو بتلانے کے دو طریقے ہوسکتے ہیں: (۱) بہتر یہ ہوگا کہ کتاب کی عبارت میں جو مسئلہ زیرِ بحث ہے، اس سے متعلق جدید مسئلہ وہیں بتلادیں، (۲) ہر باب کے اختتام پر اس باب سے متعلق تمام جدید مسائل ایک ساتھ بتلادیئے جائیں۔

کتاب البیوع کے آغاز میں ایجاب وقبول کی بحث کے تحت انٹرنیٹ، ٹیلی فون، فیکس، ویڈیو کانفرنس اور ای میل کے ذریعے سے ایجاب وقبول کے احکامات بتلائیں، اسی طرح مندرجہ ذیل مسائل بھی بتلائیں:

''بِکا ہوا مال واپس نہیں لیا جائے گا'' اس طرح کا اعلان دوکانوں پر لگانا، تعمیر سے پہلے فلیٹ کی خرید وفروخت، مالکِ زمین کا بلڈر سے فلیٹس خریدنا، قبضے سے پہلے فلیٹ کی خرید وفروخت، ویڈیو کانفرنس کے ذریعے بیع وشرا کرنا، فیکس کے ذریعہ تجارت کرنا۔ مبیع

کا نگین یا سادہ فوٹو دیکھ کر آرڈر دینا، مثلی اشیا کا نمونہ دکھا کر بیع کرنا، قیمتی اشیا کا نمونہ دکھا کر بیع کرنا۔ قابلِ انتقال اشیا کے قبل القبض فروختگی کی صورتیں، پھل آنے سے پہلے ان کی بیع کرنا، پھلوں کی بیع پکنے سے پہلے، غیر منقولہ اشیا کو قبل القبض فروخت کرنا، تالاب میں غیر مقبوضہ مچھلی کی خرید وفروخت، مصنوعات کی لائف ٹائم گارنٹی'' جس کے لیے فقہ اکیڈمی کی قرار داد، ایضاح النوادر مؤلفہ مفتی شبیر صاحب، محقق ومدلل جدید مسائل جلد اول (مطبوعہ دارالافتاء جامعہ اکل کوا) سے استفادہ کریں۔

باب الصرف کے تحت: کرنسی کے تبادلۂ کے مسائل، ڈالر، پونڈ، ریال وغیرہ سے عقدِ بیع۔ مختلف ملکوں کی کرنسی کا تبادلہ۔

باب الربا کے تحت: بینک کے اکاونٹس کے مسائل، دار الحرب میں سود، ہندوستانی مسلمانوں کا سود لینا، بینک میں رقم جمع کرانے کی صورتیں، سودی رقم کا حکم، گروی رکھی گئی چیزوں سے فائدہ اٹھانا، اخباری معمے حل کرنا، پرانے نوٹ کے بدلے نیا نوٹ اضافی رقم دے کر لینا، سودی اداروں کو اپنی جگہ کرایہ پر دینا، فیوچر مارکیٹنگ، ملٹی لیول مارکیٹنگ (M.L.M)، بیمہ کی اقسام، انشورنس میں زائد ملنے والی رقم کا مصرف، اضطراری حالت میں بیمہ، بیمہ کمپنی کے لیے بطور ایجنٹ کام کرنا، ایکسیڈنٹ میں موت ہونے پر معاوضہ۔

کتاب الشرکۃ کے تحت: کمپنی اور شیئرز کے مسائل، شیئرز کی خرید وفروخت کی شرائط۔ شیئرز میں محض ڈیفرینس برابر کرنے کا حکم۔ بیعِ سلم و استصناع کی مروجہ صورتیں۔ مزارعت کی جائز صورتیں۔

کتاب الاجارہ: مالکِ مکان کا کرایہ دار سے پیشگی رقم وصول کرنا، موجودہ دور

میں پگڑی کا شرعی متبادل، رخصتِ اتفاقیہ اور ایامِ غیر حاضری کی اجرت، اجیر کے لیے ملازمت کے اوقات میں دیگر کام کرنا، بلاٹکٹ سفر کرنا، تراویح سنانے پر اجرت لینا۔

(۷) البتہ کتاب پڑھاتے وقت کتاب میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے، صرف اسی کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے پر زور دیا جائے، خارجی مباحث نہ چھیڑے جائیں، البتہ اگر اسی مسئلے کو سمجھانے کے لیے کچھ تفصیل کی ضرورت ہو، یا مفتیٰ بہ قول بیان کرنا ہو تو یہ الگ بات ہے بلکہ مفتی بہ قول کو بتلانے کا التزام کریں، مفتی بہ اقوال **اللباب في شرح الكتاب** اور **التصحيح والترجيح لقاسم ابن قطلبغا** میں اکثر و بیشتر مل جاتے ہیں۔

(۸) مسئلے کے دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ جہاں مسئلے کا سمجھنا دلیل پر موقوف ہو، یا دو مسئلوں میں وجہِ فرق بیان کرنا ضروری ہو صرف وہاں دلائل ذکر کیے جائیں۔

(۹) استاذ شروحاتِ قدوری میں سے ''**الجوهرة النيرة**'' اور ''**اللباب في شرح الكتاب**'' کو بطور خاص مطالعے میں رکھے، اور ضرورت کے وقت ''ہدایہ'' اور اس کی شروح سے بھی مدد لے، لیکن طالب علم کو صرف اتنی بات بتائے جو اُس کی ذہنی سطح کے مطابق ہو۔

(۱۰) استاذ کو چاہیے کہ شروحات کے علاوہ ''بہشتی زیور'' اور امداد الفتاویٰ'' بھی اپنے مطالعے میں رکھے، اور ہر سبق میں دیکھ لیا کرے کہ کتاب کا کوئی مسئلہ مفتیٰ بہ قول کے خلاف تو نہیں ہے، اگر خلاف ہو تو مفتیٰ بہ قول بھی بیان کر دے۔

(۱۱) تمام فقہی اصطلاحات اور ان کا مفہوم و مصداق طالب علم کو زبانی یاد کرایا جائے، اسی طرح ہر باب سے متلق بنیادی مسائل اور کثیر الوقوع جزئیات بھی زبانی یاد ہونے چاہئیں، البتہ تفصیلات اور تفریعات وغیرہ میں اس بات پر اکتفا کیا جاسکتا ہے کہ طالب علم کتاب میں دیکھ کر اُن کا مطلب بتا سکے۔

(۱۲) ہوم ورک ضرور دیا جائے، ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، مجلس منتظمہ ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دے گی۔

**ہوم ورک کا طریقہ:** اصطلاحی تعریفات کاپی پر لکھ کر لانے کا مکلّف کریں۔

کافیہ: ''کافیہ'' علم نحو کی بڑی اہم اور معرکۃ الآرا کتاب ہے، جس میں نحو کے اعلیٰ درجے کے مسائل بڑے اختصار اور جامعیت کی ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں، اس کتاب کا مقصد مبادیاتِ نحو سے کما حقہ واقفیت کے بعد، اس علم کے تفصیلی مسائل کے ذریعے طالب علم میں فن کے ساتھ مناسبت پیدا کرنا، اور اس کے ساتھ شواہد کی مدد سے استنباطِ مسائلِ نحو کا سلیقہ سکھانا ہے، لیکن ہمارے اس دور میں اِن مقاصد کے حصول میں بہت بڑی رکاوٹ اس کتاب کا وہ طریقِ تدریس ہے، جس میں سارا زور غیر متعلق چوں و چرا پر صرف کر دیا جاتا ہے، اور اس چوں و چرا کی کثرت میں کتاب کے اصل مسائل گم ہو کر رہ جاتے ہیں، اور طالب علم کی توجہ ٹھیٹھ نحوی مسائل ومباحث کے بجائے اعتراض وجواب کی طرف لگ جاتی ہے، اس لیے:

(۱) اس کتاب کو اختصار کے ساتھ اس انداز سے پڑھایا جائے کہ نحو کے تمام بیان کردہ مسائل کتاب کی عبارت سے سمجھ میں آجائیں۔

(۲) نفسِ قواعد پر زور دیا جائے، دلائل قواعد کے لیے شرح جامی، شرح رضی وغیرہ کتب کی نشان دہی کر دی جائے۔

(۳) کتاب کی مثالوں کو قواعد پر منطبق کرنے کے ساتھ کچھ قرآنی مثالیں حسبِ گنجایشِ وقت ضرور دے دی جائیں۔

(۴) طلبہ کو قرآن وحدیث سے قواعد کی مثالیں لکھ کر لانے کا مکلّف بنایا جائے۔

(۵) درس کی تقریر کو کتاب کی پوری عبارت سے جوڑ کر بتلا دیا جائے۔

(۶) درس کافیہ میں ہدایۃ النحو کے معیارِ درس سے کچھ بلند ہو کر قواعدِ نحو کے وجوہ قواعد پر حسب ضرورتِ استعداد، تقریر ضرور کر دی جائے، مثلاً یہ بتا دیا جائے کہ اِنّ نصب دیتا ہے تو کیوں؟ فاعل مرفوع ہوتا ہے تو کیوں؟

(۷) اصطلاحاتِ نحو کی وجوہِ تسمیہ پر بھی کلام کیا جائے، مثلاً معرب کو معرب کیوں کہتے ہیں؟ مبنی کو مبنی کیوں کہتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

(۸) کتاب کی عبارت خوانی کے لیے اگلے سبق کا مطالعہ لازمی قرار دیا جائے۔

(نحو کی قرآنی مثالوں کے لیے ''النحو التطبیقي''، ''تدریب النحو''، ''شرح شذور الذہب'' اور ''قطر الندیٰ'' وغیرہ کتابیں دی جائیں۔

(۹) ہوم ورک ضرور دیا جائے، ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی و سالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

**ہوم ورک کا طریقہ:** قرآنی آیات دے کر سبق کے اصول کی تطبیق کر کے کاپی پر لکھ کر لانے اور مثالیں تلاش کر کے لانے کا مکلّف کریں وغیرہ۔

معلم الانشاء: فن انشا پردازی، اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی اور تحریر و تقریر کے لیے مطلوب بھی ہے، محمود بھی۔ عربی زبان کو چوں کہ قرآن وحدیث کی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے، اس لیے اس زبان میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنا شرعاً مطلوب ومحمود بھی اور لازم ومقصود بھی، اس مقصد کی تکمیل کے لیے معلم الانشاء اہم رول ادا کرتی ہے، جس کی تدریس اگر حسب ذیل طریقہ پر ہو تو فائدہ کی زیادہ توقع ہے۔

اس کتاب کا مقصد طلبہ میں '' عربیت'' کا ذوق اور ادبی جملوں کی فہم پیدا

کرنا ہے، نیز اُن میں نحو وصرف کے قواعد کا اجرا، اور بالآخر خود صحیح عربی جملے بولنے اور لکھنے کی مشق کرانا ہے، لہٰذا اِن کتابوں کا صرف ترجمہ کرانے پر اکتفا نہ کیا جائے، بل کہ یہ فکر کی جائے کہ کس طرح طلبہ عربی سے اردو، اور اردو سے عربی، عربی قواعد کی رعایت کرتے ہوئے بولنے پر قادر ہو جائیں۔

طلبہ کی عربی استعداد میں کمزوری کا ایک اہم سبب اردو شروحات کی کثرت سے اشاعت خصوصاً قصص النبیین، معلم الانشاء، مختارات وغیرہ جیسی کتابوں کی شروحات نے خاص طور پر عربی استعداد پر بہت خراب اثر ڈالا ہے، اساتذہ اور طلبہ دونوں کو ان اردو شروحات سے اجتناب کرنا چاہیے، خاص طور پر اول، دوم اور سوم کے درجات کے طلبہ کو اس کی تاکید کریں اور قصص، معلم الانشاء وغیرہ ابتدائی ادب کی کتابوں کی شروحات تو طلبہ کے پاس بالکل نہیں ہونی چاہیے۔ استاذ پر لازم ہوگا کہ وہ ایسی کتابوں کا مطالعہ کریں جن میں ترجمہ نگاری اور انشا پردازی کا اسلوب سکھایا گیا ہو، مثلاً مفتی ابولبابہ صاحب کی کتاب ''تحریر کیسے سیکھیں؟'' میں ترجمہ نگاری پر مستقل ایک بحث ہے، جس میں ترجمہ کے اقسام اور طریقۂ کار بتائے گئے ہیں، اسی طرح منتخب تعبیرات، ترجمہ نگاری وغیرہ کتابیں دیکھ کر اس میں سے سال کے شروع میں طلبہ کو ترجمہ نگاری اور انشا پردازی کے اصول بتائیں اور سمجھائیں۔

(۱) درس کے ذیل میں دی گئیں تمارین کے اختتام پر انہیں تمارین کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۲۵، ۳۰ جملے بنوائے جائیں۔

(۲) کاپی جانچی جائے، اس کے لیے کوئی ایک دن متعین کرلیں۔

(۳) معیار کتاب کے مطابق اسلوب انشاء سے طلبا کو واقف کرائیں۔

(۴) ترکیب اور نحوی قواعد کے اجرا پر زور دیا جائے۔

(۵) نئے الفاظ کے لغوی معنی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا محل استعمال بتایا جائے۔ اور ان الفاظ کے محل استعمال کو بیان کرنے کے لیے از خود مثالیں دی جائیں، اور پھر طلبہ سے ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کرایا جائے۔

(٦) تمام تمرینات زبانی اور تحریری دونوں طریقے سے اہتمام کے ساتھ طلبہ سے کرائی جائیں، اور تحریری کام کر کے نہ لانے والے طالب علم کی تنبیہ کی جائے۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ عربیت کا ذوق پیدا کرنے میں کتاب سے زیادہ استاذ کو دخل ہوتا ہے، اگر استاذ میں خود ذوق نہیں ہے، تو کتاب خواہ کتنی ہی اچھی ہو، طالب علم کے اندر یہ ذوق پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے، لہٰذا استاذ کو چاہیے کہ وہ خود اپنے ذوق عربیت کو ترقی دینے کی فکر کرے۔ ادبی کتابیں اپنے عام مطالعے میں رکھے اور خود اپنی تحریر وتقریر کی مشق کو خارج اوقات میں بڑھاتا رہے۔

(۷) معلم الانشاء مین تمرینات قواعد کے تحت ہیں، طالب علم کو اس پر تنبیہ کی جائے کہ قواعد کی روشنی میں تمرینات ذہن نشین کرے۔

(۸) ہر تمرین کے ابتدائی چند جملے زبانی یاد کرا دیئے جائیں، تاکہ اس منہج پر اپنی طرف سے بھی جملوں کی ساخت اور عربی کا تکلم جاری ہو سکے۔

(۹) تمرینات کی لغات پہلے حل کرادی جائیں، پھر طالب علم از خود تمرینات بنا کر لائے اور اساتذہ جانچ کر اصلاح فرمائیں۔

(۱۰) کسی بات کو کئی کئی انداز سے کہنا ہی زبان دانی ہے، اس لیے اس کتاب کی مدد سے ایک بات مختلف انداز سے عربی میں ادا کرنے کے لیے ماہ بماہ آپس میں مکالمہ بزبان عربی کرادیا جائے۔

(۴) خطوط نویسی کا طریقہ: (۱) **من ولد إلى أمه (الاعتذار عن انقطاع رسائله). (۲) من والد إلى ولده (ينصحه ويشجعه على طلب العلم). (۳) من ولد إلى والده (يشكو من تأخر رسائله إليه). (۴) من أخ إلى أخيه (يبث شوقه ويصف حنينه إليه). (۵) من أخ إلى أخيه (يؤنبه على عقوقه لوالده وينصحه). (٦) من صديق إلى صديقه (يأسف لمرضه ويدعو له بالشفاء. (۷) من مريض إلى طبيب يشكره. (۸) من صديق إلى صديقه (يهنئه بالزواج ويتمنى له السعادة)** ۔(۹) رخصت، بیماری وغیرہ کیلئے عربی میں درخواستیں لکھوائیں۔

نوٹ: ''عربی میں خط لکھئے'' اور ''جدید عربی میں خط ایسے لکھئے'' سے استفادہ کریں، یہ کتاب دراصل عربی کتب کا ترجمہ ہے،لہٰذا اساتذہ خطوط نویسی کے لیے ان سے استفادہ کریں، اسی طرح دلیل اللغۃ العربیۃ الوظیفیۃ الوحدۃ الثامنہ میں رسائل وطلبات کے عنوان سے کافی مواد ہے،اس سے ضرور استفادہ کریں۔

(۱۱) عربی رسم الخط کی مشق کرائیں ،اوراس کے لیے عربی رسم الخط کے اصول وضوابط میں سے روزانہ کم ازکم ایک یا دو اصول تختۂ سیاہ کی مدد سے سمجھائیں،تاکہ طلبہ عربی میں لکھنے کے مشاق ہو جائیں،عربی رسم الخط کی مشق کے لئے'' رہنمائے خوش خطی'' کا مطالعہ مفید ہوگا۔

(۱۲) سبق سننے اور کاپی چیک کرنے کا اہتمام کریں۔

نفحۃ العرب: عربی زبان پر قدرت پیدا کرنے کے لیے درس نظامی کی مختلف جماعتوں میں ''عربی ٹیکسٹ بک'' (Arabic Text book) کے طور پر ادبی نثر کی

کتابیں داخل نصاب ہیں، اس کتاب کا مقصد ہلکی پھلکی ادبی نثر کے ذریعہ رفتہ رفتہ عربی ادب تک طالب علم کی رسائی پیدا کرنا ہے؛ لہٰذا اس کتاب کا صرف ترجمہ کرانے پر اکتفا نہ کیا جائے، اس کا طرزِ تدریس حسبِ ذیل ہو تو مقصد میں کافی حد تک ممد ومعاون ثابت ہوگا:

(۱) نئے الفاظ کے لغوی اور مستعمل معنی اور افعال کے باب اور اسماء کے جمع و مفرد کا بیان اور ان کا محل استعمال۔

(۲) نئے انداز کے جملوں کی نحوی ترکیب۔

(۳) قواعد نحو وصرف کا اجرا۔

(۴) نئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کرنے کی مشق۔

(۵) ادب کی ہر کتاب سے یہ مقصد بھی ضرور حاصل کرنا چاہیے کہ عربی الفاظ اور عربی جملے طلبہ کی زبانوں پر چڑھیں، اور عربی بولنے کی جھجک دور ہو، اس غرض کے لیے ہر درس کے آخر میں استاذ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسی درس کی حکایت کے بارے میں طلبہ سے عربی میں سوالات کرے، اور عربی ہی میں طالب علم ان کا جواب دیں۔

(۶) التزاما افعال کے ابواب کی تعیین فرما کر اُن کی صرفِ صغیر اور ماضی، مضارع اور امر ونہی کے ۶ رصیغے خارجی اوقات میں زبان سے ادا کرنے کا ترغیبا وترہیبًا مکلّف بنایا جائے۔

(۷) مستعمل الفاظ وتعبیرات سے بھی علیحدہ جملے بنوائے جائیں۔

(۸) کتاب کی عبارت کا آسان، لفظی لیکن ادبی ترجمہ کرایا جائے اور بالضبط سننے کا اہتمام رکھا جائے۔

(۹) مشکل جملوں کی نحوی ترکیب کی تدریس کا اہتمام بھی لابدی سمجھا جائے۔

(۱۰) عربی الفاظ وجملوں میں ایک آدھ لفظی تبدیلی سے نئے جملوں کی ساخت

پر قدرت ومہارت کے لیے حسب ضرورت واستعداد راغب کیا جائے۔ (عربی ادبا کی کتابوں کے مطالعہ کا مکلّف کریں، مثلاً مولانا علی میاں ندوی، کامل کیلانی وغیرہ کی کتابیں)

اختلاف امت اور صراطِ مستقیم: اہلِ سنت والجماعت کا مسلک اعتدال کی حدود میں بے مثال ہے، صراطِ مستقیم پر گامزن، الحاد وبے دینی اور افراط وتفریط کی اندھیریوں سے پاک ہے، اگر کوئی قوم کسی حکم یا عقیدے میں افراط وتفریط کا شکار ہوتی ہے، تو ایک نیا مسلک نیا عقیدہ اور نیا نام لے کر کھڑی ہوتی ہے، پوری امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی اور اُسے صراطِ مستقیم وسیدھی ڈگر پر قائم رکھنے، اور اختلافات کو بڑی عمدگی سے ختم کر کے راہِ راست پر لانے کے لیے ادارۃ التعلیم نے ”اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم“ (مؤلفہ مفتی یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ) نامی کتاب سے ضروری نکات کو جمع کر کے طلبہ کو اسبوعی تعلیمی نظام سے جوڑا ہے، جس کی تدریس کا طریقہ یہ ہو تو بہتر ہے کہ:-

دورانِ سبق ہر مضمون کے مختلف اجزا کو ذہنی تقسیم کے طور پر پیش کیا جائے، اور طالب علم انہیں ذہن میں چلتے پھرتے دہراتا اور یاد کرتا رہے۔ حسبِ لیاقت واستعداد، اور حسب فراغت وفرصت اپنی محفوظات کو ہوم ورک کے طور پر کاپی کے صفحات پر تحریری شکل دے دینا مفید تر ثابت ہوسکتا ہے۔

آسان منطق، شرح تہذیب: فنِ منطق تمام باتوں کو مضبوطی سے پیش کرنے کا ایک اہم وسیلہ ہے، اسی لیے درس نظامی میں اس کی اصطلاحات سے ہمیشہ واقفیت کرائی جاتی رہی ہے، اب طریقہ تدریسِ منطق میں یہ امور ضروری ہیں:

(۱) طلبہ کو منطقی اصطلاحات زبانی یاد کرادی جائیں۔

(۲) اصطلاحات کو روزمرہ کی مثالوں سے واضح کیا جائے۔

(۳) اس فن کو دلچسپ بنا کر پیش کرنا لازمی خیال کیا جائے۔

(۴) طلبہ کو یہ باور کرایا جائے کہ متاخرین کی کتابوں سے کما حقہ استفادہ منطقی اصطلاحات سے واقفیت پر موقوف ہے، تاکہ عقلی و نقلی دلچسپی میں اضافہ ہو۔

(۵) روزمرہ پیش آنے والے حالات کی مثالیں طلبہ سے بھی لکھوائی جائیں

(۶) مثالوں کے لیے ''یسرٰی'' (از مولانا افضال الحق جوہر مرحوم) اور تمرین المنطق (از مولانا حسام الدین) وغیرہ کتابیں بے حد مفید ہیں۔

شرح مأۃ عامل: اس کتاب میں مصنف نے نحو کے سو عوامل کو امثلہ سے مزین کر کے، پیش کیا ہے، یہ کتاب مبتدی طلبہ کے لیے بطور تدریس ناگزیر ہے، اس کتاب کو نہ پڑھنے سے جو نقصان لازم آتا ہے، طالب علم اُسے ضرور محسوس کرتا ہے، لیکن وقت نکلنے کے بعد تلافی کی ممکنہ صورت نظر نہیں آتی، اسی لیے جامعہ میں نحو کی معرکۃ الآرا کتاب کافیہ کے ساتھ ضمناً داخلِ نصاب ہے، جس کی تدریس کی یہ صورت ہے کہ:

(۱) تصحیح عبارت۔ (۲) آسان ترجمہ۔ (۳) ہر عامل کی مختلف امثلہ۔

(۴) عبارت کی ترکیب۔

## عمومی ہدایات

کتاب کے آغاز میں بطور مقدمۃ العلم و مقدمۃ الکتاب -عربی دوم سے لے کر دورۂ حدیث تک مندرجہ ذیل امور ضرور بتلائے جائیں، تاکہ طلبہ کو فن سے مناسبت پیدا ہو سکے۔

مقدمۃ العلم: (۱) علم کی تعریف۔ (۲) علم کا موضوع۔ (۳) غرض وغایت (۴) تاریخ تدوین۔ (۵) اس کے حصول کا شرعی حکم۔ (۶) اس کی ضرورت واہمیت (۷) علم کی مشہور قدیم وجدید کتابیں۔ (۸) علم کا نام اور وجہ تسمیہ۔ (۹) اگر اس علم کی کوئی

فضیلت قرآن وحدیث میں مذکور ہو تو اس کا ذکر۔(۱۰) پڑھائی جانے والی کتاب کا علمی مقام ومرتبہ۔

مقدمۃ الکتاب: (۱) مصنف کے حالات: نام، لقب، سن ولادت، وفات، امتیازی اوصاف وغیرہ۔(۲) کتاب کا تعارف وامتیازات۔ (۳) مصنف کا اسلوب تصنیف اوراس کے امتیازات۔ (۴) کتاب کو درسِ نظامی میں پڑھانے کا مقصد۔

نوٹ: امتحانات میں مذکورہ امور سے متعلق سوالات کیے جائیں گے۔

(۲) اردو شروحات کا مطالعہ جہاں اضافی معلومات کی غرض سے ہوتا ہے، وہیں اپنی فہم کی تصویب وتائید کا اندازہ لگانے، طرزِ تعبیر معلوم کرنے، بل کہ سہل وزود فہم تعبیر کی تلاش وجستجو کے لیے بھی ہونا چاہیے۔

(۳) مدرس کا تفہیم میں پہلی مرتبہ میں کامیاب ہونا ضروری نہیں ہے، بل کہ دوسری تیسری بار بھی ابتدائی درجات میں سمجھانا ضروری ہوتا ہے، اس پر جھنجھلانا غلط بات ہے، نہ ہی طالب علم کے لیے پہلی مرتبہ میں سمجھ لینا ضروری ہے، استاذ کو ایسے موقع پر دورانِ درس حوصلہ شکن کلمات استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

(۴) تجربہ حاصل ہونے کے لیے ہر فن کی ابتدائی کتاب سے لے کر فن کی دیگر معیاری کتابوں کا مطالعہ، طلبہ کی محبت وافادیت اور خلوص وللّٰہیت ضروری ہے، کسی صاحبِ دل کا تجربہ ونصیحت ہے کہ خود کے لیے اور اپنے متعلق طلبہ کے لیے دعا کرنا افہام وتفہیم میں اور تسہیلِ درس میں معین ومددگار رہتا ہے۔

(۵) استاذ کے خیالات وتفکرات کا اپنے طلبہ پر ان کی تربیت میں غیر شعوری طور پر اثر ہوتا ہے، لہٰذا استاذ کو اپنے خیالات کی بلندی ووسعتِ قلبی کا خاص دھیان رکھنا چاہیے۔

(۶) کسی متعینہ شرح سے ترجمہ لکھنے، نیز شرح کا خلاصہ لکھنے اور اس کو یاد کرنے کا طلبہ کو مکلّف نہ بنایا جائے، اردو شروحات پر روک لگائی جائیں۔

(۷) استاذ کو کسی کتاب کے کچھ سال پڑھانے سے اپنے آپ کو تجربہ کار سمجھنا سراسر غلط فہمی ہے، اس لیے ہر جدید وقدیم سے ربط رکھنا، مذاکرہ وتبادلۂ خیال کرنا نہایت مفید وضروری ہے، اس چیز کا ماحول بنانا چاہیے۔

(۸) استاذ کو عربی شروحات، فن سے متعلق عربی کتب کا مطالعہ تو نہایت ضروری ہے ہی، اس کے ساتھ دیگر تمام علوم وفنون سے قدرے مس ومعلومات ضروری ہے، جو درس کی کامیابی میں معین ومددگار ثابت ہوتی ہے۔

(۹) دورانِ درس استاذ کی نگاہ چاروں طرف گھومتی رہے، کسی ایک کو محور بنانا دوسروں کے لیے شکوہ ودل شکنی کا ذریعہ ہوسکتا ہے، نہ ہی نگاہیں بالکل نیچی رکھیں کہ طلبہ کو غفلت کا موقع ملے، درس کے سننے میں تنبیہ ومواخذہ کے طرز میں کسی ایک پہلو کو لیے رکھنا ضروری نہیں ہے، ایک ذکی ذہین طالب علم کو تنبیہ کا انداز اور ہوگا، اور اس کے مقابل کی تنبیہ کا دیگر۔

(۱۰) حوصلہ افزائی، دلجوئی تنبیہی کلمات میں بھی حسنِ اسلوب مدنظر رہے کہ ان چیزوں میں بھی تربیتی پہلو ہے۔

(۱۱) بعض کتابوں میں دورانِ درس عربی حواشی کا حوالہ دے کر انہی حواشی کو کبھی کبھی بچوں سے بھی حل کروائیں، تاکہ ہمت پڑھنے میں اور نظر کی وسعت میں بچوں کو راہ مل سکے۔

# طریقۂ تدریس برائے عربی چہارم

ترجمہ قرآن مجید: (۱) مبادیاتِ قرآن اختصار کے ساتھ برائے مناسبت (علوم القرآن سے استفادہ کیا جائے)۔ (۲) غیر حفاظ طلبہ کے لیے ترجمۂ قرآن کی پختگی سے پہلے ناظرۂ قرآن کی پختگی پر بھی توجہ۔ (۳) لغوی، صرفی ونحوی قواعد کی روشنی میں ترجمہ کرنے کا مکلّف بنایا جائے۔ (۴) بطور ہوم ورک لغات، ابواب، اشتقاق اور اگلے سبق میں ہفت اقسام کی مشق، مطالعہ وتحریر کا حتی الامکان مکلّف کیا جائے۔ (عربی کتابوں کی نشاندہی کریں مثلاً **إعراب القرآن وبيانه- لمحي الدين الدرويش، عمدة الحفاظ** وغیرہ، مذکورہ کتابیں دارالمطالعہ میں طلبہ کے لیے موجود ہیں) (۵) ترجمہ سلیس، واضح، تحت اللفظ با محاورہ، اور طلبہ کی صلاحیت کے مطابق ہو۔ (۶) حسبِ ضرورت شانِ نزول اور وجوہِ اعراب پر مختصراً کلام کیا جائے۔ (۷) الفروق اللغویۃ بتلائے جائیں۔ (مترادفات القرآن سے استفادہ کریں)۔ (۸) راجح تفسیر بھی پیش کر دی جائے، معرکۃ الآرا، تفاسیر قرآن مثلاً روح المعانی، بیان القرآن، تفسیر عثمانی، تفسیر کبیر وغیرہ معتبر تفاسیر کا ذکر آتا رہے تا کہ ان کتب کی اہمیت طالب علم کے ذہن میں بیٹھ جائے، موضوع قرآن (ہدایت) پر خاصا زور دیا جائے، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "**الإنتباهات المفيدة في الإشتباهات الجديدة**" سے استفادہ کریں، تا کہ جن تفاسیر میں موضوع قرآن ترک کرنے سے اہل سنت والجماعت کی راہ سے برگشتگی ہو گئی ہے، اس سے طالب علم کا ذہن وعقیدہ محفوظ ہو۔ (۹) ہوم ورک ضرور دیا جائے، ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

ریاض الصالحین: حدیث پاک کی یہ کتاب- امام یحییٰ بن شرف نوویؒ کی تصنیف کردہ بڑی معرکۃ الآرا کتاب ہے، جس میں اعمال وعقائد سے متعلق احادیث کو یکسر بخاری ومسلم سے اخذ کر کے تالیف کیا گیا ہے،فن حدیث ایک مستقل تفصیلی فن ہے، جس میں محدثین نے اپنی عمریں صرف کیں، فن حدیث میں طلبہ کے لیے درس نظامی کی یہ پہلی کتاب ہے، اس لیے اس کتاب کے سنجیدہ تدریسی اسلوب حسب ذیل ہوں، تو فائدہ زیادہ ہونے کی توقع ہے؛

(۱) حدیث کی عبارت خوانی صحیح ترین اور خوب ترین ہو۔

(۲) ابتدائی اصطلاحات جو حدیث سے متعلق ہیں ان میں ضروری اصطلاحات لکھوائی جائیں اور حسب موقع سن کر اطمینان حاصل کرلیا جائے

(۳) ہر باب سے متعلق دو حدیثیں مختصر و جامع، نشاندہی کر کے تمام طلبہ کو لکھ کر حفظ کرنے کا مکلّف کریں اور ان سے سننے اور کاپی جانچنے کا مکمل اہتمام کریں، امتحان کے موقع پر احادیث کی ایک کاپی دفتر تعلیمات سے بغرض سوالات طلب کی جائے گی، فقہ کے چار اصولوں میں سے حدیث پاک ایک اصل ہے، تو اس اصل کو سمجھا کر احادیث سے نکلنے والے مسائل پر بھی مختصراً تقریر کردی جائے۔

(۴) رواۃ کے تراجم بھی مختصراً بتلائیں۔

(۵) طالب علم کے ذہن میں شروع ہی سے یہ بات بٹھادی جائے کہ وہ جو کچھ پڑھ رہا ہے- محض ایک نظریاتی علم یا فن نہیں ہے، بل کہ اس کا مقصد اپنے عمل کی اصلاح ہے، اور تدریسِ احادیث کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔

(٦) ہوم ورک ضرور دیا جائے ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

نورالانوار: (۱) تصحیح عبارت کے لیے آئندہ سبق کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

(۲) لمبی تقریر سے گریز کرتے ہوئے کتاب کی تعریفات کو اصول سے لازما جوڑا جائے۔

(۳) پورے سبق کو مختلف حصوں میں تقسیم کرکے، ہر حصے کو زیرِ درس عبارت پر منطبق کیا جائے، مثلاً سبق میں کل تین باتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہہ کر، پھر بتایا جائے کہ پہلی بات کتاب کی یہاں سے یہاں تک کی عبارت سے نکلتی ہے، دوسری بات اب شروع ہو رہی ہے، اسی طرح تیسری بات یہاں آکر مکمل ہوتی ہے۔

(۴) اصول فقہ کی تمام اصطلاحات کی تعریفات، امثلہ اور حکم کتاب کی عبارت ہی سے نکلوا کر قرآنی امثلہ بتائی جائیں، اور طلبہ سے بھی لکھوائی جائیں۔

جو اصطلاحات ملتی جلتی ہیں ان کے درمیان وجوہ فرق کو اچھی طرح بیان کرکے ذہن نشین کرایا جائے، مثلاً یہ بات کہ ''ظاہر'' اور ''اشارۃ النص'' میں کیا فرق ہے؟ ''نص'' اور ''عبارۃ النص'' میں، نیز ''دلالۃ النص'' اور ''قیاس'' میں کیا فرق ہے؟ ''خاص'' اور ''معرفہ'' میں، نیز ''عام'' اور ''نکرہ'' میں کیا فرق ہے؟ ''عموم مجاز'' اور ''جمع بین الحقیقت و المجاز'' میں کیا فرق ہے؟ ''عام'' اور ''مطلق'' میں اور ''خاص'' اور ''مقید'' میں کیا فرق ہے؟

(۵) ہوم ورک ضرور دیا جائے، ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

**ہوم ورک کا طریقہ:** اصطلاحی تعریفات کاپی پر لکھ کر لانے اور انہیں حفظ کرنے کا مکلّف کریں۔

شرح وقایہ: اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ فقہ کے سادہ مسائل سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد طالب علم فقہائے کرام کے اختلافات اور دلائل سے واقفیت حاصل

کرے، چنانچہ کتاب میں جو مباحث بیان ہوئے ہیں، ان کی اس طرح تشریح کی جائے کہ طالب علم ان دلائل ومباحث کو نہ صرف سمجھ سکے، بل کہ ان مباحث میں قوتِ مطالعہ اس کے اندر پیدا ہو جائے۔

(۱) عبارت خوانی کی تصحیح کے لیے مطالعہ کرایا جائے

(۲) اس کتاب میں فقہی مسائل مع دلائل مذکور ہیں دونوں کو واضح کیا جائے

(۳) آموختہ، طلبہ سے مسائل ودلائل کی شکل میں وقتاً فوقتاً پوچھتے رہنا چاہیے

(۴) تقریرِ درس کو سمیٹ کر عبارت سے انطباق کر کے دکھایا جائے

(۵) ہوم ورک ضرور دیا جائے ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

**ہوم ورک کا طریقہ:** اصطلاحی تعریفات کاپی پر لکھ کر لانے اور انہیں حفظ کرنے کا مکلّف کریں۔

(۶) ہر باب سے متعلق عصرِ حاضر کے پیش آمدہ جدید مسائل سے طلبہ کو واقف کرانا ضروری ہوگا، ذیل میں ہر باب سے متعلق نوازل کی نشاندہی کی جارہی ہے، جنہیں بتلانے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

(۱) بہتر یہ ہوگا کہ کتاب کی عبارت میں جو مسئلہ زیرِ بحث ہو اس سے متعلق جدید مسئلہ وہیں بتلادیں۔

(۲) ہر باب کے اختتام پر اس باب سے متعلق تمام جدید مسائل ایک ساتھ بتلادیئے جائیں، مثلاً:

باب الوضوء والغسل: نالیوں میں بہنے والے پانی کو فلٹر کرنے کے بعد اس سے

پاکی حاصل کرنے کا حکم، مصنوعی بار آوری اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی صورت میں عورت پر غسل لازم ہوگا یا نہیں؟ فلٹر کیے ہوئے پیشاب سے پاکی حاصل کرنا، انقلابِ ماہیت اور طہارت ونجاست وحلت وحرمت پر اس کا اثر، پلاسٹک کے ہاتھ پر وضو اور غسل کا حکم، قبلہ رخ واش بیسن ہو تو کیا حکم ہے؟، جنابت کی حالت میں سلام ذکر اور تلاوتِ قرآن، ٹیشو پیپر سے استنجاء، چاک پیس سے استنجاء، بلیچنگ مخلوط پانی سے وضو اور غسل، بحالتِ حیض تسبیحات اور آیتِ کریمہ کی تلاوت یا قرآن مجید کے ترجمہ کا مطالعہ، حائضہ عورت کا پکوان وغیرہ، کاپرٹی لگانے پر ایامِ حیض بڑھ جائیں، مانعِ حیض دواؤں کا استعمال، ناخنوں میں میل ہونے پر وضو کا حکم، مصنوعی دانت کے ساتھ وضو کا حکم، گٹر لائن کی آمیزش اور بدبو والے پانی کا استعمال، ڈرائی کلینر سے کپڑوں کی پاکی، واشنگ مشین میں دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم، حائضہ عورت کے لیے مہندی کا استعمال، کنٹیکٹ لینسیز لگا کر وضو، نائلون اور کانپوری موزوں پر مسح، ڈرائی کلین کا شرعی حکم، الکحل ملے ہوئے عطور پاک ہوتے ہیں یا ناپاک؟ آبِ زمزم سے وضو اور غسل، ......ٹوتھ برش مسواک کے قائم مقام ہوگا یا نہیں؟ موبائل کی چیپ (Chip)، کیسٹ اور سی ڈی وغیرہ کو بلا وضو چھونا۔ کمپیوٹر کی اسکرین پر لکھے ہوئے قرآن کو بلا وضو چھونا۔ جس موبائل فون میں قرآن ڈاؤن لوڈ کیا گیا اسے بے وضو چھونا، پاکٹ سائز قرآن کو بلا وضو چھونا، قرآن کی کیسٹ یا سی ڈی کو بلا وضو چھونا۔ اعضائے وضو وغسل پر کلر پینٹ، فی وی کوئک وغیرہ لگ جائے؟ ناخن پالش وضو اور غسل کو مانع ہے یا نہیں؟ پلاسٹر پر وضو اور غسل میں مسح۔

باب التیمم: ٹرین میں تیمّم سے نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں۔ ماربل اور ٹائلس لگی ہوئی دیوار پر تیمّم۔

باب الاذان: مساجد میں نمازوں کے لیے کیسٹ کے ذریعہ اذان کا حکم، مسجد کی شرعی حیثیت، جمعہ کی اذانِ ثانی کا جواب، گھڑی میں اذان کا الارم، نومولود کے کان میں فون کے ذریعے اذان واقامت، ناپاک مواد والے منجن یا ٹوتھ پیسٹ کا استعمال، برف سے وضو یا اس پر تیمّم، سرف اور صابون سے کپڑوں کی پاکی کا حکم، ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ اذان، جنتریوں سے اوقاتِ نماز کی تعیین۔

باب الامامۃ: شرٹ، پتلون پہننے والے کی امامت۔ غیر مقلد امام کی اقتدا۔

باب الصلوۃ: ہوائی جہاز میں نماز، مساجد کے نیچے پارکنگ زون تعمیر کرنا، مکی شخص منی میں قصر کرے گا یا اِتمام؟، اونچی ڈگری والے والے عرض البلد کے ممالک میں روزہ ونماز کے اوقات، مسافتِ سفر کا آغاز، جائے ملازمت کا حکم، جماعتِ ثانیہ کا حکم شرعی، شہر بمبئی والوں کا شرعی سفر کہاں سے شروع ہوگا؟، حج کے موقع پر مکہ مکرمہ، منیٰ عرفات اور مزدلفہ میں نمازوں کا قصر یا اتمام؟، اوقاتِ نماز کے سلسلے میں حسابِ فلکی پر اعتماد، ......نماز میں ٹی شرٹ پر لکھا ہوا پڑھنا۔ آئینہ اور ٹائلس کے سامنے نماز۔ نماز سے پہلے کھائی ہوئی چاکلیٹ کی مٹھاس کا منہ میں باقی رہنا۔ گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز۔ دورانِ نماز گھڑی پر نظر کرنا۔ آدھی آستین والے قمیص میں نماز۔ تنگ اور چست پتلون پہن کر نماز۔ ننگے سر نماز۔ کہنی تک آستین چڑھا کر نماز۔ چٹائی کی ٹوپی پہن کر نماز۔ ٹائی کے ساتھ نماز۔ خانۂ کعبہ کی تصویر والے مصلے پر نماز۔ باتصویر کپڑوں میں نماز۔ نماز کی حالت میں انگلیاں توڑنا۔ صفوں کے درمیان سنتیں پڑھنا۔ نماز میں کھانسنا۔ نماز میں کھجلانا۔ فرض نمازوں کے بعد سنن سے پہلے دنیوی باتیں کرنا۔ رکعت پانے کے لیے دوڑنا۔ صف میں جگہ ہونے کے باوجود پیچھے کھڑا ہونا۔ نماز کی حالت میں ٹوپی گر جائے؟ نماز کی حالت میں مفلر وغیرہ کا استعمال۔ نماز کی حالت میں ہاتھوں کو چادر کے اندر ہی رکھنا

۔نماز میں موبائل فون وائب ریٹ پر رکھنا۔رکوع وسجدہ پر قدرت کے باوجود کرسی پر نماز۔ بلاضرورت لاؤڈ اسپیکر کا استعمال۔ٹی وی یا موبائل کے ذریعہ آیتِ سجدہ سننے کا حکم۔کرکٹ میچ جیتنے والوں کا سجدۂ شکر ادا کرنا ۔سفر شرعی۔ مسافتِ سفر کا آغاز۔تبلیغی جماعت کا دورانِ تبلیغ نماز میں قصر واتمام۔ جماعت کا ایک ہی علاقہ میں کام کی صورت میں نماز کا حکم۔بس اسٹینڈ یا ریلوے اسٹیشن پر نماز۔ بیمار آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا۔

باب الجمعۃ: بلادِ عربیہ سے باہر غیر عربی میں جمعہ اور عیدین کا خطبہ اور لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، ...... جمعہ کے دن پہلی اذان کے بعد کسی کام میں مشغول ہونا۔شہر اور دیہات میں جمعہ۔ ایئرپورٹ، قید خانہ اور فیکٹریوں میں نمازِ جمعہ۔خطبۂ جمعہ میں عصا ہاتھ میں لینا۔اردو میں خطبہ۔دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار۔

باب التراویح: بیس رکعت تراویح والی حدیث۔

باب الجنازۃ: مسلم میت کو لکڑی کے صندوق (تابوت) میں دفن کرنا، حاملہ عورت کی نمازِ جنازہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ؟، میت کو ایک ملک سے دوسرے ملک بھیجنا، شوہر اپنی بیوی کو قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں؟ ......میت کو سرد خانہ (Cold House) میں رکھنا۔نمازِ جنازہ میں تکبیر کا چھوٹ جانا۔کئی جنازے جمع ہوں تو پہلے کس کی نماز پڑھی جائے؟ جوتا یا چپل پہن کر نمازِ جنازہ۔ایکسیڈنٹ میں یا ڈوب کر مرنے والے کی تجہیز وتکفین اور نماز۔میت کا نصف حصہ ملے؟ جنازہ کی چادر پر قرآنی آیات کی کشیدہ کاری۔آدمی جس جگہ وفات پائے اسے وہیں دفن کرنا۔دفن کے بعد میت کے سرہانے اور پائینتی کھڑے ہو کر کیا پڑھے؟ قبر کو پختہ بنانا اور اس پر کتبہ لگانا۔میت پر سوگ اور تعزیت۔ اہلِ میت کو کھانا دینا۔

(دیکھئے: المسائل المھمۃ ، محقق ومدلل جدید مسائل، فقہ النوازل :۲/ ۱۳۵-۱۳۸،
مجمع الفقہ الاسلامی بمکۃ المکرّمۃ ، نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے فیصلے، کتاب
الفتاوی، جدید مسائل کا حل، عصرِ حاضر کے پیچیدہ مسائل اوران کا حل، آپ کے مسائل
اوران کا حل، جدید فقہی مسائل، وغیرہ کتبِ فقہ میں دستیاب ہیں)

(۶) شرح الوقایہ میں جو قدیم پیمانوں وغیرہ کا ذکر ہے اس کو جدید سے مقارنہ
کر کے بتلائیں، جیسے میل شرعی کی مسافت باعتبار کیلومٹر، میل شرعی میل انگریزی اور کیلومیٹر
میں فرق، نجاست قدر درہم، وغیرہ۔

(دیکھئے ثمرۃ النجاح جلد اول: (۱) دہ دردہ کا حساب صفحہ ۴۸ تا ۵۲۔ (۲) درہم کا
حساب ص ۲۷۔ (۳) درہم کا حساب اس میں دو قسم کی باتیں ص ۱۹۱۔ (۴) شفقِ احمر اور
شفقِ ابیض کی تحقیق ص ۲۱۱۔ (۵) کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا نقشہ ص ۴۴۶۔ (۶) فرسخ
،میل اور کیلومیٹر کا حساب۔ ص ۴۴۹ تا ۴۵۲۔ ثمرۃ النجاح جلد ثانی: (۱) صاع کا وزن ص
۱۷۔ (۲) مرد اور عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ نقشہ کی صورت میں ص ۱۲۵۔ (۳) گواہی
اور خبر کی ۸ قسمیں ص ۱۸۶۔ (۴) صاع کی تحقیق ص ۲۳۶۔ (۵) سونے چاندی کا حساب
۲۷۰ تا ۲۷۲۔ (۶) صاع کے وزن کی تحقیق ص ۲۹۳ تا ۲۹۴۔ (۷) میقات کا نقشہ کیلومیٹر
کے حساب سے ص ۳۴۱)

**نوٹ**: سہولت کے لیے ثمرۃ النجاح میں مذکور اوزان قدیمہ موازنہ صفحہ نمبر کے
ساتھ ذکر کر دیا گیا، مزید تفصیل کیے لے اثمار الھدایۃ ، احسن الفتاوی، محمود الاوزان، امداد
الاوزان، الاوزان الشرعیۃ سے استفادہ کریں۔

مقامات حریری: مقامات حریری ایک خاص دور کے ادبی نثر کی نمائندہ کتاب

ہے، جس میں قرآن وحدیث کے تمام تر مشکل الفاظ کی شیرازہ بندی کا قابل قدر حد تک اہتمام ہے، اس لیے اس کتاب کی تدریس میں حسب ذیل امور لائقِ اعتنا ہیں۔

(۱) الفاظ کے لغوی فروق واضح کیے جائیں۔(''الفروق اللغویۃ للعسکری''، ''مترادفات القرآن للکیلانی''، ''مآرب الطلبۃ'' سے استفادہ کیا جائے)

(۲) ذخیرہ الفاظ کے اضافے پر توجہ کے پیش نظر الفاظ معانی کے سننے کا اہتمام کیا جائے۔

(۳) کہیں کہیں فن بلاغت کی صنعتیں بھی بتلا دی جائیں۔

(۴) مقامات حریری کے تمام الفاظ چوں کہ قرآن وحدیث میں مستعمل ہیں، اس لیے ان کا محل استعمال بتلا کر انہیں قدامت کے دھبے اور متروک الاستعمال کی تہمت سے بچایا جائے۔ (علامہ کاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنے متداول حاشیے میں اس کا خاص اہتمام کیا ہے)

(۵) کتاب میں ضرب الامثال بھی ہیں انہیں زبانی یاد کرا دیا جائے، ضرب الامثال کی حقیقت اور ان کا موقع ومحل سمجھایا جائے۔

(۶) نحوی، صرفی اور لغوی تحقیقات بتلانے میں توسع پسندی کی راہ میں فراخدلی سے چلنے سے گریزاں رہا جائے۔

(۷) جدید استعمالات پر بھی نظر رہنی چاہیے۔(ابن الحسن عباسی صاحب نے اپنی شرح میں اس کا اہتمام کیا ہے)

(۸) ہوم ورک ضرور دیا جائے، ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

مختارات: مختارات عربی ادب کی ایسی نادر کتاب ہے، جس میں مولانا علی میاں ندویؒ نے مختلف ادوار میں ادائیگیٔ مافی الضمیر کے بے شمار اسالیب جمع کر دیئے ہیں، اس لیے اس کتاب میں جہاں قرآنی اسلوب، نبوی ادب، اور اسالیب ادبا پر نظر رہے، وہیں لغوی تحقیقات، جملوں کی ساخت اور اُس کی پیروی اور الفاظ ومعانی کے ذخیرے میں اضافے کی کوشش سے تدریس کو زینت بخشیں۔ عمدہ جملے زبانی یاد کرادیں، طلبہ کو مختلف اسالیب پر انشا پردازی پر ابھاریں۔ عربی ادب کے مشہور ادباء، مثلاً عثمان جاحظ وغیرہ کی کتابوں کو پڑھنے کا مکلّف کریں۔

خطوط نویسی کا طریقہ:(۱)من صديق إلى صديقه (تهنئة بقدومه من الحج). (۲)من أخ إلى أخيه (يهنئه بمولده وينصحه بالعناية به). (۳)من صديق الى صديقه (يهنئه بانتصاره في قضية خطيرة). (۴)من صديق إلى صديقه (يهنئه بالعيد ويتمنى له السعادة). (۵)من صديق الى صديقه (يشكره ويبادله التهنئة بالعيد). (۶)دعوة لحضور حفل. (۷) الاعتذار من الحضور في الحفلة. (۸)من صديق إلى صديقه ( يقدم له عزائه في وافة شقيقه). (۹) من صديق إلى صديقه ( يقدم له عزائه في وافة والده). (۱۰)من صديق إلى صديقه (يشكره على تعزيته في وفاة والده). (۱۱) من شخص إلى ولي نعمته (يطلب العفو من ذنبه ويرجو عطفه) (۱۲) من والد إلى مدير المدرسة (يلتمس إعادة ولده إلى المدرسة).

(رخصت، بیماری وغیرہ کے لیے عربی میں درخواست لکھوائیں)

**نوٹ**: ''عربی میں خط لکھئے'' اور ''جدید عربی میں خط ایسے لکھئے'' سے استفادہ کریں، یہ کتابیں دراصل عربی کتابوں کا ترجمہ ہیں، لہٰذا اساتذہ خطوط نویسی کے لیے ان سے استفادہ کریں، اسی طرح دلیل اللغۃ العربیۃ الوظیفیۃ الوحدۃ الثامنہ میں رسائل وطلبات کے عنوان سے کافی مواد ہے، اس سے ضرور استفادہ کریں۔

شرح ابن عقیل: شرح ابن عقیل ''الفیہ'' نامی نحوی اشعار کی کتاب- کی شرح ہے، جس میں مسائلِ نحو کو خوب سیر حاصل تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، تدریسی تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ شرح ابن عقیل کی تدریس میں مندرجہ ذیل نکات کو ملحوظ رکھا جائے:

(۱) شرح ابن عقیل کے اشعار کا ترجمہ سلیس، لفظی اور واضح انداز سے کر دیا جائے، حسبِ استعداد طلبہ سے ترجمہ لکھایا بھی جا سکتا ہے (۲) اشعار کی مختصر تشریح، اشعار کے الفاظ کی مدد سے اس طرح کی جائے کہ نحو کے بیان کردہ مسائل واضح ہو جائیں (۳) شعر کی مختصر نحوی تشریح کے بعد ابن عقیل نے نحو کے اور بھی مسائل تفصیلا بیان کیے ہیں، انہیں واضح سہل الفاظ میں مختصر کر کے پیش کیا جائے (۴) پورے سبق کا خلاصہ طلبہ سے بطور ہوم ورک کاپی پر لکھوایا جائے (۵) کبھی کبھی شرح ابن عقیل کے اشعار زبانی بھی سنے جائیں اور ان کی نحوی تشریح کی مختصراً تقریر سن لی جائے۔(۶) ہوم ورک ضرور دیا جائے، ہر طالب علم کے ہوم ورک کی علیحدہ کاپی ضرور ہونی چاہیے، ششماہی وسالانہ پر اسے جانچ کر نمبرات دیئے جائیں گے۔

## ہوم ورک کا طریقہ:

اصطلاحی تعریفات وغیرہ کاپی پر لکھ کر لانے کا مکلّف کریں۔

# عمومی ہدایات

آغازِ کتاب پر بطور مقدمہ علم اور مقدمۃ کتاب کے عربی دوم سے لے کر دورۂ حدیث تک مندرجہ ذیل امور ضرور بتلائے جائیں، تاکہ طلبہ کو فن سے مناسبت پیدا ہو سکے۔

مقدمۃ العلم: (۱) علم کی تعریف۔ (۲) علم کا موضوع۔ (۳) غرض وغایت۔ (۴) تدوین کی تاریخ۔ (۵) اس کے حصول کا شرعی حکم۔ (۶) اس کی ضرورت واہمیت۔ (۷) علم کی مشہور قدیم وجدید کتابیں۔ (۸) علم کا نام اور وجہ تسمیہ۔ (۹) اگر اس کی کوئی فضیلت قرآن وحدیث میں ہو تو اسے بتلانا۔ (۱۰) پڑھائی جانے والی کتاب کا علم میں مقام ومرتبہ۔

مقدمۃ الکتاب: (۱) مصنف کے حالات نام، لقب، سن ولادت، وفات، امتیازی اوصاف وغیرہ۔ (۲) کتاب کا تعارف امتیازات۔ (۳) مصنف کا اسلوب تصنیف اور اس کے امتیازات۔ (۴) کتاب کو درس نظامی میں پڑھانے کا مقصد۔

نوٹ: امتحانات میں مذکورہ امور میں سے سوالات کیے جائیں گے۔

(۱) تدریس نام ہے سمجھ کر سمجھانے کا جس میں شرح کی تمام باتیں نقل کر دینا ضروری نہیں ہے، بل کہ مناسب بھی نہیں ہے۔ تدریس میں متعلقاتِ درس کو حسنِ ترتیب سے نقل کرنا ہوتا ہے، چاہے شرح کی کوئی بات نہ آوے۔

(۲) اردو شروحات کا مطالعہ جہاں معلومات کے اضافے کی غرض سے ہوتا ہے، وہیں اپنی فہم کی تصویب کا اندازہ لگانے، طرزِ تعبیر معلوم کرنے بل کہ سہل وزود فہم تعبیر کی تلاش وجستجو کے لیے بھی ہونا چاہیے۔

مدرس کا تفہیم میں پہلی مرتبہ میں کامیاب ہونا ضروری نہیں ہے، بل کہ دوسری تیسری بار بھی ابتدائی درجات میں سمجھانا ضروری ہوتا ہے، اس پر جھنجھلانا غلط بات ہے، نہ ہی طالب علم کے لیے پہلی مرتبہ میں سمجھ لینا ضروری ہے۔ استاذ کو ایسے موقع پر زیرِ درس ہمت شکن کلمات استعمال نہ کرنا چاہیے۔

(۴) تجربہ حاصل ہونے کے لیے ہر فن کی ابتدائی کتاب سے لے کر فن کی دیگر معیاری کتابوں کا مطالعہ، پیشِ نظر طالب علم کی محبت وافادیت اور خلوص وللّٰہیت، ضروری ہے کسی صاحب دل کا تجربہ ونصیحت ہے کہ خود کے لیے اور اپنے متعلق طلبہ کے لیے دعا کرتے رہنا افہام وتفہیم میں اور تسہیلِ درس میں معین ومددگار رہوتا ہے۔

(۵) استاذ کے خیالات وتفکرات کا اپنے طلبہ پر ان کی تربیت میں غیر شعوری طور پر اثر ہوتا ہے؛ لہٰذا استاذ کو اپنے خیالات کی بلندی وسعتِ قلبی کا خاص دھیان رکھنا چاہیے۔

(۶) کسی متعینہ شرح سے ترجمہ لکھنے نیز شرح کا خلاصہ لکھنے اور اس کو یاد کرنے کا طلبہ کو مکلّف نہ بنایا جائے، اردو شروحات پر روک لگائیں۔

(۷) استاذ کو عربی شروحات، فن سے متعلق عربی کتب کا مطالعہ تو نہایت ضروری ہے ہی، اس کے ساتھ دیگر تمام علوم وفنون سے قدرے معلومات ضروری ہے جو درس کی کامیابی میں معین ومددگار ثابت ہوتی ہے۔

(۸) دورانِ درس استاذ کی نگاہ چاروں طرف گھومتی رہے، کسی ایک کو محور بنانا دوسروں کے لیے شکوہ ودل شکنی کا ذریعہ ہوسکتا ہے، نہ ہی نگاہیں بالکل نیچی رکھیں کہ طلبہ کو غفلت کا موقع ملے۔ درس کے سننے میں تنبیہ ومواخذہ کے طرز میں کوئی ایک پہلو لیے رکھنا ضروری نہیں ہے۔ ایک ذکی ذہین طالب علم کو تنبیہ کا انداز اور ہوگا اور اس کے مقابل کے تنبیہ کا دیگر۔

(۹) حوصلہ افزائی، دلجوئی تنبیہی کلمات میں بھی حسنِ اسلوب مدنظر رہے کہ ان چیزوں میں بھی تربیتی پہلو ہے۔

(۱۰) بعض کتابوں میں دورانِ درس عربی حواشی کا حوالہ دے کرانہی حواشی کو کبھی کبھی بچوں سے بھی حل کروائیں، تا کہ ہمت کھلنے میں اور نظر کی وسعت میں بچوں کو راہ مل سکے۔

## طریقۂ تدریس برائے عربی پنجم

ترجمۂ قرآن کریم : ضروری؛ نحوی وصرفی تحقیق، ربطِ آیات، شانِ نزول، وجوہِ ترجمہ مع تحقیقِ لغات،ضروری احکام ومسائل،ازخودترجمہ کرنے کی استعداد سازی۔

(۱) مبادیات قرآن اختصاراً برائے مناسبت۔.....''قرآن کی حیرت انگیز معلومات''اور''علوم القرآن'' سے استفادہ کیا جائے۔

(۲) غیرحفاظ طلبہ کے لیے ترجمۂ قرآن کی پختگی سے پہلے ناظرۂ قرآن کی پختگی پر بھی توجہ دی جائے۔

(۳) لغوی،صرفی ونحوی قواعد کی روشنی میں ترجمہ کرنے کا مکلّف بنایا جائے

(۴) بطور ہوم ورک لغات، ابواب، اشتقاق اورہفت اقسام کی اگلے سبق میں مشق ومطالعہ،اورتحریر کا حتی الامکان مکلّف کیا جائے۔

(عربی کتابوں کی نشاندہی کریں! مثلاً:''اعراب القرآن وبیانہ''وغیرہ)

(۵) ترجمہ سلیس، واضح،تحت اللفظ بامحاورہ اور طلبہ کی صلاحیت بڑھانے کے لیے ہو۔

(۶) حسبِ ضرورت شانِ نزول اوروجوہِ اعراب پرمختصراً کلام کیا جائے۔

(۸) الفروق اللغویۃ بتلائے جائیں۔اس کے لیے''مترادفات القرآن'' سے استفادہ کریں۔

راجح تفسیر بھی پیش کردی جائے، معرکۃ الآرا تفاسیر قرآن کا اصلاحِ معاد پر حوالہ بھی آتا رہے، گاہ بہ گاہ روح المعانی، بیان القرآن، تفسیر عثمانی، تفسیر کبیر وغیرہ معتبر تفاسیر کا ذکر آتا رہے، تاکہ ان کتب کی اہمیت طالبِ علم کے ذہن میں بیٹھ جائے، موضوعِ قرآن پر خاصا زور دیا جائے، تاکہ جن تفاسیر میں موضوعِ قرآن ترک کرنے سے اہل سنت والجماعت کی راہ سے برگشتگی ہوگئی ہے، اس سے طالب علم کا ذہن وعقیدہ محفوظ ہوجائے۔

ریاض الصالحین: نص حدیث تصحیح اعراب کے ساتھ، ترجمہ مع ضروری حلِ لغات، ضروری نحوی وصرفی تحقیق، راوی کا مختصر تعارف، مستفاد من الحدیث، مسائل واحکام، عصرِ حاضر میں حدیث سے رہنمائی، منتخب احادیث کا حفظ۔

یہ کتابِ حدیث یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ کی بڑی معرکۃ الآرا تصنیف ہے، جس میں اعمال وعقائد سے متعلق احادیث کو یکسر صحیح بخاری وصحیح مسلم سے اخذ کرکے تالیف کیا گیا ہے، فنِ حدیث ایک تفصیلی فن ہے، جس میں محدثینِ عظام نے عمریں صرف کردی، درسِ نظامی میں یہ طلبہ کے لیے پہلی کتاب ہے، اس لیے اس کتاب کی تدریس انتہائی سنجیدہ اسلوب میں حسب ذیل طریقہ پر ہوتو زیادہ فائدہ کی توقع ہے۔

(۱) عبارت خوانی صحیح ترین وخوب ترین ہو۔

(۲) ابتدائی اصطلاحاتِ حدیث میں سے ضروری اصطلاحات لکھوائی جائیں، اورحسبِ موقع بغرضِ اطمینان انہیں سن بھی لیا جائے۔

(۳) مختلف ابواب سے متعلق احادیثِ رسول ﷺ کو حفظ کرانے کا خوب اہتمام کیا جائے، فقہ حنفی کے اصولِ اربعہ میں حدیثِ پاک ایک اصلِ کل ہے، تو اس کو بطورِ اصل سمجھا کر، احادیث سے مستنبط ہونے والے مسائل پر بھی مختصراً روشنی ڈالی جائے، ہر باب کی ایک یا دو جامع حدیثوں کی نشان دہی کریں، اور کاپی پر لکھوا کر یاد کروائیں۔

(۴) رُواۃ کے تراجم بھی مختصراً بتلا دیئے جائیں۔

(۵) تدریسِ حدیث کی مدد سے طلبہ کی عملی زندگی کو رونق دی جائے، تو تربیتی بیداری میں کافی ترقی ہوگی۔

(۶) عصرِ حاضر میں حدیثِ پاک سے حاصل ہونے والی رہنمائی کی وضاحت کردی جائے۔

ہدایۃ اولین: (۱) عبارت کی تصحیح لازمی ہے۔ (۲) صورتِ مسئلہ کی وضاحت، خارجِ کتاب، امثلہ سے مصور ہوتو بہتر ہے۔ نیز تفصیلِ حکمِ مسئلہ، مع اختلافِ فقہا وتوضیحِ دلائل واجوبہ وترجیح الراجح۔ (۳) آغازِ بحث میں مرتب انداز میں ضروری مباحث کو ذکر کردیں، مثلاً: **تعريف الوضوء لغةً وشرعًا، وحكمه وتاريخه وأنواعه وفرائضه المتفقة عليها والمختلفة فيها، وسببه، وشروط وجوبه وصحته وسننه وآدابه، ومكروهاته ونواقضه.**

ہدایہ کو علمائے معاصرین نے ''الفقہ المقارن'' پر لکھی گئی کتابوں میں شمار کیا ہے۔ لہٰذا اختلافی مسائل کو بیان کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے '' **الفقه الإسلامي وأدلته** '' سے استفادہ بہت مناسب ہے۔

(۴) اولاً مذکورہ دونوں امور، کتاب سے ہٹ کر طلبا کو سمجھا دیئے جائیں، پھر کتاب سے ترجمہ کرکے اس بحث کی پوری تطبیق کروائی جائے۔

(۵) بوقتِ بیانِ دلائل حتی الوسع والامکان، قواعد فقہ واصولِ فقہ کا اجرا کرایا جائے۔

(۶) حلِ کتاب کے لیے عربی میں ''عنایہ'' و''کفایہ'' کو بنیاد بنایا جائے، اردو میں ''اشرف الہدایہ'' اور ''غایۃ السعایۃ'' اور تفصیلِ دلائل کے لیے ''فتح القدیر لابن الہمام'' اور ''البنایۃ للعینی'' سے مدد لی جائے۔

(۷) وقتاً فوقتاً ابواب سے متعلق اہم اور بنیادی مسائل کا امتحان لیتے رہیں، تا کہ طلبا کی محفوظات پر اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۸) کبھی کبھی طلبہ سے دلائل کی تقریر بھی کرائی جائے، تا کہ دلائلِ نقلیہ وعقلیہ کو واضح انداز میں سمجھانے کے عادی ہو جائیں۔

(۹) اس بات کی بطورِ خاص نگرانی کی جائے کہ "ہدایہ" جیسی کتاب کے مطالعے اور اس کو سمجھنے کی استعداد طلبہ میں پیدا ہو بھی رہی ہے یا نہیں۔

نیز صحیح اور واضح ترجمہ، مسائل ودلائل کی واضح تشریح، صورتِ مسئلہ کی خارجی تمثیل، اختلافِ ائمہ اور نقلی وعقلی دلیلوں کی توضیح، دلائلِ احناف کی ترجیح، مسائلِ کتاب کی اصولِ فقہ وقواعدِ فقہ سے تطبیق، مسائل ودلائل کی ایسی دل نشیں توضیح جس سے فقہی ذوق وملکہ پیدا ہو سکے۔

(۱۰) ہر باب سے متعلق عصرِ حاضر کے پیش آمدہ مسائلِ جدیدہ سے طلبہ کو واقف کرانا ضروری ہوگا۔ ذیل میں ہر باب سے متعلق نوازل کی نشاندہی کی جارہی ہے، ان مسائل کو بتلانے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

(۱) بہتر یہ ہوگا کہ عبارتِ کتاب میں جو مسئلہ بھی زیرِ بحث ہو، اس سے متعلق جدید مسئلہ وہیں بتلا دیا جائے۔ مثلاً: سنتِ مسواک کے ساتھ؛ ٹوتھ برش کا مسئلہ۔ استقبالِ قبلہ کے ساتھ؛ قبلہ نما کی شرعی حیثیت، وغیرہ۔

(۲) ہر باب کے اختتام پر اس سے متعلق تمام مسائلِ جدیدہ ایک ساتھ بتلا دیئے جائیں، جیسے:

باب الوضو کے ختم پر: ٹوتھ برش مسواک کے قائم مقام ہوگا یا نہیں؟ موبائل کی

چیپ (Chip)، کیسٹ اور سی ڈی وغیرہ کو بلا وضو چھونا۔ کمپیوٹر کی اسکرین پر لکھے ہوئے قرآن کو بلا وضو چھونا، جس موبائل فون میں قرآن ڈاؤن لوڈ کیا گیا اسے بے وضو چھونا، پاکٹ سائز قرآن کو بلا وضو چھونا، اعضائے وضو وغسل پر کلر پینٹ، فی وی کوئنک وغیرہ لگ جائے تو وضو اور غسل کا حکم شرعی؟ ناخن پالش وضو اور غسل کو مانع ہے یا نہیں؟ وضو اور غسل میں پلاسٹر پر مسح کافی ہوگا یا نہیں؟

باب التیمم کے ختم پر: ٹرین میں تیمّم سے نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں۔ ماربل اور ٹائلس لگی ہوئی دیوار پر تیمّم کا حکم۔

باب الاذان کے ختم پر: ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ اذان۔ جنتریوں سے اوقاتِ نماز کی تعیین۔

باب الإمامۃ کے ختم پر: شرٹ، پتلون پہننے والے کی امامت، غیر مقلد امام کی اقتدا۔

باب الصلوۃ کے ختم پر: وہ تمام جدید مسائل یہاں بھی بتلائے جائیں جن کا ذکر گزشتہ اوراق میں آیا ہے۔

باب الجمعۃ کے ختم پر: جمعہ کے دن پہلی اذان کے بعد کسی کام میں مشغول ہونا، شہر اور دیہات میں جمعہ، ایئر پورٹ، قید خانہ اور فیکٹریوں میں نمازِ جمعہ، خطبۂ جمعہ میں عصا ہاتھ میں لینا، اردو میں خطبہ، دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار۔

باب التراویح کے ختم پر: بیس رکعت تراویح والی حدیث۔

باب الجنازۃ کے ختم پر: میت کو سرد خانہ (Cold House) میں رکھنا۔ دماغی موت کا حکم۔ نمازِ جنازہ میں تکبیر چھوٹ گئی تو کیا کیا جائے؟ کئی جنازے جمع ہوں تو پہلے کس کی نماز پڑھی جائے؟ جوتا یا چپل پہن کر نمازِ جنازہ۔ ایکسیڈنٹ میں یا ڈوب کر مرنے

والے کی تجہیز وتکفین اور نمازِ جنازہ۔میت کے نصف حصہ پر نمازِ جنازہ۔جنازہ کی چادر پر قرآنی آیات کی کشیدہ کاری۔میت کو دفن کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔دفن کے بعد میت کے سرہانے اور پائینتی کھڑے ہوکر کیا پڑھا جاتا ہے؟ قبر کو پختہ بنانا اور اس پر کتبہ لگانا۔میت پر سوگ اور اہلِ میت کی تعزیت۔اہلِ میت کو کھانا دینا۔اسی طرح ''ہدایہ جزء ثانی'' میں نکاح وطلاق سے متعلق نئے مسائل تحت الابواب یا بعد اختتام الابواب بتلا دیئے جائیں، مثلاً:

کتاب النکاح میں: عاقل بالغ لڑکا یا لڑکی کو کسی رشتے کے قبول کرنے پر مجبور کرنا۔تبلیغی اجتماعات میں نکاح۔کورٹ میرج۔رجسٹر یا صداقت نامہ پر سائن یا انگوٹھا لگوانا۔فون اور انٹرنیٹ پر نکاح۔رشتے کے لیے ای میل کے ذریعہ فوٹو بھیجنا۔منگنی سے پہلے لڑکی کا فوٹو دیکھنا۔صرف عورتوں کی شہادت سے نکاح۔شادی ہال یا شادی لان میں نکاح۔نکاح کے لیے شادی ہال یا شادی لان کرایہ پر لینا یا دینا۔شادی کارڈ (Wedding Card) چھپوانا۔منگیتر کے ساتھ خلوت وتنہائی۔توأمین (ایسے جڑوا بچے جن کا جسم باہم ملا ہوا ہو) کا نکاح۔دعوتِ ولیمہ اور اس کا وقتِ مسنون۔مہرِ فاطمی اور عصرِ حاضر میں اس کی مقدار۔عورت سے جبراً نکاح کے کاغذات پر دستخط۔بیوی کو خون دینے سے نکاح پر اثر، وغیرہ۔

اسی طرح کتاب الطلاق میں، طلاق کے نئے مسائل مثلاً: یونین کونسل کی جانب سے دی گئی طلاق۔لفظ ''ڈی وُورس'' (Divorce) سے طلاق۔شرعی کمیٹی سے فسخ نکاح۔غیر مسلم جج کی عدالت میں فسخ کیا ہوا نکاح، وغیرہ۔(یہ سب اہم مسائل جن میں ابتلائے عام ہے۔محقق ومدلل جدید مسائل وغیرہ کتب فقہ وفتاویٰ میں موجود ہیں)

نیز ہدایہ میں جو قدیم اوزان و پیمانے مذکور ہیں، ان کو جدید اوزان و پیمانوں سے مقارنہ کر کے بتلایا جائے، جیسے: میل شرعی باعتبارِ کیلومیٹر۔ مقدارِ نجاست قدرِ درہم۔ میلِ شرعی، میلِ انگریزی اور کیلومیٹر میں فرق وغیرہ ۔(اثمارالہدایۃ ۔احسن الفتاوی۔ محمود الاوزان۔ امدادالاوزان۔ الاوزان الشرعیۃ۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ سے استفادہ کریں)

حسامی: تصحیح عبارت پر توجہ، مطلب خیز ترجمہ، اصول وقواعد کی دل نشیں تشریح، تکرار وتمثیل کے ساتھ حاشیہ کی مفید باتوں پر توجہ، ترجمہ ومفہوم کے درمیان تطبیق، آموختہ کا مختصراً اعادہ۔

(۱) پورے سبق کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کو عبارت پر منطبق کیا جائے، مثلاً: سبق میں کل تین باتیں ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے...... کہہ کر، پھر بتایا جائے کہ: پہلی بات، کتاب کی یہاں سے لے کر یہاں تک کی عبارت سے ثابت ہوتی ہے۔ دوسری بات اب شروع ہورہی ہے، جو یہاں تک کی عبارت سے ثابت ہے۔ اسی طرح تیسری بات عبارت کے اس حصہ پر ختم ہوتی ہے۔

(۲) اصطلاحاتِ اصولِ فقہ کی تعریفات، امثلہ اور حکم عبارتِ کتاب سے ہی ثابت کر کے، پھر قرآنی امثلہ بتائی جائیں، اور طلبہ سے بھی لکھوائی جائیں۔

معین البلاغۃ، تلخیص البلاغۃ: علم بلاغت پر پورے درسِ نظامی میں صرف یہی دو کتابیں داخل نصاب ہیں۔ اس لیے استاذ کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ طالب علم کو اس فن کی جو کچھ معلومات حاصل ہوں گی، وہ صرف انہی دو کتابوں سے اور اسی گھنٹہ میں حاصل ہوں گی۔

''تلخیص البلاغۃ'' نہایت سلیس، مختصراور جامع درسی کتاب ہے،جس کے ذریعے علم بلاغت کی تینوں شاخوں (معانی، بیان اور بدیع) کا اچھا تعارف طالب علم کو حاصل ہوسکتا ہے۔کتاب اتنی آسان ہے کہ اس کے حل پر استاذ یا طالب علم کو زیادہ محنت صرف نہیں کرنی پڑتی۔لہٰذا استاذ کو چاہیے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ علم بلاغت سے نظری اور عملی مناسبت پیدا کرنے پر صرف کریں۔اوراس کا راستہ بھی وہی ہے کہ صرف کتاب میں دی ہوئی مثالوں پر اکتفا کرنے کے بجائے اپنی طرف سے بہت سی مثالیں سوچ کر دی جائیں، طلبہ کے سامنے انہیں بیان کریں، اور پھر طلبہ سے نئی نئی مثالیں بنوائیں۔اور اصطلاحاتِ بلاغت زبانی اورتحریری تمرین کروائیں۔

اس کے لیے ''معین البلاغۃ'' نامی کتاب استاذ کے لیے بہترین رہنما ثابت ہوسکتی ہے۔اس میں معانی، بیان اور بدیع تینوں علوم کی اصطلاحات نہایت ہی سلیس اور مختصرتعبیری اردو زبان میں پیش کی گئیں، جومعین البلاغہ کے لیے تسہیل کا سبب ہوسکتی ہیں۔بنابریں معین البلاغہ کی تدریس قبل ازتلخیص البلاغہ ہوجائے تو بہت ہی مفید ہوگا۔

تعارفِ فن،ضرورتِ فن،علوم شرعیہ میں قرآن کریم کی شانِ اعجازی کواجاگر کرنا، خود اپنی دعوتی،تبلیغی وتدریسی زندگی میں وضاحت وبلاغت کا خیال فرما کر کامیاب ہونا، عربی کتاب کی تصحیح عبارت اورواضح ترجمہ،طلبہ کوخودترجمہ کرنے کا مکلّف بنایا جائے،قواعد اورامثلہ کی آسان تفہیم، امثلۂ کتاب اورتمارین کےحل پرخصوصی توجہ دیں اورکاپی لکھنے کی تاکید کریں۔

مختارات: لغات اورنحوی صرفی تحقیق کا اہتمام، ایسی تعبیرات کا انتخاب، جوروز مرہ کی گفتگواور مضمون نگاری میں معاون ہوں، ہفتہ میں ایک دن آپس میں محادثۂ عربیہ کا

التزام، جس کے لیے ایک ہفتہ قبل عنوان متعین کر دیا جائے، مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ مضمون نگاری (آزاد اِنشاء) کی تدریب وتمرین اور اس پر مواظبت ومداومت، تاکہ دارسینِ ادب میں عربی تکلم اور انشاء پردازی، دونوں کی کچھ نہ کچھ استعداد پیدا ہو، اور ان کتابوں کی درس وتدریس کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔

## آزاد انشاء پردازی/خطوط نویسی

دیوانِ متنبّی: یہ کتاب شعراء مولدین کے زمانے کی شاعری کا نمونہ پیش کرنے کے لیے نصاب میں رکھی گئی ہے۔اس کی تدریس میں ان تمام امور کا اہتمام کیا جائے، جو مقاماتِ حریری کے ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔مزید باتیں یہ ہیں:

(۱) اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ طلبہ کو شعر پڑھنے کا صحیح طریقہ آئے جو طلبہ شعر کو پڑھتے وقت اسے وزن سے خارج کر دیتے ہیں، انہیں اس غلطی پر ہمیشہ ٹوک کر اصلاح کی جائے۔

(۲) حکمت پر مبنی اشعار زبانی یاد کرائے جائیں۔

(۳) ترکیب کے اختلاف سے معانی میں تبدیلی کی نشان دہی کی جائے۔

(۴) اشعار میں جو محسنات بدیع آتے ہیں، ان کی نشان دہی کی جائے۔

(۵) بلاغت کے دوسرے نکات بھی واضح کیے جائیں۔

(۶) کتاب کے اردو ترجموں اور شرحوں کے استعمال پر پابندی لگائی جائے۔

متنبّی اور مختارات چوں کہ عربی ادب کی سب سے آخری کتابیں ہوتی ہیں، عموماً ان سے قبل ادب کی کسیذ کتاب اور عربی زبان سے متعلق مفصل کلام نہیں ہوتا، اس لیے ان

کتابوں میں تقریباً ایک ہفتے تک صرف عربی ادب کی اہمیت، اور تاریخِ ادبِ عربی پر عمدہ کلام ہو، جس سے ادب اور زبان عربی کی اہمیت آشکارا ہوجائے، اسباق شروع ہوجانے کے بعد درسِ متنبّی میں درجِ ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے!

لغات کی عمدہ تحقیق، جس سے فقہ اللغۃ واضح ہوجائے، ضرورت پڑنے پر الفروق اللغویۃ کا بھی اہتمام کیا جائے، واضح ادیبانہ ترجمہ جس سے ترجمہ میں اردو کی ادبیت بھی ظاہر ہوجائے، مطالب بیان کرنے میں طوالت سے پرہیز کیا جائے، خصوصاً ان اشعار کے مطالب، جو فسادِ قلب ودماغ کا سبب ہیں، اشعار کی عبارت خوانی پر توجہ دی جائے، جس میں وزنِ شعر باقی رہے، منتخب اشعار کا حفظ، اشعار کے وجوہِ اعراب اور نحوی صرفی تحقیق۔

عقیدۃ الطحاوی: اس کتاب کو اگر درسِ نظامی کا حاصل اور علوم دینیہ کی بنیاد کہا جائے، تو بے جا نہ ہوگا، لہٰذا استاذ کو اسی اہمیت کے ساتھ اسے پڑھانا چاہیے۔ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم کو مسائل کے ساتھ ان کے نقلی وعقلی دلائل، اور فقہا کے مدارک استنباط سے واقفیت ہوجائے۔ جس کے لیے اس کتاب کی تدریس میں امورِ ثلاثہ کا لحاظ ضروری ہے:

(۱) عبارت وترجمہ کی تصحیح پر پوری توجہ۔

(۲) مافی العبارۃ عقیدہ کی عمدہ وضاحت۔

(۳) حاشیۂ کتاب سے بھرپور استفادہ۔ (ہوسکے تو عقائد صحیحہ کے اثبات اور عقائد باطلہ کے ابطال پر دلائل عقلیہ ونقلیہ پیش کی جائیں)

# عمومی ہدایات

آغازِ کتاب میں بطورِ مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب، عربی دوم سے لے کر دورۂ حدیث تک مندرجہ ذیل امور ضرور بتلا دیئے جائیں، تاکہ طلبہ کو فن سے مناسبت پیدا ہو سکے۔

**مقدمۃ العلم:**

(۱) علم کی تعریف۔ (۲) علم کا موضوع۔ (۳) غرض وغایت۔
(۴) تاریخ تدوین۔ (۵) علم کا شرعی حکم۔ (۶) ضرورت واہمیت۔
(۷) علم کی مشہور قدیم وجدید کتابیں۔ (۸) علم کا نام اور وجہ تسمیہ۔
(۹) فضیلت علم از قرآن وحدیث۔ (۱۰) زیرِ درس کتاب کا علمی مقام ومرتبہ

**مقدمۃ الکتاب:**

(۱) مصنف کے حالات نام، لقب، سنہ ولادت، وفات، امتیازی اوصاف وغیرہ۔

(۲) تعارفِ کتاب اور اس کے امتیازات۔

(۳) مصنف کا اسلوبِ تصنیف اور اس کے امتیازات۔

(۴) کتاب کو درس نظامی میں پڑھانے کا مقصد۔

**نوٹ:** امتحانات میں مذکورہ امور میں سے سوالات کیے جائیں گے۔

# طریقۂ تدریس برائے عربی ششم

**جلالین شریف**: صحت عبارت پر توجہ، واضح ترجمہ، وجوہِ مقدرات، تسامحات کی نشاندہی اوران کی تحقیقی وضاحت۔ شانِ نزول، ربطِ آیات، فضائلِ آیات وسور، احکام و مسائل، حل کتاب کے ساتھ مراد آیات کی توضیح، تفسیری ذوق کی آبیاری۔ عصر حاضر کے تقاضوں میں قرآن سے رہنمائی اور عملی وفکری تطبیق، قرآن کے فنی معارف ونکات اور بلیغانہ تعبیر کی دلنشیں تشریح، فرقِ باطلہ کی غلط وجوہِ استدلال، اور اہلِ حق کی طرف سے استدلالی دفاع، بلاغی، نحوی وصرفی اسرارِ قرآنیہ کا بیان، آیات کی تفسیر مختلفہ میں راجح مرجوح، اور راجح وارجح کی تعیین ووجہ ترجیح مع الدلیل۔

مقدار خواندگی: جلالین (۱)

تاششماہی: پ:۱ - ۵ مکمل تاسالانہ: پ:۱٦ - ۲۰

مقدار خوادنگی: جلالین (۲)

تاششماہی: پ:٦ - ۱۰ مکمل تاسالانہ: پ:۲۱ - ۲۵ مکمل

مقدار خوادنگی: جلالین (۳)

تاششماہی: پ:۱۱ - ۱۵ مکمل تاسالانہ: پ:۲٦ - ۳۰ مکمل

**مشکاۃ المصابیح**: تصحیح عبارت مع ضبطِ لغات، تراجمِ رواۃ، تطبیق بین الروایات وترجیحات، مصطلحاتِ حدیثیہ فنیہ کی نشاندہی، صحاحِ ستہ سے مناسبت پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔

**مقدار خوادنگی**: **حصہ اول** ازابتداء تا کتاب البیوع

تاششماہی: جلداول مکمل تاسالانہ: جلد ثانی مکمل

## هدايه آخرين

تاششماہی: ہدایہ ثالث تاسالانہ: ہدایہ رابع

طریق تدریس:

(۱) عبارت کتاب کی تصحیح لازمی ہے۔

(۲) مسئلے کی صورت میں واضح بیان، جو خارج میں مثالوں سے مصور کر کے ہوتو بہتر ہے اور مسئلے کے حکم کی تفصیل مع اختلاف فقہاء۔

(۳) مسئلے کے دلائل کی توضیح اور مخالف فقہاء کے دلائل کا جواب۔

(۴) مذکورہ دونوں امور، پہلے کتاب سے ہٹ کر طلباء کو سمجھا دیئے جائیں، پھر کتاب سے ترجمہ کر کے اس بحث کی پوری مطابقت کرائی جائے۔

(۵) دلائل کے بیان کے وقت جس قدر ممکن ہو، اصول فقہ کے قواعد کا اجراء کرایا جائے۔

(۶) حل کتاب کے لیے ''عنایہ'' اور ''کفایہ'' کو بنیاد بنایا جائے۔ اور دلائل کی تفصیل کے لیے ''فتح القدیر'' اور ''بنایہ للعینی'' سے مدد لی جائے۔

(۷) اس بات کا اطمینان کیا جائے کہ طالب علم کو باب سے متعلق اہم اور بنیادی مسائل یاد ہیں، اور وقتاً فوقتاً ان کا امتحان لیا جاتا رہے۔

(۸) کبھی کبھی طلبہ سے دلائل کی تقریر بھی کرائی جائے، تاکہ علمی باتوں کو واضح انداز میں سمجھانے کی عادت پڑے۔

(۹) اس بات کی بطور خاص نگرانی کی جائے کہ ''ہدایہ'' جیسی کتاب کے مطالعے اور اس کو سمجھنے کی صلاحیت طالب علم میں پیدا ہو رہی ہے یا نہیں۔

صحت کے ساتھ عبارت خوانی، صحیح اور واضح ترجمہ، مسائل ودلائل کی واضح تشریح، صورت مسئلہ کی خارجی تمثیل، اختلاف ائمہ اور عقلی ونقلی دلیلوں کی توضیح، احناف کے دلائل کی ترجیح، مسائل کتاب کی فقہ کے اصول وقواعد کے ساتھ استنباطی تطبیق، مسائل ودلائل کی ایسی توضیح جس سے فقہی ذوق پیدا ہو۔

**معین الفرائض / سراجی:** اولا تو معین الفرائض کو بنیاد بنا کر فن سمجھا جائے، پھر اس کی مختصر مختصر تعریفات واصطلاحات زبانی یاد کرائی جائیں، پھر سراجی کے حلِ عبارت وترجمہ کے بعد اس کے ساتھ تطبیق دی جائے، دونوں کتابوں میں تمرین ومشق پر خوب زور دیا جائے، اس حد تک کہ فن اچھی طرح قابو میں آجائے۔

**مقدار خواندگی:**

تا عیدالاضحیٰ: ازابتدا تا بیان احوال ورثاء

تا ششماہی: بیان کسر وتصحیح

تا سالانہ:

**شرح عقیدة الواسطیه:**

(۱) حل عبارت (۲) تصحیح ترجمہ (۳) آیات واحادیث سے مصنف اور شارح کا استنباط اور انداز استنباط۔ (۴) عقیدۂ مستنبطہ کی اچھی طرح تشریح۔ (۵) مخالف خیالات اور فرقہ باطلہ کے وساوس سے طلبہ کو باخبر کرانا، پھر ان کے جوابات دینا۔ (۶) حسب ضرورت مصنف رح سے باادب اختلاف اور پھر ترجیح راجح کی سعی کرنا۔

**مقدار خوادنگی: حصہ اول**

بعد ششماہی تا سالانہ: ازابتداء تا آخر بحث کتاب اللہ۔

## عمومی ہدایات

آغاز کتاب بطور مقدمہ علم اور مقدمۃ کتاب کے عربی دوم سے لے کر دورۂ حدیث تک مندرجہ ذیل امور ضرور بتلائے جائیں تاکہ طلبہ کو فن سے مناسبت پیدا ہو سکے۔

مقدمۃ العلم: (۱) علم کی تعریف۔ (۲) علم کا موضوع۔ (۳) غرض وغایت۔ (۴) تدوین کی تاریخ۔ (۵) اس کے حصول کا شرعی حکم۔ (۶) اس کی ضرورت واہمیت۔ (۷) علم کی مشہور قدیم وجدید کتابیں۔ (۸) علم کا نام اور وجہ تسمیہ۔ (۹) اگر اس کی کوئی فضیلت قرآن وحدیث میں ہو تو وہ۔ (۱۰) پڑھائی جانے والی کتاب کا علم میں مقام ومرتبہ۔

**مقدمة الكتاب:** (۱) مصنف کے حالات نام، لقب، سن ولادت، وفات، امتیازی اوصاف وغیرہ۔ (۲) کتاب کا تعارف امتیازات.......... (۳) مصنف کا اسلوب تصنیف اور اس کے امتیازات (۴) کتاب کو درس نظامی میں پڑھانے کا مقصد۔

**نوٹ:** امتحانات میں مذکورہ امور میں سے سوالات کئے جائے گے۔

## صحاحِ ستہ کے طریقۂ تدریس کے متعلق عمومی ہدایات (عربی ہفتم)

برصغیر کے اسلامی جامعات میں درسِ نظامی تقریباً ڈیڑھ سو سال سے پڑھایا جاتا ہے، درسِ نظامی کو منتخب کرنے کا مقصد انگریزوں کی آمد کے بعد جو انگریزوں نے مسلمانوں کو علمی اور دینی اعتبار سے کمزور کرنے کی کوشش اسکولوں اور کالجوں کے ذریعہ شروع کی تھی اس کا مقابلہ تھا کہ مدارس میں ایسے افراد تیار کیے جائیں جو مضبوط علمی استعداد کے مالک ہوں، علومِ نقلیہ وعقلیہ اور علوم عربیہ واسلامیہ سے خوب اچھی طرح واقف ہوں، تاکہ ہر میدان میں اسلام کے تحفظ کی ضمانت دی جاسکے۔ اسی لیے درسِ نظامی میں صحاح ستہ کو

خاص اہمیت دی گئی اور اسی کے پیشِ نظر صحاحِ ستہ کو درسِ نظامی میں سب سے آخری سال رکھا گیا۔ (نیز جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ) درسِ نظامی میں عربی اول سے لے کر عربی پنجم تک علومِ آلیہ (نحو، صرف، بلاغت وغیرہ ) پڑھائے جاتے ہیں تاکہ طالب علم میں قرآن وحدیث کو اچھی طرح سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

مگر پچھلے کافی عرصہ سے صحاح ستہ کے طریقۂ تدریس میں عام طور پر ضرورت سے زیادہ چند مباحث اور ابواب پر انتہائی طویل کلام کیا جاتا ہے ( کہ کچھ ابواب تمام کتابوں میں تفصیل سے پڑھائے جاتے ہیں اور باقی ابواب سال کے آخر میں روایۃً پڑھائے جاتے ہیں ) جس کی وجہ سے دورۂ حدیث کا ہوشیار اور ذہین طالب علم عبادات ومعاملات، جہاد وسِیَر، حدود وقصاص، فتن وملاحم، تفسیر وفضائل، جنت وجہنم کی مفصل کتب و ابواب سے پورا سال صرف احادیث پڑھنے کے باوجود ناواقف رہتا ہے کہ اسے کسی خاص موضوع کی احادیث کے متعلق یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ صحاحِ ستہ میں سے کس کتاب میں تفصیل سے وہ بیان کی گئی ہیں اور کبھی تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ احادیث پڑھی بھی گئیں ہیں یا نہیں؟..........یعنی پورا سال حدیث پڑھنے کے باوجود درسِ نظامی میں صحاحِ ستہ کی تدریس کے مقاصد میں سے اہم مقصد ( ذخیرۂ احادیث کے مجموعہ سے طالب علم کا اچھی طرح تفصیلی طور پر واقف ہونا ) فوت ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

اور اکثر ابواب رواروی میں گزر جاتے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ احادیث کے مکمل ذخیرہ سے درایۃً واقف نہیں ہو پاتے، جس کا احساس آخری دور کے اکابرین کو بھی تھا، اسی لیے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانیؒ نے غور وخوض اور اپنے اس زمانے کے محدثین کے مشورے سے صحاح ستہ کے ابواب کو اپنے ادارے میں تدریس

کے لیے اس طور پر تقسیم کیا تھا کہ ہر کتاب سے چند ابواب روایۃ اور چند ابواب تفصیل کے ساتھ پڑھائے جائیں، جس پر مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ نے ''شرح صحیح المسلم'' کے مقدمے میں روشنی ڈالی ہے، نیز دیگر اداروں میں بھی تقسیم ابواب کا یہ کام ہوا ہے۔

جامعہ نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا اور اسی کے پیشِ نظر بتوفیق اللہ تفصیلی واجمالی تدریس کا خاکہ تیار کر کے آسانی کے لیے تقسیمِ ابواب کی فہرست کو مرتب کرلیا ہے جو آپ حضرات کے سامنے پیش کی جارہی ہے، امید ہے کہ اس کے مطابق فریضہ تدریس کو انجام دیں گے، نیز اس کے ساتھ ''طریقۂ تدریس'' بھی دیا جارہا ہے، امید ہے کہ آپ اسی کے مطابق درس دینے کی زحمت فرمائیں گے، ان شاء اللہ امتحانی پرچے بھی اسی کو سامنے رکھ کر تیار کیے جائیں گے، نیز جن ابواب کو درایۃً پڑھایا جائے گا انہی ابواب سے امتحان میں سوالات پوچھے جائیں گے۔

عصرِ حاضر میں خاص طور پر معاملات اور فتن کو عصری تقاضے کے مطابق پڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ طلبہ کو اچھی طرح مواد فراہم ہو اور معاشرے میں اصلاح کے فریضے کو وہ اچھی طرح انجام دے سکیں، اس لیے خاص طور پر معاملات میں مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی کتابیں مثلاً انعام الباری، تکملہ فتح الملہم، فقہی مقالات، فقہ البیوع، مفتی محمد شفیع صاحب عثمانیؒ کی جواہر الفقہ، نیز فقہ اکیڈمی کے فیصلے وغیرہ، اور احادیث فتن میں شیخ محمد بن عبدالرحمٰن العریفی کی کتاب ''نہایۃ العالم'' اور مولانا یوسف صاحب بنوریؒ کی کتاب ''دورِ حاضر کے فتنے اور ان کا علاج''، مفتی ابولبابہ صاحب کی کتاب ''دجال کون؟'' وغیرہ کتابوں سے استفادہ کیا جائے تاکہ احادیث فتن کی عصر حاضر میں تطبیق دینے میں معاونت مل سکے۔

نیز اس بات کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ کتبِ حدیث کی تدریس محدثانہ انداز میں ہو، نہ کہ فقہی ؛ لہٰذا کتبِ صحاحِ ستہ کے جن ابواب کی تدریس درایۃ ہوگی ان میں مندرجۂ ذیل امور کی رعایت ضروری ہوگی۔

(۱) طالب علم کو حدیث کی عبارت پڑھنے کا مکلّف بنائیں۔

(۲) تلاوتِ حدیث کے بعد رجالِ حدیث پر روشنی ڈالیں۔

(۳) حدیث کے درجے کو بیان کریں اگر سند میں لطائف ہو تو اسے ضرور بیان کریں۔

(۴) حدیث کو مصنفؒ نے اپنی کتاب میں اگر دوسری جگہ ذکر کیا ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔

(۵) حدیث کی تشریح اور مستفاد فوائد کے ساتھ ساتھ اگر حدیث فقہی مسئلے کے متعلق ہو تو اس میں اختلافِ فقہا کو بیان کر کے راجح قول کی تعیین کرنے پر اکتفا کریں۔

جن ابواب کو درایۃً پڑھانا ہے، ان کی اجمالی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) کتاب الایمان ''صحیح بخاری'' سے مکمل لیا گیا اور ''صحیح مسلم'' کے کتاب الایمان سے ان احادیث کو لیا گیا جو صحیح بخاری کے کتاب الایمان میں نہیں ہیں مثلاً احادیث اسراء، رؤیۃ اللہ، شفاعۃ وغیرہ۔

(۲) کتاب الحج کو امام مسلمؒ نے تفصیل سے بیان کیا ہے اور عمرہ کے متعلق ابواب اختصاراً بیان کیے ہیں جب کہ امام بخاریؒ نے الگ سے ابواب قائم کر کے قدرے تفصیل سے عمرہ کے ابواب بیان فرمائے ہیں ؛ اس لیے صحیح بخاری سے ابواب العمرہ اور صحیح مسلم سے کتاب الحج کا انتخاب کیا گیا۔

(۳) بیع کی تمام اقسام کا احاطہ کرنے کی غرض سے صحیح مسلم سے مکمل اور صحیح بخاری سے کچھ ابواب کا انتخاب کیا گیا۔

(۴) کتاب الجہاد ''صحیح بخاری'' سے **مکمل** لیا گیا اور چوں کہ امام نسائی نے کتاب الجہاد میں کچھ خاص حدیثیں بیان فرمائی ہیں، **غـــزوۃ الھند، غزوۃ الترک والحبش، فضل الجھاد في البحر** وغیرہ، اس کے پیش نظر چند ابواب سنن النسائی سے منتخب کیے گئے ہیں۔

(۵) کتاب النکاح میں امام بخاریؒ نے بہت سارے ان عناوین پر ابواب قائم کیے ہیں، جن کا عصرِ حاضر میں عام رواج ہے اس وجہ سے ''صحیح بخاری'' سے کتاب النکاح مکمل لیا گیا اور چوں کہ امام نسائی نے مہر کے ابواب کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا ہے، نیز کتاب النکاح کے آخر میں ''**عشرۃ النساء**'' اور ''**حب النساء**'' کے متعلق ابواب بیان فرمائے ہیں ان کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب، صفات، علامات نبوت، وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے ابواب بخاری سے لیے گئے جب کہ صحابۂ کرام کے مناقب وفضائل کو صحیح مسلم سے منتخب کیا گیا۔

(۷) کتاب فضائل القرآن میں امام بخاریؒ نے عموماً قرآن کے فضائل زیادہ بیان کیے ہیں، جب کہ امام ترمذیؒ نے فضائل القرآن میں سورتوں کے فضائل بیان فرمائے ہیں اس لیے دونوں قسم کے فضائل کا احاطہ کرنے کی غرض سے صحیح بخاری وسنن ترمذی سے فضائل القرآن کو لیا گیا۔

(۸) کتاب الصلاۃ میں نماز کی فرضیت نیز اوقاتِ صلاۃ اور اذان وامامت، جماعت، صفوف وغیرہ کے ابواب، ابوداؤد سے منتخب کیے گئے، جب کہ افتتاحِ صلاۃ سے لے کر کتاب الصلاۃ کے بقیہ ابواب سنن ترمذی سے منتخب کیے گئے، نیز صلاۃ جمعہ، عیدین

کسوف/ استسقاء/خوف وغیرہ نمازوں کے ابواب کوسنن النسائی سے منتخب کیا گیا۔

(۹) کتاب الضحایا کوامام ابوداؤدؒ نے تفصیل سے بیان کیا ہے اور کتاب الصید اختصاراً بیان فرمایا ہے، جب کہ امام ترمذیؒ نے ابواب الصید کو بنسبت اضاحی کے تفصیل سے بیان فرمایا ہے اس لیے ابواب الصید کا سنن الترمذی سے انتخاب کیا گیا۔

(۱۰) کتاب الفتن کو بخاری وسنن ابی داؤد، دونوں کتابوں سے مکمل لیا گیا کیوں کہ عصرِ حاضر میں فتنے بہت زیادہ عام ہوگئے ہیں اور ان سے بچنے کے لیے ان کا جاننا نہایت ضروری ہے جیسا کہ مشہور صحابی حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **کان الناس یسألون رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الخیر، وکنت أسألہ عن الشر مخافۃ أن یدرکنی،**....... (رواہ البخاري، رقم الحدیث: ۷۰۸۴)

اسی طرح سنن ابی داؤد سے کتاب الملاحم، کتاب المہدی وغیرہ کتابوں کے ابواب کوشامل کرکے فتن کے اکثر ابواب کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱۱) **أبواب الزھد**: یہ ابواب سننِ ترمذی کے مشہور ابواب ہیں، نیز سنن ابن ماجہ کے ''ابواب الزہد'' بھی قابلِ ستائش ہیں کہ امام محمد بن یزید بن ماجہؒ نے ابواب الزہد میں دنیا، فقراء، مجالست فقراء، قناعت، توکل ویقین، ذنوب وتوبہ، ورع وتقویٰ، موت وقبر، حوض وشفاعت کے بعد آخر میں امام ترمذیؒ کی طرح جنت کا تذکرہ کرکے ابواب الزہد کا حق ادا کردیا ہے چناں چہ سننِ ترمذی کے ''ابواب الزہد'' کے ساتھ ساتھ سننِ ابن ماجہ کے ''ابواب الزہد'' کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بقیہ اہم کتب و ابواب کا حتی الامکان احاطہ کرنے کی کی کوشش کی گئی ہے۔

## جن ابواب کو روایۃً پڑھانا ہے ان کے متعلق ضروری ہدایات

(۱) ہر باب کے آغاز میں باب سے متعلق امور کو مختصراً بیان کریں، نیز عبارت خوانی کے ساتھ ساتھ اس بات کی نشاندہی کر دیں کہ یہ باب صحاحِ ستہ کی فلاں کتاب میں تفصیل سے پڑھایا جائے گا۔ (سہولت کے لیے صحاحِ ستہ کی تقسیمِ ابواب کی فہرست پیشِ خدمت ہے)

(۲) اگر کوئی باب مذکورہ تقسیمِ ابواب کے احاطہ سے خارج ہو، تو اس کی نشاندہی کر کے دفترِ تعلیمات کو ماہِ رجب میں مطلع فرمائیں۔ (ماہ رجب میں ان شاء اللہ اسی سلسلہ میں اساتذہ کی میٹنگ ہوگی)

(۳) پڑھانے میں کتاب کی ترتیب کو ملحوظ رکھیں، جن ابواب کو روایۃً پڑھانا ہے ان کو ششماہی بعد یا سالانہ سے پہلے تک ہرگز مؤخر نہ کیا جائے؛ بل کہ کتاب کی ترتیب کے مطابق پڑھائیں۔

(۴) ان شاء اللہ مذکورہ تقسیمِ ابواب سے تدریس میں آسانی اور تخفیف ہو جائے گی، لہٰذا درایتی وروایتی نصاب امتحان سے دس دن پہلے مکمل کر دیا جائے؛ تاکہ دورہ حدیث کے طلبہ کا اسباق کے دور اور مراجعت کے لیے معتد بہ وقت نہ ملنے کا شکوہ ختم ہو جائے اور آپ کی سال بھر کی محنت بھی نتیجہ خیز ہو سکے۔ وباللہ التوفیق!

☆☆☆☆☆

# مقدارِ خواندگی: درجہ عربی ہفتم

| شمار | مضمون | کتاب | معینہ گھنٹے |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱ | حدیث | صحیح بخاری | ۶ |
| ۲ | حدیث | صحیح مسلم | ۶ |
| ۳ | حدیث | سنن ترمذی | ۶ |
| ۴ | حدیث | سنن ابوداؤد | ۶ |
| ۵ | حدیث | سنن نسائی/ابن ماجہ | ۵ |
| ۶ | تفسیر | تفسیر بیضاوی | ۵ |
| ۷ | دعوۃ | اصول الدعوۃ وطرقہا (مذکرۃ) | ۱ |
| ۸ | تربیۃ | التربیۃ الاسلامیۃ (مذکرۃ) | ۱ |
| ۹ | علوم القرآن | الاعجاز العلمی فی القرآن الکریم | ۱ |
| ۱۰ | طرق التدریس | محاضرات (مذکرۃ) | ۱ |
| ۱۱ | علوم الحدیث | محاضرات (مذکرۃ) | ۱ |
| ۱۲ | الادیان والفرق | محاضرات (مذکرۃ) | ۱ |

# مقدارِ خواندگی: درجہ عربی ششم

| شمار | مضمون | کتاب | معینہ گھنٹے |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱ | فقہ | ہدایہ (کتاب البیوع تا کتاب الغصب) | ۵ (فصل اول) |
| ۲ | فقہ | ہدایہ (کتاب الشفعہ اخیر تک) | ۵ (فصل ثانی) |
| ۳ | تفسیر | تفسیر جلالین (نصف اول) | ۱۸ (فصل اول) |
| ۴ | تفسیر | تفسیر جلالین (نصف ثانی) | ۱۸ (فصل ثانی) |
| ۵ | حدیث | موطا امام مالک بروایت محمد الشیبانی | ۴ |

| ۶ | حدیث | شرح معانی الآثار | ۳ |
|---|---|---|---|
| ۷ | فرائض | سراجی فی المیراث | ۴ |
| ۸ | اصول تفسیر | الفوز الکبیر | ۱ |
| ۹ | توحید | العقیدۃ الواسطیۃ | ۳ |
| ۱۰ | اسلامی اقتصادیات | محاضرات (مذکرۃ) | ۱ (فصل ثانی) |
| ۱۱ | غزو الفکری | محاضرات (مذکرۃ) | ۱ (فصل اول) |
| ۱۲ | مقاصد شریعہ | محاضرات (مذکرۃ) | ۱ (فصل اول) |
| ۱۳ | مناہج البحث | محاضرات (مذکرۃ) | ۱ (فصل ثانی) |

# مقدارِ خواندگی: درجہ عربی پنجم

| اسمائے کتب | ۱۵/شوال تا عیدالاضحیٰ | عیدالاضحیٰ تا ششماہی | ششماہی تا سالانہ |
|---|---|---|---|
| ترجمۂ قرآن مجید | پ ا/ختم | پ۲/تا۴/ختم | پ۵تا۱۰/ختم |
| ریاض الصالحین | از اول تا باب استحباب سؤال أهل المريض | تا کتاب الجهاد | الی آخر الکتاب |
| ہدایہ اولین کتاب الطہارۃ | باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء و مالا یجوز بہ تک۔ (۱/۳۳/ختم) | از باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء و مالا یجوز بہ تا باب صفۃ الصلوٰۃ ختم | الی آخر الکتاب |
| ہدایہ اولین کتاب النکاح | از کتاب النکاح:۲/۳۰۵/تا باب المہر :۲/۳۲۳ | از باب المہر :۲/۳۲۳/تا باب الخلع :۲/۴۰۴ | از باب الخلع :۲/۴۰۴/تا کتاب السیر :۲/ ۵۵۸ |
| الحسامی | از باب القیاس ص......تا ص۱۱۳ | از......ص/۱۱۳تا ص/ ۱۶۱ | بعد ششماہی ایک ماہ میں حسامی ختم۔ بعدہٗ العقیدۃ الطحاویۃ |
| معین البلاغۃ | ابتداء تا بحث الإنشاء ص۲۹ | از بحث الانشاء تا بحث الاقصر ص۶۸ | الی آخر الکتاب |

| تلخیص البلاغۃ | انشاء کا بیان ص ۱۵ | قصر کا بیان، ص ۳۹ | مکمل کتاب |
|---|---|---|---|
| مختارات | از ابتدا تا ص/ ۱۸ر<br>صفۃ عمر بن الخطاب | ص/ ۱۹ر تا ۳۲ر<br>شقاوۃ الملوک | ص/ ۳۳ر تا ۵۱ر<br>عہد عمر بن عبد العزیز |
| متنبّی | ص/ ۳ر تا ۶ر مکمل | ص/ ۷ر تا ۱۳ر مکمل | ص/ ۱۴ر تا ۲۳ر مکمل |

## مقدارِ خواندگی: درجہ عربی چہارم

| اسمائے کتب | ۱۵ر شوال تا عید الاضحیٰ | عید الاضحیٰ تا ششماہی | ششماہی تا سالانہ |
|---|---|---|---|
| مختارات | فی بنی سعد/ ص ۳۳ | اخلاق المومن ختم/ ص ۵۳ | ص ۸۰ رسالۃ عتاب |
| مقامات | مقدمہ مکمل | دو مقامے مکمل | پانچ مقامات مکمل |
| شرح ابن عقیل | ص ۴۵ | بحث علم/ ص ۹۱ | (۱۴۹) تا اِنّ واخوات انّ |
| شرح وقایہ | کتاب الصلاۃ مکمل | بقیہ جلد ا۔ جلد ۲/ ص ۱۶۴ | ایضا/ از ص ۱۳۶ تا ۱۴۹ |
| نور الانوار | ۳ر تفریعات حکم خاص مع ۲ر<br>اعتراضات وجوابات ص ۲۰ | بحث الخاص مکمل/ ص ۷۰ | بقیہ بحث کتاب اللہ ص ۱۷۵ |
| ریاض الصالحین | باب التوبہ حدیث (۲۴)<br>مکمل | باب الشفاعۃ حدیث (۲۴۷)<br>مکمل | باب الرؤیا حدیث (۸۴۴) |
| ترجمہ قرآن مجید | ڈیڑھ پارہ از سورہ فرقان | چار پارے | ساڑھے چار پارے |

## مقدارِ خواندگی: درجہ عربی سوم

| اسمائے کتب | ۱۵ر شوال تا عید الاضحیٰ | عید الاضحیٰ تا ششماہی | ششماہی تا سالانہ |
|---|---|---|---|
| ترجمۂ قرآن | سورۂ یونس تا پ ۱۲ ا ربع | پ ۱۲ ار ربع تا پ ۱۴ سورۂ نحل<br>مکمل | سورۂ اسراء تا سورۂ روم |
| اصول الشاشی | بحث حقیقت ومجاز مکمل | بحث امر مکمل | بقیہ کتاب مکمل |
| قدوری | باب المرابحۃ والتولیۃ مکمل | کتاب الشفعۃ مکمل | کتاب النفقات مکمل |

| | | | |
|---|---|---|---|
| معلم الانشاء | ۱۲؍تمرینات درس اول مکمل | ۲۶؍تمرینات مکمل | ۳۲؍تمرینات مکمل بحث مفعول لہ |
| آسان منطق ،شرح تہذیب | آسان منطق اصطلاح ماھو کا بیان مکمل | مکمل کتاب | شرح تہذیب: از ابتدا تا خاتمۃ مبحث التصورات ص ۸۶ |
| اختلاف امت اور صراطِ مستقیم | | ص ۹۷؍مکمل | مکمل کتاب |
| شرح مأۃ عامل | ص ۸؍مکمل | ص ۳۴؍مکمل | ص ۲۷)مکمل |

# مقدارِ خواندگی: درجہ عربی دوم

| اسمائے کتب | ۱۵؍شوال تا عید الاضحیٰ | عید الاضحیٰ تا ششماہی | ششماہی تا سالانہ |
|---|---|---|---|
| ہدایۃ النحو | اصناف میں سے صنفِ رابع ص ۱۰ مکمل اسماء ستہ مکبرہ | اسمائے اصوات مکمل | |
| مفید الطالبین | اول الناس سے النحو فی الکلام کالملح فی الطعام تک | ان البلاء موکل بالمنطق سے خیر الکلام ماقل ودل تا | من قال مالا ینبغی سے ۱۰؍حکایات |
| نور الایضاح | از ابتدا تا بیانِ غسل | فصل فیما یفعلہ المقتدی الخ ص ۸۳ مکمل | مکمل |
| معلم الإنشاء (الجزء الأول) | ۳۵؍تمارین مکمل | ۳۶؍تمارین تا ۸۰؍تمارین مکمل | ۸۱؍سے مکمل |
| قصص النبیین (الجزء الثالث) | ۱۲؍سبق مکمل | قصۃ الاولیٰ سبق ۱۳ تا قصۃ ثانیہ سبق مکمل | مکمل |
| الاساس فی النحو | ۱۶ صفحات | ۷۵ صفحہ تک | ۱۵۶ صفحہ تک |
| تاریخ خلفائے راشدین | از مقدمہ ص ۱۱ تا ۲۴ مکمل | از ص ۲۵ تا ۱۲۰؍مکمل | مکمل |

# مقدارخواندگی: درجہ عربی اول

| اسمائے کتب | ۱۵رشوال تا عیدالاضحیٰ | عیدالاضحیٰ تا ششماہی | ششماہی تا سالانہ |
|---|---|---|---|
| القواعدالنحویۃ | ضمائرکا بیان مکمل ص ۱۷ | از اسمائے موصولہ تا مستثنیٰ ص ۴۰ | مکمل |
| مالابُدّ منہ | کتاب الطہارۃ مکمل | نمازِ کسوف مکمل | مکمل (کچھ ابحاث میں سے اختلاف ائمہ حذف) ۱۲۸ |
| علم الصرف | بحث فعل مضارع مکمل ص ۱۱ | اولین مکمل | جز ثالث مکمل (ص ۶۰) |
| المفردات الأساسیہ | دس اسباق مکمل | حصہ اول مکمل | حصہ ثانی مکمل |
| تاریخ اسلام | بقرعید تک یومیہ ایک صفحہ | تاریخِ ملت ۱۶ر صفحہ بعدۂ تاریخ اسلام یومیہ ۲ یا ۳ر صفحہ، ششماہی تک حصہ اول مکمل | النحو الواضح پہلا حصہ مکمل |
| قصص النبیین | پانچ اسباق مکمل | الجزء الاول مکمل | الجزء الثانی مکمل |

# مقدارِخواندگی: درجہ فارسی

| اسمائے کتب | ۱۵رشوال تا عیدالاضحیٰ | عیدالاضحیٰ تا ششماہی | ششماہی تا سالانہ |
|---|---|---|---|
| آمدن سی لفظی | باب 'پا' ختم | مکمل | گلزارِ دبستان از اول تا پچاس حکایات |
| تیسیر المبتدی | نہی کی تعریف | قاعدہ ماضی مطلق سے معروف ومجہول کے قواعد | ۱۰۰ر تک فارسی میں گنتی |
| چہل سبق<br>کریما سعدی | گیارہ سبق مکمل | ۳۳ر سبق | کریما سعدی مکمل |
| معلم الصرف | بحث مضارع ختم | مکمل | دروس اللغۃ کے دس سبق |
| دروس اللغۃ العربیۃ | | | ۱۰ر اسباق |

| ناظرہ قرآن مجید | پ ۱/تا ۵/غیر حفاظ | حفاظ: ۱/تا ۲۰ تا ۶/تا ۱۵ غیر حفاظ۔حفاظ: بقیہ دس پارے مع ایک قرآن | مکمل (ایک قرآن) حفاظ: ایک قرآن (تین قرآن) |
|---|---|---|---|
| اسلام کیا ہے؟ سیرت خاتم الانبیاء | ص۹۳ | ص۹۴ تا مکمل | ازاول تا آخر مکمل |

## مقدارِ خواندگی: درجہ اردو

| اسمائے کتب | ۱۵/شوال تا عیدالاضحیٰ | عیدالاضحیٰ تا ششماہی | ششماہی تا سالانہ |
|---|---|---|---|
| بہشتی ثمر | از ابتدا تا (ص۲۲) وضو کے مسائل مکمل | سنت اور نفل نمازوں کا بیان ص۷۵ | مکمل |
| تاریخِ اسلام | شام کا دوسرا سفر (ص۱۹) | پہلا حصہ مکمل دوسرا حصہ ص۴۸ | مکمل |
| اردو کی چوتھی | سلطان ناصر الدین (ص۱۹) | آسمان اور تارے/ص۶۱ مکمل | مکمل |
| رسولِ عربی خلافتِ راشدہ | آں حضرت ﷺ ہجرت/ص۶۰ | مکمل تا سالانہ | مکمل خلافتِ راشدہ |
| ناظرہ قرآن مجید | ۲۶/واں پارہ مکمل | ۲۷/۲۸/واں دو پارے مکمل | ۲۹،۳۰/دو پارے تیسواں پارہ حفظ |

# جامعہ اکل کوا میں پرچہ سازی کے طریقے پر ایک نظر

## درجۂ عربی اول/ دوم/سوم کے امتحانی سوالات مرتب کرنے کا طریقہ

(۱) سوالات کتابوں سے اس طرح تیار کئے جائیں کہ وہ تمام مضامین کو محیط ہو، یعنی ششماہی تا ۱۵رجب پڑھائے گئے اسباق سے ہوں۔

(۲) سوالات متعلقہ کتاب کے طریقۂ تدریس کے مطابق مرتب فرمائیں۔

(۳) **سوالات تین مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کئے جائیں:**

(الف) حافظہ۔(ب) افہام وتفہیم۔(ج) تطبیق۔

یعنی چند سوالات ایسے ہوں جن میں طالب علم کے حافظہ، اسی طرح چند سوالات میں اس کے قوت فہم اور چند سوالات میں قوت تطبیق کا امتحان مقصود ہو۔

(۱) معروضی سوالات کا مطلب ہے سوالات اس انداز میں ہوں جس میں مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کوئی دو یا چند طریقے اختیار کئے جائیں۔

(الف) قوسین میں دیئے گئے متبادل الفاظ کی مدد سے خانہ پُر کیجئے۔

(ب) جوڑیاں لگائیں۔(ج) اپنے حافظہ سے خالی جگہ پر کیجئے۔

(د) صحیح یا غلط کی پہچان کیجئے۔وغیرہ

**(۲)** مختصر جوابی سوالات: (الف) مختصر جواب لکھیں۔(ب) ایک جملہ میں جواب دیں۔(ج) فرق واضح کیجئے۔(د) نامکمل عبارت کو مکمل کیجئے (ان کتابوں میں یہ سوال کیا جائے جو حفظا یاد کرائی جاتی ہیں)۔

اگر کتاب فنِ نحو، صرف، اصول فقہ، منطق اور فقہ سے متعلق ہو تو اصطلاحات کی تعریفات دریافت کریں مثلاً اسم، فعل کی تعریف، عبارت النص، اشارۃ النص کی تعریف، تصور وتصدیق اور اس کے اقسام کی تعریف، اصول وقواعد کی کتابوں میں اصول وقواعد کی تعریف وغیرہ۔

مختصر جوابات کے لیے پندرہ اجزاء مطلوب ہیں، مگر آپ پانچ بڑھا کر سوالات تیار کریں، تاکہ طلبہ کو اختیار دیا جاسکے۔

(۳) طویل جوابی سوالات:

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے دلنشین انداز میں اس کی وضاحت کیجیے۔

(ب) کتاب اور مصنف کا تعارف قلم بند کیجیے۔

(ج) عبارت میں مذکور اختلافی مسئلہ کے اختلاف کو دلائل کے ساتھ واضح کیجیے، اور راجح کی ترجیح مع دلیل ترجیح سپردِ قرطاس کیجیے۔

(د) عبارت پر اعراب لگا کر خط کشیدہ کی تحلیل کیجیے۔

(ھ) علم کی تعریف، موضوع، غرض وغایت، تدوین، تاریخ وغیرہ قلم بند کیجیے۔

(و) تطبیق کے ساتھ سوال کے ذیل میں، جملہ یا عبارت دے کر اس میں تراکیب سے متعلق مثلاً مرکب توصیفی یا مرکب اضافی کو پہچاننا اس طرح مبتدا یا خبر کو پہچاننا اس طرح کے سوالات کریں۔ تین ایسے جملے بنائیں جس میں فعل مضارع مجزوم ہو وغیرہ، جملہ اسمیہ کو جملہ فعلیہ سے الگ کیجیے، عبارت میں مبتدا، خبر فعل فاعل کو متعین کیجیے، نیچے دیئے گئے جملوں میں کان اور اس کے اخوات کے جملوں کو شامل کیجیے وغیرہ۔

**(۵) سوالات کے نمبرات کی ترتیب یہ ہونا ضروری ہے :**

(۱)ایک سوال معروضی ہو جس میں تیس اجزاء ہوں ہر سوال کے جواب کے ۱رنمبر متعین کیئے جائیں۔گویا اس سوال کے کل ۳۰رنمبرات ہوں گے۔

(۲) مختصر جوابی سوالات کا ایک سوال ہو جس کے اجزاء پندرہ ہوں اور ہر جز کے ۲رنمبر متعین کیئے جائیں، گویا اس سوال کے کل ۳۰رنمبرات ہوں گے۔

(۳) طویل جوابی سوال ایک ہوگا، جس کے اجزاء آٹھ ہوں گے اور ہر جز کے پانچ نمبر متعین کیئے جائیں؛ گویا اس سوال کے کل ۴۰رنمبرات ہوں گے۔

| سوالات | کل اجزاء | کل نمبرات |
|---|---|---|
| سوال نمبر(۱) معروضی<br>دس اجزاء: شوال تا ششماہی۔<br>بیس اجزاء: ششماہی تا سالانہ ۔ | ۳۰ | ۳۰ (۱×۳۰) |
| سوال نمبر(۲) مختصر جوابی سوالات۔<br>سات اجزاء: شوال تا ششماہی۔<br>تیرہ اجزاء: ششماہی تا سالانہ ۔ | ۱۵+۵/اضافی | ۳۰ (۱۵×۲) |
| سوال نمبر(۳) طویل جوابی سوالات۔<br>تین اجزاء: شوال تا ششماہی۔<br>پانچ اجزاء: ششماہی تا سالانہ ۔ | ۸ | ۴۰ (۸×۵) |

## عربی چہارم، پنجم، ششم وہفتم کے امتحانی سوالات مرتب کرنے کا طریقہ (برائے کتب حدیث اور ادب وبلاغت)

سوالات کتابوں سے اس طرح تیار کیے جائیں کہ وہ نصاب کے تمام مضامین کو محیط ہوں، یعنی سوالات ششماہی تا سالانہ پڑھائے گئے اسباق سے ہوں۔

اِدارۃ شؤون التعلیم (دفتر تعلیمات) کی طرف سے دیئے گئے طریقۂ تدریس کے مطابق سوالات مرتب فرمائیں۔

☆ **سوالات تین مقاصد کو پیشِ نظر رکھ کر کیے جائیں:**

(الف) حافظہ (ب) افہام وتفہیم (ج) تطبیق

یعنی چند سوالات ایسے ہوں جس میں طلبہ کے حافظہ کا امتحان مقصود ہو؛ اسی طرح چند سوالات میں قوت فہم اور چند سوالات میں قوت تطبیق کا امتحان مقصود ہو۔

**سوالات تین نوعیت کے ہوں:**

(الف) ترجمہ مطلوب سوال (ب) مختصر جوابی سوالات

(ج) طویل جوابی سوالات۔

**(ا) ترجمہ مطلوب سوال** کا مطلب ہے متعلقہ کتاب سے کم ازکم دس سطر عبارت (مختلف دو/ چند مقامات سے دس سطریں) اخذ کریں۔ اُس عبارت پر اعراب لگانے اور ترجمہ لکھنے کا مکلّف کریں، اس سوال کے مجموعی نمبرات تیس ہوں گے، ہر سطر کے تین نمبر: اعراب کا ایک نمبر اور ترجمہ کے دو نمبر۔

**(۲) مختصر جوابی سوالات:**

(الف) مختصر جواب لکھیں۔ (ب) ایک جملہ میں جواب دیں۔

(ج) فرق واضح کیجئے۔ (د) مختصر تعریفات وغیرہ۔

مختصر جوابی سوال میں اس بات کا خیال رکھیں کہ جواب ایک سطر سے زائد نہ ہو۔

مختصر جوابات کے لیے ۱۴ / اجزاء مطلوب ہیں، مگر آپ ۶ / اجزاء بڑھا کر سوالات تیار کریں، تاکہ طلبہ کو اختیار دیا جا سکے۔

**(۳) طویل جوابی سوالات** :کل ۶ / سوالات مطلوب ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے:

**(الف)** متعلقہ کتاب کے دو مختلف مقام (ششماہی تا جمادی الثانیہ اور جمادی الثانیہ تا ۱۵ / رجب) سے عبارت اخذ کر کے ان دونوں عبارتوں سے مندرجہ ذیل امور کا لحاظ کرتے ہوئے دو دو سوالات کیے جائیں۔

(۱) مذکورہ عبارت کی دلنشین انداز میں وضاحت کیجئے۔

(۲) عبارت میں مذکور اختلافی مسئلہ کے اختلاف کو دلائل کے ساتھ واضح کیجئے، اور راجح کی ترجیح مع دلیل ترجیح سپرد قرطاس کیجئے۔

(۳) خط کشیدہ کلمات کی تحلیل کیجئے، اسی طرح عبارت کی شرح کے متعلق سوالات ہوں۔

ترجمہ ہرگز طلب نہ فرمائیں، اس لیے کہ پہلا سوال ترجمہ کے لیے خاص ہے۔

**(ب) مندرجہ ذیل امور کا لحاظ کرتے ہوئے دو سوالات کیے جائیں:**

(۱) علم کی تعریف، موضوع، غرض و غایت، تدوین، تاریخ وغیرہ قلم بند کیجیے، کتاب اور مصنف کا تعارف قلم بند کیجئے۔

(۲) اپنے حافظہ سے تین حدیثیں (متعلقہ حدیث کی کتاب سے) یا اشعار (متعلقہ ادب عربی کی کتاب سے) حوالۂ قرطاس کیجئے۔

| سوالات | کل اجزاء | کل نمبرات |
| --- | --- | --- |
| **سوال نمبر(۱) ترجمہ مطلوب۔**<br>پانچ سطر: شوال تا ع<br>پانچ سطر جمادی الثانیہ تا ۱۵ رجب | ۱۰/سطر عبارت | ۳۰ (۱۰×۳) |
| **سوال نمبر(۲) مختصر جوابی سوالات**<br>دس اجزاء: ششماہی تا جمادی الثانیہ<br>دس اجزاء: جمادی الثانیہ تا ۱۵ رجب | ۱۴+۶ اضافی | ۲۸ (۱۴×۲) |
| **سوال نمبر(۳) طویل جوابی سوالات۔**<br>دو جزء: ششماہی تا جمادی الثانیہ<br>دو جزء: جمادی الثانیہ تا ۱۵ رجب<br>ایک جزء: کتاب، صاحب کتاب، متعلقہ فن سے<br>ایک جزء: ۳ حدیثیں یا اشعار | ۱+۱+۴ | ۴۲ (۷×۶) |
|  |  | ۱۰۰ |

# امتحان سے متعلق ضروری ہدایات

**الموضوع:** امتحان الفصل الدراسي الأول / .

☆ طالب علم پرچہ کے سرورق پر متعینہ جگہ میں اپنا آئی کارڈ نمبر اور نام لکھے، اور ترتیب کی تعیین کرے، مثال کے طور پر:

نشست نمبر:............................ نام:...............................

ترتیب : الف/ ب/ ج/ دال/ ھا

☆ امتحان گاہ میں پرچۂ سوالات کو اچھی طرح پڑھ لیں پھر جواب کو اپنے ذہن میں متعین کر لیں، بعدہ جواب لکھیں۔ (۳۰/ منٹ کے بعد کسی کو پوچھنے کی اجازت نہ ہوگی۔)

☆ تمام طلبا کا وقت سے قبل امتحان گاہ میں حاضر ہونا لازمی ہے، تاخیر کی صورت میں امتحان گاہ میں بیٹھنے کی اجازت نہ ہوگی۔

☆ جوابات صرف نیلے قلم سے لکھیں، نیلے قلم کے علاوہ دوسرے قلم استعمال کرنے کی صورت میں ۱۰ (دس) نمبر وضع کر دیئے جائیں گے۔

☆ جو طالب علم غِش (نقل، القاء یا سرگوشی) کرتے ہوئے دکھائی دے گا، اس کا جوابی پرچہ ضبط کرلیا جائے گا؛ نیز اس کو امتحان گاہ سے خارج کر دیا جائے گا، اور اس کتاب میں وہ ناکام شمار ہوگا۔

☆ امتحانات ان شاء اللہ دو مرحلوں میں ہوں گے، ہر مرحلہ دو گھنٹے سے زائد کا ہوگا۔

امتحان میں کامیابی کے درجات حسبِ ذیل ہے:

| شمار | نمبرات | کامیابی کا درجہ | علامت |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۹۵ سے ۱۰۰ | ممتاز (اول) | أ+ |
| ۲ | ۹۱ سے ۹۴ | ممتاز (دوم) | أ |
| ۳ | ۷۵ سے ۹۰ | جید جدا | ب+ |
| ۴ | ۶۱ سے ۷۴ | جید | ب |
| ۵ | ۴۵ سے ۶۰ | مقبول | ج |
| ٦ | ۴۵ سے کم | ناکام | د |

☆☆☆☆☆

# مدینہ یونی ورسٹی، ہمدرد یونی ورسٹی دہلی اور مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ سے معادلہ

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کا مدینہ یونی ورسٹی، ہمدرد یونی ورسٹی دہلی اور مسلم یونی ورسٹی سے معادلہ بھی ہو گیا ہے، ان کو بھیجا جانے والا ابتدا سے لے کر اخیر تک کا ۱۷/سالہ نصابِ تعلیم کا ایک اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے:

| نمبر | درجہ | Class | Period | مدت |
|---|---|---|---|---|
| 1 | روضہ | Pre Primary | (K.G) | 2سال |
| 2 | ابتدائی | Primary | 1 to 4 | 4سال |
| 3 | متوسط | Middle School | 5 to 7 | 3سال |
| 4 | ثانوی | Secondary School | 8 to 10 | 3سال |
| 5 | عالم | Higher Secondary | 11 to 12 | 2 سال |
| 6 | فاضل | *B.A.* | *1,2,3, years* | 3سال |
| | کل دورانیہ | | | 17سال |

## ابتدائیہ

## (روضہ) جماعت اول (Class I)

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | احسن القواعد | (۱۲۔اسباق) |
| ۲ | متفرقات | (احادیث، دعائیں) |
| ۳ | اشاعتی قاعدہ (اردو) | پہلی کتاب |
| ۴ | My English Book-1 | ٹیکسٹ بک بورڈ |
| ۵ | ریاضی | ٹیکسٹ بک بورڈ |
| ٦ | ڈرائنگ وخوشخطی | ٹیکسٹ بک بورڈ |

## (روضہ) جماعت دوم (Class II)

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | احسن القواعد | سبق ۱۳ تا مکمل |
| ۲ | متفرقات | احادیث، دعائیں |
| ۳ | اشاعتی قاعدہ (اردو) دوسری کتاب | دوسری کتاب |
| ۴ | My English Book-2 | ٹیکسٹ بک بورڈ |
| ۵ | ریاضی | ٹیکسٹ بک بورڈ |
| ٦ | ڈرائنگ وخوشخطی | علم بالقلم |

## ابتدائی جماعت (Class I)

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | نورانی قاعدہ | مکمل |
| ۲ | تعلیم الاسلام۔۱ | حصہ اول (مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ) |
| ۳ | دینی تعلیم کا رسالہ۔۱ | **ٹیکسٹ بک بورڈ** |
| ۴ | اردو کی پہلی کتاب | **ٹیکسٹ بک بورڈ** |
| ۵ | *English Book-3* | **ٹیکسٹ بک بورڈ** |
| ۶ | ریاضی | **ٹیکسٹ بک بورڈ** |
| ۷ | ہندی | **ٹیکسٹ بک بورڈ** |
| ۸ | سائنس | **ٹیکسٹ بک بورڈ** |
| ۹ | معاشرتی علوم (متفرقات) | **ٹیکسٹ بک بورڈ** |
| ۱۰ | ڈرائنگ وخوشخطی | **علم بالقلم** |

## ابتدائی جماعت (Class II)

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | پارہ عم۔قرآن کریم۔ | پارہ:۳۰ (مکمل) ناظرہ: پارہ ۱ تا ۴ |
| ۲ | تعلیم الاسلام۔۲ | حصہ دوم (مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ) |
| ۳ | دینی تعلیم کا رسالہ۲۔ | **ٹیکسٹ بک** |
| ۴ | صحت وتجوید | **ٹیکسٹ بک** |
| ۵ | اردو کی دوسری کتاب | **ٹیکسٹ بک** |

| ٦ | English Book | ٹیکسٹ بک |
|---|---|---|
| ۷ | ریاضی | ٹیکسٹ بک |
| ۸ | ہندی | ٹیکسٹ بک |
| ۹ | سائنس | ٹیکسٹ بک |
| ۱۰ | معاشرتی علوم (متفرقات) | ٹیکسٹ بک |
| ۱۱ | ڈرائنگ وخوشخطی | علم بالقلم |

## ابتدائیجماعت سوم (Class III)

| ۱ | قرآن کریم | ناظرہ: پارہ ۵ تا پارہ ۱۲ |
|---|---|---|
| ۲ | تعلیم الاسلام ۔۳ | حصہ سوم |
| ۳ | دینی تعلیم کا رسالہ۔۳ | حصہ سوم |
| ۴ | صحت وتجوید | ٹیکسٹ بک |
| ۵ | اردو کی تیسری | ٹیکسٹ بک |
| ٦ | English Book | ٹیکسٹ بک |
| ۷ | ریاضی | ٹیکسٹ بک |
| ۸ | ہندی | ٹیکسٹ بک |
| ۹ | سائنس | ٹیکسٹ بک |
| ۱۰ | معاشرتی علوم (متفرقات) | ٹیکسٹ بک |
| ۱۱ | ڈرائنگ وخوشخطی | |

## ابتدائی جماعت چہارم (Class IV)

| نمبر | مضمون | کتاب |
|---|---|---|
| ۱ | قرآن کریم | ناظرہ: پارہ ۱۳ تا ختم قرآن کریم |
| ۲ | تعلیم الاسلام ۴ | حصہ چہارم (مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ) |
| ۳ | دینی تعلیم کا رسالہ۔۴ | حصہ چہارم |
| ۴ | صحت وتجوید | **ٹیکسٹ بک** |
| ۵ | اردو کی چوتھی | **ٹیکسٹ بک** |
| ۶ | English Book | **ٹیکسٹ بک** |
| ۷ | ریاضی | **ٹیکسٹ بک** |
| ۸ | ہندی | **ٹیکسٹ بک** |
| ۹ | سائنس | **ٹیکسٹ بک** |
| ۱۰ | معاشرتی علوم (متفرقات) | **ٹیکسٹ بک** |
| ۱۱ | ڈرائنگ وخوشخطی | |

## متوسط/سال اول ( Class - V )

| نمبر | مضمون | کتاب |
|---|---|---|
| ۱ | قرآن کریم/حفظ | شروع کے دس پارے |
| ۲ | اسلامیات | **ٹیکسٹ بک** |
| ۳ | اردو | **ٹیکسٹ بک** |
| ۴ | ریاضی | **ٹیکسٹ بک** |
| ۵ | انگریزی | **ٹیکسٹ بک** |

| | | |
|---|---|---|
| ۶ | معاشرتی علوم | **ٹیکسٹ بک** |
| ۷ | سائنس | **ٹیکسٹ بک** |
| ۸ | جنرل نالیج | مذکرہ |

## متوسط/سال دوم (Class - VI)

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | قرآن کریم/حفظ | درمیانی (۱۰) پارے (۱۱ تا ۲۰) |
| ۲ | اسلامیات | بہشتی ثمر حصہ اول |
| ۳ | اردو | **ٹیکسٹ بک** |
| ۴ | ریاضی | **ٹیکسٹ بک** |
| ۵ | انگریزی | **ٹیکسٹ بک** |
| ۶ | معاشرتی (اداب نماز) | **ٹیکسٹ بک** |
| ۷ | سائنس | **ٹیکسٹ بک** |
| ۸ | علم التوحید(Theology) | **مذکرہ** |

## متوسط/سال سوم (Class - VII)

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | قرآن کریم/حفظ | آخری (۱۰) پارے (۲۱ تا ۳۰) |
| ۲ | تجوید | **اصول التجوید** |
| ۳ | اسلامیات | بہشتی ثمر حصہ دوم مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ |
| ۴ | اردو | **ٹیکسٹ بک** |

| ۵ | ریاضی | | ٹیکسٹ بک |
|---|---|---|---|
| ٦ | انگریزی | | ٹیکسٹ بک |
| ۷ | معاشرتی علوم | | ٹیکسٹ بک |
| ۸ | سائنس | | ٹیکسٹ بک |
| ۹ | علم الخطابہ (public Speaking) | | نوٹس |

## ثانوی/سال اول (Class - VIII)

| ۱ | قرآن کریم | دہرائی 30-1 پارے (*Revision*) |
|---|---|---|
| ۲ | اسلامیات | اسلام کیا ہے؟ |
| ۳ | اردو | ٹیکسٹ بک |
| ۴ | ریاضی | ٹیکسٹ بک |
| ۵ | انگریزی | ٹیکسٹ بک |
| ٦ | فارسی | آمدن سی لفظی/ چہل سبق |
| ۷ | جغرافیہ | ٹیکسٹ بک |
| ۸ | ہندی | ٹیکسٹ بک بورڈ |
| ۹ | سائنس | ٹیکسٹ بک بورڈ |
| ۱۰ | تاریخ | سیرت خاتم الانبیاء |
| ۱۱ | گرامر و تطبیق | تیسر المبتدی/گلزار دبستاں |
| ۱۲ | نظم و شعر | کریما |

## ثانوی/سال دوم (Class IX)

| | Subjects / المناهج | Text Books / الكتب الدراسية |
|---|---|---|
| ۱ | (Tajweed) تجوید | جمال القرآن |
| ۲ | (Arabic Literature)علم الادب | قصص النبيين ، الجزء الأول والثانى |
| ۳ | (Arabic Morphology) صرف | علم الصرف،۱-۲-۳ |
| ۴ | (Arabic Grammar)نحو | القواعد النحوية /النحو الواضح اول |
| ۵ | (Arabic عربی بول چال Language) | المفردات الاساسية لتعليم اللغة العربية ۱. ۲ |
| ۶ | (History)تاریخ | تاريخ اسلام / نبی عربی |
| ۷ | (Law&Jurisprudence) علم الفقہ | مالابد منه |
| ۸ | انگریزی | JIIU Easy English first |
| ۹ | جغرافیہ | ٹیکسٹ بک |
| ۱۰ | ہندی | ٹیکسٹ بک |
| ۱۱ | سائنس | ٹیکسٹ بک |

## ثانوی/سال سوم (Class-X)

| | Subjects / المناهج | Text Books / الكتب الدراسية |
|---|---|---|
| ۱ | (Exegesis)تفسیر | الجزء عمّ كل |
| ۲ | (Pronunciation)تجوید | فوائد مكية |
| ۳ | (Islamic Jurisprudence) فقہ | نورالايضاح |
| ۴ | (Arabic Morphology) صرف | علم الصيغة ، خاصيات ابواب |

| ۵ | نحو (Arabic Grammar) | هداية النحو /الأساس فی النحو/ مفيد الطالبين |
|---|---|---|
| ٦ | ادب(Literature) | قصص النبيين ، الجزء الثالث |
| ۷ | عربی بول چال (Arabic Language) | معلم الانشاء ، الجزء الأول |
| ۸ | انگریزی | JIIU Easy English 2 |
| ۹ | تاریخ(History) | تاريخ خلفاء راشدين |
| ۱۰ | جغرافیہ | ٹیکسٹ بک |
| ۱۱ | ہندی | ٹیکسٹ بک |
| ۱۲ | سائنس | ٹیکسٹ بک |

## عالم/سالِ اول (Class - XI)

| | المناهج / Subjects | الكتب الدراسية / Text Books |
|---|---|---|
| ۱ | تفسیر(Tafseer) | سوره يونس تا سوره فرقان |
| ۲ | فقہ (Islamic Jurisprudence) | المختصر القدوری |
| ۳ | اصول فقہ (Principles of Islamic Jurisprudence) | أصول الشا شی |
| ۴ | نحو (Arabic Grammar) | الكافية |
| ۵ | منطق (Logic) | آسان منطق |
| ٦ | تاریخ (History) | اختلاف امت اور صراط مستقيم |
| ۷ | ادب(Literature) | معلم الإنشاء حصه ۲/نفحة العرب |
| ۸ | تجوید(Pronunciation) | خلاصة البيان |

| ۹ | انگریزی | JIIU Easy English 3 |
|---|---|---|
| ۱۰ | جغرافیہ | ٹیکسٹ بک |
| ۱۱ | ہندی | ٹیکسٹ بک |
| ۱۲ | سائنس | ٹیکسٹ بک |

## عالم/سالِ دوم (Class - XII)

| | المناهج / Subjects | الكتب الدراسية / Text Books |
|---|---|---|
| ۱ | تفسیر(Tafseer) | سورة روم الى پاره ۳۰ مكمل |
| ۲ | حدیث (Hadith) | رياض الصالحين نصف اول |
| ۳ | فقہ (Islamic Jurisprudence) | شرح الوقاية جلد اول ثانی |
| ۴ | اصول فقہ (Principles of Islamic Jurisprudence) | نورالانوار الى بحث القياس |
| ۵ | نحو (Arabic Grammar) | شرح ابن عقيل |
| ۶ | ادب (Literature) | مختارات اول /المقامات الحريرية |
| ۷ | انگریزی | JIIU Easy English 3 |
| ۸ | تجوید(Pronunciation) | المقدمة الجزرية/ جامع الوقف |
| ۹ | علم العقائد | |
| ۱۰ | جغرافیہ | ٹیکسٹ بک |
| ۱۱ | ہندی | ٹیکسٹ بک |
| ۱۲ | سائنس | ٹیکسٹ بک |

## ( 1 - Year) FAZIL- فاضل

| | Subjects / المناهج | Text Books / الكتب الدراسية |
|---|---|---|
| ١ | (Tafseer) تفسیر | سورة الفاتحة الى سورة يونس |
| ٢ | (Hadith) حدیث | رياض الصالحين نصف ثانى |
| ٣ | (Islamic Jurisprudence) فقہ | الهداية المجلد الأول |
| ۴ | (Principles of Islamic Jurisprudence) اصول فقہ | الحسامى الى بحث القياس/العقيدة الطحاوية |
| ۵ | (Literature) ادب | الديوان للمتنبى ، مختارات من أدب العرب الجز الثانى |
| ٦ | (Rhetoric & Eloquence) بلاغت وفصاحت | تلخيص البلاغة/ معين البلاغة |
| ۷ | (Pronunciation) تجوید | شاطبيه |
| ٨ | علوم القرآن | |

## ( 2 - Year) FAZIL- فاضل

| | Subjects / المناهج | TextsBook/ الكتب الدراسية |
|---|---|---|
| ١ | (Tafseer) تفسیر | تفسير جلالين |
| ٢ | (Principles of Tafseer) اصول تفسیر | الفوز الكبير |
| ٣ | (Hadith) حدیث | مشكاة المصابيح جلد اول، ثانى |
| ۴ | (Principles of Hadith) اصول حدیث | نخبة الفكر |

| ۵ | فقہ (Islamic Jurisprudence) | الهداية المجلد الثانی |
|---|---|---|
| ٦ | عقیدہ (Principles of Islamic Belief) | العقيدة الواسطيه |
| ۷ | میراث (Inheritance) | السراجی/ معين الفرائض |
| ۸ | الغزوالفکری (Intellectual invasion) | نوٹس |
| ۹ | اقتصاد (Economice ) | اسلام اور جدید معیشت وتجارت |
| ۱۰ | تقابل ادیان (Comparative Religions) | نوٹس |

# ( 3 - Year) FAZIL- فاضل

| | المناهج / Subjects | الكتب الدراسية / Text Books |
|---|---|---|
| ۱ | حدیث (Hadith) | الصحيح البخاریؒ |
| | // | الصحيح المسلمؒ |
| | // | جامع الترمذی |
| | // | سنن أبی داؤدؒ |
| | // | سنن ابن ماجهؒ |
| | // | سنن النسائیؒ |
| | // | شرح معانی الآثار للطحاویؒ |
| | // | المؤطا للامام مالکؒ |
| | // | المؤطا للامام محمدؒ |
| ۲ | اصول حدیث (Principles of Hadith) | التقريب مع التدريب الراوی للسيوطی |

| | | |
|---|---|---|
| ۳ | شمائل نبوی( Habits & dispositions of The Holy prophet) | الشمائل للترمذیؒ |
| ۴ | مقالہ(Thesis) | کم ازکم پچاس صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ لکھنا لازم ہے۔ |

## تخصّصات (Specialisations)

درس نظامی کے ۱۷؍سالہ تعلیمی دورانیہ کی تکمیل کے بعد، جامعات میں تخصّصات بھی کرائے جاتے ہیں، جوایک سال، دوسال اورتین سال کے مختلف دورانیوں پر مشتمل ہیں۔

**(۱) "تخصّص في الإفتاء"**

**(۲) "تخصّص في الحديث"**

**(۳) "تخصّص في الدعوة والإرشاد"**

**(۴) "تخصّص في القراء ات"**

**(۵) "تخصّص في اللغات العربية / الإنجليزية"**

ان "**تخصّصات**" میں محدود تعداد میں عمدہ صلاحیت کے حامل فاضلینِ درس نظامی کو داخلہ دیا جاتا ہے۔

"**تخصّص**" کوشامل کرنے کے بعد تعلیم کا دورانیہ مزید ایک سال سے تین سال تک بڑھ جاتا ہے، اور تقریباً ۱۹؍ سے لے کر ۲۱؍سال تک طالب علم کا یہ شبانہ روز اشتغال، "فاضل"، کوعلم وعمل کی بہترین صلاحیتوں سے آراستہ کردیتا ہے۔

از: ناظم تعلیمات مولانا حذیفہ مولانا غلام محمد وستانوی صاحب مدظلہٗ

# نصابی کتابیں کیسے پڑھائیں؟

اللہ کی بے شمار نعمتوں اور گونا گوں نوازشوں میں ایک بڑی نعمت اور عظیم الشان نوازش ہمارا یہ جامعہ بھی ہے، ہندوستان کے چپے چپے سے طالبان علوم نبوت اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے یہاں آتے ہیں؛ لہٰذا انہیں صحیح معنی میں ٹھوس اور مضبوط صلاحیت کی راہ پر گامزن کرنا ہمارا اخلاقی ودینی فریضہ ہے۔

جامعہ کا ادارۃ التعلیم، نظام تعلیم میں استحکام پیدا کرنے کے لیے اسالیب تدریس اور طرق تدریس کے نظام میں ایک نیا اور اچھوتا رخ قائم کرنے جارہا ہے، جس کا مقصد ہمارے پاس آنے والے طلبہ کی استعداد میں نکھار پیدا کرنا اور ایک ہی درجہ کی مختلف ترتیبوں میں کتابوں کے طریقہ تدریس میں یکسانیت پیدا کرنا ہے؛ لہٰذا حضرات اپنا فرض منصبی سمجھیں کہ وہ بتائے جارہے طریقہ کے مطابق ہی درس دیں، امتحانات میں سوالات اسی طرز پر کیے جائیں گے اور جو مقدار متعین کی جائے گی اسی میں سے سوال ہوگا اب ادارۃ التعلیم اساتذہ سے مقدار خواندگی نہیں منگوائے گا۔

اساتذۂ کرام کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمیں اللہ کے روبرو اپنی اس تدریسی ذمے داری کا جواب دینا ہوگا، اس میں کوتاہی ہمارے لیے اللہ کی ناراضگی کا سبب ہوسکتی ہے، لہٰذا پوری ذمے داری سے ذیل میں مذکورہ اسالیب تدریس کے مطابق درس دینے کی زحمت فرمائیں ورنہ عند اللہ وعند الادارہ مسئول ہوں گے، اگر کوئی استاذ اس طرح درس دینے سے قاصر ہو تو خوش اسلوبی سے معذرت کردے تاکہ اس کا صحیح رخ اور مناسب متبادل متعین کیا جاسکے۔

## تربیت سے متعلق ہدایات:

مدارس وجامعات اسلامیہ میں پڑھانے والے اساتذہ وعلما کو یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیے کہ ان کا کام صرف پڑھا دینا نہیں بل کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ضروری ہے، لہٰذا تربیت سے متعلق چند ہدایات پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) حضرات اساتذہ کرام کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنی نیت کو درست کرلیں، تعلیم وتعلم کے مقدس فریضہ کو اپنے لیے صدقہ جاریہ کی نیت سے اختیار کریں، اور اللہ کی رضا جوئی اپنے پیش نظر رکھیں، تنخواہ پر نظر نہیں ہونی چاہیے، علما کی تدریسی خدمات کوئی نوکری اور پیشہ نہیں، بل کہ دینی فریضہ ہے اسی لیے تو متقدمین علما احناف کا متفقہ فتویٰ ہے کہ تعلیم قرآن وتعلیم دین پر اجرت جائز نہیں ہے متاخرین نے اگر چہ ضرورت شدیدہ کے پیش نظر جائز قرار دیا ہے، مگر وہ بھی حضرت تھانویؒ کے بقول اجرت کے طور پر نہیں بل کہ ”حبسِ وقت“ کی وجہ سے بطور ”نفقہ“ کے لہٰذا تنخواہ ضرورت کے بقدر لینا جائز ہے، اگر مہینہ کے ختم پر تنخواہ میں سے کچھ بچ جائے تو اسے واپس لوٹا دینا چاہیے“ اب ہم اپنے آپ پر ذرا غور کریں کہ ہمارا مزاج تو ایسا ہوگیا ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ تنخواہ اور کم سے کم کام چاہتے ہیں، مثلاً مقررہ وقت میں تاخیر سے آنا اور وقت سے پہلے چل دینا، تعلیمی اوقات میں موبائل کا استعمال، اوقات تعلیم میں درسگاہ کے باہر کھڑے کھڑے باتیں کرنا وغیرہ حالاں کہ فقہائے کرام نے تعلیمی اوقات میں نفل پڑھنے کو بھی ناجائز قرار دیا ہے مگر افسوس کہ آج ہمارے مدارس کے اساتذہ میں یہ بیماری عام ہو چلی ہے کہ تعلیمی اوقات میں غیر ضروری اور فضول کاموں میں مشغول رہ کر طلبہ کا نقصان کرتے ہیں

جب کہ رئیس جامعہ ہر میٹنگ میں یہ بات ضرور کہتے ہیں کہ اگر آپ ایک منٹ تاخیر سا آتے ہیں یا جلدی چلے جاتے ہیں فضول ضائع کرتے ہیں تو آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ نے ایک منٹ ضائع کیا بل کہ آپ کے زیر نگرانی جتنے طلبہ ہیں مثلا ۲۵ تو گویا آپ نے ۲۵ منٹ ضائع کیے اور سب سے اہم بات یہ کہ ہم وارثین انبیاء ہیں کل قیامت کے دن اللہ کے حضور حساب دہی کا بھی استحضار ہونا ضروری ہے۔

(۲) حضرات اساتذۂ کرام کا طلبہ کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا از حد ضروری ہے، نہ طلبہ کے روبرو گالی گلوچ کریں، نہ کسی کی برائی بیان کریں، نہ تمباکو، گٹکھا کھائیں، نہ دوران تعلیم موبائل کا استعمال کریں، کیوں کہ ہم طلبہ کے لیے اسوہ اور نمونہ ہیں، اگر ہم ایسی ناشائستہ حرکتیں کریں گے، تو ہمارے طلبہ میں بھی یہ غلط حرکتیں سرایت کریں گی، اور اس طرح **من سن سنة سيئة فله وزره ووزر من عمل به** کے مطابق اس سزا کے مصداق ہوں گے، لہٰذا طلبہ کے سامنے اور عام حالات میں بھی بدزبانی، بدگوئی اور بداخلاقی سے مکمل اجتناب کریں، اپنی وضع قطع اسلام کے مطابق رکھیں، ڈاڑھی اور لباس شرعی ہو، پائجامہ ٹخنوں سے اوپر ہو، ٹوپی صلحاء کی طرح ہو، موبائل میں کوئی تصویر، گانا اور موسیقی نہ ہو، موبائل کی رِنگ بالکل سادہ ہو، نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کا مکمل اہتمام ہو، بل کہ چاشت، اشراق، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، اوابین وغیرہ کا بھی التزام ہو، تا کہ طلبہ پر اس کا اچھا اثر ہو، اس طرح اللہ تعالیٰ بھی طلبہ کے دل میں آپ کی محبت و عظمت ڈال دیں گے، اور آپ کی بات بھی مؤثر ہوگی۔ اللہ ہر طرح کی برائی سے ہماری مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

(۳) طلبہ کے سامنے اسلاف کے طلب علم کی تحصیل میں جد وجہد، محنت اور

قربانی کے واقعات بیان کرتے رہیں، تاکہ ان میں بھی محنت کا جذبہ پیدا ہو، اسلاف کے تواضع ،حسن ادب، زہد وتقوی کے واقعات بھی وقتاً فوقتاً بیان کریں اور علم پر عمل کرنے پر آمادہ کریں نماز وغیرہ پر ان کی باز پرس کریں قرآن کی تلاوت کی تلقین کرتے رہیں، اگر ممکن ہوتو باقاعدہ کوئی نظام بنائیں جیسے اوّابین کی پابندی وغیرہ۔

(۴) طلبہ کی صفائی ستھرائی کی طرف بھی خاص توجہ دیں ان کے بال ناخن وغیرہ چیک کرتے رہیں، ان کو اپنے کمروں اور درسگاہوں کی صفائی کی تاکید کریں کیوں کہ **النظافة شطر الإيمان**۔

(۵) طلبہ کے ساتھ خرید وفروخت اور مالی لین دین سے حتی الامکان گریز کریں ،اس سے بھی اساتذہ اور طلبہ کے روحانی تعلقات پر منفی اثر پڑتا ہے، کبھی بھی اشارۃً یا کنایۃً طلبہ سے کوئی چیز طلب نہ کریں، بل کہ اگر طلبہ ہدیہ دیں تو اسے قبول کرنے سے اجتناب کریں۔

(٦) طلبہ سے خدمت لینے سے بھی اجتناب کریں، خاص طور پر بدنی خدمت ہر گز نہ لیں، اپنا کام خود کریں، اپنی عدم موجودگی میں طلبہ کو اپنے گھر ہرگز نہ بھیجیں، خاص طور پر بڑے طلبہ کو، اگر ضرورت شدیدہ ہوتو صغیر السن کو اپنے گھر بھیجیں، طلبہ سے گھر کی خدمت ہرگز نہ لیں۔

(۷) تعلیم کے اوقات میں اپنے چھوٹے بچوں کو اپنی درسگاہ میں نہ لائیں اس سے آپ اور طلبہ، دونوں کا حرج ہوتا ہے، جو دیانت اور امانت کے خلاف ہے، اسی طرح اپنے کسی کام میں، یا مہمان وغیرہ کے ساتھ مدرسہ کے اوقات میں ہرگز مشغول نہ ہوں، یہ بھی خلافِ شرع ہے۔

(۸) عربی درجات کی تمام کتابوں کا ہوم ورک کروانا ضروری ہوگا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سبق کے ختم پر درس کے دوران جو باتیں بیان کی گئی ہوں اس میں سے چند سوالات طلبہ کو لکھوا دیں، اور اپنی کاپیوں میں اس کے جوابات لکھ کر لانے کا طلبہ کو مکلّف کریں، اور روزانہ اس کو جانچ کر دستخط کرتے رہیں۔

(۹) طلبہ کی حاضری کا اہتمام کریں گھنٹے میں آتے ہی پہلے حاضری لے لیں، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ طلبہ کو شمار کرلیں اور پھر پوچھ لیں کہ کل اتنے تھے اور آج اتنے نہیں ہیں، تو جونہیں وہ کہاں ہیں ان پر کارروائی کریں، اگر تنبیہ اور سزا کے باوجود اصلاح نہ ہو، تو دفترِ تعلیمات کو مطلع کریں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ زبردستی ہر ایک کو تعلیمات کی طرف ارسال کریں، بل کہ جب استاذ سے اصلاح نہ ہو تب تعلیمات کو مطلع کریں۔

(۱۰) حضرات اساتذہ طلبہ کو جو کچھ پڑھائیں اس پر عمل کی تلقین کریں ان کی نگرانی کریں، کوئی خلافِ شرع عمل ان کے اندر دیکھیں تو اس سے انھیں باز رکھنے کی کوشش کریں، کیوں کہ اساتذہ صرف تدریس کے مکلّف نہیں بل کہ تربیت بھی ان کے فرائض میں سے ہے، **کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیته**۔(الحدیث)

انشاءاللہ! ان ہدایات پر عمل کرنے سے آپ کی ذات سے طلبہ کو بے انتہا فائدہ ہوگا، اور طلبہ کی بڑی تعداد ذی استعداد بنے گی، ان میں بھی مثبت اور تعمیری فکر پیدا ہوگی جو اُن کی ترقی میں اہم کردار ادا کرے گی، اور وہ غیبت، حسد، کینہ جیسی مہلک بیماریوں سے محفوظ رہیں گے، جس کا ثواب آپ اساتذۂ کرام کو بھی ملے گا۔

## عمومی ہدایات

اردو، فارسی اور عربی اول سے لے کر دورۂ حدیث شریف اور تخصصات کے تمام درجات کے اساتذہ کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ سال کے شروع ہی سے طلبا کے اندر، ان سے متعلق فن اور کتاب سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے ''مقدمۃ العلم'' اور ''مقدمۃ الکتاب'' دونوں کو خوب اچھی طرح بیان کریں۔

### مقدمۃ العلم کے مشمولات:

(۱) مقدمہ کی لغوی تعریف۔

(۲) مبادیات کا تعارف، مثلاً تعریف کی تعریف، موضوع کی تعریف، غرض وغایت کی تعریف، تدوین کی تعریف وغیرہ۔

(۳) فن کی تدوین اور اس کی تاریخ۔

(۴) ضرورت واہمیت۔

(۵) فن کا شرعی حکم۔

(۶) اس فن کے مشاہیر کا تعارف اور ان کے طبقات کی تفصیل۔

(۷) فن سے متعلق اردو اور عربی میں لکھی گئی مفید، عمدہ اور مشہور کتابوں کا تعارف۔

(۸) فن کے بارے میں مشہور علما کے فرمودات۔

(۹) فن کے مبادیات مثلاً تعریف، موضوع، غرض وغایت وغیرہ۔

(۱۰) فن میں کمال کس طرح پیدا ہو؟ اس عنوان سے ایک دن انہیں سمجھائیں کہ سبق کو دلچسپی سے سن کر سبق یاد کیا جائے، تکرار کر کے جو باتیں درس میں بیان کی جائیں اس کو کاپی وغیرہ میں لکھ کر خوب جدوجہد اور محنت کے ساتھ سمجھی اور یاد کی جائیں۔

## مقدمۃ العلم کے لیے معاون کتابیں:

(۱) کشاف اصطلاحات الفنون (محمد تھانویؒ)

(۲) کتاب التعریفات (عبدالقاہر الجرجانی)

(۳) آئینہ اصطلاحات علوم (اردو)

(۴) مقدمات العلوم (صدیق ارکانی)

(۵) شاہراہِ علم خصوصی شمارہ ''تعارف العلوم''

(۶) عربی زبان میں ''الثقافة الإسلامية'' اور ''الحضارة الإسلاميه'' کے نام سے متعدد کتابیں عالم عرب میں مختلف مفید علوم سے متعلق منظر عام پر زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر آچکی ہیں۔

(۷) کشف الظنون

اس کے علاوہ ہر فن سے متعلق عربی اردو شروحات کے مقدمات کی صورت میں بھی یہ معلومات مل سکتی ہیں۔

## مقدمۃ الکتاب:

فن سے متعلق اس طرح کی بنیادی معلومات بیان کرنے سے انشاء اللہ طلبہ میں مناسبت پیدا ہوجائے گی، اب کتاب سے مناسبت پیدا کروانا بھی ضروری ہے، لہٰذا ''مقدمۃ الکتاب'' کے عنوان سے کتاب سے متعلق، مصنف سے متعلق ذیل میں دی جارہی بنیادی معلومات ضرور طلبہ کے سامنے بیان کریں:

(۱) کتاب کس فن میں ہے۔

(۲) کتاب کے مصنف کون ہیں؟

(۳) مصنف نے کتاب کیوں لکھی یعنی وجہِ تالیف وتصنیف۔

(۴) مصنف کا اسلوب تصنیف کیا ہے؟

(۵) کتاب کی خصوصیات کیا ہے؟

(۶) ماہرین فن نے اس کتاب کو کتنی اہمیت دی ہے؟

(۷) آپ کتاب کو کس طرح سمجھیں گے؟

(۸) کتاب کی عربی واردو عمدہ شروحات کیا کیا ہیں، اور طلبہ کے لیے کون سی شرح زیادہ مفید ہے؟ (طلبہ کو عربی شروحات کے مطالعے کی رغبت دیں اور اردو شروحات کے مطالعہ سے اجتناب کی تلقین کریں، تاکہ استعداد میں پختگی پیدا)

(۹) کتاب پر اگر حاشیہ ہے تو کس کا ہے؟ اور اس کو کس طرح حل کریں۔

(۱۰) اگر مصنف سے تسامح ہوا ہے تو ان تسامحات کی نشان دہی کر دیں۔

امید ہے کہ ''مقدمۃ العلم والکتاب'' کو مذکورہ طریقہ سے بیان کرنے سے طلبہ میں فن اور کتاب دونوں سے اچھی خاصی مناسبت پیدا ہو جائے گی، اور طلبہ میں فن اور کتاب کو پڑھنے کا شوق پیدا ہو جائے گا۔

## اساتذہ کے فرائض

ماضی کے روشن ادوار میں اسلامی مدارس کے معلّموں کے فرائض چند نوعیّتوں کے تھے، ایک خود اُن کی سیرت وکردار پر چند قیود عائد تھے، دوسرے اساتذہ اور طلبہ کے باہمی تعلقات کے سلسلہ میں ان کے ذمے چند واجبات تھے، پھر ان حلقۂ درس میں ان کے

بعض معمولات مقرر تھے، جن کا تابناک اثر معاشرے میں ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔

ان میں سے دونوں اول الذکر کا اجمالی بیان ذیل میں پیش ہے، اور آخر الذکر کی تفصیل حلقۂ درس کے بیان میں آئے گی۔

## اساتذہ کی ذاتی سیرت واوصاف:

اسلامی دور تعلیم میں اساتذہ اور لڑکوں کے تعلقات روحانی باپ اور بیٹوں کے طور پر قائم تھے، اساتذہ لڑکوں کے صرف تعلیمی مشاغل کے ذمے دار نہ تھے، بل کہ ان میں روحانی پاکیزگی اور بلند اخلاق پیدا کرنا بھی ان کے فرائض میں داخل تھا، اس لیے جس طرح ایک گھر میں باپ اپنے بچوں کی آئندہ زندگی کے لیے نمونہ ہوتا ہے، اسی طرح اساتذہ کی زندگی طلبہ کے لیے اسوۂ عمل تھی، اس لیے ضروری تھا، کہ اساتذہ بھی ذاتی طور پر کامل دین دار، محاسن واخلاق اور تہذیب اور شایستگی کے سراپا پیکر ہوں، اس لیے اسلام کے حتمی دستور العمل میں شاگردوں کے تعلیمی فرائض کے ساتھ تربیت اور تہذیب نفس کے اصول بنائے گئے ہیں۔

اسی طرح اساتذہ کی دین داری ''تہذیب، اخلاق، اور طرز زندگی پر نگاہ رکھی گئی ہے۔ چناں چہ قاضی ابن جماعہ نے اپنی کتاب میں اساتذہ کے آداب میں جو باب باندھا ہے، اس میں اصول کی تشریح کی ہے، تقریباً اُن ہی اصول کے مانند امام غزالی نے بھی **احیاء العلوم** جلد اول کتاب العلم میں اساتذہ کے اوصاف اجمال کے ساتھ بیان کیے ہیں، قاضی ابن جماعہ لکھتے ہیں۔

اساتذہ کے لیے ذیل کے چند ذاتی اوصاف ضروری ہیں۔

## خوف خدا:

علما اور اساتذہ پر واجب ہے کہ وہ بزم وخلوت، ہر جگہ اپنے تمام اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں خوف خداوندی کو ملحوظ رکھیں، کیوں کہ جو علوم انہیں ودیعت کیے گئے ہیں، ان کے حقیقی نگہبان اور امانت دار وہی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لاتخونوا اللّٰہ والرسول وتخونوا أماناتکم وأنتم تعلمون،** اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو، اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو، تم خیانت کے وبال سے واقف ہو، ایک دوسری جگہ فرمایا: **بما استُحفِظُوا من کتاب اللّٰہ وکانوا علیہ شُہداء فلا تخشوا الناس واخشون،** کیوں کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے، اور وہ اس کی حفاظت کرتے بھی رہے، لوگوں سے نہ ڈرو ہم سے ڈرو۔

## وقار ومتانت:

علما کی زندگی متانت اور وقار کی ہونی چاہیے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں، علم صرف یہ نہیں ہے کہ علم کی چیزیں رٹ لی جائیں، علم کے لیے متانت و وقار، خشوع وخضوع اور خاکساری پر عمل کرنا اور قائم رہنا ضروری ہے۔

قیتبہؒ امام مالکؒ کے درس کی مجلس کے متعلق کہتے ہیں: امام مالک کی مجلس وقار اور علم کی مجلس تھی، وہ پر وقار اور اچھی خصلتوں والے تھے، ان کی مجلس میں شور اور ہنگامہ نہ تھا، اور نہ آواز بلند ہوتی تھی۔

امام مالکؒ خلیفہ ہارون رشید کے نام ایک نصیحت نامے میں فرماتے ہیں:

جب تم علم حاصل کرو، تو علم کی نشانیاں، متانت، وقار اور حلم کو بھی اپنے اندر پیدا

کرو کیوں کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے، کہ علما رسولوں کے وارث ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، علم حاصل کرو، اور اس کے لیے متانت اور وقار پیدا کرو۔

## شریعت کی پابندی:

شریعت کی پابندی کرنا معلّموں اور عالموں کا سب سے پہلا فرض ہے، وہ اسلامی شعائر اور ظاہری احکام کے پورے پابند ہوں، خاص طور پر مسجدوں میں نماز باجماعت کے پابند ہوں، ہر خاص و عام کو سلام کرنے میں پیش دستی کرتے ہوں، مصیبت کے وقت صبر کرتے ہوں، سنتوں پر عمل کرتے ہوں، بدعتوں سے دور رہتے ہوں، مسلمانوں کو نیکی کی تلقین کرتے اور برائی سے بچاتے ہوں، اور مسلمانوں کی قومی اور ملی مصلحتوں کی مذہبی طریق پر پاسداری کرتے ہوں، کیوں کہ علما اور اساتذہ ہی عام مسلمانوں اور طالب علموں کے پیشوا ہیں، اگر ایک عالم اپنے علم سے خود فائدہ نہ اٹھائے، تو دوسرے اس سے کیوں کر فائدہ اٹھائیں گے، اس لیے عالم کی گمراہی کا جرم زیادہ سنگین اور معصیت ہے، کیوں کہ اس کے ذریعہ سے برائیوں کے پھیلنے کا زیادہ امکان ہے، عوام اس کی معصیت سے جری ہوکر زیادہ جرأت کے ساتھ علانیہ گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ اسی طرح علما کا فرض ہے کہ وہ کلام پاک کی تلاوتِ پابندی سے کریں اور دل کو بیدار رکھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہیں، اور تلاوت قرآن میں اس کے معنوں اور مطلبوں، اس کے حکموں اور ممانعتوں اور اس کے وعدوں اور دھمکیوں پر غور وفکر کرتے رہیں۔

### اخلاقِ حسنہ اختیار کرنا:

اسی کے ساتھ انہیں محاسن اخلاق کے زیور سے آراستہ ہونا چاہیے، ان کی زندگی سراپا پاکبازی اور قناعت میں بسر ہو، خیرات اور صدقات کریں، لوگوں کو کھانا کھلائیں،

لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں، غصے کو پی جائیں، دوسروں کی مصیبتوں میں ہمدردی کریں، اوراس کو دور کرنے کی کوشش کریں، اپنے اثر واقتدار کو لوگوں کے فائدہ پہنچانے اوران کی جائز سفارشیں کرنے میں صرف کریں۔ فقیروں کے ساتھ لطف اورنرمی سے پیش آئیں، پردیسیوں اور رشتہ داروں سے محبت کریں، طالب علموں سے نرمی کا سلوک کریں، ان کی ہرقسم کی دست گیری کریں، اگرکسی کو دیکھیں کہ وہ نماز کا پابند نہیں، طہارت کا لحاظ نہیں کرتا، یا دوسرے واجبوں کو علانیہ ترک کرتا ہے، تو اسے تلطف اورنرمی سے سمجھائیں، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو جس نے مسجدِ نبوی میں پیشاب کردیا تھا، نرمی سے سمجھایا تھا، مجموعی طور پر اچھے اخلاق اور عمدہ عادتیں، توبہ و استغفار، اخلاص ویقین، صبر وتقویٰ، قناعت ورضا، زہد وتوکل، صفائی باطن، حسنِ ظن، تجاوز درگذر، حسن خلق، احسان، شکرِ نعمت، مخلوق پر شفقت، شرم وحیا اور محبت الٰہی ایسے جامع خصائل ہیں جنہیں پیدا کرنا چاہیے جو صرف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں، إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم. (آل عمران)

## اخلاق رذیلہ سے اجتناب:

دوسری طرف انہیں ہر قسم کے برے اخلاق سے اپنا دامن پاک اور صاف رکھنا چاہیے، خصوصاً بغض، حسد، کینہ، تکبر، بخل، خباثتِ نفس، خود پسندی، فخر، غیبت، چغل خوری، جھوٹ، بہتان، حرص، طمع، مداہنت، نمود ونمایش، فحاشی ہزل گوئی، ٹھٹھا، بے ہودہ مذاق اور دنیا طلبی یہ ایسے برے اخلاق ہیں، جن سے علما کو بلند اور برتر رہنا چاہیے، اس کے بعد قاضی ابن الجماعہؒ فرماتے ہیں۔

''بہت سے علمائے زمانہ الا ماشاءاللہ ان عیبوں خصوصاً، حسد، تکبر، ریاکاری، اور دوسرے لوگوں کو حقیر اور کمتر جاننے میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ان بلاؤں کی دعائیں زہد و اخلاق کی کتابوں میں موجود ہیں، جو شخص اپنے آپ کو اِن عیبوں سے پاک کرنا چاہے، وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کرے، ان میں سب سے مفید محاسبی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۲۴۳ھ) کی کتاب ''الرعایۃ'' ہے۔

## احترام علم:

اساتذہ اور علما کا فرض ہے کہ وہ خود بھی علم کی عزت کریں اور اپنے کسی طرز عمل سے کوئی ایسا موقع نہ آنے دے کہ علم کے احترام کو صدمہ پہونچے، امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: اپنے عماموں کی عظمت کرو، اور اپنی آستینوں کو وسیع کرو۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں: علم کے لیے یہ بھی کسرِ شان ہے کہ اسے اس کے حاصل کرنے والے کے گھر پہنچایا جائے۔

عام اس سے کہ وہ دنیاوی وجاہت اور مرتبہ میں وہ جس قدر بھی بلند درجہ ہو۔ البتہ اگر کوئی خاص مجبوری ہو یا کسی دینی مصلحت کا تقاضا ہو تو تعلیم دینے کے لیے استاذ متعلّم کے گھر پر جا سکتا ہے؛ چناں چہ مختلف ائمۂ سلف سلاطین اور امراء کے لڑکوں کو پڑھانے کے لیے ان کے محلوں میں تشریف لے گئے، خود امام زہریؒ خلیفہ ہشام کے لڑکوں کو پڑھانے کے لیے قصرِ خلافت میں تشریف لے جاتے تھے، امام شافعیؒ مصر کے جلیل القدر خانوادہ بنو عبدالحکم کے یہاں مقیم تھے، اور ان دونوں بزرگوں کے متعلق یہ تصریح سے معلوم ہے کہ انہوں نے ان لوگوں سے مالی مدد قبول فرمائی، ہشام نے امام زہریؒ کے سات ہزار دینار کا قرض اتارا اور بنو عبدالحکم نے بعض موقعوں پر ۲/ ہزار دینار سے امام شافعیؒ کی مدد کی۔

لیکن ان ائمہ کو دینی حیثیت سے جو مرتبہ حاصل تھا اور ان کی پوری زندگی دین کی خدمت میں جس اخلاص وحسن نیت سے صرف ہوئی، اسے دیکھتے ہوئے یہ سمجھنا چاہیے کہ ان لوگوں کا علم سکھانے کے لیے درباروں میں جانا کسی دنیاوی غرض سے نہ تھا، ورنہ دنیاوی اغراض، جاہ ومنزلت، عزت وشہرت، نام ونمود اور دوسروں سے سبقت اور فضیلت حاصل کرنے کی خواہش اسلامی دستور تعلیم کے رو سے بدترین اخلاقی گناہ ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: میں چاہتا ہوں کہ مخلوق، علم کا ایک حرف بھی میری طرف منسوب کیے بغیر اس علم کو مجھ سے حاصل کرے۔

سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کا فہم عطا کیا گیا تھا، لیکن جب میں نے ابوجعفر (المنصور) سے تھیلی لے لی، تو وہ مجھ سے چھین لیا گیا، ہم اللہ سے اپنی اس مسامحت پر عفو چاہتے ہیں۔

## چھوٹے پیشوں سے اجتناب:

علم کے احترام کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسے چھوٹے پیشوں کو اختیار نہ کریں جو اہلِ علم کی شایان شان نہ ہوں، جیسے حجامت، دباغت، صرافہ اور رنگسازی وغیرہ۔

## تہمت کے موقعوں سے اجتناب:

انہیں تہمت کے مشتبہ موقعوں سے بھی بچنے کی ضرورت ہے، اگر چہ فی نفسہٖ وہ ان سے دور ہوں اور نہ کوئی ایسا کام کرنا چاہیے، جو اخلاق کے بلند اصولوں کے منافی ہو، اور یا جو کام اصل میں برے نہ ہوں، مگر لوگ ظاہر میں انہیں برا سمجھتے ہوں، ان سے بھی دامن بچانا چاہیے، ورنہ لوگوں کو اُن کے خلاف اپنے دلوں میں بدگمانی پیدا کرنے کا موقع ملے گا، اور وہ لوگوں کی نظروں سے گر جائیں گے۔ اور اگر ایسے موقعے پر جانے یا کوئی ایسا کام

کرنے کی ضرورت پڑ جائے، تو کچھ لوگوں کو اس سے مطلع کردینا چاہیے، تاکہ وہ لوگ اصل حقیقت سے پہلے آگاہ رہیں، اور بدگمانی پیدا ہونے کی نوبت نہ آئے۔

## مشاغل کی پابندی اور اوقات کی حفاظت:

علما و اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ کوشش اور محنت میں ہمیشہ مصروف رہیں، اور ان کے عبادت کرنے، پڑھنے پڑھانے، غور وفکر کرنے، تصنیف وتالیف اور بحث ونظر کرنے میں ان کے جو معمولات ہوں، انہیں پابندی سے قائم رکھیں، ان کے سلسلے کو نہ توڑیں۔

انہیں اپنا وقت سب سے زیادہ عزیز رکھنا چاہیے، مختلف غیر علمی و تعلیمی مشغلوں، کھانے پینے، ملنے ملانے، روزی حاصل کرنے، راحت وآرام کرنے اور خانگی زندگی میں وقت گذارنے میں کم سے کم وقت صرف کریں، ربیع بن سلیمان مرادیؒ امام شافعیؒ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ: ”میں نے انہیں دن کے وقت کھاتے اور رات کے وقت سوتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ اپنے وقت کا بڑا حصہ تصنیف میں گذارتے تھے“۔ حقیقت یہ ہے کہ علم کا مرتبہ رسولوں کی جانشینی کے درجے تک پہنچتا ہے، یہ بلند مرتبہ تکلیفیں اور مشقتیں اٹھائے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا، صحیح مسلم میں روایت ہے، ”جسم کی آسایش کے ساتھ علم کو تابع نہیں بنایا جاسکتا تھا“۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ ”جنت تکلیف اور مصیبتوں سے حاصل ہوتی ہے“۔

## مطالعہ کا استمرار:

علما اور اساتذہ کو مطالعہ کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھنا چاہیے، حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں۔ ”عالم اسی وقت تک عالم رہ سکتا ہے، جب تک وہ طالب علم ہے، جب وہ پڑھنا چھوڑ دے اور سمجھے کہ وہ علم سے بے نیاز ہوگیا، اور جو کچھ اس نے حاصل کرلیا، وہی اس کے لیے کافی ہے تو ایسا سمجھنے والا سب سے بڑا جاہل ہے۔

## چھوٹوں سے استفادہ:

علما کے لیے تو یہ بھی معیوب نہیں کہ وہ اپنے چھوٹوں سے استفادہ کریں، علم کی تحصیل خواہ کسی صورت اور شکل میں کسی سے بھی ہو، وہ معیوب نہیں ہے، حکمت مومن کی کھوئی ہوئی دولت ہے، اسے جہاں پائے اٹھالے'' ایک دوسری روایت میں ہے کہ حکمت کا کلمہ جہاں ملے حاصل کرو، خواہ وہ مشرکوں کے ہاتھوں سے ہو۔

ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدیؒ متوفی ۲۱۹ھ جو امام شافعی کے شاگرد تھے، فرماتے ہیں: ''میں امام شافعیؒ کی معیت میں مکہ سے مصر تک گیا، راستہ بھر ہم دونوں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے میں ان سے فقہ کے مسئلے پوچھتا، اور وہ مجھ سے حدیثیں سنتے تھے۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: تم لوگ مجھ سے زیادہ حدیث جانتے ہو، اگر تمہارے پاس کوئی صحیح حدیث نکلے، تو مجھے بتادیا کرو میں تم سے لے لوں گا۔

اشہب بن عبدالعزیز کہتے ہیں: میں نے ابوحنیفہ کو مالک کے سامنے ایسا دیکھا جیسے کوئی بچہ اپنے باپ کے سامنے ہو۔

اس پر امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ابوحنیفہؒ کے حسنِ ادب اور تواضع کی بڑی دلیل ہے، حالاں کہ وہ مالک سے تیرہ سال بڑے تھے۔

## تصنیف وتالیف کا شغل:

علما کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ تصنیف وتالیف میں مشغول رہیں، لیکن یہ دشوار گذار راہ اسی وقت اختیار کریں جب اس پر چلنے کی پوری استعداد آ گئی ہو اور اثنائے راہ کی منزل کی دشواریوں سے پوری آ گاہی ہو، علوم وفنون کے حقائق بیان کرنے کے لیے تفتیش ومطالعہ، غور وفکر، تدبر وتفکر اور کتب کے مراجعہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی تصنیف کے لیے

ایسا موضوع منتخب کریں، جس کا نفع عام ہو اور لوگوں کو اس کی ضرورت ہو، خصوصاً ایسی چیزیں لکھیں جس پر پہلے سے کوئی تصنیف موجود نہ ہو، عبارت میں اعتدال قائم رکھیں نہ زیادہ طویل ہو نہ زیادہ مختصر کہ مفہوم واضح نہ ہو سکے۔

اپنی تصنیف اس وقت تک شائع نہ کریں، جب تک اس پر نئے سرے سے نظرِ ثانی نہ کر ڈالیں اور اس کے مسائل ومباحث اور سیاق وسباق پر کامل غور وخوض نہ کر لیں۔

اگر تصنیفی استعداد موجود نہ ہو تو ہرگز قلم ہاتھ میں نہ اٹھائیں کیوں کہ ہر عالم کے لیے مصنف ہونا ضروری نہیں ہے۔

## اساتذہ وطلبہ کے باہمی تعلقات:

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اسلامی دور تعلیم میں استادوں اور شاگردوں کے تعلقات خالص روحانی بنیادوں پر قائم تھے، استاد روحانی بیٹے تھے، چناں چہ ان دونوں کے باہمی تعلقات اور مراسم میں سب سے زیادہ رشتہ نمایاں ہے، اور ان کے اخلاق اور سیرت کے کامل نگہبان تھے، جس موقع پر شفقت ومحبت کی ضرورت ہوتی، شفقت سے پیش آتے جہاں تنبیہ وتادیب کا موقع ہوتا، تنبیہ کرتے تھے، اشاروں وکنایوں میں نصیحت کارگر ہوتی، تو اشاروں سے کام لیتے اور تصریح سے روکنے کی ضرورت ہوتی تو صاف گوئی سے کام لے کر روک دیتے، اساتذہ کے سامنے شاگردوں کی آئندہ زندگی کا سوال مستقل طور پر رہتا، اور اسی کے مطابق وہ ان کی تعلیم وتربیت کرتے تھے، جنہیں شاگرد اپنی آئندہ زندگی میں مشعل راہ بناتے تھے؛ چناں چہ مختلف ائمہ اسلام کی وصیتیں سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

## استاذ کی شفقت:

استاد کی شاگردوں کے ساتھ غیر معمولی شفقت، لطف اور محبت سے پیش آتے تھے، ان کے اخلاق وعادات کی نگرانی اور ان میں اسلامی پاکبازی اور پرہیزگاری پیدا کرنے کے علاوہ اُن کی ہر قسم کی ضرورتوں پر نگاہ رکھتے تھے، اگر وہ درس کے حلقے میں خلاف معمول نہ آتے، تو ان کے متعلق دریافت کرتے اور کسی معقول عذر کی صورت میں اسے دور کرنے کی کوشش کرتے تھے، اِسی طرح نادار لڑکوں کی پوشیدہ مالی مدد کرتے تھے، وہ بیمار پڑتے تو ان کی عیادت کو جاتے، ان کے گھر میں کوئی سانحہ پیش آتا تو تعزیت کرتے، غرض معاشرتی زندگی میں جس نوعیت کے باہمی مخلصانہ تعلقات کی ضرورت ہوتی ہے، استاذ اور شاگرد کی باہمی معاشرت میں ان کا صحیح نمونہ موجود تھا۔

امام غزالیؒ نے جہاں اساتذہ کو شفقت کرنے کی تلقین کی ہے، اس موقع پر وہ کہتے ہیں کہ معلم کا حق والدین کے حق سے زیادہ ہے، اور جس طرح والدین لڑکوں پر شفقت اور مہربانی کرتے ہیں اسی طرح ان کا بھی فرض ہے کہ وہ متعلمین سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئیں۔

قاضی ابن جماعہؒ استادوں کے لیے لکھتے ہیں:

استاد کو چاہیے کہ طالب علم کی ضرورتوں کا لحاظ رکھے اور اس کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنے میں، اس پر احسان کرنے اور اگر کبھی اس کی کوئی ایسی زیادتی ہو جو لوگوں سے پیش آجاتی ہے، تو اس پر صبر کرنے میں اور بعض وقت اس کی بدتمیزی برداشت کرنے میں، اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے جو عزیز سے عزیز اولاد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر لکھتے ہیں:

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طالب علموں کی مصلحتوں اور ضرورتوں کا لحاظ کرنے اور ان میں دل کی یکسوئی پیدا کرنے اور اپنی استطاعت کے مطابق ان کی مالی مدد کرنے کی کوشش کریں کیوں کہ جب تک کوئی بندہ اپنے بھائی کی اعانت کرے گا خدا اس کی اعانت کرے گا، اور جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا، خدا اس کی حاجت روائی فرمائے گا، اور جو کسی تنگی کے لیے آسانی پیدا کرے گا، خدا قیامت کے دن حساب اس پر آسان کرے گا، خاص طور پر علم طلب کرنے میں اعانت کرنا افضل ترین ثواب کا کام ہے۔

استاذ کو چاہیے کہ اگر کوئی طالب علم حلقہ سے خلاف معمول زیادہ غیر حاضر ہو جائے تو اس کا سبب دریافت کرنا چاہیے، اور جو لوگ اسے جانتے ہوں ان سے اس کے حالات پوچھنے چاہئیں اور اگر کسی سے اس کا حال معلوم نہ ہو سکے، تو کسی کو اس کے پاس بھیجنا چاہیے، بل کہ اگر وہ خود اس کے گھر جا کر اس کے حالات پوچھے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

## سلسلۂ تعلیم کے جاری نہ رکھ سکنے کے مواقع کو دور کرنا:

طالب علموں کی تعلیمی زندگی کے دور میں ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ وہ اپنے تعلیمی ذوق کے باوجود مختلف خانگی وجوہات، خصوصاً معاشی دقتوں کی وجہ سے اپنی تعلیمی زندگی کے سلسلے کو توڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، اسلامی عہد میں اگر اس قسم کی دقتیں کسی طالب علم کو پیش آتی تھیں، تو اساتذہ ذاتی طور پر اس کی دست گیری کر کے اس کے سلسلۂ تعلیم کو جاری رکھتے تھے، قاضی ابو یوسفؒ خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

”میں علمِ حدیث کی تحصیل میں مصروف تھا، اور میری حالت کچھ اچھی نہ تھی، ایک دن میرے والد میرے پاس تشریف لائے، میں اس وقت ابو حنیفہؒ کی خدمت میں

حاضر تھا، والد کے ارشاد کے مطابق مجلس سے اٹھ کر ان کے ساتھ ہولیا، انہوں نے فرمایا کہ تم ابوحنیفہؒ کو اپنے لیے نمونہ نہ بناؤ وہ خوش حال ہیں اور تم معیشت کے لیے محتاج ہو۔ اس کے بعد میں نے مجبوراً تعلیمی مشاغل میں کمی کردی، اور والد کی اطاعت میں روزی کے سامان میں بھی لگا رہنے لگا۔

ابوحنیفہؒ نے مجھے حلقہ سے غائب پا کر میرے متعلق دریافت فرمایا:

''اس واقعہ کے بعد جب میں پہلی مرتبہ پھر اُن کے حلقے میں پہنچا تو انہوں نے مجھ سے غیر حاضری کی وجہ پوچھی، میں نے اصل واقعہ بیان کردیا، اس کے بعد جب لوگ حلقے سے اٹھ کر چلے گئے تو انہوں نے ایک تھیلی میری طرف بڑھائی، اور فرمایا کہ اس سے کام نکالو اور حلقے سے غیر حاضر مت ہو، جب یہ رقم خرچ ہو جائے تو مجھے بتا دینا؛ چناں چہ اس کے بعد میں پابندی سے حلقے میں شریک ہونے لگا، اس تھیلی میں سو درہم تھے، پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد انہوں نے سو درہم کی ایک اور تھیلی عنایت فرمائی''۔

## طلبہ کی پوشیدہ مالی امداد:

اساتذہ بوقت ضرورت طالب علموں کی پوشیدہ مالی مدد کرتے تھے، امام ابوحنیفہؒ کا واقعہ اوپر گذر چکا، ابوزکریا تبریزیؒ کا بیان ہے کہ وہ علامہ خطیب بغدادیؒ سے ان کے درس کے حلقے (جامع دمشق) میں علم ادب کی تعلیم حاصل کرتے تھے، ان کا اُسی جامع کے منارہ کے اوپر کے حجرے میں قیام تھا ایک مرتبہ ناگاہ شیخ خطیب بغدادیؒ اوپر کی منزل میں تشریف لیے گئے، اور اپنے عزیز شاگرد سے کہا کہ آج جی چاہا کہ تم سے مل لوں'' اس کے بعد ایک گھنٹہ تک باتیں کرتے رہے، چلنے کے وقت انہوں نے ایک ورق میری طرف بڑھا کر کہا کہ یہ مسنون ہدیہ ہے، ان سے چند قلم خرید لینا، یہ کہہ کر وہ تشریف لے گئے اس میں پانچ

دینار تھے پھر اس کے بعد دوسری مرتبہ آئے اور اتنی ہی رقم رکھ کر چلے گئے۔

قاضی اسد بن فراتؒ امام محمدؒ کی شفقتوں کے سلسلے میں کہتے ہیں:

میں ایک دن محمد بن حسنؒ کے حلقۂ درس میں بیٹھا تھا، ناگاہ سبیل لگانے والے کی آواز آئی میں جلدی سے اٹھ کر گیا، اور پانی پی کر حلقہ میں واپس چلا آیا، اس پر محمدؒ نے مجھ سے پوچھا ''مغربی! تم سبیل کا پانی پیتے ہو؟ میں نے عرض کیا خدا آپ کو فلاح دے! میں تو ابن سبیل ہوں، درس ختم کر کے میں گھر چلا گیا، رات کے وقت کسی نے دروازہ پر آواز دی، دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ امام محمدؒ کا خادم ہے، اس نے مجھ سے کہا: آقا نے آپ کو سلام کہا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ مجھے آج سے پہلے بالکل معلوم نہ تھا کہ تم ابن سبیل ہو، اس لیے اس نفقے کو لے لو اور اپنی ضرورتیں پوری کرو''۔

اس کے بعد اس نے ایک بھاری تھیلی میری طرف بڑھائی میں دل میں بہت خوش ہوا کہ اس میں درہموں کی بڑی تعداد ہے، جب میں نے آ کر تھیلی کھولی تو دیکھتا ہوں کہ اس میں اسّی اشرفیاں بھری ہوئی ہیں۔

## طلبہ کی عیادت، تعزیت اور غم گساری:

اگر کوئی طالب علم بیمار پڑ جاتا یا کسی غم میں مبتلا ہوتا تھا تو استاذ اس کے مکان پر جا کر اس کی عیادت کرتا اور اس مصیبت میں ہمدردی کر کے تعزیت کا فرض ادا کرتا تھا، اس موقع پر اسے کسی مدد کی ضرورت ہوتی تو امداد کرتا تھا، قاضی ابن جماعہؒ لکھتے ہیں: ''اگر طالب علم بیمار پڑے تو استاد کو اس کی عیادت میں جانا چاہیے، اور اگر وہ کسی غم میں مبتلا ہو تو اس کا غم ہلکا کرنا چاہیے''۔

اسلامی عہد میں اساتذہ طالب علموں کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کیا کرتے تھے،

چناں چہ شیخ ابو وداعہؒ کا بیان ہے کہ وہ حضرت سعید بن مسیّبؒ کے حلقۂ درس کے طالب علم تھے، شیخ نے ان کی مصیبت کے وقت جیسی ہمدردی اور غم گساری کی اس کی مثال بہت کم نظر آئے گی، ابو وداعہؒ کا بیان ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سانحۂ وفات کی وجہ سے چند دنوں کے لیے حضرت سعید بن مسیّبؒ کے حلقۂ درس میں شریک نہ ہو سکے، اس کے بعد جب وہ حلقہ میں حاضر ہوئے اور شیخ نے غیر حاضری کا سبب پوچھا اور انہوں نے بیوی کے انتقال کی خبر سنائی، تو شیخ کو ملال ہوا، اور فرمایا کہ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی کہ میں بھی جنازہ میں شریک ہو سکتا۔

اس کے بعد حضرت سعید بن مسیّبؒ نے ان سے دوسری شادی کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے افسوس کے ساتھ اپنی ناداری بیان کی کہ ان کے پاس مہر ادا کرنے کے لیے دو تین درہم سے زیادہ رقم موجود نہیں، حضرت سعیدؒ نے پوچھا کہ اگر وہ سامان کا انتظام کر دیں تو نکاح کر سکتے ہیں، ابو وداعہؒ نے اثبات میں جواب دیا، یہ سنتے ہی حضرت سعید نے اسی مجلس میں صرف دو یا تین درہم پر اپنی صاحبزادی کو ابو وداعہ کی زوجیت میں دے دیا۔

ابو وداعہ حلقے سے اٹھنے کے بعد گھر آئے، اس دن روزہ سے تھے، شام کو افطار کر کے گھر میں بیٹھے تھے، کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی، ابو وداعہ نے نام پوچھا تو باہر سے جواب آیا کہ میں سعید ہوں'' ابو وداعہ کو تعجب ہوا کہ اس نام کے کئی بزرگ شہر میں موجود ہیں، سعید بن مسیّبؒ ہو نہیں سکتے کہ وہ چالیس سال سے سوائے اپنے گھر سے مسجد جانے کے کہیں اور جاتے دکھائی نہیں دیئے، اسی خیال میں انہوں نے دروازہ کھولا تو دیکھتے ہیں کہ استاد سعید بن مسیّبؒ ہی سامنے موجود ہیں، ابو وداعہؒ نے شرم کے ساتھ معذرت کی، کہ انہوں نے خود کیوں تکلیف کی، کسی کے ذریعے طلب فرما لیا ہوتا، حضرت سعید بن

مسیّبؒ نے فرمایا کہ میں اس لیے چلا آیا کہ آج تمہارا نکاح ہوا ہے، یہ اچھا معلوم نہیں ہوا کہ تم اپنے گھر میں تنہا رات گذارو، یہ میرے ساتھ تمہاری بیوی موجود ہیں۔

یہ کہہ کر اپنی صاحبزادی کو دروازے کے اندر کر دیا، ابودواعہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید کی یہ صاحبزادی وہی تھی جن سے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے ولی عہد ولید کے لیے پیغام بھیجا تھا، اور حضرت سعیدؒ نے یہ رشتہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور یہ خود بھی عالمہ فاضلہ محدثہ اور حافظہ قرآن تھیں۔

## مذاکرہ ومناظرہ:

اساتذہ علوم کے تازہ رکھنے کے لیے باہمی مذاکرہ کرتے تھے، نیز مختلف مسائل پر تبادلۂ خیال کر کے اُن کے پوشیدہ گوشوں کو نمایاں کرتے تھے، اسلامی عہد میں ان مذاکروں کا بڑا رواج تھا، انہی سے مناظروں کی ابتدا ہوئی ان مذاکروں اور مناظروں میں بہت سے مسئلے معلوم ہو جاتے تھے، اس لیے ان میں وہ بڑی توجہ اور انہماک سے وقت صرف کرتے تھے، علی بن حسن بن شقیقؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ وہ اور ابن مبارکؒ مسجد سے عشا کی نماز پڑھ کر مکان جانے کے لیے اٹھے، سردیوں کا زمانہ تھا، تیز سردی پڑ رہی تھی، ابن مبارک نے چلتے وقت ابن شقیق سے مسجد کے دروازہ کے پاس کسی حدیث کا تذکرہ کیا انہوں نے جواب میں کوئی بات کہی اور گفتگو کا سلسلہ جاری ہو گیا، اس وقت سے وہ دونوں مسجد کے دروازہ پر اسی طرح ٹھنڈی رات میں شبنم میں کھڑے گفتگو کرتے رہے، یہاں تک کہ مؤذن آیا اور اس نے صبح کی اذان دی اس وقت انہیں اس قدر دیر ہو جانے کی خبر ہوئی۔

جب اہلِ علم کسی دوسرے شہر سے آتے تھے، تو وہاں کے احباب اس شہر کے علمی تحفے کو بڑے اصرار سے اپنے رفیق سے طلب کرتے تھے، ابوعلی نیشا پوریؒ کا بیان ہے کہ وہ

بغداد آئے یہاں مختلف اہلِ علم ابواحمد غسالؒ، ابواسحٰق بن حمزہؒ، ابوطالب بن نصرؒ اور ابوبکرؒ جمع ہوئے، اور ابوعلیؒ سے ایک مجلس میں نیشاپور کی حدیثوں کی روایتیں سنانے کے لیے کہا گیا، انہوں نے پہلے تأمل کیا، لیکن جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو انہوں نے اس مجلس میں تیس حدیثیں روایت کیں جن میں ایک حدیث کے سوا کوئی ایسی نہ تھی، جواُن میں سے کسی کے پاس پہلے موجود ہو، البتہ ابوحمزہؒ نے صرف ایک حدیث کے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار کیا۔

## علما کی شرکت اساتذہ کے حلقوں میں:

اس زمانے میں علما کو اس کی عام اجازت تھی کہ وہ اپنے معاصرین کے درس وتعلیم کے حلقوں میں شریک ہوں، اور درس کے درمیان میں استاذ کی تقریر پر ٹوکیں اور سوال وجواب سے مسئلوں کی چھان بین کریں، ایسے مواقع دراصل بڑے نازک ہوتے تھے، طالب علموں کی بھری محفل میں استاذ کی خفت کا سامان ہوتا تھا، اساتذہ اپنے خطبوں پر خود اس قدر تیار ہوکر آتے تھے کہ وہ بڑے بڑے فاضل اجل کے درس کے حلقے میں آجانے پر بھی مرعوب نہ ہوتے تھے، اور سوالوں کے تشفی بخش جوابات دیتے تھے۔

البتہ سیرت کی کتابوں میں ایسے واقعات بھی ہیں کہ کبھی کبھی بعض مناظرہ پسند طبائع درس کے حلقے میں استادوں پر ناروا حملے کرتے، اور طعن وطنز سے محفلوں کو مکدر کردیتے، اساتذہ بھی ایسے لوگوں کی طبیعتوں اور عادتوں سے واقف ہوگئے تھے، جب کوئی ایسا موقع آتا تو بڑی خوش اسلوبی سے نباہ لیتے تھے، سیوطیؒ نے محمد بن منصور سمنانیؒ کے حلقہ درس کا ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے حلقۂ درس میں ایک مغربی اہلِ علم شریک ہوئے، جوکسی قدر تیز اور مناظرہ پسند واقع ہوئے تھے اور اہلِ علم میں ان کے مناظروں کی شہرت ہوچکی تھی، ان کے ایک اعتراض کے جواب میں سمعانیؒ نے شاگردوں

سے کہا: ”جو کچھ آپ فرماتے ہیں اسے لکھ لو، آپ اس سے زیادہ واقف ہیں“۔

شاگردوں نے بلاتأمل تصحیح کرلی، یہ طرزِ عمل دیکھ کر تھوڑی دیر کے بعد نو وارد اہلِ علم نے پھر کہا:

”میرے آقا! مجھ سے خطا ہوئی، صحیح وہی ہے جو آپ نے املا کرایا تھا“۔

”سمعانیؒ نے پھر دوبارہ تصحیح کرادی، اس کے بعد جب وہ مجلس سے چلے گئے تو سمعانیؒ نے شاگردوں سے کہا ”یہ حضرت سمجھتے تھے کہ میں بھی ان سے دوسروں کی طرح الجھ پڑوں گا اور میرے ساتھ بھی یہ ایسی ہی تیز زبانی سے پیش آئیں گے جیسے دوسروں کے ساتھ کرتے رہے ہیں، اس لیے میں خاموش ہو گیا اور بالآخر وہ خود رجوع کرنے پر مجبور ہوئے۔

## مجالسِ مناظرہ:

ان مذاکروں سے اس زمانے میں مناظروں کا عام رواج ہو گیا تھا، جن میں استاد اور شاگرد دونوں شریک ہوتے اور مختلف علومِ حدیث ، فقہ، کلام، اور ادب پر مناظرے کی علیحدہ علیحدہ مجلسیں منعقد ہوتیں، اہلِ علم اور سلاطین وامرا کے درباروں میں یہ مجلسیں زیادہ گرم ہوتی تھیں، ملک شاہ کے دربار کے وہ مناظرے یادگار کی حیثیت رکھتے ہیں، جو امام غزالیؒ اور دوسرے علمائے زمانہ سے ہوئے تھے،ان مناظروں میں اگرچہ کبھی طرفین حق سے ہٹ کر مناظرانہ ردوکد میں مبتلا ہو جاتے تھے،لیکن عموماً اس زمانہ میں صحیح علمی مذاق اور حق کو حق سمجھ کر قبول کرنے اور باطل کے باطل ٹھہرنے پر اس سے رجوع کر لینے کی خوبیاں موجود تھیں، اس لیے مناظروں کی اُن مجلسوں سے علما اور طالب علموں دونوں کو فائدے حاصل ہوتے اور دقیق علمی حقائق آشکارا ہوتے تھے۔

پانچویں صدی تک مناظروں کی مجلسوں میں جو بے عنوانیاں پیدا ہو چکی تھیں اور رد وکد کے مناظروں سے جو برائیاں پیدا ہوتی تھیں، انہیں امام غزالیؒ نے ''احیاء العلوم'' میں بیان کیا ہے اور ان سے احتراز کرنے کی تلقین کی ہے، بل کہ وہ ایسی مناظرانہ مجلسوں کے سرے سے مخالف تھے، کیوں کہ وہ خود تلخ تجربے اٹھا چکے تھے۔

## حلقۂ درس

### اساتذہ کا درود حلقۂ درس میں:

اسلامی عہد کے درس کے حلقوں (کلاسیس) کا نظارہ ذیل کے بیان سے ہوگا، جسے قاضی ابن جماعہؒ نے اساتذہ وطلبہ کے آداب میں بیان کیا ہے، اساتذہ درس کے حلقے میں جانے کے لیے اہتمام کرتے تھے، جیسے: حلقے میں صاف ستھرے اور اچھے کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر آتے تھے، امام مالکؒ کا یہ معمول تھا کہ وہ جب حلقہمیں جانے کا تہیہ فرماتے تو پہلے غسل کرتے، پھر اچھے کپڑے پہنتے، خوشبو لگاتے اس کے بعد درس کے حلقے میں تشریف لے جاتے۔ اساتذہ روانگی سے پہلے خیر وبرکت حاصل کرنے اور ضلالت اور گمراہی سے محفوظ رہنے کے لیے یہ دعائے ماثورہ پڑھتے تھے: **اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِکَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ وَأَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ اَظْلِمَ أَوْ اُظْلِمَ اَجْھَلَ أَوْ یُجْھَلَ عَلی.**

پھر ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے درس کی مجلس میں آتے اور مجلس کے حاضرین کو سلام کرتے یہاں پہنچ کر اگر کوئی مکروہ وقت نہ ہوتا تو دو رکعتیں نماز پڑھتے اور نماز کے بعد خشوع وخضوع سے توفیقِ خداوندی حاصل کرنے اور لغزشوں سے بچنے کی دعا کرتے، اس کے بعد قبلے کی طرف منہ کرکے مجلس کے سامنے بیٹھ جاتے۔

## اساتذہ کا طریق نشست:

اساتذہ درس کے حلقے میں جیسا کہ اوپر گذرا کسی اونچے مقام، کرسی یا منبر پڑ بیٹھتے تھے۔ بعض لوگ جو مسجد کے صحن میں درس دیتے تھے وہ کسی نیچی دیوار یا کسی مینار سے ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے اور بیٹھنے میں کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کرتے تھے جو اہلِ علم کی نشست کے وقار کے خلاف ہو۔

## غیر سنجیدہ حرکتوں سے اجتناب:

حلقے میں غیر سنجیدہ حرکتوں سے باز رہتے تھے، ہنسی مذاق یا مزاح نہ کرتے تھے، سالم بن خبادہؒ، حضرت وکیع بن جراحؒ متوفی ۱۹۷ھ کے متعلق کہتے ہیں:

''میں وکیعؒ کی معیت میں سات سال تک بیٹھا لیکن میں نے انہیں نہ کبھی تھوکتے دیکھا نہ کسی کنکری سے کھیلتے ہوئے پایا، وہ جس نشست سے بیٹھتے پھر پہلو نہ بدلتے تھے؛ وہ ہمیشہ قبلہ رو ہو کر بیٹھا کرتے''۔

## آغاز درس:

درس کا آغاز کسی خوش الحان قاری کی تلاوتِ قرآن سے کیا جاتا تھا، اس کے بعد ''مستملی ونقیب'' اہلِ مجلس کو خاموشی اختیار کرنے کی ہدایت کرتے، اس کے بعد سب سے پہلے شیوخ بسملہ پڑھ کر صلاۃ وسلام بھیجتے، پھر وہ اور تمام حاضرین دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد استعاذہ بسملہ اور حمد وصلاۃ نئے سرے سے پڑھ کر درس کی تقریر جاری کرتے تھے۔

## درس وافہام وتفہیم کا طریقہ:

درس میں آواز نہ زیادہ بلند ہوتی اور نہ زیادہ پست، بل کہ اتنی ہوتی کہ مجلس کے حاضرین اسے آسانی سے سن سکیں اور آواز مجلس کے باہر نہ جانے پائے مسائل کو ذہن نشین کرانے کے لیے عموماً جملوں کو تین مرتبہ دہراتے تھے، درس کے درمیان جہاں مسلسل بیان کی ضرورت ہوتی تقریر مسلسل جاری رکھتے، جہاں امتیاز پیدا کرنا ہوتا تو ٹھہر جاتے اور جب گفتگو منقطع کرنے کی ضرورت ہوتی منقطع کر دیتے۔ اثنائے تقریر میں اگر اسلام کے خلاف کوئی شبہہ وارد ہوتا تو اُسے بیان کرتے مگر یہ پابندی رکھتے کہ اس کا جواب بھی اسی مجلس میں شبہہ پیش کرنے کے بعد ہی بیان کر دیں اور اگر جواب دینے کا موقع نہ ہوتا تو شبہہ کی تفصیل اور دلیل بیان کرنے کے بجائے صرف اشارہ کر کے تقریر ختم کر دیتے، اس کی تفصیل اور جواب کو دوسرے دن کے لیے اٹھا رکھتے تھے۔

درس کی تقریر نہ اتنی طویل ہوتی کہ غیر ضروری باتیں چھڑ جاتیں اور نہ اس قدر مختصر کہ طالب علموں کی تشفی نہ ہو سکے، اساتذہ درس کے اثنا میں طالب علموں سے حسن تلطف سے پیش آتے تھے، مسائل کو ان کی سمجھ کے مطابق آسان کر کے بیان کرتے تھے اور مسائل کی تمثیلات سے تشریح کرتے تھے، لوگوں کے سوالوں کا جواب علیحدہ علیحدہ دیتے تھے، اگر استاذ کوئی مسئلہ کسی کو سمجھاتا اور گفتگو کے درمیان کوئی دوسرا طالب علم کوئی شبہ پیش کرتا تو گفتگو چھوڑ کر شبہ پیش کرنے والے کو تسلی دیتے کہ پہلے اس شخص کی گفتگو ختم کر لیں تو اس کے شبہ کو دور کریں گے۔ ربیعؒ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کا بھی یہی طرزِ عمل تھا اور اگر کوئی شخص غیر ضروری ردو کد کرتا تو اسے تنبیہ کی جاتی تھی جو لڑکے کچھ کہنا چاہتے اور مفہوم ادا نہ کر سکتے تو استاد اُن کی مدد کرتا اور خاص توجہ سے ان کا مافی الضمیر معلوم کر کے ان کی تشفی کرتا۔

## آزمائشی سوالات اور اثنائے درس میں طلبہ کی استعداد کا امتحان:

اساتذہ درس کے درمیان طالب علموں سے آزمائشی سوالات کرتے تھے اگر جواب مشکل ہوتا تو طلبہ کو ایک ایک ہفتہ تک کی مہلت دی جاتی تھی کہ اس درمیان میں تیار ہوکر اس سوال کو حل کریں۔

کبھی دوسرے طریقوں سے طالب علموں کی استعداد کا امتحان لیا جاتا تھا، ابن ابی حناجر یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ایک جماعت کے ساتھ مشہور محدث محمد بن مصعب عرقسانیؒ کے یہاں حدیث سننے کے لیے پہونچے، شیخ نے مکان سے برآمد ہوکر کہا، ابھی ایک شعر زبان پر آگیا ہے اگر تم میں سے کوئی بتادے کہ یہ کس کا شعر ہے تو میں تین حدیثیں سناؤں گا، اس کے بعد شیخ نے وہ شعر پڑھا، ایک عراقی طالب علم نے آگے بڑھ کر اس شاعر کا نام بتایا، شیخ نے اس کی تصدیق کی اور پوچھا اس کے بعد کون سا شعر ہے، طالب علم نے اس کے بعد کا دوسرا شعر سنایا، شیخ یہ سن کر خوش ہوئے اور شعر وادب میں امتحان لینے کے بعد حسبِ وعدہ حدیثیں سنائیں نیز طلبہ کو جو چیزیں حفظ کرائی جاتی تھیں، اساتذہ ان میں سے بھی کبھی کوئی چیز کسی طالب علم سے امتحان کے طور پر پوچھ لیا کرتے اور صحیح جوابوں پر ان کی ہمت افزائی کرتے تھے۔

اگر کبھی طالب علم کے جواب سے خوشی ہوتی اور اس کی کوئی ادا پسند آجاتی تو اساتذہ طالب علموں کو انعام بھی دیتے تھے، ابوعبیدؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام محمدؒ کے پاس امام شافعیؒ اپنے طالب علمی کے زمانہ میں حاضر تھے، امام محمدؒ نے ان سے کوئی سوال کیا، امام شافعیؒ نے اس کا جواب دیا، جب امام محمدؒ نے اس جواب کی تصدیق فرمائی، تو امام شافعیؒ نے اسے لکھ لیا، امام محمدؒ کو امام شافعیؒ کا یہ شوقِ علم پسند آیا اور خوش ہوکر سو درہم عطا کیے اور فرمایا

کہ تم پابندی سے آیا کرو، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے ایک اونٹ کے بوجھ کی مقدار میں لکھا ہے۔

## پردیسی طلبہ پر شفقت:

اساتذہ اپنے درس کے حلقے میں پردیسی طلبہ پر خاص شفقت کی نظر کرتے تھے، مجلس میں ان سے رعب دور کرنے اور ان کی دل داری کے لیے ان سے مسلسل گفتگو کرتے اور رفتہ رفتہ وہ اجنبی طالب علم اپنے استاذ کی شفقت کے سایے میں دوسرے ہم جماعت دوستوں سے گھل مل جاتے تھے اور اساتذہ کو حلقے کے ہر طالب علم کے نام، نسب وطن اور ضروری حالات سے باخبر رہنے کی تلقین کی جاتی تھی۔

## حلقۂ درس میں معاصر علما کی شرکت اور اساتذہ کا برتاؤ ان کے ساتھ:

جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ درس کے حلقے میں شاگردوں کے علاوہ استاد کے ہم عصر علما بھی کبھی شرکت کرتے تھے، اور انہیں حق حاصل تھا کہ وہ استاذ کی تقریر پر اپنے علم اور ادراک کے مطابق اعتراضات کریں، یا کسی مسئلے میں استاذ کی رائے سے اتفاق نہ ہو تو دلائل سے اس کا رد کریں۔

اساتذہ بڑی خوشی سے اپنے درس کے حلقے میں ان معاصرین کا استقبال کرتے اور ان کے شبہات واعتراضات کے جوابات دیتے تھے، جب استاذ کسی عالم یا فقیہ کو اپنے حلقے میں آتے دیکھتا تو اس کی آمد کے انتظار میں اپنی تقریر روک دیتا تھا، جب وہ آکر بیٹھ جاتا تو اس مسلسل تقریر کے پچھلے حصہ کے ضروری اجزا کو نئے سرے سے اجمال کے ساتھ بیان کر کے پھر اپنی تقریر آگے جاری کرتا، اگر آنے والا کوئی سوال کرتا تو اس کا جواب دیتا اور اگر اس کا جواب اس کے علم میں نہ ہوتا تو کج بحثی کرنے کے بجائے بلا تکلف اپنی لاعلمی

ظاہر کرتا اور آنے والا اس مسئلے پر جو کچھ بیان کرنا چاہتا، بیان کرتا، معلموں کا ”لاأدري“ (میں نہیں جانتا)، ”ولا أعلم“ (مجھے معلوم نہیں) کہنا ان کی کم علمی کے بجائے عالی ظرفی پر محمول کیا جاتا تھا۔

اگر ان مجلسوں میں ایک سے زیادہ اہلِ علم جمع ہوتے تو ایک دوسرے کے علم کا احترام کرتے تھے، امام اوزاعیؒ سے ابومحمد سعید بن عبدالعزیزؒ کی موجودگی میں اگر کوئی سوال کیا جاتا تھا تو فرماتے کہ ابومحمد سے پوچھو۔

## ترتیب حلقہ:

استاذ کی بلند کرسی کے دائیں بائیں اگر ضرورت ہوتی، تو مستملی اور معید کھڑے رہتے، سامنے کی نشست پر آگے ممتاز علما بیٹھتے ان کے پیچھے اور دائیں بائیں شاگرد بیٹھتے تھے۔ ورنہ اگر موقع ہوتا تو طالب علم عموماً ایک ہی رخ پر بیٹھتے تھے، تاکہ استاذ کی توجہ ایک سمت پر مبذول رہے۔

## قراءت کی باری:

جب حلقے میں کتابیں پڑھائی جاتی تھیں تو قرأت کی باری اس طالب علم کی ہوتی تھی جو درجے میں پہلے آتا تھا خواہ آنے والا اس مدرسے کا طالب علم بھی نہ ہو، اگر دو طالب علم ساتھ آتے تو، ان میں قرعہ ڈال کر فیصلہ کیا جاتا تھا، پہلے آنے والے کا یہ حق اخلاقی طور پر تسلیم کیا جاتا تھا، اگر وہ کسی ضرورت سے حلقے سے اٹھ جانے پر مجبور ہوتا تو اس کا حق زائل نہ ہوتا تھا، وہ واپس آکر پھر اپنی قرأت جاری کرتا تھا، البتہ اگر کوئی خاص وقت حلقے کے مستقل طلبہ کے لیے مقرر کردیا جاتا تو اس میں اجنبیوں کو یہ اجازت حاصل نہ ہوتی تھی۔

## آدابِ درس:

طالب علموں کے لیے درس کے حلقے میں شریک ہونے کے لیے چند لوازم تھے جن کی پابندی کرائی جاتی تھی، جیسے حلقے میں استاذ سے پہلے حاضر ہو جائیں کیوں کہ شاگردوں کو استاذوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے نہ کہ استاذوں کو لڑکوں کے آنے کا منتظر بنایا جائے۔ حلقے میں اچھے، صاف ستھرے اور سنجیدہ لباس پہن کر آئیں، شیخ ابوعمرو بن صلاحؒ اس طالب علم کو حلقے میں بیٹھنے سے روک دیتے تھے جو عمامے کے بغیر ٹوپی پہن کر آتا تھا۔

طالب علم اپنی کتابیں حلقے میں کسی اونچی چیز جیسے رحل پر رکھیں ورنہ ہاتھوں میں لیے رہیں، کسی طالب علم سے اگر کوئی خلافِ ادب بات سرزد ہوتی تو سوائے استاد کے کسی دوسرے کو ٹوکنے کی اجازت نہ تھی۔

پھر حلقۂ درس میں وہ تمام آداب برتے جاتے تھے جو معاشرتی مجلسوں میں ملحوظ رکھے جاتے تھے مثلاً: جب حلقہ میں پہونچتے تو بلند آواز سے حاضرین کو سلام کرتے، حاضرین ایک دوسرے سے احترام سے پیش آتے تھے، ایک دوسرے کی تعظیم کرنے میں سبقت کرتے تھے، کسی کے آگے یا دو آدمی کے بیچ میں بیٹھنے سے احتراز کرتے تھے جب کوئی حلقہ میں آتا تو خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتے، کسی دوسرے کی قرأت کے درمیان اسے ٹوکتے نہ تھے، اگر درس کے اثنا میں کسی سے گفتگو کرنی ہوتی تو استاذ سے اجازت لیتے تھے، طالب علم سے کوئی بات ادب کے خلاف سرزد ہوتی تو صرف استاذ اور مرتب اسے ٹوکتے، طالب علم ایک دوسرے کو ادب نہ سکھاتے جو لوگ مجلس میں دیر سے پہونچتے وہ آخر میں بیٹھ رہتے اگر کوئی اٹھ کر جاتا تو اس کی جگہ پر قبضہ نہ کرتے، اسے خالی چھوڑ دیتے۔ سن رسیدہ اور افضل طالب علموں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے اور انہیں موقع دیتے

کہ وہ استاذوں کے قریب بیٹھیں، تا کہ ان کے سوال و جواب سے دوسروں کو فائدہ پہنچے، بل کہ ایسے شاگردوں کو استاذ خود آگے بلا لیتے تھے، مثلاً: امام احمد بن حنبلؒ، شیخ ابو عاصمؒ، ضحاک بن مخلدؒ کے درس کے حلقے میں شریک ہوتے تھے ایک مرتبہ وہ حلقے میں دیر سے آئے تو جگہ پر ہو چکی تھی شیخ نے انہیں دیکھ کر آگے بلایا لیکن انہوں نے لوگوں کی گردنیں پھاند کر جانے میں تأمل کیا تو شیخ نے حلقے میں وسعت پیدا کرا کے ان کے لیے راستہ بنوایا اور وہ اس سے ہو کر شیخ کے قریب جا کر بیٹھے، درس کے شروع اور خاتمہ دونوں پر حمد وصلاۃ کے علاوہ شیخ اور کتاب کے مصنف کے لیے دعائے خیر کرتے تھے اور شیخ درس کے خاتمے پر چند پُر نصائح کلمے طالب علموں سے کہتا تھا۔

## خاتمۂ درس:

قاضی ابن جماعہ نے طالب علموں کو درس کے خاتمہ پر یہ دعائے ماثورہ ''**سبحانک اللھم بحمدک ولا إلٰہ إلا أنت أستغفرک وأتوب إلیک فاغفرلی إنہ لایغفر الذنوب إلا أنت**'' پڑھنے کی ہدایت کی ہے، بعض اساتذہ اپنے درس کا خاتمہ زہد واخلاق کے چند پند ونصائح پر کرتے تھے، قاضی ابن جماعہؒ نے اساتذہ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ درس ختم کر کے تھوڑی دیر ٹھہر جائیں تا کہ طلبہ تہذیب اور شائستگی سے ان کے سامنے حلقہ سے نکلیں اور باہر نکلنے میں باہم کشمکش نہ ہو، اس کے علاوہ جو لوگ پیدل جانے والے ہوں وہ چلے جائیں تا کہ یہ بدنمائی نہ ہو کہ استاد سواری پر واپس جائے اور نادار طلبہ اور اس کے ہم عصر علما پیدل روانہ ہوں اور جب حلقۂ درس خالی ہو جائے تو استاذ اپنی جگہ سے اٹھے اور یہ دعا پڑھ کر روانہ ہو جائے: **سبحانک اللھم وبحمدک لاإلہ إلا أنت استغفرک وأتوب إلیک!**

# تعلیم سے متعلق ہدایات:

## طریقۂ تدریس حضرت تھانویؒ کی نظر میں

### اگر ایک بار سے طالب علم نہ سمجھے تو کئی بار سمجھانا چاہیے:

اگر احتمال ہو کہ ایک بار تقریر کرنے سے طلبا نے نہ سمجھا ہوگا تو دوسری تیسری بار بھی تقریر کر دینا مناسب ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا.......... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی مہتم بالشان بات فرماتے تھے تو تین مرتبہ فرماتے تھے تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں۔ (اصلاح انقلاب:۲۹۶)

### اگر سمجھنے کے واسطے شاگرد پوچھے یا اعتراض کرے تو ناخوش نہ ہونا چاہیے:

حضرت عائشہؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں سنتی تھیں جو اُن کو معلوم نہ ہوتیں تو برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ گچھ کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ سمجھ لیتی تھیں۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حساب میں گرفتار ہوا وہ عذاب میں مبتلا ہوا۔ تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا: **یحاسب حسابا یسیرا** - کہ حساب آسان کیا جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پیشی ہے ورنہ جس سے حساب مناقشہ کیا گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر استاذ کی تقریر میں کوئی شبہ رہے اور طالب علم اس کو پوچھنے لگے تو ناخوش نہ ہونا چاہیے البتہ اگر فضول سوال ہو تو ناخوشی کا اظہار بھی جائز ہے جیسا کہ حدیث لقطہ میں ابل (اونٹ) کے سوال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا برہم ہونا مذکور ہے۔ (اصلاح انقلاب:۳۰۱)

## اگر ضرورت ہو تو باآواز بلند تقریر کرنا:

کسی وجہ سے اگر احتمال ہو کہ آواز بلند کیے بغیر آواز نہ پہنچے گی مثلاً حلقۂ درس بڑا ہے یا اور کوئی عارض ہے تو بلند آواز سے تقریر کرنا شاگرد کا حق ہے۔ ورنہ تقریر ہی بے کار ہے۔ دیکھیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح بلند آواز سے فرمایا۔ (اصلاح انقلاب:۳۰۱)

## استعداد پیدا کرنے اور ابتدائی کتابیں پڑھانے کا طریقہ:

اب تک طریقہ یہ ہے کہ پہلے طالب علم عبارت پڑھتا ہے اور مدرس مطلب بیان کر دیتا ہے اگر کسی کو کچھ شبہ ہوا دریافت کر لیا ورنہ آگے چل پڑے یہ طریقہ مبتدیوں، بل کہ متوسطین کے لیے بھی غیر نافع ہے صرف ایسے منتہی طلبہ کے لیے نافع ہے جو فاضلانہ استعداد حاصل کر چکے ہیں اور بڑے اساتذہ کے یہاں مستفید ہو رہے ہیں۔

اس میں اصلاح کی ضرورت یہ ہے کہ جو طلبہ کی استعداد سے کام لیا جائے۔ بلاضرورت ان کی مدد نہ کی جائے خود ان ہی سے مطلب کی تقریر کرائی جائے نیز ہر قاعدے ومسئلے کی کثرت امثلہ سے مشق کرائی جائے البتہ جو مقام طلبہ کی استعداد سے باہر ہو اس کی تقریر خود کرے۔

یہ طریقہ تو سارے درسوں کے لیے مفید ہے ورنہ ابتدائی کتابوں میں بہت ضروری ہے مثلاً میزان، منشعب (یا کوئی بھی ابتدائی درجہ کی کتاب) میں ایسا نہ کیا جائے کہ سبق پڑھایا اور اس کو رٹوا کر سن لیا اس سے کچھ نہیں ہوتا بل کہ ہر سبق کی بکثرت مثالوں سے مشق کرائی جائے مثلاً ماضی کی بحث پڑھائی جائے تو کم سے کم اس کے تین چار مختلف صیغوں کی مشق کرائی جائے اور مصادر دے کر ماضی کے صیغے بنوائے جائیں اور ماضی کے

صیغوں کی اردو دی جائے کہ اس کی عربی بنا دیں اگر چہ اس اجرا میں ایک ہی سبق میں کئی روز صرف ہو جائیں۔

اسی طرح جب نحو میر تک پہنچے تو ہر قاعدے کے متعلق چھوٹے چھوٹے عربی کے جملے دے کر اردو ترجمہ اور اردو کے جملے دے کر عربی بنوائی جائے حتی کہ نحو میر کے ختم پر طویل طویل سلیس عبارتیں اردو کی دے کر عربی بنوائی جائے اور سلیس عربی کا ترجمہ کرایا جائے اس طرح جب نحو میر ختم ہوگئی تو شرح مائۃ عامل وہدایۃ النحو کی عبارت طالب علم خود صحیح پڑھے گا اور اگر کہیں غلطی کرے تو بتلایا نہ جائے بل کہ اس سے خود قاعدہ پر جواب طلب کیا جائے۔

## ہرفن کی ابتدائی کتابیں اور بلاغت وفقہ پڑھانے کا طریقہ:

ہرفن کی تعلیم اسی طریقہ پر ہو مثلاً بلاغت شروع ہو تو ہر قاعدہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور اشعار جاہلیت دے کر بلاغت کے قواعد کو جاری کیا جائے، اسی طرح فقہ میں ہر کتاب (وباب) کے موافق چھوٹے چھوٹے مسئلے دیئے جائیں کہ بحوالہ کتب ان کے جواب لکھیں۔

اسی طریقے میں گو پہلے مدت زیادہ لگے گی لیکن چوں کہ استعداد بڑھنے سے جی بڑھے گا اور توجہ زیادہ ہوگی تو آگے چل کر وقت بھی کم صرف ہوگا اور ابتدا کی کسر انتہا میں نکل آئے گی۔ (تجدید تعلیم وتبلیغ: ۸۰)

## عبارت کی اصلاح اور اس میں روک ٹوک کرنا بہت ضروری ہے:

علمی غلطی پر متنبہ نہ کرنا تو اور بھی غضب ہے کیوں کہ اس کا تو انہوں نے بالتصریح التزام کیا ہے بعض معلمین کی عادت دیکھی گئی ہے کہ شاگرد پہلو میں بیٹھا ہوا غلط پڑھ رہا ہے اور یہ بہرے گونگے بنے بیٹھے ہیں۔ (اصلاح انقلاب: ۲۹۵)

## استعداد اچھی بنانے کے لیے صرف تین باتیں کافی ہیں:

بس طالب علم تین باتوں کا لحاظ رکھے اور ہمیشہ کے لیے ان پر دوام رکھے ان شاء اللہ اس کی استعداد اچھی ہوگی اور یہی تین باتیں اس کے واسطے کافی ہوں گی۔

(۱) سبق سے پہلے مطالعہ کرے۔(۲) سبق سمجھ کر پڑھے بغیر سمجھے آگے نہ چلے۔(۳) سبق پڑھنے کے بعد ایک بار اس کی تقریر کر لی جائے خواہ تنہا یا جماعت کے ساتھ تکرار کر کے، اس سے زیادہ محنت کی ضرورت نہیں، کیوں کہ زیادہ محنت کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ (التبلیغ: ص۲۰۴/ ج۱۵، الحدود والقیود)

## جو بات معلوم نہ ہو یا شبہ ہو تو صاف طور سے لاعلمی ظاہر کر دے:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون عالم ہوگا آپ نے بہت سے سوالوں پر لا أدري (مجھے معلوم نہیں) فرما دیا۔ اور جب وحی نازل ہوئی اس وقت بتلا دیا۔ اور واقعی جب کل علوم کا احاطہ حق شانہ کا خاصہ ہے تو بعض چیزوں کا نہ جاننا ممکن کے لوازم سے ہے تو اس لازم کا اقرار کر لیا تو کون سی نئی بات ہوئی۔ (اصلاح انقلاب: ۲۹۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اے لوگو! جو شخص کسی بات کا علم رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ بتا دے اور جو نہ جانتا ہو اس کو چاہیے کہ کہہ دے کہ اللہ جاننے والا ہے کیوں کہ یہ کہہ دینا بھی علم کی بات ہے۔ (بخاری)

اس حدیث میں صریح تاکید ہے کہ جو بات معلوم نہ ہو کہہ دے کہ معلوم نہیں اس کے مطابق عمل کرنا علم اور طالب علم دونوں کا حق ہے۔ (اصلاح انقلاب: ۲۹۳)

## حضرت تھانویؒ کا معمول:

میں نے جب سے درس وتدریس کا کام شروع کیا اس کا التزام رکھا ہے کہ جو بات مجھے معلوم نہ ہوئی صاف کہہ دیا کہ مجھے معلوم نہیں خواہ شاگرد سوال کرے یا کوئی اور۔ یہ بات مجھے اپنے استاذ حضرت مولانا یعقوب صاحب سے حاصل ہوئی۔

(مجالسِ حکیم الامت: ۱۱۵)

جس بات میں شبہ ہو یا معلوم نہ ہوتو اپنے چھوٹے مدرسین سے پوچھ لے یا شاگردوں کو پوچھنے کی اجازت دے دے۔

یہ بات میں نے مولانا یعقوب صاحب میں دیکھی اور آج تک کسی میں نہ دیکھی کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو فوراً اپنے ماتحت مدرسوں کے پاس چلے گئے اور مجمع میں جاکر یہ کہہ دیا کہ مولانا میں اس کا مطلب نہیں سمجھا ہوں مجھے سمجھا دیجئے۔ اور جب وہاں سے آئے تو صاف صاف طالب علموں سے کہہ دیا کہ مولوی صاحب نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے اور پھر پڑھانے لگے یہاں تک کہ اگر کوئی طالب علم بھی صحیح مطلب بیان کردیتا تھا تو فوراً مان لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائی تم ٹھیک کہتے ہو میں غلط سمجھا اور کئی کئی بار فرماتے اور حاجی امداداللہ صاحب کی بھی یہی حالت تھی کہ اپنے خدام سے مسئلہ پوچھ پوچھ کر عمل کرتے تھے۔ (مزید المجید: ص ۳۵، الفصل والوصل)

## اگر غلط تقریر ہوگئی تو اس سے رجوع کر لینا چاہیے رجوع نہ کرنے کی خرابیاں:

تقریر کے بعد از خود یا طالب علم کے متنبہ کرنے سے اگر اطلاع ہوگئی تو فوراً اس تقریر سے اپنا رجوع ظاہر کردینا چاہیے ورنہ غلط تقریر کرنے میں یا غلطی پر اڑے رہنے میں چند خرابیاں ہیں:

(۱)......ایک تو گناہ جیسا کہ حدیث پاک سے معلوم ہوا۔

(۲)......دوسری خرابی یہ کہ اگر طالب علم کو معلوم ہو گیا کہ یہ تقریر غلط ہے تو استاذ کی طرف سے طبعی طور پر تنفر (نفرت) اور اس کی تحقیر قلب میں پیدا ہو گئی اور اس کے ہوتے ہوئے استاذی کا حق ادا کرنا سخت دشوار ہے تو استاذ کا یہ فعل ایک واجب کے خلل کا سبب بنا (جو کہ معصیت ہے) اور معصیت کی اعانت معصیت ہے اور اگر طالب علم کو پتہ نہ لگا تو وہ بیچارہ عمر بھر کے لیے جہل میں مبتلا ہوا۔ پھر یہی سلسلہ آگے معلوم نہیں کہاں تک چلے گا پھر اس وبال کی کوئی حد ہی نہیں۔ ذرا سی عار کی وجہ سے دوزخ کو اختیار کرنا کون سی عقل یا دین کی بات ہے۔

(۳)......تیسری بات یہ ہے کہ استاذ کے اخلاق اکثر شاگرد میں سرایت کرتے ہیں، یہی ہٹ دھرمی کی صفت ذمیمہ اس میں بھی پیدا ہو جائے گی اور استاذ صاف اس حدیث کے مصداق بنیں گے "من سن سنة سئية فعليه وزرها" یعنی جو شخص کوئی برا کام جاری کرتا ہے اس کو اس پر بھی گناہ ہوگا اور اس کے بعد جو بھی یہ کام کرے گا اس کا بھی گناہ ہوگا۔

بہرحال گناہ بھی ہے اور شاگرد کے حقوق کی اضاعت (حق تلفی) بھی، کیوں کہ اس کو جہالت میں مبتلا کرنا ایک قسم کا غش (دھوکہ) اور خیانت ہے۔ (اصلاح انقلاب:۲۹۲)

## غلط بات سے رجوع کر لینے کا فائدہ:

اس طریقے میں یہ نفع ہے کہ طالب علم کو مدرس پر ہمیشہ وثوق (اعتماد) رہتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ مجھے جو کچھ بتلایا جا رہا ہے سب صحیح ہے اور جہاں اس طریقے پر عمل نہیں کیا جاتا بل کہ بات کو بنایا جاتا ہے۔ اکثر طلبہ ان کی ہٹ دھرمی کو سمجھ جاتے ہیں وہاں مصیبت

ہوتی ہے اور جھک جھک کر کے سبق بھی خراب ہوجاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس اقرار سے طالب علم بگڑ جاتا ہے حالاں کہ یہ محض لغویات ہے بل کہ اور زیادہ سنور جاتا ہے اس کو مدرس پر وثوق ہوجاتا ہے۔(دعوات عبدیت:ص ۱۲۸/ ج ۱۲)

## آج کل کے مدرسین کی بدحالی اور درس کی ناکامی کے اسباب:

آج کل تو اپنا رنگ جمانے کو اور تقریر (زبان) صاف کرنے کو یوں ہی الل ٹپ ہانکتے رہتے ہیں چاہے کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔ یہاں تک کہ اگر طالب علم کوئی صحیح بات بھی سمجھ جاتا ہے (اور اس کو کہتا ہے) اور اپنی زبان سے چوں کہ اس کے خلاف نکل گیا تو پچ کرنے کے لیے اسی کو ہانکے جاتے ہیں۔(مزید المجید:ص ۳۵)

اور کبھی غصہ اور سب وشتم (ڈانٹ پھٹکار) کے ذریعہ طالب علم کو خاموش کر دیتے ہیں، بعضے جھلے (چڑ چڑے) مزاج کے استاذ ایک پر خفا ہوئے تو درس ختم تک برستے ہی رہتے ہیں۔(اصلاح انقلاب)

آج کل بعض مدرسین خود ہی کچھ محنت نہیں کرتے، بے پروائی کے ساتھ بے ترتیب تقریر کرتے ہیں، اس لیے اگر طالب علم بھی گڑ بڑ کرتے ہوں تو ان کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہی کون سا حق ادا کر رہے ہیں ان کی تقریر ہی ایسی ہی نہیں ہوتی کہ جس کے ضائع ہوجانے کا ان کو قلق (افسوس) ہو، جس نے جانفشانی کر کے تقریر کی ہو اور پھر اس کی ناقدری کی جائے اس کے دل سے پوچھئے کہ کس قدر دقت (اور رنج) ہوتا ہے۔

کوئی درسی فن مشکل نہیں اگر ترتیب سے ہو اور کوئی فن آسان نہیں، اگر بلا ترتیب ہو، بس یہ چیز مفقود ہے مدرسین اور متعلّمین دونوں میں۔(حسن العزیز:۳۹۰)

## درس میں لمبی چوڑی تقریروں سے احتراز:

تقریروں کے وقت اس کا بھی خیال رکھیں کہ تحقیقات اور زیادات کو بالکل حذف کریں درس کے وقت جو ایسی فضولیات بیان کی جاتی ہیں، وہ اس لیے بھی مفید نہیں کہ کسی کو بھی یاد نہیں رہتیں اور اضاعتِ وقت کا نقصان علیحدہ، استعداد کی ضرورت ہے جو کتاب سے پیدا ہوتی ہے ان تقریروں سے کچھ نہیں ہوتا۔ مدرس کے لیے لیکچر کا طرز بہت مضر ہے۔ (تعلیم البیان، دعوات عبدیت: ص ۱۳۸/ ج ۱۲)

## ہمارے اسلاف اور بزرگوں کے پڑھانے کا طریقہ:

ہمارے بزرگوں کے پڑھانے کا یہی طریقہ تھا کہ وہ حضرات محض کتاب کو حل فرما دیتے تھے اور زائد کچھ نہ بتلاتے تھے ہاں اگر کوئی بہت ضروری بات ہوتی تو اس کو فرما دیتے تھے۔ (دعوات عبدیت: ص ۱۲۷/ ج ۲)

## نیچے درجات کے طلبا کو اونچے درجات کی باتیں ہرگز نہ بتلانا چاہیے:

میں معلمین کو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اپنا طرز تعلیم بدلیں، طالب علم کی حیثیت کے موافق تقریر کیا کریں، میزان الصرف میں شرح جامی نہ پڑھایا کریں، میں نے ایک مدرس کو دیکھا کہ وہ اللہ کے بندے میزان میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ الحمد میں جو الف لام ہے یہ استغراق کا ہے، الف لام کی چار قسمیں ہیں: ایک جنسی ایک عہد خارجی ایک عہد ذہنی اور ایک استغراقی، بھلا یہ مضامین میزان میں بیان کرنے کے ہیں؟ بس وہ مدرس صاحب بیان کر رہے تھے اور طالب علم ان کا منہ تک رہا تھا میں نے کہا بیچارے کے نزدیک تو الف لام استغراق ہی کا ہوتا ہے اور کہیں کا نہیں ہوتا کیوں کہ اس الف لام نے اس کو مستغرق بنا دیا ہے۔ (التبلیغ: ۲۱۱)

وہ ایک مبتدی کو میزان پڑھا رہے تھے اور اس کے خطبہ میں الف لام تعریف کی قسمیں بیان کررہے تھے، میں نے کہا: مولوی صاحب اس غریب کی کیوں راہ مار رہے ہو؟ یہ ان سب مضامین کو جزو میزان سمجھے گا اور مشکل سمجھ کر میزان ہی چھوڑ دے گا۔

(دعوات عبدیت: ص۱۱۸/ ج ۲، تعلیم البیان)

## سوال سے زائد ضروری اور مفید باتیں بتلانا:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کیا کپڑا پہنے؟ فرمایا کہ کرتہ اور عمامہ اور پاجامہ اور ورس وزعفران کا رنگا ہوا نہ پہنے جوتا نہ ہو تو موزے پہنے اور ان کو جوتے کی طرح کاٹ لے۔

(بخاری باب من اجاب السائل باکثر مما سالہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر طالب علم کوئی بات پوچھے مگر کوئی اور ضروری بات پوچھنے سے رہ جائے تو شفقت کا مقتضا یہ ہے کہ صرف اس کے سوال کے جواب پر اکتفا نہ کرے بل کہ دوسری بات از خود بتلا دے۔ (اصلاح انقلاب: ص۳۰۲)

## مشکل مقامات کو پڑھانے کا طریقہ:

''صدرا'' (ایک کتاب کا نام ہے) میں **مثناۃ بالتکریر** کی بحث ایک مشہور بحث ہے کانپور میں ایک مولوی فضل حق طالب علم مجھ سے صدرا پڑھتے تھے؛ جس دن یہ مقام آیا تو میں نے بغیر کسی اہتمام کے معمولی طور سے اس کی تقریر کردی جب انہوں نے اس کو اچھی طرح سمجھ لیا، تو میں نے کہا کہ یہی مقام تو ہے جو **مثناۃ بالتکریر** کے لقب سے مشہور ہے ان کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں۔

بڑی کوشش اس کی ہونی چاہیے کہ کتاب کو پانی کردے نہ یہ کہ اپنی فضیلت کا

اظہار کرے، امتحان میں یہی سوال آیا مولوی فضل حق صاحب نے اس مقام کی جو تقریر لکھی تھی ممتحنین بھی اس پر عش عش کرتے تھے بعض نے کہا کہ ہم نے اس مقام کی ایسی تقریر کبھی نہیں دیکھی۔ (تعلیم البیان: ص ۱۲۹/ ج ۲)

## حضرت تھانویؒ کے پڑھانے کا خاص طریقہ:

(۱) میں نے اپنے پڑھانے کا طرز ہمیشہ یہی رکھا ہے کہ نفس کتاب کو حل کر دیا اور زوائد کبھی نہیں بیان کیے اور حل بھی اس طرز سے کیا کہ بڑے بڑے مشکل مقامات بھی کبھی طالب علموں کو مشکل معلوم نہیں ہوئے۔ (تعلیم البیان: ص ۱۲۹/ ج ۱۲)

(۲) فرمایا کہ میرا پہلے ہی سے قاعدہ تھا کہ طالب علم سے مقدمات پوچھ لیتا تھا بس وہ مقام خود بخود حل ہو جاتا تھا لوگ بجائے اس کے کہ میرے اس طرز سے خوش ہوں اور برا مانتے تھے دق (پریشان) کرتے ہیں (لیکن یہ طریقہ بہت مفید ہے)۔

(حسن العزیز: ص ۲۸: ج ۱۲)

(۳) میرا یہ بھی معمول تھا کہ جس بات میں شرح صدر نہ ہوا فوراً کہہ دیا کہ یہاں میری سمجھ میں نہیں آیا تم بھی غور کرو اور میں بھی غور کروں گا۔ (مزید المجید: ص ۳۶، حسن العزیز: ج ۲)

## درس میں تقریر کیسی ہونی چاہیے؟

تقریر ہمیشہ صاف اور کافی ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں کو اجنبی الفاظ برتنے کا شوق ہوتا ہے، سمجھتے ہیں کہ تبحر (علامہ ہونے) کی دلیل ہے۔ مانوس الفاظ برتنے چاہئیں مولانا یعقوب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ دو باتیں مجھے بہت ناپسند ہیں:

ایک تو تقریر میں لغت بولنا، دوسرے تحریر میں شکستہ لکھنا۔

تقریر سے مقصود افہام ہوتا ہے اور یہاں ابہام ہو جاتا ہے۔

## اگر نفسِ کتاب اور کتاب کے مضمون پر اشکال ہو:

فرمایا کہ جب میں کانپور میں پڑھاتا تھا اور طالب علم کو کتاب پر شبہات ہوتے اور مجھ سے الجھتے تو میں صاف کہہ دیا کرتا تھا کہ میں ناقل ہوں اور ناقل بھی ایسا کہ کتاب کی تصحیح کا ذمے دار نہیں۔ یہ بتلاؤ جو کتاب میں لکھا ہے اس کا وہ مطلب ہے یا نہیں جو میں نے بیان کیا ہے طالب علم کہتے ہیں کہ صاحب جو کتاب میں لکھا ہے اس کا مطلب تو وہی ہے جو آپ نے بیان کیا ہے تو میں ان سے کہتا کہ بس آگے چلو میں نے کتاب حل کرنے کا اہتمام کیا ہے، سو کتاب حل ہوگئی اب کتاب میں غلطی یا مصنف کی لغزش یہ سب ممکن ہے نہ میں اس کا ذمے دار، نہ تم اس کے ذمے دار تم بھی سوچو میں بھی سوچوں سبق کو کیوں غارت کرتے ہو۔ (مزید المجید: ص۳۶)

## سبق پڑھانے میں طلبا کے نشاط، ذوق وشوق کی رعایت کرنا، محنت کی حد:

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہر جمعرات کو وعظ سنایا کرتے تھے، کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت روز وعظ کیجیے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے روز وعظ کہنے سے یہ امر مانع ہے کہ میں تم کو ملول نہیں کرنا چاہتا (اکتانا نہیں چاہتا) اور تمہاری خبر گیری اور نگہداشت ایسی کرتا ہوں جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری خبر گیری فرمایا کرتے تھے تاکہ ہم ملول نہ ہوں (اکتا نہ جائیں)۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے مستفیدین للعلوم (علم حاصل کرنے والوں) کا ایک حق یہ معلوم ہوا کہ ان کے نشاط وشوق کو باقی رکھے۔

پس اس میں یہ بھی داخل ہوگیا کہ مشق اتنا زیادہ نہ پڑھائے اسی طرح کتابیں اتنی نہ شروع کرادے کہ (طلبا) اکتا جائیں۔

اور اگر وہ اس مقدار کے متحمل نہ ہوں یعنی اس کا مطالعہ اور تکرار وضبط دشوار ہوگا تو بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔

اسی طرح وقت میں اس کی رعایت کریں کہ ان کی طبیعت تازہ ہو، کھانے کا (شدید) تقاضہ، کسل اور اسی طرح نیند کا غلبہ یا اور کسی سبب سے دماغ پریشان نہ ہو۔

بعض مدرسین ان امور میں غفلت کی وجہ سے طلبا کو اس قدر زچ کر دیتے ہیں (یا تو وہ بھاگ جائیں) یا اسباق میں ناغے کرتے ہیں) یا استعداد حاصل نہیں ہوتی اور وہ اسی میں مست ہیں کہ ہم طلبہ کے ساتھ خوب محنت کرتے ہیں حالاں کہ وہ سب محنت اکارت جاتی ہے، اس کی نظیر ہے۔ ﴿**الذين ضل سعيهم في الحيٰوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا**﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کرائی ہوئی محنت سب گئی گزری ہوگئی وہ اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کررہے ہیں۔ (اصلاح انقلاب: ص۲۹۴)

## حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کا ارشاد:

مولانا محمد یعقوب صاحب نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ شوق باقی رکھ کر کام کیا کرو یعنی سارا شوق پورا کر کے کام سے نہ اٹھا کرو، بل کہ ایسے حال میں اٹھ کھڑے ہو کہ کچھ حصہ شوق کا باقی ہو، پھر خود ہی فرمایا چکی (پھرنگی) پر دوڑ الیٹ کر اس کو پھراتے ہوئے تھوڑا دوڑا نہیں اتارا کرتے بل کہ تھوڑا سا چھوڑ دیتے ہیں تا کہ سہولت سے پھر لوٹ آئے اگر سارا دوڑا اتر جائے تو دوبارہ چڑھانا پڑتا ہے اسی طرح سارا شوق ختم کر کے کتاب چھوڑ دوگے، تو دوسرے دن از سرِ نو شوق پیدا کرنا پڑے گا اس لیے تھورا سا شوق باقی رکھ کر کتاب چھوڑا کرو تا کہ اگلے دن کتاب پڑھنے کو خود جی چاہے۔ (التبلیغ: ص۲۰۴، الحدود والقیود)

## کم از کم ایک روز کی چھٹی ضرور ہونا چاہیے:

ہفتہ میں کم از کم ایک روز کی تعطیل ہونا ضروری ہے بعضے (مدرسین) تعطیل میں بھی طالب علموں کی جان مارتے ہیں اور اس کو اپنی بڑی کارگزاری سمجھتے ہیں۔

(اصلاح انقلاب:ص ۲۹۴)

## شروع میں کم اور اخیر میں زیادہ پڑھانا:

یہی حال درس میں ہے کہ آخر میں بہت زیادہ پڑھاتا ہوں جب کہ طالب علم متحمل ہوں آج کل کے نوجوانوں کی ہمتیں ہی پست ہیں ورنہ اگر ہمت کریں تو حق تعالیٰ مدد فرماتے ہیں۔ (حسن العزیز:ص ۵۴۱/ ج ۱)

# تعلیم سے متعلق ہدایات

## -طریقۂ تدریس حضرت مولانا سید یوسف بنوریؒ کی نظر میں-

۱- مدرسین حضرات کا طریقۂ تدریس یہ ہونا چاہیے کہ:

۱)...... کتاب کے مشکلات کو سادے الفاظ میں اور اختصار کے ساتھ حل کرنے کی کوشش۔

۲)...... تعبیر کے لیے عمدہ دل نشین واضح طریقہ اختیار کریں۔

۳)...... کتاب کے حل کرنے میں قطعاً تسامح سے کام نہ لیا جائے۔

۴)...... حل کتاب کے بعد فن کی مہمات پر طلبہ کو متوجہ کیا جائے۔

۵)...... جس مشکل کی شرح کسی نے عمدہ کی ہے ان کا حوالہ دیا جائے اور طلبہ کو ان مآخذ سے روشناس کرایا جائے تاکہ مستعد و ذہین طلبہ اپنی معلومات کو آگے بڑھا سکیں۔

۶)...... فضول و بیکار مباحث میں طویل طویل تقریر کر کے طلبا سے داد تحقیق حاصل کرنا یہ تدریس کا سب سے بڑا فتنہ ہے اس کو ختم کرنا چاہیے۔

۲- کتابوں کے اختتام اور اول سے آخر تک تعلیم میں تطابق ( یکسانیت ہو )، جو کتابیں ایسی ہیں جن کا ختم کرنا ضروری ہے پوری توجہ کرنی چاہیے کہ کتاب ختم ہو جائے، کوئی بحث رہ نہ جائے، جب تک کتاب ختم نہ ہو اس کا امتحان نہ لیا جائے، بل کہ تا اختتام کتاب سالانہ امتحان مؤخر کیا جائے، اور اس شکل پر قابو پانے کے لیے کتابوں کو تین حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے کہ سہ ماہی، ششماہی، سالانہ امتحان تک کہاں سے کہاں تک کتاب پہنچ جانا چاہیے، اس کا شدت سے انتظام کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ ابتدا میں ماہ دو ماہ بڑی بڑی تقریریں ہوں اور آخر میں صرف ورق گردانی ( جیسا کہ ہدایہ، مشکاۃ، اور درجہ ثامنہ کی کتابوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ) جس نے علم کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی۔

۳- جو اساتذہ جن کتابوں کے لیے زیادہ موزوں ہوں علمی استعداد اور طبعی رجحانات کے اعتبار سے تقسیم اسباق میں اس کا خیال ضرور رکھا جائے۔

۴- ابتدائی دو سال کی تعلیم میں نتائج امتحانات میں نہایت سختی کی جائے، ناکام کو قطعاً کسی مراعات کی بنا پر کامیاب نہ بنایا جائے، وسط اور انتہائی تعلیم میں معقول اعذار کی بنا پر تسامح قابل برداشت ہے لیکن ابتدائی تعلیم میں ہرگز ایسا نہ کیا جائے۔

# تربیت سے متعلق ہدایات

## -تربیت حضرت تھانویؒ کی نظر میں-

### آج کل کے مدرسین کا نقص:

آج کل کے مدرسین ( گویا ) ظالم اور قصائی ہیں جن میں شفقت نام کو نہیں، میں نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کی عمر چار برس سے زیادہ نہ ہوگی اور لڑکے اس کو ڈنڈا ڈولی کیے

لا رہے ہیں افسوس ہے کہ اکثر بچے انہیں ذابحین (ذبح کرنے والوں) کے قبضہ میں آتے ہیں اور وہ تباہ اور برباد ہوتے ہیں کیوں کہ ان کے اس برتاؤ سے یا تو طبیعت کند ہو جاتی ہے یا پڑھنا چھوڑ بیٹھتے ہیں اور یہ پرانا تھولہ ہے کہ حافظ جی! ہڈی ہماری چمڑا تمہارا۔

صاحبو! استاذ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مربی ہو اور اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو وہ استاذ بننے کے قابل ہی نہیں ایک طرف تو تربیت ہو ایک طرف تعلیم پھر دیکھئے یہ شخص کس شان کا نکلتا ہے۔ (دعوات عبدیت ص ۱۳۸ ج ۶ عمل دین کی ضرورت)

## اصلاح وتربیت کے سلسلہ میں عام کوتاہی:

یہ باب بالکل ہی مسدود ہو گیا ہے اساتذہ صرف سبق پڑھا دینے کو ضروری سمجھتے ہیں تعلیم کے ساتھ تربیت کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔

## کتاب ختم ہونے یا ترقی ہو جانے کی خوشی میں شیرینی تقسیم کرنا:

ایک مقام سے خط آیا ہے کہ کسی کی ترقی ہو اور وہ (خوشی میں) شیرینی تقسیم کرے اگر ناموری اور تفاخر کے لیے ہو تو وہ ناجائز ہی ہے لیکن اگر ناموری کی نیت نہ بھی ہو جب بھی نام کا خیال آ ہی جاتا ہے اس کا کیا معیار ہے کہ ناموری کی نیت ہے یا نہیں؟

جواب تحریر فرمایا کہ محض ناموری کا خیال آ جانا مضر نہیں ناموری غرض اور مقصود نہ ہو یعنی یہ دیکھے کہ اگر یقین ہو جاتا کہ نام نہ ہوگا جب بھی شکر یا فرح کے لیے تقسیم کرتا یا نہیں۔ اگر کرتا تو ناموری کا قصد نہیں ہے ورنہ ہے۔

**تنبیہ**: طلبا کا آپس میں چندہ کر کے مٹھائی تقسیم کرنا یا دعوت کرنا درست نہیں کیوں کہ طلبا ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض طلبا چندہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتے محض شرما حضوری میں دیتے ہیں اس طرح چندہ وصول کرنا درست نہیں جس کی تفصیل ''العلم والعلماء''

میں چندہ کے بیان میں حضرت تھانویؒ کے ملفوظات میں دیکھی جا سکتی ہے البتہ خوشی میں اگر کوئی ایک دو شخص شیرینی تقسیم کریں تو مذکورہ بالا شرط کے ساتھ جائز ہے یعنی جب کہ ناموری مقصود نہ ہو۔ (واللہ اعلم) (ملفوظات، دعوات عبدیت: ص۱۱۸/ ج۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں ہم سے پیچھے رہ گئے آپ ہم سے ایسے وقت آ کر ملے کہ نماز کا وقت آ گیا اور ہم وضو کر رہے تھے جلدی کی وجہ سے ہم نے پاؤں دھونے میں جلدی کی کہ کچھ سوکھا رہ گیا آپ نے دیکھ کر دو تین بار فرمایا خبردار ہو جاؤ دوزخ کا عذاب ان ایڑیوں کے لیے ہے جو سوکھی رہ جائیں۔ (بخاری)

اس حدیث سے شاگرد کا حق ثابت ہوتا ہے کہ صرف ان کی تعلیم ہی پر اکتفا نہ کرے بل کہ ان کے اعمال و اخلاق کی بھی حتی الامکان نگرانی رکھے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کے پاؤں خشک رہ جانے پر متنبہ فرمایا۔

## چھوٹے طالب علموں کی تربیت کی زیادہ ضرورت ہے:

اکثر لوگ بچپن میں تربیت کا اہتمام نہیں کرتے اور یوں کہہ دیتے ہیں کہ ابھی تو بچے ہیں حالاں کہ بچپن ہی کی عادت پختہ ہوتی ہے جیسی عادت ڈالی جاتی ہے وہ اخیر تک رہتی ہے اور یہی وقت ہے اخلاق کی درستگی اور خیالات کی پختگی کا، بچپن کا علم ایسا پختہ ہوتا ہے کہ کبھی نہیں نکلتا الا ماشاء اللہ! چناں چہ بچہ شروع میں ماں باپ کی گود میں رہتا ہے اور انہیں کو ماں باپ سمجھتا ہے بعد میں اگر کوئی شک ڈالے (کہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں) خواہ کتنے ہی لوگ شک ڈالنے والے ہوں تو کبھی شک نہ ہوگا یہ ہے بچپن کے خیالات کی پختگی۔ (حسن العزیز: ص۱۷۷/ ج۳)

## بچوں کی تربیت میں خود بڑوں کے اعمال کو بڑا دخل ہے:

حکما نے لکھا ہے کہ دودھ پیتا بچہ جو کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتا اس کے سامنے بھی نامناسب افعال نہ کرے تا کہ اس کے مخیلہ (دل ودماغ) پر ان افعال کا اثر نہ ہو بل کہ یہاں تک لکھا ہے کہ جنین (بچہ کے ماں کے پیٹ میں) ہونے کی حالت میں بھی ماں کو اچھے اور پاکیزہ خیال رکھنا چاہیے اس کا بھی اثر پڑتا ہے۔ (الاشرف ص ۸۲ ماہ رمضان ۱۳۰۴ھ)

## اصلاح کا عمدہ طریقہ:

اصلاح کا یہ افضل طریقہ ہے کہ جو کام دوسروں سے کرانا چاہتے ہو ان کو خود کرنے لگو۔ (حسن العزیز: ص ۳۹/ ج ۲)

## خیالات ونظریات کی تبدیلی میں اصلاح کا طریقہ:

فرمایا کہ خیالات میں اصلاح متردد بھی ہوتی ہے اور جو کسی خیال پر جزم کیے ہو اس کی اصلاح نہیں ہوتی اس لیے ہم کسی کے پیچھے کیوں پڑیں جب حق واضح ہو گیا کتابیں چھپ گئیں اب کچھ بھی ہو۔ (کسی کے پیچھے کیوں پڑیں)۔ (ملفوظات: ۱۷۷)

## اصلاحِ عمل کی ضرورت اور اس کی صورت:

عملی فساد میں اصلاح بھی عملی ہونی چاہیے محض قولی اصلاح کافی نہیں عملی اصلاح کی ضرورت ہے۔ (انفاس عیسیٰ: ص ۶۴۷)

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلا اجازت کے حاضر ہو گیا تو آپ نے اس کو لوٹا دیا اور ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کو طریقہ بتلا دو اس طریقہ سے آئے، اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم عملی بھی سنت ہے۔

## اصلاح کے لیے شفقت کی ضرورت:

جب تک شفقت نہ ہو پرورش کا خیال نہ ہو کوئی اور طریقہ اور کوئی تدبیر مطیع بنانے کی نہیں۔ (انفاس عیسیٰ: ص ۶۴۷)

## حد سے زائد شفقت ومحبت بھی مضر ہے:

افراط فی الشفقت (شفقت کی زیادتی) مضر ہے کیوں کہ جتنی شفقت ہوگی اتنی ہی اس کی بے تمیزیوں (کا اضافہ ہوگا اور اس) سے زیادہ ایذا ہوگی اور بات بات میں رنج ہوگا یہ تو معلوم ہو گیا کہ افراط فی الشفقت مضر ہے اور جو چیز کسی بری شئ کا سبب بنے وہ بھی بری ہے، تو چوں کہ افراط فی الشفقت مضر اور مکروہ ہے اس لیے جو چیز افراط فی الشفقت کا سبب بنے وہ بھی مضر ہے اور واجب الترک ہوگی۔ (اشرف المعمولات: ص ۳۷)

# اسالیبِ تربیت

## تربیت کے مختلف طریقے:

(۱) ہر شخص کی اصلاح ومجاہدے کا طریقہ جدا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں پر صرف ایک بات کہہ دینے کا اتنا اثر پڑتا ہے کہ دوسرے پر (مار سے بھی) وہ اثر نہیں ہوتا۔

(حسن العزیز: ص ۳۹/ ج ۲)

(۲) حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آں حضرت ﷺ سے روزے کی حالت میں بوسہ کی اجازت چاہی تو آپ نے منع فرما دیا اور دوسرے نے اجازت چاہی تو اجازت دے دی۔ بات یہ ہے کہ مخاطب کے اختلاف سے احکام میں اختلاف ہو جاتا ہے، تربیت میں اختلافِ مزاج کا لحاظ کرنا بڑے محقق کا کام ہے۔ (ملحوظات: ص ۳۶)

(۳) میرے ایک دوست نے (ایک ادارہ) میں رہنے کی اجازت چاہی میں نے اجازت دے دی اس پر لوگوں نے اعتراض کیا مگر میں یہ سمجھتا تھا کہ چند روز میں یہ وہاں کے مفاسد دیکھ کر خود ہی چھوڑ دیں گے، چناں چہ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ وہ سب چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے اور بصیرت کے ساتھ نفرت ہوئی۔ (ملفوظات ص ۲۳)

(۴) ایک مرتبہ ہم ریل میں سفر کر رہے تھے ہمارے پاس ایک ڈپٹی صاحب بھی بیٹھے باتیں کر رہے تھے، نماز کا وقت ہوا تو ہم نے نماز پڑھی اور ان سے کچھ نہ کہا، نماز پڑھ کر ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے، میں پھر اسی طرح جس طرح پہلے انشراح کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا باتیں شروع کر دیں اس کے بعد دوسری نماز کا وقت آیا اور ہم نماز کو اٹھے اور نماز کے بعد پھر اسی طرح باتیں کرنے لگا اس کا ان کے دل پر بہت اثر ہوا اور وہ نماز کے سخت پابند ہو گئے کبھی بے زبانی بھی زبان سے زیادہ کام دیتی ہے وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ جس وقت حضرت والا نے مجھ سے باتیں کرنا شروع کی ہیں تو میں ذبح ہو گیا میں تو سمجھا تھا کہ نماز کے بعد مجھ سے بات بھی نہ کریں گے، اس کو اہلِ طریق سمجھتے ہیں کہ اس وقت نصیحت کا کیا طرز اختیار کرنا چاہیے۔ (ملفوظات: ص ۱۲۴، التبلیغ ص ۳۴/ ج ۱۰)

## غصے کی حالت میں کوئی فیصلہ یا سزا ہرگز نہ دینا چاہیے:

(۱) غصہ کو جہاں تک ہو سکے روکو، غصے کی حالت میں حواس درست نہیں رہتے، اس وقت مقدمہ (اور کوئی) فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ (تعلیم الدین: ۴۱)

(۲) غصے کے وقت طبیعت بھڑک اٹھتی ہے اور اس کے قبائح (برائیاں، نقصانات) پیشِ نظر نہیں رہ جاتے تجربہ کر کے دیکھا گیا ہے کہ غصہ کا روکنا ہمیشہ اچھا ہوا ہے اور جب اس کو جاری کیا گیا ہے تو ہمیشہ اس کا انجام برا ہوا ہے اور دل کو قلق (افسوس) بھی ہوا ہے۔

(۳) غصے میں بچوں کو ہرگز نہ مارا جائے بل کہ غصہ ٹھنڈا ہو جانے کے بعد سوچ سمجھ کر سزا دی جائے۔ (انفاس عیسیٰ: ص۸۰۲)

(۴) حدیثوں میں غصے کے وقت فیصلہ کرنے کی ممانعت آئی ہے اس لیے میں ایسے امور میں غصے کے وقت کبھی فیصلہ نہیں کرتا، غصہ ختم ہو جانے کے بعد جب تک تین چار بار غور نہیں کر لیتا کہ واقعی یہ سزا کا مستحق بھی ہے اس وقت تک سزا نہیں دیتا۔
(ملفوظات: ۴۲)

## اصلاح وتربیت کے سلسلے میں چند ضروری باتیں:

(۱) ہمیشہ یاد رکھئے کہ تازہ غم میں کبھی وعظ ونصیحت مفید نہیں ہوتی بل کہ الٹی اور مضر ہو جاتی ہے اور اس کے مضر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت نصیحت تو ہوتی ہے اس بات کی کہ تم اپنے غم کے جذبہ کو روکو اور مصیبت زدہ اس کی بھی کوشش کرتا ہے غم روکنے کی، مگر چوں کہ اس وقت غم کی شدت ہوتی ہے بس وہ غم دل ہی میں رہتا ہے اور زیادہ عرصے تک غم کے رہنے سے قلب میں گھٹن پیدا ہو جاتی ہے جس سے مختلف امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔
(انفاس عیسیٰ: ص۶۷۳/ ج۲)

(۲) جس امر میں شرعاً گنجائش ہو اس کے صادر ہونے سے دوسرے شخص کو سختی سے اجتناب کا حکم کرنا یہ آداب احتساب کے خلاف ہے نرمی سے بھی تو یہ کام ہوسکتا ہے مگر اس کا خیال کرنا اور اس پر عمل کرنا متبحر کا کام ہے۔ (حسن العزیز: ص۱۳۷/ ج۲)

(۳) (میرا معمول ہے کہ) مجھے مخاطب کی غلطیوں پر تنبیہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس لیے میں ان کے مسلمات سے جواب دینا چاہتا ہوں تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو اور اس سے ایسی بصیرت ہوتی ہے کہ ویسی بتلانے سے نہیں ہوتی اس تعلیم کے دو اثر ہوتے ہیں اگر

طبیعت سلیم ہے تو اصلاح ہو جاتی ہے ورنہ ملنا چھوٹ جاتا ہے اور عمر بھر کے لیے نجات ہو جاتی ہے۔ (اس طرز پر میرے اوپر الزام لگاتے ہیں کہ تعلیم کے بجائے تنقیحات شروع کر دیتے ہیں۔ (حسن العزیز: ص ۲۸۲، ۱۸۹: ج دوم)

## اصلاح وتربیت کے لیے سختی کی ضرورت:

(۱) بعض لوگوں کو بغیر سختی کے شفا (اصلاح) نہیں ہوتی، یہ میرا بار بار کا مشاہدہ ہے اب اگر سختی نہ کروں تو خیانت ہے۔ (مزید المجید: ص ۱۱۷)

(۲) جب سختی نہیں کی جاتی اخلاق کا ازالہ نہیں ہوتا، صرف بھائی میاں کہنے سے کام نہیں نکلتا۔ (دعوات عبدیت: ص ۱۳۵/ ج ۱۹)

(۳) یہ تجربہ ہے کہ اگر نرمی سے بٹھلا کر سمجھا دیا جائے تو اس (غلط) کا اس کو قبیح ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ سیاست ہی کا طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ (الافاضات: ص ۴۶/ ج ۲)

(۴) کانپور میں ایک لڑکا بہت شریر تھا، بہت سے استاذ اس کو پڑھاتے پڑھاتے عاجز ہو گئے، ایک میاں جی نے کہا کہ میں اس کو پڑھاؤں گا؛ چناں چہ انہوں نے اس کو پڑھانا شروع کیا اور معمول کر لیا کہ اس لڑکے کے روزانہ دس قمچیاں (چھڑی) لگا دیتے پہلے دن اس کے دس قمچی لگائی گئیں تو اس نے کہا کہ میں نے کیا خطا کی ہے۔ میاں جی نے کہا کہ کچھ خطا نہیں کی، تمہیں ضرورت ہے اس کی بس اسی طرح دس قمچیاں روز لگا کرتی تھیں۔ (حسن العزیز: ص ۱۹۳/ ج ۲)

## سختی کرنا کیا ظلم اور بداخلاقی ہے؟:

اگر سختی بدخلقی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی صادر نہ ہوتی جن کے بارے میں ارشاد ہے ﴿إنک لعلٰی خلق عظیم﴾ اور لیجیے ایک مرتبہ ایک صحابی لقطہ کے

بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہے تھے کہ اگر بکری جنگل میں ملے تو اس کو حفاظت کے لیے اپنے قبضہ میں کر لیا جائے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کو لے آنا چاہیے، ورنہ درندے اس کو ہلاک کر دیں گے، پھر کسی نے پوچھا کہ اگر اونٹ ملے تو اس کو بھی ایسا ہی کیا جائے؟ اس پر آپ کو غصہ آ گیا اور چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، فرمایا کہ اس کو حفاظت کی کیا ضرورت ہے وہ خود موذی جانوروں کے دفع کرنے پر قادر ہے درختوں سے پتے کھاتا ہوا اپنے مالک سے مل جائے گا اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ اس لیے آیا کہ اس سوال سے حرص وطمع مترشح ہو رہی تھی، کیا اب بھی کہا جائے گا کہ بد خلقی مطلق سختی اور غصے کا نام ہے، اس سے ایک اور بات نکل آئی وہ یہ کہ بعض طلبہ استاذوں کی شکایت کرتے ہیں کہ بڑے سخت ہیں تو معلوم ہو گیا کہ یہ سنت ہے کہ بے موقع بات پر غصہ کیا جائے۔ (حسن العزیز: ص ۱۴۷/ ج ۳، ص ۱۱، ۴۹۱)

## سختی کی ضرورت کب تک:

اصل میں سختی مقصود بالذات نہیں، مقصود اصلاح ہے: جب معلوم ہو جائے کہ سختی سے نفع نہیں ہوتا تو نرمی سے اصلاح کرتا رہے مگر اس میں ضبط کی ضرورت ہے جو مشکل ہے، کیوں یہ تو آسان ہے کہ بالکل نہ بولے اور یہ مشکل ہے کہ ناگواری میں نرمی سے بولے خاص کر جب دوسرا ٹیڑھا ہوتا چلا جائے اور گھر والوں کا حال خود ہی ہر شخص جانتا ہے کہ نرمی سے اصلاح ہوگی یا سختی سے (محض) سختی سے کچھ نہیں ہوتا میں جو لوگوں کے ساتھ ان کی اصلاح کے لیے سختی کرتا ہوں اب چھوڑ دوں گا کیوں کہ کچھ نفع نہیں ہوتا۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ کیا مطلق العنان (بالکل آزاد) چھوڑ دیا جائے گا؟ فرمایا نہیں نصیحت کرتا رہے، جب نرمی سے نفع نہ ہو تو سختی کرے۔ (دعوات عبدیت: ص ۵۷/ ج ۱۹)

## سختی کا طریقہ:

حضرت والا سے دریافت کیا گیا کہ نوکر پر زبان سے یا ہاتھ سے (سزا دینے میں) زیادتی ہو جاتی ہے اور بعد میں پچھتانا پڑتا ہے، کوئی ایسی تدبیر ارشاد ہو جس سے زیادتی نہ ہو اور سیاست میں بھی فرق نہ آئے۔

فرمایا بہتر تدبیر یہ ہے کہ زبان سے کچھ کہنے یا ہاتھ بڑھانے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ فلاں فلاں لفظ میں کہوں گا، یا اتنا ماروں گا، پھر اس کا التزام کیا جائے کہ جتنا سوچا ہے اس سے زیادہ نہ ہو جائے۔ (حسن العزیز: ص ۳۵۱)

(۲) میاں جیوں استاذوں کا علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مارا کریں جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے اتنی سزا دے دینی چاہیے، یہ تو سلامتی کی بات ہے ورنہ لڑکے قیامت میں بدلہ لیں گے؛ ناحق ستانے کا بڑا گناہ ہے۔

ایک عورت نے ایک بلی کو ستایا تھا، جب وہ مرگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ عورت جہنم میں ہے اور وہ بلی اس کو نوچتی ہے، جب بلی کو ستانے سے وہ عورت دوزخ میں گئی تو لڑکے تو انسان ہیں۔ (دعوات عبدیت ص ۱۱۹ ج ۱۹)

## ڈرنے کی بات:

تعزیر کے متعلق ایک کوتاہی یہ ہے کہ جفا کاروں کے نزدیک اس کی کوئی حد نہیں، جب تک اپنے غصے کو سکون نہ ہو جائے سزا دیتے ہی چلے جاتے ہیں جیسے استاذ کہ یہ اس باب میں ہزار گنا بڑھے ہوئے ہیں، عدالت اور پولیس کو تو یہ بھی فکر ہے کہ کبھی مظلوم شخص اوپر کے حکام سے استغاثہ (فریاد) نہ کر بیٹھے۔

شوہر کو محبت ہوتی ہے، باپ کو شفقت ہوتی ہے؛ یہ اسباب ظلم کے کم کرنے والے ہوجاتے ہیں اوران حضرات (مدرسین) کو نہ کوئی اندیشہ ہےاور نہ محبت وشفقت اگر کچھ اندیشہ ہوسکتا تھا تو والدین سے ہوتا۔مگر والدین خواہ حسن اعتقاد سے خواہ اپنی مطلب برآری کی خوشامد میں کان تک ہلاتے اوراپنے اعتقاد میں شاگرد کے گوشت پوست کا استاذ کو مالک سمجھتے ہیں تو ان سے کب احتمال ہے کہ ان حضرات کوظلم سے روکیں، اس لیے یہ سب سے بڑھ کرآزاد ہیں ان کے تعزیر (سزادینے) کی کوئی حد نہیں۔

(اصلاح انقلاب:ص۲۲۰/ ج۲)

ایک طبقہ ہے میاں جیوں کا یہ بچوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں ان کو جب کسی بچے پر غصہ آتا ہےتو قہر عام کی طرح سب پر برستا ہے کہ ایک طرف سے سب کی خبر لیتے چلے جاتے ہیں اس سے میاں جی بہت کم بچے ہوئے ہیں۔(التبلیغ:ص۸۴/ ج۱۴)

میاں جی صاحب کوتو کچھ پوچھئے ہی نہیں، انہوں نے تو مثل یاد کر لی ہے کہ ’’ہڈی ماں باپ کی اور چمڑی استاذ کی‘‘۔نہ معلوم یہ کوئی قرآن کی آیت ہے یا حدیث ہے یا فقہ میں کہیں لکھا ہےاور لطف یہ ہے کہ بعض دفعہ تو غصہ آتا ہے بیوی پر، کیوں کہ گھر میں لڑائی ہوئی تھی، اب بیوی پر کچھ بس چلا نہیں، وہ غصہ باہر بچوں پراترتا ہے۔یہ تو عیسائیوں کا کفارہ ہوگیا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔میاں جی صاحبان یادرکھیں کہ قیامت کے دن اس کا بدلہ دینا ہوگا یہاں بچوں کی چمڑی آپ کی ہے، وہاں آپ کی چمڑی بچوں کی ہوگی۔کیا تماشہ (اور کیا حال) ہوگا کہ وہ بچے جواُن کے محکوم (اور تابع) تھے ساری مخلوق کے سامنے ان کو پیٹ رہے ہوں گے۔(التبلیغ اوج قنوج:ص۴۶/ ج۱۵)

میاں جی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکے ہماری ملک میں ہیں اس لیے مارنے میں دریغ نہیں کرتے۔ اگر یوں کہو کہ خطا پر پیٹتے ہیں تو یہ غلط ہے غصہ پر مارتے ہو جب تک غصہ ختم نہ ہو تو اس وقت تک مار ختم نہیں ہوتی خطا پر مار، یہ ہے کہ اس کے انداز سے سزا دو۔
(دعوات عبدیت: ص۱۱۹/ ج۱۹)

## خود سزا دے:

بعض صاحبان کا دستور ہے کہ لڑکوں سے دوسرے لڑکوں کے چپت لگواتے ہیں مگر میں اس سے منع کرتا ہوں (یہ انتہائی غلط طریقہ ہے) اس سے آپس میں عداوت ہو جاتی ہے۔ (حسن العزیز: ص۸۹/ ج۳)

ایسی وحشیانہ سزا جس کی برداشت نہ ہو سکے، جیسے دھوپ میں کھڑا کر کے تیل چھوڑنا ہنٹروں سے بے درد ہو کر مارنا نہایت گناہ ہے کسی آدمی یا جانور کو آگ سے جلانا ناجائز نہیں۔ (تعلیم الدین: ص۳۸)

## استاذ کی ذمے داری:

فقہا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عقد اجارہ میں یہ کہے کہ اتنا حساب یا پڑھنا مجھے آجائے تو یہ (اتنی اجرت) دوں گا تو یہ اجارہ باطل ہے اور اگر یہ کہا کہ مجھے سکھاؤ پڑھاؤ خواہ آئے یا نہ آئے تو یہ جائز ہے۔

کیوں کہ استاذ کے اختیار میں سکھلانا پڑھانا ہے، آجانا نہیں ہے؛ میں راحت کی بات بتلاتا ہوں مگر (مدرسین) تمام کام اپنے ذمے سمجھتے ہیں کہ پڑھانا بھی ہمارے ذمے ہے گھر سے بلوانا بھی ہمارے ذمے ہے اور جنتی بنانا بھی ہمارے ذمے ہے۔ (سیدھی بات ہے) اگر کوئی نہ پڑھے تو تم اس کی حالت لکھ کر مہتمم صاحب کو دے دو۔ وہ اگر مصلحت

سمجھیں گے ان کے ماں باپ سے اطلاع کر کے خارج کر دیں گے تم ماں باپ کا کام اپنے ذمے کیوں لیتے ہو ان کو اگر پڑھانا ہوگا اس کا مزاج آپ درست کر دیں گے۔ دیکھو انگریزی مدارس میں مارنے کا بالکل قاعدہ نہیں ہے، دنیا دار تو حقیقت کو سمجھیں اور دین دار طبقہ نہ سمجھے۔ (ملحوظات: ص ۴۵)

## زیادہ سختی مضر:

اب تو جبر یہ تعلیم کا قاعدہ نکل آیا ہے۔ دینی مکاتب سے بُعد (دوری) ہو رہی ہے اس سختی سے تو بچے اور اچاٹ ہوں گے اور دینی تعلیم کو چھوڑ دیں گے؛ ایسے وقت تو نہایت شفقت سے کام لینا چاہیے۔ (ملحوظات: ص ۴۵)

قطعِ نظر اس سے، ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ زیادہ مارنا تعلیم کے لیے بھی مفید نہیں ہوتا بل کہ مضر ہوتا ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ بچے کے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ ڈر کے مارے سارا پڑھا لکھا بھول جاتا ہے۔

(۳) تیسرے جب بچہ پٹتے پٹتے عادی ہو جاتا ہے تو بے حیا بن جاتا ہے۔ پھر پٹنے سے اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا، اس وقت یہ مرض لاعلاج ہو جاتا ہے اور ساری عمر کے لیے ایک خلق ذمیم (بری عادت) یعنی بے حیائی اس کی طبیعت میں داخل ہو جاتی ہے۔
(التبلیغ اوج قنوج: ص ۴۶ ج ۵)

بعضے استاذ بچوں کو بہت مارتے ہیں بعض طلبہ کا فہم (حافظہ) قدرۃً کم ہوتا ہے لہٰذا ان کو مارنا پیٹنا زیادتی ہے۔ مواخذہ ہوگا اعتدال سے مارنا پیٹنا چاہیے۔
(حسن العزیز: ص ۱۸۳/ ج ۱)

## حضرت تھانویؒ کا معمول:

میں نے اپنے مدرسے کے معلموں کو بچوں کو مارنے سے منع کر دیا ہے کیوں کہ یہ لوگ حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اور شفائے غیظ کے لیے مارتے ہیں ایسا زدوکوب (اور ایسی مار پیٹ) کہ اگر ولی اجازت بھی دے دے تو بھی درست نہیں۔ (کلمۃ الحق: ص۱۲۳)

### تعزیر اور سزا کی حقیقت اور اس کی صورتیں:

''تعزیر'' وہ سزا ہے جو تادیب کے لیے دی جائے اور حد کے درجے سے کم ہو۔ اور اس کے طریقے مختلف ہیں۔ (۱) ملامت کرنا (۲) ڈانٹنا (۳) ہاتھ یا لکڑی وغیرہ سے مارنا (۴) کان کھینچنا (۵) سخت الفاظ کہنا (۶) محبوس کر دینا (۷) مالی سزا دینا۔

(اصلاح انقلاب: ص۲۱۹/ ج۲)

## سزا میں کتنی بار مار سکتے ہیں:

سزا اور تادیب کی ضرورت پڑتی ہے اس کی اجازت ہے اور'' **الضروري يتقدر بقدر الضرورة**'' کے قاعدے سے اتنی ہی تادیب (سزا دینے) کی اجازت ہو سکتی ہے جو پرورش اور تربیت (وتعلیم) میں معین ہو۔ نہ اتنی جو درجہ ایلام (سخت تکلیف اور مصیبت) تک پہنچ جائے ایسی زیادتی قطع نظر گناہ ہونے کے، انسانیت اور فطرت کے بھی خلاف ہے۔ (التبلیغ اوج قنوج: ص۴۵/ ج۵)

ضربِ فاحش (سخت مارنے) سے فقہا نے صراحۃً منع فرمایا ہے اور جس ضرب (مار سے) جلد پر نشان پڑ جائے اس کو بھی فقہا نے ضربِ فاحش میں داخل کیا ہے اور جس سے ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے وہ بدرجۂ اولیٰ منع ہے۔ (ردالمختار: ص۲۹۳/ ج۳)

بل کہ ضرب فاحش سے خود استاذ کو تعزیر دی جائے گی۔ (اصلاح انقلاب: ص۲۲۰/ ج۲)

## تادیب کے طریقے:

(۱) بچوں کی بہتر سزا یہ ہے کہ چھٹی بند کر دی جائے اس کا ان پر کافی اثر ہوتا ہے۔ (انفاس عیسیٰ: ص۱۰۲)

(۲) میں نے دو سزائیں مقرر کر رکھی ہے ایک کان کا پکڑوانا جس کو مراد آباد والے بطخ بنوانا (ہمارے علاقے میں مرغ بنوانا) کہتے ہیں۔

دوسرے اٹھنا بیٹھنا اس میں دونوں اصلاحیں ہو جاتی ہیں جسمانی بھی کہ ورزش ہے اور نفسانی یعنی اخلاق بھی کہ اس سے زجر (وتوبیخ اور تنبیہ) ہو جاتی ہے۔
(کلمۃ الحق: ص۱۲۳)

(۳) مجھے بچوں کے پٹنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے بوقت ضرورت اگر کبھی میں مارتا ہوں تو رسی سے مارتا ہوں اس میں ہڈی ٹوٹنے کا خطرہ نہیں ہوتا۔
(حسن العزیز: ص۱۸۳/ ج۱)

(۴) سزا میں دو چپت کافی ہیں۔ (حسن العزیز: ص۸۹/ ج۳)

اگر غلطی سے غصہ میں زیادہ مار دیا تو اس کی تلافی کرنا چاہیے، تلافی کا غلط طریقہ:

اگر ایسا کوئی ہو جیسے حافظ علی حسن صاحب کیرانوی تھے، تو وہ بے شک اس ظلم سے بچ سکتا ہے مگر ان میں افراط نہ تھا تو یہ تفریط تھی کہ بچوں کو مار کر ان سے کہتے تھے کہ تم مجھ سے بدلہ لے لو اور بعضے لڑکے ایسے شریر تھے کہ بدلہ لے لیتے اور حافظ جی کو قمچی سے سڑاسڑ مارتے تھے اور وہ ایسے سیدھے تھے کہ بچوں کے ہاتھ سے مار کھاتے تھے۔

یہ میاں جی ایسے تھے کہ بچوں پر ظلم نہ کرتے اور اگر کبھی ذرا سی زیادتی ہوگئی تو اس کی تلافی اس طرز سے کرتے تھے (یعنی طلبا سے زبان سے معافی مانگتے یا مار کھاتے تھے) یہ

طریقہ اچھا نہیں اس سے لڑکوں کی شرارت اور بد دماغی اور بد خلقی بڑھ جاتی ہے اور معلم کو اس کی رعایت ضروری ہے کہ بچوں کے اخلاق خراب نہ ہوں۔ (التبلیغ:ص۸۵/ ج۱۴)

## تلافی کی سب سے بہتر اور آسان صورت:

اگر کوئی اپنی زیادتی کی تلافی کرنا چاہے، تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ سزا کے بعد بچوں کے ساتھ شفقت کرو اور جس پر زیادتی کی ہے اس کے ساتھ احسان کرو؛ یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے، جیسے میرٹھ کے ایک رئیس نے ایک نوکر کے طمانچہ مار دیا تھا؛ پھر اس کو اپنی غلطی پر تنبّہ ہوا تو اس کو ایک روپیہ دیا پھر دوسرے نوکر سے کہا اس سے پوچھنا اب کیا حال ہے کہنے لگا کہ میں تو دعا کر رہا ہوں کہ ایک طمانچہ روز لگ جایا کرے۔

بس یہ طریقہ تلافی کا بہت اچھا ہے اس سے بچوں کے اخلاق پر بھی اثر نہ ہوگا اور ظلم کا دفعیہ بھی ہو جائے گا اور جب میاں جی (استاذ صاحب) کا ایک دو دفعہ کرنے میں خرچ ہوگا تو آئندہ کو خود بھی ذرا سنبھل کر مارا کریں گے۔ نیز سزا کے بعد بچوں کو خوش کرنے کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ ان کے دل میں معلم کی طرف سے بغض وعداوت نہ پیدا ہو جائے جو علم کی محرومی کا سبب ہے۔ (التبلیغ:ص۸۶/ ج۱۴)

## استاذ کی فہمائش:

دوسرے معلم کو جو نو عمر تھے ان سے فرمایا کہ معلوم ہوا ہے کہ تم بچوں کو (بہت) مارتے ہو؟ اس کا صحیح اور معقول جواب دو، تاویلات کو ہرگز نہ مانوں گا یہ بتلاؤ کہ جب میں نے منع کر دیا تو پھر کیوں مارتے ہو، یہ نفس کی شرارت ہے یا نہیں؟ انہوں نے اقرار کیا کہ بے شک نفس کی شرارت ہے۔ میں نے تم کو خلوت (تنہائی) میں عزت سے سمجھایا تھا اس کو تم غنیمت نہیں سمجھتے؛ واقعی دَنِیُّ الطبع بلا سختی کے نہیں مانتا پھر بلایا اور فرمایا کہ قرآن شریف لاؤ

وہ صاحب قرآن شریف لائے تو فرمایا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ خدا کی قسم! اب کسی بچے کو نہ ماروں گا میں نے تمہارے واقعات گھر پر بچوں کو بلا کر مارنے کے سنے ہیں اور ایسے مارنے کے کہ وہ بے ہوش ہوگئے ہیں۔ تم کو اس قدر مارنے کا کیا حق ہے اور اگر اس پر قادر نہیں ہو تو کام چھوڑ دو ہم اپنا انتظام خود کرلیں گے۔ (ملحوظات: ص ۴۴)

## دورانِ درس مزاح کا فائدہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول وفعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح میں بڑی حکمت تھی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رعب وجلال اس درجہ عطا فرمایا تھا کہ ہرقل وکسریٰ اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے آپ کے نام سے تھراتے تھے، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد رعب سے بھی کی ہے۔ حضور تو بڑی چیز ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامان کے نام سے بھی سلاطین کانپتے تھے، جیسے حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ وغیرہ۔

اور یہ معلوم ہے کہ حضور صرف سلطان نہ تھے بل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے اور رسول کا کام یہ ہے کہ امت کی ظاہری وباطنی اصلاح کرے جس کے لیے افادہ واستفادہ کی ضرورت ہے اور افادہ واستفادہ کی شرط یہ ہے کہ مستفیدین (استفادہ کرنے والوں) کا دل مربی (تربیت کرنے والے مثلاً پیر یا استاذ) سے کھلا ہوا ہو، تا کہ وہ بے تکلف اپنی حالت کو ظاہر کر کے اصلاح کرسکیں۔ (یا کوئی بات پوچھ کر سمجھ سکیں) اور جس قدر رعب حق تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا وہ صحابہ کو استفادہ سے مانع ہوتا تھا؛ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے اس مصلحت سے مزاح فرماتے تھے، تا کہ صحابہ کے دل کھل جائیں اور وہ ہر وقت مرعوب رہ کر اپنے دل کی باتوں کے بیان کرنے سے نہ رکیں۔

(التبلیغ: ص ۱۶۲/ ج ۱۵)

## کثرتِ مزاح کا نقصان:

مزاح سے وقار جاتا رہتا ہے حضرت علیؓ بہت خوش مزاج تھے اکثر ہنستے بولتے رہتے تھے اور یوں سب ہی حضرات صحابہ خوش مزاج تھے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد گرامی ہے کہا: اگر حضرت علیؓ میں مزاح نہ ہوتا تو میں اپنی حیات میں ان کو خلیفہ بنا دیتا۔ مزاح سے وقار گر جاتا ہے۔ (انفاس عیسیٰ: ص ۵۲۷/ ج ۲، التبلیغ، الحدود والقیود: ص ۱۶۳/ ج ۱۵)

## کیا مزاح سے رعب وخوف کم ہو جاتا ہے:

اور اگر کوئی یوں کہے کہ مزاح سے خوف زائل ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہاں ہوتا ہے جہاں مزاح کرنے میں شان رعب کم ہو اور وہ مزاح بکثرت کرے اور اگر شان رعب بہت زیادہ ہو جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت احادیث میں وارد ہے اور مزاح بھی کثرت سے نہ ہو تو اس صورت میں مخاطب بے خوف نہیں ہو سکتا۔ چناں چہ مشاہدہ اس کی دلیل ہے اور احادیث سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کے قلوب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کس درجہ تھی اور جب کبھی آپ کو کسی بات پر غصہ آ گیا تو صحابہ کی کیا حالت ہوتی تھی کہ حضرت عمرؓ جیسے قوی القلب بھی تھرا جاتے تھے۔

(التبلیغ الحدود والقیود: ص ۱۶۳/ ج ۱۵)

## کیا مزاح کرنا وقار کے خلاف ہے:

(۱) یہ مسلم نہیں کہ ہر مزاح خلافِ وقار ہے، خلافِ وقار صرف وہ مزاح ہے جس میں کوئی مصلحت وحکمت نہ ہو۔ (انفاس عیسیٰ: ص ۳۸۹/ ج ۱)

(۲) خلاف وقار صرف وہ مزاح ہے جس میں کوئی مصلحت نہ ہو اگر مزاح سے

مقصود اپنایا مخاطب کا انشراحِ قلب اور انقباض (یا دوری) کا ختم کرنا ہو تو وہ عین مصلحت ہے؛ مزاح سے خوف وہاں زائل ہوتا ہے جہاں مزاح کرنے والے میں شانِ رعب کم ہو اور وہ مزاح بکثرت کرے۔ (التبلیغ:ص۱۶۳/ ج۱۵)

## کبھی کبھی اور اعتدال کے ساتھ مزاح کرنے کا اثر اور اس کا فائدہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح سے آپ کے وقار وعظمت میں کمی نہ آتی تھی بل کہ اس کا اثر صرف یہ تھا کہ صحابہ کے قلوب میں انشراح پیدا ہوتا اور وہ انقباض (اور بُعد) جاتا رہتا تھا جو غایتِ رعب کی وجہ سے قلوب میں عادۃً پیدا ہوتا ہے، جس کا ثمرہ یہ تھا کہ قلوب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جا گزیں ہوتی تھی۔ اگر آپ مزاح نہ فرماتے تو صحابہ کے اوپر آپ کا خوف ہی غالب ہوتا۔ محبت غالب نہ ہوتی اور جب مزاح سے آپ کی محبت غالب ہوگئی تو آپ کے وقار وعظمت کا منشا صرف خوف تھا اب محبت وخوف دونوں مل کر کام کرنے لگے۔ (التبلیغ الحدود والقیود:ص۱۶۲/ ج۱۵)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کی کیفیت:

عرض کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مزاح فرمایا کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں! مگر ایک خاص حد تک زیادہ نہیں۔ بہت کم وہ بھی دوسروں کی تطییبِ قلب کی مصلحت سے (دل خوش کرنے کے لیے)۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اونٹ مانگا، آپ نے فرمایا: تجھ کو اونٹنی کا بچہ دوں گا، عرض کیا کہ حضور بچہ کیا کروں گا، فرمایا کہ اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ:ص۱۶۸/ ج۲)

## ہنسی اور مزاح میں چند ضروری باتوں کا لحاظ:

کسی کا دل خوش کرنے کے لیے خوش طبعی (ہنسی مذاق کرنے میں کوئی) مضائقہ نہیں، مگر اس میں دو امر کا لحاظ رکھو ایک یہ کہ جھوٹ نہ بولو؛ دوسرے یہ کہ اس شخص کا دل آزردہ مت کرو (دل نہ دکھاؤ) اگر وہ برا مانتا ہے تو ہنسی مت کرو۔ (تعلیم الدین: ص ۵۴)

ہنسی ہنسی میں کسی کی کوئی چیز اٹھا کر چیز والے کو پریشان مت کرو۔ خصوصاً جب کہ یہ نیت ہو کہ اگر معلوم ہو گیا تو ہنسی ہے ورنہ حق برد کریں گے (دبالیں گے) اور اگر ہنسی میں اٹھالی ہے تو جلدی واپس کرو۔ (حوالہ مذکور)

## اردو پڑھنے کی اہمیت:

جس طرح فارسی زبان کے لیے عربی زبان کے ساتھ مناسبت ہونے کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے اور چوں کہ اس فضیلت کا اثر احکامِ دینیہ میں بھی ظاہر ہو چکا ہے اس لیے وہ فضیلت دینیہ حاصل ہے اسی طرح بلا شبہ اردو کو بھی عربی اور فارسی کے ساتھ قومی مناسبت ہونے سے فضیلت دینیہ حاصل ہے؛ بل کہ فارسی کو تو عربی سے صرف مشابہت ہی کی مناسبت ہے اور اردو کو فارسی اور عربی سے جزئیت کی مناسبت ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ اردو میں کثرت سے فارسی اور عربی کے الفاظ مفردہ استعمال ہوتے ہیں بل کہ بہت سے جملے تو ایسے ہوتے ہیں کہ روابط کا اور کی اور ہے اور نہیں کے سوا پورا مادہ فارسی اور عربی ہی کا ہوتا ہے۔

دوسری فضیلت اس میں یہ ہے کہ علوم دینیہ کا اس زبان میں غیر محدود و غیر محصور ذخیرہ ہے۔ جس کو علما و مشائخ نے صدیوں کی مشقت اور اہتمام سے جمع فرمایا ہے خدا

نخواستہ اگر یہ زبان ضائع ہوگئی تو یہ تمام ذخیرہ ضائع ہوجائے گا، بالخصوص عوام مسلمین کے لیے تو علم دین کا کوئی ذریعہ ہی نہ رہے گا کیوں کہ ان کا استفادہ عربی نہ جاننے کی وجہ سے اسی (اردو) پر موقوف ہے کیا کوئی مسلمان اس کو گوارا کرسکتا ہے۔

تیسری فضیلت اس (اردو) کا سلیس اور آسان ہونا ہے۔اسی تیسر (آسانی) کو آیاتِ قرآنیہ میں موضعِ امتنان (احسان) میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

**کما قال تعالیٰ ﴿فإنما يسّرناه بلسانک﴾...... وقال تعالیٰ ﴿فإنما يسّرناه بلسانک" واشباهما﴾.** (البدائع:ص۱۵)

## اردو کی شرعی حیثیت اردو کی حفاظت واجب ہے:

اس وقت اردو زبان کی حفاظت دین کی حفاظت ہے۔اس بنا پر یہ حفاظت حسبِ استطاعت واجب ہوگی اور باوجود قدرت کے اس میں غفلت اور سستی کرنا معصیت اور موجب مواخذۂ آخرت ہوگا۔واللہ اعلم!(البدائع:ص۱۵)

## سائنس پڑھنے کا استحسان:

کفار کی تبلیغ کے لیے اگر ان اقوام (کفار) کی زبان بھی سیکھ لے تو بشرطِ خلوصِ نیت، عین طاعت ہے جیسے اس وقت کوئی انگریزی وغیرہ اسی غرض سے حاصل کرنا چاہیے۔

اہلِ باطل پر ردوقدح یا مناظرے کے لیے اگر اہل باطل کے علوم وفنون حاصل کرنا ضروری ہوں تو وہ بھی طاعت ہے، جیسے اس وقت سائنس وغیرہ سیکھنا۔

(اصلاح انقلاب:ص۲٦، اشرف السوانح:۲۲۴/ ج۳)

# عالمِ دین کی نجی زندگی

**حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:**

سنن ومستحبات کے متعلق یہ اعتقاد جما ہوا ہے کہ ان کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں گناہ نہیں، اس لیے ان کے ناغہ ہونے کو سہل سمجھتے ہیں؛ حالاں کہ نصوص میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سننِ زائدہ اور مستحبات کا یہ حکم قبل شروع کے ہے اور شروع کرنے کے بعد مستحب کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ایک حکم عام ہے جو وقت اشتغال کے ساتھ مختص نہیں وہ یہ ہے کہ جس مستحب کو معمول بنا لیا جائے اور کچھ عرصہ تک اس پر مواظبت (پابندی) کر لی جائے اس کا ناغہ کرنا اور مواظبت کو چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ اس کی دلیل بخاری شریف کی ایک حدیث ہے، جو عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ **”یا عبد اللّٰہ لا تکن مثل فلان کان یقوم من اللیل ثم ترکہ“** یعنی اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا جو رات کو نماز کے لیے اٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی اس حالت پر ناگواری اور کراہت ظاہر فرمائی ہے معلوم ہوا کہ مستحب کو معمول بنا کر ترک کر دینا مذموم ومکروہ ہے، اسی لیے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ فرائض وواجبات کے علاوہ نوافل وغیرہ کا اتنا ہی پابند ہو جس کو نباہ سکے، ورنہ شروع ہی نہ کرے اس سے بڑی بے برکتی ہوتی ہے۔ انسان کی عادت ہے کہ جب ایک کام کی پابندی نصیب نہیں ہوتی تو اس سے گزر کر دوسرے اعمال میں بھی اس کا اثر

ظاہر ہوتا ہے آج تو تہجد میں فتور ہے کچھ دنوں میں صبح کی نماز کی بھی پابندی نہ رہے گی نماز قضا ہونے لگے گی اور یہ سارا فساد ایک مستحب کی پابندی چھوڑنے سے ہوا۔ (التبلیغ: ص ۱۷۹/ ج ۱۶)

## اہلِ علم کی سادگی کی ضرورت:

میرے خیال میں جہاں تک غور کیا جائے گا ہم میں سادگی کا پتہ بھی نہیں ملے گا۔ نہایت افسوس اس امر کا ہے کہ اس وقت خود اکثر اہلِ علم میں عورتوں کی سی زینت آ گئی ہے۔ صاحبو! یہ ہمارے لیے دین کے اعتبار سے بھی اور دنیا میں بھی سخت (قسم کا عیب) نقص ہے اس سے بجائے عزت بڑھنے کے اور ذلت بڑھتی ہے۔

ہمارے لیے کمال یہی ہے کہ نہ لباس میں کوئی شان وشوکت ہو، نہ دوسرے سامان میں؛ مگر اس وقت یہ حالت ہے کہ اکثر طالب علموں کو دیکھ کر یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ طالب علم ہیں یا کسی نواب کے لڑکے۔ اور یہ کوئی دیندار ہیں یا دنیا دار یا تو آدمی کسی جماعت میں داخل نہ ہو اور اگر داخل ہو تو پھر وضع قطع سب اسی کی سی ہونا چاہیے۔ علم کی یہی زینت ہے کہ اہلِ علم کی وضع پر رہے، میں کہتا ہوں کہ اگر اس کا بھی خیال نہیں تو کم از کم اس کا خیال تو ضرور کیجیے کہ آپ کس کے وارث ہونے کے مدعی ہیں اور ان مورث کی کیا حالت تھی۔ واللہ ہماری حالت سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دین کا ہم پر کامل اثر نہیں ہوا۔ دین نے ہمارے قلب میں پوری جگہ نہیں کی۔ (دعوات عبدیت: ص ۲۱/ ج ۳)

## تصنع وتکلف سے احتراز:

بعض اہلِ علم اپنے کو خوب بناؤ سنگھار سے رکھتے ہیں جو شان علم کے خلاف ہے اور ضروری خدماتِ علم سے بےفکری کی علامت ہے کیوں کہ اس فکر کے ساتھ لباس وطعام وغیرہ کی تکلفات کی طرف التفات نہیں ہوتا۔

اسی طرح مجلس میں صدر یا ممتاز جگہ پر بیٹھنے کا شوق، چلنے میں تقدم کی فکر، مجمع میں امام ہونے کا خیال، یہ سب ریا وکبر کے شعبے ہیں، تواضع و بے تکلفی اور سادگی ہی میں علم دین کی شان ہے، حدیث میں ہے" **البذاذة من الإيمان**" اس سے مساکین کو بُعد و توحش نہیں ہوتا۔ اور یہی لوگ دین کے قبول کرنے والے ہیں۔ البتہ سادگی کے ساتھ طہارت ونظافت ضروری ہے۔(حقوق العلم:۹۶۰،تجدید تعلیم:ص۱۱۶)

## تصنع وتکلف کی مضرت:

قطعِ نظر اس کے کہ یہ (سادگی) کے بالکل خلاف ہے ایک بڑی مضرت یہ ہے کہ جب ہر وقت یہی شغل رہے گا تو باقاعدہ" **النفس لاتتوجه الیٰ شیئین في آن واحد**" یہ ضروری ہے کہ علم کی طرف توجہ نہ رہے گی اور علم سے بالکل بے بہرہ رہے گا چناں چہ مشاہدہ ہے کہ جو لوگ ہر وقت بناؤ سنگھار میں رہتے ہیں نہ ان میں کوئی استعداد ہوتی ہے نہ مناسبت۔ اور یقینی ہے کہ جو شخص امورِ عظام (اہم کاموں) میں مشغول ہوتا ہے اس کی نظر امورِ صغار (معمولی کاموں) پر نہیں رہا کرتی حتیٰ کہ یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ غسل کب کیا تھا اور کپڑے کب بدلے تھے اور یہی سبب ہے کہ شریعت مطہرہ نے یہ قانون مقرر کر دیا کہ ایک ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور غسل کر لیا کرو۔ ورنہ یہ تو خود امر طبعی تھا مگر کام کرنے والوں کو اس طرف التفات نہیں رہتا، اس لیے قانون کی ضرورت پڑی ایک طرف بذاذت کا حکم ہے کہ تکلف اور زینت نہ آجائے اور چوں کہ بعض لوگوں سے اس پر ایسا عمل کرنے کا خیال تھا کہ وہ اپنے تن بدن کی خبر نہ رکھنے کی وجہ سے حد نظافت سے بھی خارج ہو جاتے ہیں، اس لیے فرمایا کہ ہفتے میں ایک مرتبہ ضرور غسل کر لیا کرو تاکہ نظافت بھی فوت نہ ہو۔

(دعوات عبدیت:ص۳۵/ ج۳،العلم والعلماء)

## کام کا آدمی ہمیشہ سادہ دیکھا جاتا ہے:

حسی اعتبار سے لیجیے تو ہم دیکھتے ہیں کہ حساً بھی یہی حالت ہوتی ہے کہ جو آدمی کسی بڑے کام میں مشغول ہوتا ہے، اس کو چھوٹے کاموں کی طرف توجہ نہیں ہوتی، مثلاً شادی کے موقع پر جن لوگوں کے سپرد شادی کا انتظام ہوتا ہے ان کو نہ اپنے کپڑوں کی خبر ہوتی ہے نہ بدن کی اور وہ اس کو کچھ عار بھی نہیں سمجھتے، بل کہ اپنی کارگزاری پر ناز کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ انہماک فی الامور العظام (بڑے کاموں میں منہمک ہونے کے لیے) لذاذت لازم ہے۔

جو طالب علم اپنے علم کے شغل میں لگا ہوگا، اس کو کبھی اس کی فکر نہ ہوگی کہ میرے پاس بوٹ بھی ہے یا نہیں اور رومال بھی ہے یا نہیں؟

بڑے لوگوں کی سوانح عمری دیکھنے سے بھی اگر چہ وہ دنیا ہی کے بڑے ہوں صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ انہوں نے زندگی نہایت بے تکلف بسر کی، پس جو شخص ہر وقت مانگ پٹی میں مشغول رہے اس کی نسبت سمجھ لینا چاہیے۔ **ليس من الكمال في شيء** اس کے اندر کچھ کمال نہیں۔

یہ شخص (کام کا آدمی) تو قومی انجن کا ڈرائیور ہے۔ ڈرائیور کو غسل کرنے، صابن مَلنے اور کوئلوں کے جھاڑنے کی فرصت کہاں؟ اگر فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے متنعم پر اعتراض کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ ہم (بمبئی، کلکتہ) اسی کی بدولت پہنچے ہیں اور وہاں سے ڈگریاں حاصل کر کے فرسٹ و سیکنڈ میں سفر کر رہے ہیں۔ (اگر وہ یہ اعتراض کریں) تو نادانی کے سوا کیا ہے۔ (تجدید تعلیم: ص ۳۵)

## عزت اچھے کپڑوں اور تصنع وتکلف میں نہیں:

ان لوگوں کو یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ ہم جو تکلف اور فیشن کے پیچھے پڑے ہیں آخر ان کی غرض کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اپنی قدر بڑھانا اور لوگوں کی نظروں میں عزیز بننا یہی اس کی غرض ہوتی ہے۔سو علما کی جماعت میں تو اس سے کچھ قدر نہیں ہوتی ہے۔اس جماعت کی نظر میں قدر بڑھانے کی تو صورت یہ ہے کہ علم میں کمال حاصل ہو۔اگر چہ پائجامہ نصف ساق تک ہی ہو اور اگر چہ کرتا بالکل بھی نہ ہو۔

کانپور میں جس زمانے میں میرا قیام تھا ایک مرتبہ میں مدرسے میں پڑھا رہا تھا کہ ایک شخص آ کر بیٹھے ان کے بدن پر صرف لنگی اور ایک چادر تھی اس ہیئت کو دیکھ کر کسی نے ان کی طرف التفات نہیں کیا جب انہوں نے گفتگو شروع کی تو معلوم ہوا کہ بہت بڑے فاضل ہیں، پھر ان کی اس قدر وقعت ہوئی کہ ہر ہر طالب علم ان پر جھکا جاتا تھا۔

پہلے طالب علموں کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ وہ بالکل الول جلول رہتے تھے کہ نہ کرتہ کی خبر نہ پائجامہ کی، پھر دیکھ لیجیے کہ ان میں سے جواب موجود ہیں وہ اپنے وقت کے مقتدا ہیں اور جو شخص کرتے پاجامے کی زیب میں مشغول رہے گا اس کو یہ بات کہاں میسر ہوگی۔ (دعوات عبدیت: ص۳۶/ ج۱۳)

عوام کے حالات وخیالات کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظروں میں بھی اہلِ علم کی وقعت وضع اور لباس سے نہیں۔ یہ ظاہری زیب وزینت ان لوگوں کے لیے ہے جو کمال سے عاری ہوں۔ (دعوات عبدیت: ص۳۷ ج۱۳)

## اہلِ علم کی وضع قطع:

علم میں مشغول ہو کر وضع بھی علمی ہی رکھے مولوی کی وضع تو ایسی ہو کہ لوگ دیکھ کر مجہول سمجھیں، ترکی ٹوپی ظاہراً اب عام ہوگئی ہے جو مقتدا نہ ہو اس کو مضائقہ نہیں مگر مولوی کو اب بھی نہ چاہیے۔ (کلمۃ الحق: ص۱۷۳)

ہم جیسے طلبا کو زیادہ فاخرہ لباس نہیں پہننا چاہیے اور نہ شان وشوکت سے رہنا چاہیے، غریبوں کی طرح رہنا مناسب ہے؛ اس لیے کہ ان کو سابقہ زیادہ تر غربا ہی سے پڑتا ہے اور ایسی صورت میں رہنے سے ان پر ایک قسم کا رعب اور ہیبت ہوگی اور استفادہ نہ کر سکیں گے اس لیے اس کا بھی خیال رکھتا ہوں ہاں یہ بھی نہ ہونا چاہیے کہ بالکل زدہ (خستہ اور پراگندہ) حالت میں رہیں کہ جس کو دیکھ کر کوئی سوالی خیال کرے۔ اگر خدا دے تو اوسط درجہ میں اہلِ علم کو رہنا چاہیے۔ **خیر الأمور أوسطها** کا عامل بن کر رہنا چاہیے۔
(الافاضات: ص۲۲۴/ ج۱)

جس کو اپنے سے بڑا سمجھے اس کے سامنے اس کے کپڑوں سے زیادہ قیمتی کپڑے پہننا بے ادبی ہے، بل کہ اس کے سامنے ہر چیز کو گھٹا ہوا رکھنا چاہیے۔ (القول الجلیل)

جن لوگوں کا انتظامی امور سے تعلق ہے وہ ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ شوکت بھی ہو کیوں کہ بدوں اس کے انتظام عالم نہیں ہوسکتا۔ (مزید المجید: ص۲۶)

## کام کرنا مخلص اور مقبول ہونے کی دلیل نہیں:

فرمایا: اللہ تعالیٰ جس سے چاہیں اپنے دین کا کام لے لیتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جس سے کام لیا جائے وہ عند اللہ مقبول ہی ہو، دیکھو! چمار سے بیگاری لی جاتی ہے (اس

سے کام لیا جاتا ہے ) مگر اس سے چمار کا کوئی درجہ نہیں رہ جاتا؛ وہ اپنی جگہ چمار ہی رہتا ہے ہمارا حال بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کچھ خدمت ہم سے لے لیتے ہیں مگر اپنا حال ہم خود جانتے ہیں کہ ہم کہاں ہیں درجہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف عالم باعمل کا ہے۔
(مجالس حکیم الامت :ص ۲۸۶)

## صحبتِ صالح کی اشد ضرورت:

''صحبت'' اس کے بغیر نہ اعلیٰ درجے کی تعلیم کافی ہے اور نہ ادنیٰ درجے کی، اسی لیے علما وطلباء سب کے ذمے اس کا اہتمام ضروری ہے۔ پہلے زمانہ میں جو سب لوگ اچھے ہوتے تھے اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ سب اس صحبت کا اہتمام رکھتے تھے۔

اس وقت یہ حالت ہے کہ تعلیم کا اہتمام تو کسی قدر ہے بھی کہ اس پر ہزاروں روپیہ صرف کیا جاتا ہے اور بہت سا وقت دیا جاتا ہے مگر صحبت کے لیے فی سال ایک ماہ بھی کسی نے نہیں دیا۔

واللہ! اگر صحبت کی طرف ذرا بھی توجہ کرتے تو مسلمان ساری تباہیوں سے بچ جاتے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے فراغ دیا ہے وہ کم از کم چھ ماہ تک کسی بزرگ کی خدمت میں رہیں، لیکن اس طرح کہ اپنا تمام کچا چٹھا ان کے سامنے پیش کردے اور پھر جس طرح وہ کہیں اس طرح عمل کریں اگر وہ ذکر وشغل تجویز کریں تو ذکر وشغل میں مصروف ہو جائے اور اگر وہ اس سے منع کر کے کسی دوسرے کام میں لگائیں تو اس میں لگ جائے۔ اور ان کے ساتھ محبت بڑھائے اور ان کی حالت کو دیکھتا رہے کہ کسی چیز کے لیتے وقت یہ کیا برتاؤ کرتے ہیں اور دینے کے وقت کس طرح پیش آتے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ تخلق باخلاق اللہ ہو جائے گا۔ اور پھر اس کی ذات سے سراسر نفع پہنچے گا۔ (دعوات عبدیت :ص ۴۲/ ج ۱۳)

## عالم کے لیے بڑا فتنہ:

فرمایا: جامع صغیر میں ایک حدیث مرفوع نظر سے گزری کہ عالم کے لیے یہ بہت بڑا فتنہ ہے کہ وہ اس کی خواہش رکھے گا کہ لوگ اس کے پاس آ کر بیٹھا کریں۔

بزرگانِ دین نے حب جاہ کے علاج کے لیے اپنے نفس کے خلاف بڑے بڑے مجاہدے کیے ہیں۔

فرمایا: جاہ کی تحصیل اس قدر کہ لوگوں کے ظلم سے بچ جائے جائز ہے اور اس درجہ سے زائد ہو تو دین کے لیے مضر ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث میں یہ دعا سکھلائی گئی ہے۔ **اللهم اجعل في عيني صغيرا وفي أعين الناس كبيرا** ۔یعنی یا اللہ! میری نظروں میں حقیر اور لوگوں کی نظروں میں بڑا بنا دے تو یہ دعا طلب جاہ ہی ہے مگر حدیث میں صرف دعا پر اکتفا کیا گیا ہے اس کی تحصیل کے لیے کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہ دراصل محض خداداد ہوتا ہے تدبیروں سے حاصل نہیں ہوتا۔

## اپنی اصلاح کے بجائے دوسرے کی فکر میں پڑنا:

اب میں ایک اور مشغلے کا بیان کرتا ہوں جو شعبہ اسی عیب گوئی وعیب جوئی کا ہے اور جس میں بہت سے پڑھے لکھے آدمی بھی پڑے ہوئے ہیں اور اس کے مفاسد پر تو نظر کیسی، اس کو اچھا کام سمجھے ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ اپنی فکر چھوڑ کر دوسروں کی اصلاح کے درپے ہوتے ہیں ظاہرًا یہ ایک عمل صالح معلوم ہوتا ہے؛ لیکن اس میں ایک شیطانی دھوکہ ہے۔ اس وقت میں اپنا مخاطب ان لوگوں کو بناتا ہوں جو اس کے اہل نہیں ہیں اصلاح فی نفسہٖ عمل صالح اور مامور بہ ہے لیکن ہر شخص کے لیے نہیں۔ اس کام کو وہ انجام دے جو پہلے اپنی اصلاح پر قدرت رکھتا ہو۔

درحقیقت یہ اصلاح نہیں عیب جوئی ہے جس کا بیان یہ ہے کہ بعض لوگ غیبت اور عیب جوئی وغیرہ سے احتراز کرنا چاہتے ہیں اور شیطان ان کو بہت سی ترکیبوں سے اس میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، جب کوئی داؤ نہیں چلتا تو یہ سمجھاتا ہے کہ دوسرے کی اصلاح کرو اس دام میں آکر دوسروں کے عیوب پر نظر ڈالنے کی عادت ہو جاتی ہے اور دل میں یہ اطمینان ہوتا ہے کہ ہم عیب جوئی تھوڑا ہی کرتے ہیں، بل کہ اس کی اصلاح کے درپے ہیں جہاں کہیں بیٹھتے ہیں ان کے عیبوں کو ذکر کرتے ہیں اور اچھی طرح غیبت کر لیتے ہیں ہاں آخر میں دل کو تسلی دینے کے لیے اور اپنی برأت قائم رکھنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ بھائی خدا اس کے حال پر رحم کرے یہ عیب اس میں ہیں ان کو دیکھ کر بڑا دل دکھتا ہے، ہم بطور غیبت کے نہیں کہتے بل کہ ہم کو ان سے تعلق ہے یہ برائیاں دیکھ کر ہم کو رحم آتا ہے؛ خدا کرے یہ برائیاں ان سے کسی طرح چھوٹ جائیں۔ سبحان اللہ! بڑے خیر خواہ ہیں سر سے پیر تک تو اس کا گوشت کھالیا۔ مجمعوں میں ان کو ذلیل کر لیا اور ایک کلمہ سے بری ہو گئے۔ صاحبو! یہ سب نفس کی چالیں ہیں، اس سے آپ کو دو نقصان پہنچتے ہیں ایک اپنی اصلاح سے رہ جانا اور دوسرے غیبت وغیرہ معاصی میں پڑنا۔

## عیب گوئی، عیب جوئی:

عیب گوئی اور عیب جوئی کا مرض ہم میں نہایت عام ہے اور جن کو خدا تعالیٰ نے چار پیسے دیئے ہیں وہ خصوصیت کے ساتھ اس میں مبتلا ہیں کیوں کہ معاش کی طرف سے فراغ ہو جانے کی وجہ سے کوئی کام تو رہا نہیں اور جو اصلی کام تھا ذکر اللہ اس کو کرتے نہیں، اس لیے دن رات چوبیس گھنٹے پورے ہونے کی اس کے سوا کوئی ترکیب نہیں کہ چند ایسے ہی لوگوں کا مجمع ہو اور اس میں دنیا بھر کے خرافات ہانکے جائیں؛ بل کہ بعض دیندار بھی جن

کو کچھ فراغت ہے اس میں مبتلا ہیں، بل کہ عوام سے زیادہ مبتلا ہیں کیوں کہ وہ لوگ تو بسا اوقات شطرنج وغیرہ میں مشغول ہو کر اس سے چھوٹ بھی جاتے ہیں اور دیندار لوگ اس کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اس لیے ان کو سوائے مجلس آرائی وعیب گوئی کے اکثر اور کوئی مشغلہ ہی نہیں ملتا۔ (دعوات عبدیت، نسیان النفس: ص ۹۸/ ج ۲)

## دوسرے کے عیوب پر نظر کرنا:

جو فہیم اور دیندار ہیں وہ بھی دوسروں کے گناہوں کو شمار کرتے ہیں۔ دوسروں کے عیوب پر ہم لوگوں کی نظر ہوتی ہے کبھی کسی کو نہ دیکھا ہوگا کہ اپنے اعمال کو عذاب کا سبب بتلایا ہو، حالاں کہ زیادہ ضرورت اسی کی ہے۔ رات دن ہمارا سبق ہے کہ ہم ایسے اور ہم ویسے اور دوسرا ایسا اور ایسا۔ امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ اے عزیز! تیری ایسی مثال ہے کہ تیرے بدن پر سانپ بچھو لپٹ رہے ہیں اور ایک دوسرے شخص پر مکھی بیٹھی ہے تو اس کو مکھی بیٹھنے پر ملامت کر رہا ہے، لیکن اپنے سانپ بچھو کی خبر نہیں لیتا۔

ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا اور دوسرے کی آنکھ کے تنکے کا تذکرہ کر رہے ہیں، حالاں کہ اول تو یہ دونوں مستقل عیب ہیں کیوں کہ اپنے عیبوں کا نہ دیکھنا یہ بھی گناہ ہے اور دوسرے کے عیوب کو بے ضرورت دیکھنا یہ بھی گناہ ہے اور بے ضرورت کے یہ معنی ہیں کہ اس میں کوئی شرعی ضرورت نہ ہو۔

ایسے افعال جو شرعاً ضروری اور مفید نہ ہوں عبث اور لایعنی کہلاتے ہیں۔ حدیث پاک میں ان کے ترک کا امر ہے۔ (نسیان نفس، دعوات عبدیت: ص ۸۷/ ج ۱۲)

ہم لوگوں کی مجالس میں رات دن تمام مخلوق کی غیبتیں اور شکایتیں ہوتی ہیں کیا ان سے سوائے بدنام کرنے کے اوپر کچھ مقصود ہوتا ہے، کچھ بھی نہیں؛ یہ لوگ ایک تو غیبت

کے گناہ میں مبتلا ہوئے، دوسرے ایک لایعنی فعل کے مرتکب ہوئے۔

عیب جوئی اور عیب گوئی سے اگر یہ مقصود ہے کہ اس شخص سے یہ عیب جاتا رہے (اور اس کی اصلاح ہو) تو کیا وجہ ہے کہ کبھی اس کے آثار کیوں نہیں پائے گئے۔ کیا کبھی کسی شخص نے صاحبِ عیب کو خطاب کر کے نہایت شفقت کے ساتھ اس کے عیوب پر مطلع کیا ہے؟ اور اگر نہیں کیا تو کیا محض چار آدمیوں میں کسی کے عیب کا تذکرہ کر دینا اصلاح کہلائے گا؟ ہرگز نہیں۔

حضرت رابعہ بصریہؒ شیطان کو بھی برا نہ کہتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ جتنی دیر اس فضول کام میں صرف کی جائے اتنی دیر تک اگر محبوب کے ذکر میں مشغول رہیں تو کس قدر فائدہ ہے۔ (دعوات عبدیت: ص۱۲/ ج۱۲)

## فضول گوئی کی مضرت:

آج یہ حالت ہے کہ ایک ذراسی بات کسی کو کہہ دیجیے پھر دیکھئے کیا قیامت قائم ہوتی ہے۔ بل کہ بلا وجہ بھی لوگ سر ہو جاتے ہیں۔ عیب گوئی اور عیب جوئی کی ایک خرابی اور مضرت یہ ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ جس شخص کی برائی کی جارہی ہے اس کو خبر نہ ہو۔ اور خبر ہونے کے بعد بہت دشوار ہے کہ وہ تم کو برا نہ کہے اور پھر یہ بھی ممکن نہیں کہ اس کے کہنے کی تم کو خبر نہ ہو اور اس تمام الٹ پھیر کا نتیجہ یہ ہے کہ آپس میں عداوتیں بڑھیں اور دشمنیاں قائم ہوں اور پھر یہ عداوتیں بعض اوقات ایک زمانے تک چلتی ہیں اور ان کی بنا محض ذراسی بات کہ اس نے ہم کو یوں کہہ دیا تھا۔ حالاں کہ اگر کہہ بھی دیا ہو تو کیا عزت میں فرق آ گیا۔

(دعوات عبدیت: ص۹۵/ ج۲۹)

آج کل بڑے زور وشور سے کوشش کی جاتی ہے کہ ہم لوگوں میں نا اتفاقی نہ رہے اس کے لیے تقریریں ہوتی ہیں، جلسے کیے جاتے ہیں، لیکن جو نا اتفاقی کی جڑ ہے یعنی زبان اس کے کاٹنے کی آج تک کسی کو فکر نہیں۔

صاحبو! میں سچ کہتا ہوں کہ نا اتفاقی کا سب سے بڑا سبب لوگوں کی زبان ہے جس کو لگام ہی نہیں، جو چاہا کہہ دیا جس کو چاہا کہہ دیا؛ یہ ظالم اس قدر چلتی ہے کہ جس کی حد نہیں۔ غضب یہ ہے کہ کبھی تھکتی بھی نہیں دوسرے اعضا مثلاً: سر، آنکھ، کان، ہاتھ اور پیر جب ان سے ضرورت سے زیادہ کام لیا جاتا ہے تو تھک جاتے ہیں لیکن زبان کسی وقت تھکنے کا نام نہیں لیتی اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضا زبان سے خوشامد کرتے ہیں کہ تو ٹھیک رہنا اگر تو درست رہی تو ہم بھی درست رہیں گے اور اگر تو بگڑی تو ہم بھی بگڑ جائیں گے۔ (دعوات عبدیت ص ۹۷ ج ۱۲)

## آرام طلبی:

جو لوگ محنت کے عادی ہیں ان کی جسمانی صحت دیکھو کیسی اچھی ہے، دیہاتیوں کو دیکھو تم سے کہیں زیادہ مضبوط ہیں۔ سردی گرمی کی ان کو کچھ پرواہ نہیں ہوتی اور شہروں میں دیکھو تو مسجد کے مؤذن تک ایسے نازک مزاج ہو گئے ہیں کہ اذان کے لیے مسجد سے باہر نکلنا بھی ان کو مشکل ہے۔ اگر خدانخواستہ شہر والوں کو کوئی اتفاق پڑ جائے تو کیا کریں۔ یہ میں ہی نہیں کہتا سب جانتے ہیں کہ آرام طلبی اچھی چیز نہیں اور محنت اور جفاکشی اچھی چیز ہے، مگر رواج اس زمانہ کا ایسا بدلا ہے کہ محنت ہوتی ہی نہیں۔ رواج آپ کے اختیار کی چیز ہے اس رواج کو بدل لیے ہمارے یہاں بے کاری اور آرام طلبی کو مایہ ناز سمجھتے ہیں۔

(دعوات عبدیت: ص ۵۱/ ج ۱۷)

اگر دین کے کام میں نہ سہی تو دنیا ہی کے مباح کاموں میں لگے رہو، مگر خدا کے واسطے بے کار مت بیٹھو۔ واللہ! میں سچ کہتا ہوں کہ ہندوؤں میں ایسا نہیں وہ دین سے بے خبر مگر اپنی دنیا میں تو مشغول ہیں، کسی نہ کسی کام میں لگے ہوئے ہیں، بے کار نہیں بیٹھتے اور ہمارے یہاں بے کاری اور آرام طلبی اور لغو مشغلوں ہی کو مایہ ناز سمجھتے ہیں، کوئی کام کریں جب تک درمیان میں غیبت نہ کرلیں اس وقت تک وہ کام ہی نہیں ہوتا، اگر کسی نے اور مشغلے چھوڑے تو روم اور روس ہی کا قصہ (سیاسی جھگڑے) لیے بیٹھے، اخبار دیکھ رہے ہیں اور جنگ میں اپنی اپنی رائے دے رہے ہیں، حالاں کہ روم و روس تم کو پوچھتا بھی نہیں تمہاری تجویز وہاں پہنچتی بھی نہیں یہ سب بے کاری کے مشغلے ہیں، بعض لوگوں کو یہ سوجھتی ہے کہ کوئی خبر معتبر یا غیر معتبر معلوم ہوئی چٹ سے اس پر ایک مضمون لکھا اور کسی اخبار کو روانہ کیا یا کسی سے اپنے خلاف طبع بات دیکھی یا سنی خواہ واقع میں وہ ٹھیک ہو، مگر اپنے خلافِ طبع ہونے کی وجہ سے اس پر ہجو آمیز بل کہ سب وشتم سے بھرا ہوا مضمون لکھ ڈالا؛ اس کی کچھ پرواہ نہیں کی کتنا اس میں جھوٹ ہے اور کتنا سچ اور کیا کیا مفاسد شرعی اس میں بھرے ہوئے ہیں۔

(دعوات عبدیت: ص۱۵/ ج۱۷)

## اہلِ علم کو استغنا کی ضرورت:

وہ دنیا کو لے کر تم سے مستغنی ہو گئے تم دین لے کر ان سے مستغنی ہو جاؤ، میں خدا کے بھروسے پر کہتا ہوں کہ اگر اہلِ علم دنیا سے مستغنی ہو جائیں تو خدا تعالیٰ ان کی غیب سے مدد کریں اور بل کہ خود یہی اہل دنیا جو اُن کو ذلیل سمجھتے ہیں اس وقت ان کو معزز سمجھنے لگیں گے اور ان کے محتاج ہوں گے کیوں کہ ہر مسلمان کو بحیثیت مسلمان ہونے کے جس طرح اپنی ضروریات کے لیے کم وبیش دنیا کی ضرورت ہے، دین کی اس سے زیادہ ضرورت ہے؛

خواہ وہ عالم ہو یا جاہل، رئیس ہو یا غریب اور یہ ظاہر ہے کہ علما کے پاس بقدر ضرورت دنیا موجود ہے اور اہلِ دنیا کے پاس دین کچھ بھی نہیں تو ان کو ہر امر میں موت میں، حیات میں، نماز میں، روزے میں، سب میں علما کی احتیاج ہوگی اور اگر کوئی کہے کہ مجھے دین کی ضرورت نہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔ غرض ایک وقت ایسا آئے گا کہ اہل دنیا خود علما کے پاس آئیں گے پس علما کو بالکل استغنا کرنا چاہیے اور خدا تعالیٰ کے دین میں مشغول ہونا چاہیے۔ ہم لوگوں میں بڑی کمی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا نہیں کرتے اگر خدا تعالیٰ سے ہم کو تعلق ہو تو کسی کی بھی پرواہ نہ رہے بعض عالموں نے اپنا طرزِ عمل ایسا کر دیا کہ اہل دنیا کو ان کی بدولت خود علم سے نفرت ہوگئی یعنی بعض علما نے امراء سے ملنا اور اختلاط کرنا اس قدر بڑھا دیا اور اس کی وجہ سے ان امراء کے یہاں ہاں میں ہاں ملانے لگے کہ ان کو دیکھ کر اہلِ دنیا نے سمجھا کہ سب عالم ایسے ہی ہوتے ہوں گے۔ (دعوات عبدیت: ص ۱۴۷/ ج ۵)

## علم کے لیے استغنا کیوں لازم ہے:

کیوں کہ علم کمال ہے اور کمال کا خاصہ ہے استغنا دیکھئے بڑھئی اور لوہار اپنے فن کے کامل ہو جاتے ہیں تو کیسے مستغنی ہو جاتے ہیں تو کیا علم ان ذلیل کاموں کے برابر بھی اثر نہیں رکھتا، ضرور رکھتا ہے اور بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ جس میں استغنا نہیں اس کے کمال ہی میں کمی ہے، جن لوگوں کو آپ عالم کہتے ہیں یہ واعظ ہیں جنھوں نے چند اردو فارسی کے رسالے یاد کر لیے ہیں (یا مدرسہ میں خانہ پُری کر کے وقت گزار دیا ہے) ان کو علم کی ہوا بھی نہیں لگی یہ لوگ اپنے کو علما کے لباس میں ظاہر کرتے ہیں۔ (دعوات عبدیت ص ۴۹ ج ۵)

## اہلِ علم کی شان:

اہلِ علم کی تو شان یہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنی فاقہ مستی پر نازاں اور خوش ہوں اور کسی اہلِ دنیا کی طرف ہاتھ نہ پھیلائیں بل کہ منہ بھی نہ لگائیں اہلِ علم کو تو دنیا اور دنیا والوں پر نظر بھی نہ کرنا چاہیے۔ (الافاضات: ص۸۰/ ج۲)

## مولوی لوگ عموماً لالچی اور پست حوصلہ کیوں ہوتے ہیں:

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! آج کل مولوی لالچی کیوں زیادہ ہونے لگے؟ فرمایا سب تو نہیں۔ عرض کیا کہ اکثر، فرمایا اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ عربی پڑھنے والے زیادہ تر وہی لوگ ہیں جو پہلے سے طمع مفلس ہیں، پڑھ لینے کے بعد بھی ان کی وہی عادت رہتی ہے طبیعت سے وہ بات جاتی نہیں۔ اگر عالی خاندان کے لوگ امراء، حکام، نواب اور رئیس اپنے بچوں کو عربی پڑھائیں اور پھر وہ لوگ تبلیغ کریں تو دیکھئے کیا اثر ہوتا ہے۔

میں جس وقت ڈھاکہ گیا تھا وہاں کے ایک مدرسے کے پرنسپل نے مدرسے میں مدعو کیا انہوں نے مجھ سے یہی شبہ کیا کہ اکثر علما میں یہ مرض ہے میں نے کہا اس کی جڑ انتخاب کی غلطی ہے اکثر غرباء کے بچے علم دین پڑھتے ہیں ان کا حوصلہ ان کا ظرف ویسا ہی ہوگا اگر امراء کے بچے علم دین پڑھیں ان کا حوصلہ اور ان کا ظرف ویسا ہی ہوگا، پرنسپل صاحب نے کہا کہ حضرت آج میرا ایمان محفوظ ہوا اور نہ مجھ کو اپنے ایمان کا اندیشہ ہو گیا تھا میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ علم دین کا اثر نہیں ہے میں نے کہا: توبہ کیجئے! کیا علم دین ایسی چیز ہے۔

میں نے کہا یہ امرا کے بچے انگریزی کے اثر سے بگڑ گئے۔ اگر انگریزی نہ پڑھتے تو ان کے اخلاق اس حالت کی نسبت اور اچھے رہتے اور غربا کے بچے علم دین پڑھ کر کسی

قدر سنور گئے اگر عربی نہ پڑھتے تو ان کے اخلاق اس حالت کی نسبت اور زیادہ خراب ہوتے، مطلب میرا کہنے کا یہ تھا کہ غربا کے بچے جتنے خراب ہونے چاہیے تھے عربی کی بدولت اتنے خراب نہیں رہے اور امرا کے بچے جس قدر اچھے ہونے چاہیے تھے انگریزی کی بدولت اتنے اچھے نہیں رہے اور یہ انتخاب کی غلطی مشاہدہ میں آرہی ہے، خود ایک ہی شخص کے بچوں میں جو سب میں زیادہ بے وقوف، کند ذہن، بدفہم، کم عقل اور بدصورت ہو، اس کو عربی پڑھنے کے لیے تجویز کیا جاتا ہے اور جو سمجھ دار، عقلمند، ذہین اور خوب صورت ہو اس کو انگریزی کے لیے تجویز کیا جاتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد پرنسپل صاحب کہنے لگے، واقعی آپ نے سچ فرمایا: اس وقت میں مدرسے کے رجسٹر کی جانچ کرتا ہوں تو قریب ڈھائی سو طلبہ ہیں مگر عربی پڑھتے ہیں ان میں اکثر گاؤں کے اور کم درجہ کے لوگوں کے بچے ہیں اور انگریزی خواں عالی خاندان اور امیروں کے بچے ہیں، میں نے کہا اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایسے لوگوں میں بلند حوصلہ ذی لیاقت غیر طماع کیسے پیدا ہو سکتے ہیں؟

(الافاضات: ص۴۴۴/ ج۲)

## بعض اہلِ علم کی بدنیتی، پست حوصلگی اور بداخلاقی کی وجہ:

بلند حوصلگی وغیرہ جس قدر اوصاف ہیں یہ علو خاندان پر موقوف ہیں یعنی جو عالی خاندان ہوگا اس میں یہ صفات ہوں گے وہ خواہ عربی پڑھے یا انگریزی اور جو عالی خاندان نہ ہوگا اس میں یہ صفات نہ ہوں گے اگر چہ وہ انگریزی کے اعلیٰ پایہ کی ڈگری حاصل کرلے بل کہ اکثر واقعات اور مشاہدات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پست خاندان آدمی اگر عربی پڑھ لیں تو کم وبیش ان کے اخلاق درست ہو جاتے ہیں اور اگر انگریزی پڑھیں تو بالکل ہی برباد ہو جائیں۔

(۱) عربی انگریزی کے آثار کا پورا مقابلہ اس وقت ہوسکتا ہے کہ ایک خاندان کے ایک طبیعت کے دو بچے لیے جائیں ایک کو انگریزی شروع کرائی جائے اور دوسرے کو عربی اور دس برس کے بعد دونوں کا موازنہ کیا جائے اور جب انتخاب ہی ایسا جو بالکل ہی کودن اور بیوقوف ہو، تو جب عربی میں سارے کودن ہی کودن منتخب ہوں گے، پھر ان سے علوحوصلگی کی کیا امید ہوگی؟ (دعوات عبدیت: ص۵۳/ ج۵)

(۲) فرمایا کہ یہ سب کچھ خرابی نا اہلوں کے علم پڑھ لینے کی بدولت ہورہی ہے، ان میں اکثر طماع ہیں اور بعض جگہ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ امرا نے اپنے بچوں کو علم دین پڑھانا چھوڑ دیا اور غربا علم دین پڑھتے ہیں تو وہ کہاں سے بلند حوصلہ لائیں سو یہ انتخاب کی غلطی ہے جس کی ذمے دار عوام ہے۔ (الافاضات: ص۸۰/ ج۲)

(۳) ہم نے دین کی بے وقعتی کر رکھی ہے کہ ان کی تنخواہیں بہت قلیل مقرر کی جاتی ہیں اور مردوں کے کھانے کپڑے سے ان کی امداد کرتے ہیں ان کے واسطے کفن کی چادر اور جانماز اور تیجہ دسویں کا کھانا مقرر کرلیا ہے، اس لیے ان کی نیتیں بگڑ گئیں، لالچ اور حرص پیدا ہوگئی، اب وہ کسی کے اچھا ہونے سے اتنا خوش نہیں ہوتے جتنا کسی کے مرنے سے خوش ہوتے ہیں اس میں جس طرح ان کا قصور ہے خود قوم کا بھی قصور ہے کہ ان کو ایسا تنگ کیوں رکھا ہے جس سے ان کی نیت بگڑ گئی۔ (التبلیغ اسباب الفتنہ: ص۸۰/ص۱۰)

## مدرسہ کی رقم میں بے احتیاطی:

بعض لوگ چندہ کی رقوم میں اس طرح بے جا اخراجات اور خلافِ اذن تصرفات کرتے ہیں جیسے گویا ان کی ملک ہیں اس میں بہت احتیاط کرنا چاہیے اس کی تفصیل خود واقعات میں غور کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔ (حقوق العلم: ص۸۷)

## مدرس کی فقہی حیثیت اور اس کی تنخواہ کا مسئلہ:

مدرس اجیر خاص ہے تسلیم نفس سے اجر کا استحقاق ہو جائے گا پس اگر یہ وقت میں حاضر رہا تو مستحق ہے ورنہ نہیں۔ (امداد الفتاویٰ: ص۳۶۱/ ج۲)

## مدرسہ کے اوقات میں ذاتی کام کرنے اور مدرسہ کا خارج میں کرنے سے تنخواہ کا استحقاق ہوگا یا نہیں:

سوال: مدرسہ کے وقت میں مدرس نے اپنا کام کیا اور خارج از وقت اس نے اس کے عوض تعلیم دی تو اس صورت میں وہ کل تنخواہ کا مستحق ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مدرسی عقد اجارہ ہے اگر باہم معاہدہ اجارہ کے وقت کی تخصیص ہوئی ہے کہ فلاں وقت میں کام کرنا ہوگا تو دوسرے وقت کام کرنے سے اجر کا مستحق نہیں رہے گا۔ اور اگر صرف مقدار معین ہوئی ہے اور تخصیص نہیں ہوئی تو اجر کا مستحق ہے۔

(امداد الفتاویٰ: ص۳۵۶/ ج۳)

## مدرسے کے اوقات میں خالی گھنٹوں میں ذاتی کام کرنا:

اگر نوکری کے اوقات معین ہیں تو دوسرے اوقات میں ملازم کو اپنا کام کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ کام آقا کے کام میں مخل نہ ہو اور اگر نوکری کے اوقات متعین نہیں ہیں تو بلا آقا کی اجازت کے اپنا کام یا دوسرے کا کام کرنا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ: ص۳۵۶/ ج۳)

## بیماری اور چھٹی کے ایام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں:

اگر بتصریح یا بقرائن اس قانون پر اہل چندہ کو اطلاع ہو اور ان کی رضا ثابت ہو تو (بیماری اور چھٹی کے ایام کی تنخواہ) چندے سے دینا جائز ہے ورنہ ناجائز۔ اگر رضا نہ ہو اور

مہتمم اور مدرس میں بیماری اور چھٹی کے ایام کی تنخواہ دینا شرط ہو تو جس نے مدرس کو نوکر رکھا ہے وہ اپنے پاس سے دے جس مہتمم نے مدرسین کی تنخواہ مقرر کیا ہے اگر اس مہتمم کو معطین نے کچھ اختیارات (صراحۃً یا دلالۃً) دیئے ہیں اور مہتمم نے ان مدرسین سے اس اختیار کے موافق کچھ شرائط کر لیے ہیں، تو ان شرائط کے موافق تنخواہ لینا جائز ہے۔ اور اگر شرائط طے نہیں ہوئے لیکن مدرسہ کے قواعد مدون ومعروف ہیں تو وہ بھی مثل مشروط کے ہوں گے اور اگر نہ مصرح ہیں اور نہ معروف ہیں تو دوسرے مدارس اسلامیہ میں جو معروف ہیں ان کا اتباع کیا جائے گا۔ اور اگر یہ آمدنی کسی وقف جائیداد کی ہے تو اس کا دوسرا حکم ہے۔

(امداد الفتاویٰ: ص ۳۴۸، ۳۴۹/ ج ۳)

## مدارس کی اشیا بطور عاریت کے دینے کا حکم:

حافظ صاحب نے آکر دریافت کیا کہ سیڑھی کی ضرورت ہے، مدرسہ کی سیڑھی لے لی جائے؟ فرمایا کہ مکان سے کرایہ لیا جائے مدرسہ کی چیز وقف ہے حافظ صاحب نے عرض کیا کہ مدرسہ کے کام کے لیے بھی تو اور جگہ سے ایسی چیزیں بطور رعایت کے لے لی جاتی ہیں فرمایا کہ یہ ان لوگوں کا تبرع ہے ان کو اختیار ہے وہ نہ دیا کریں لیکن مدرسہ کی چیزیں وقف ہیں ان کا اس طرح استعمال ناجائز سمجھتا ہوں۔ (حسن العزیز: ص ۹۰/ ج ۱)

## اہلِ علم کے لیے کچھ مفید باتیں:

(۱) فرمایا ایک بات اہلِ علم کے کام کی بتلاتا ہوں کہ دین پر عمل کرنے کا مدار سلف صالحین کی عظمت پر ہے اس لیے حتی الامکان ان پر اعتراض وتنقیص کی آنچ نہ آنے دینا چاہیے۔ (الافاضات ص ۲۶۵ ج ۲)

(۲) مولوی ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں دیندار ہونا خوشی کی بات ہے۔

(مزید المجید: ص۹۱)

(۳) زیادہ کھانے سے جسم تازہ اور قلب مکدر ہوتا ہے اور کم کھانے سے جسم کمزور ہو جاتا ہے مگر قلب کو تازگی ہوتی ہے۔ (مزید المجید: ص۹۱)

(۴) علم اور اس کے ساتھ صحبت کی بڑی ضرورت ہے، صحبت سے واقفیت بھی ہوتی ہے بڑی ضرورت ہے شیخ کی نری کتابیں کافی نہیں۔ (حسن العزیز: ص۸۹/ ج۳)

(۵) مولانا محمد قاسم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ پڑھنے سے زیادہ گننا (سمجھنا) چاہیے ایک شخص پڑھا ہوا ہے اور ایک گنا (سمجھا) ہوا دونوں میں بڑا فرق ہے گننا صحبت سے آتا ہے۔ (حسن العزیز: ص۹۰/ ج۳)

(۶) علما کا ہمیشہ غریب ہی رہنا اچھا ہے جس قوم اور جس مذہب کے علما امیر ہوئے وہ مذہب برباد ہو گیا۔ (حسن العزیز: ص۹۰/ ج۳)

(۷) آدمی قناعت اور اکتفا کرے اور ضروری سامان کے ساتھ رہے تو تھوڑی آمدنی میں بھی رہ سکتا ہے اور فرض منصبی کو بھی ادا کر سکتا ہے۔ (حسن العزیز: ص۲۲۰/ ج۳)

(۸) دو چیزیں اہلِ علم کے واسطے بہت بری معلوم ہوتی ہیں حرص اور کبر، یہ ان میں نہیں ہونا چاہیے۔ (حسن العزیز: ص۱۵۹/ ج۳)

(۹) مناسب ہے کہ پنسل اور کاغذ جیب میں پڑا رہے جس وقت جو مضمون ذہن میں آئے اس کا اشارہ لکھ لیا جائے پھر دوسرے وقت ان میں ترتیب دے لی جائے؟ چناں چہ میری جیب میں پنسل اور کاغذ پڑا ہے ورنہ بعض مضامین ذہن میں آتے ہیں اور پھر نکل جاتے ہیں۔ (حسن العزیز: ص۱۰/ ج۳)

(۱۰) امام مالکؒ کی خدمت میں ایک بزرگ نے لکھا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ عمدہ کپڑے پہنتے ہیں بزرگوں کی کیا یہی شان ہوتی ہے؟ حدیثیں موجود تھیں اگر چاہتے تو ثابت کردیتے مگر یہ فرمایا **نعم نفعل و نستغفر** -یعنی ہم کرتے ہیں اور اپنے کو گناہ کار سمجھ کر استغفار کرتے ہیں کوئی تاویل نہیں کی۔ (حسن العزیز:ص۱۰/ ج۳)

(۱۱) کثیر الاشغال شخص کو زبانی یاد پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بل کہ ضروری کاموں کو لکھ لینا چاہیے۔ (حسن العزیز:ص۱۳۶: ج۳)

(۱۲) تحمل سے زیادہ کبھی اپنے ذمے کام نہ لو۔ (حسن العزیز:ص۵۹۲)

(۱۳) بے کار وقت کھونا نہایت برا ہے، اگر کچھ کام نہ ہو، تو انسان گھر کے کام میں لگ جائے، گھر کے کام میں لگنے سے دل بہلتا ہے اور عبادت بھی ہے۔ مجمعوں میں بیٹھنا خطرہ سے خالی نہیں کسی کی حکایت سے بعض مرتبہ غیبت کی نوبت آجاتی ہے، اس سے اجتناب ضروری ہے۔ (حسن العزیز:ص۳۷۹/ ج۱)

(۱۴) ملنے جلنے میں ہزارہا مفاسد ہیں اختلاط سے سیکڑوں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، بس اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔ (الافاضات:ص۲۶۷/ ج۸)

(۱۵) آدمی سب کو خوش رکھے یہ ہو نہیں سکتا، جب ہر حال میں اس پر برائی آتی ہے تو پھر اپنی مصلحت کو کیوں فوت کرے جس کام میں اپنی مصلحت اور راحت دیکھے بشرط اذن شرعی وہی کرے کسی کی بھی بھلائی برائی کا خیال نہ کرے، مخلوق کے برا کہنے کا خیال نہ کرے حق تعالیٰ سے معاملہ صاف رکھنا چاہیے۔ (حسن العزیز:ص۳۳۰/ ج۱)

(۱۶) فرمایا: دو باتیں مجھے بہت ناپسند ہیں ایک تو تقریر میں لغت بولنا دوسرے تحریر میں شکستہ لکھنا کیوں کہ تحریر وتقریر سے مقصود افہام ہوتا ہے اور یہاں ابہام ہو جاتا ہے۔
(حسن العزیز:ص۱۲۵، ۳۲۸/ ج۱)

(۱۷) جس کے معتقد ہو اس کے کہنے کا برا نہ مانو، تھوڑی دیر کے لیے صبر کر لو شاید یہ امتحان ہی لیتے ہوں۔ اگر وہ اس کا امتحان ہونا پہلے ہی سے بتلا دیں تو پھر امتحان ہی کیا ہوا۔ (حسن العزیز: ص ۵۸/ ج۱)

(۱۸) مشغولی بڑی سلامتی کی چیز ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھیں، بس خدا جس سے کام لینا چاہے وہی کام کرسکتا ہے خود کچھ نہیں کرسکتا۔ (حسن العزیز: ص ۱۳۵/ ج۱)

(۱۹) آدمی کو اپنی کسی چیز پر ناز نہ کرنا چاہیے نہ علم وفضل پر، نہ عقل وفہم پر، نہ زہد وتقویٰ پر، نہ عبادت واعمال پر، نہ شجاعت وقوت پر، نہ حسن اور جمال پر، یہ سب حق تعالیٰ کی عطا ہیں پھر ناز کس پر۔ ناز تو اپنے کمال پر ہوتا ہے اور جب اپنا کمال کچھ بھی نہیں تو پھر تو نیاز کی ضرورت ہے اگر ناز کرے گا تو پھر خیر نہیں۔ (الافاضات: ص ۱۷/ ج۸)

(۲۰) جس کے سر پر کوئی بڑا ہو، اس سے پوچھ کر سب باتیں کرنی چاہیے یہ تاکید لڑکوں کو خاص طور پر رکھنا چاہیے۔ (ملفوظات اشرفیہ: ص ۲۱۳)

(۲۱) بڑوں سے اگر کسی امر میں اختلاف کیا جائے تو علی الاطلاق مذموم نہیں اگر نیت اچھی ہو تو اس کا مضائقہ نہیں، ہاں اگر بڑے اس سے بھی روک دیں تو پھر کچھ نہ بولو اور جب تک ان کی اجازت ہو خوب بولو۔ (الافاضات: ص ۳۰۹/ ج۹)

(۲۲) اگر غلطی بھی (اپنے کسی بڑے مثلاً) پیر سے ہو، تو مرید کو اعتراض نہ کرنا چاہیے، ہاں باادب متنبہ کردے جب دیکھے کہ خود متنبہ نہ ہوگا۔ اگر یہ امید ہو کہ متنبہ ہو جائے گا تو پھر سکوت کرے اعتراض کرنا بیجا حرکت ہے۔ (حسن العزیز: ص ۱۰۳/ ج۳)

(۲۳) جب تک آدمی دین کا پابند نہ ہو اس کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں کیوں کہ اس کا کوئی کام حدود کے اندر ہوگا نہیں، دوستی ہوگی تو حدود سے باہر؛ دشمنی ہوگی تو حدود

سے باہر ایسا شخص سخت خطرناک ہوگا ہر چیز کو اپنے درجہ میں رکھنا بڑا کمال ہے آج کل اکثر علما و مشائخ میں اسی کی کمی ہے کوئی ان کے یہاں اپنے درجہ پر نہیں۔

(الافاضات:ص۲۰۴/ج۸،نمبرا)

(۲۴) ایک تجربے کی بات عرض کرتا ہوں کہ وہ نہایت نافع اور مؤثر ہے کہ کسی چیز کے در پے نہ ہونا چاہیے، اس میں دو خرابیاں ہیں ایک تو یہ کہ لوگوں کو غرض کا شبہ ہو جاتا ہے کہ اس قدر کاوش کیوں ہے اس میں ضرور اس کی ذاتی غرض ہے۔ دوسرے یہ کہ اس صورت میں پھر فریق بندی ہو جاتی ہے پھر کوئی کام نہیں ہوتا۔ تیسرے ایک اور خرابی ہے وہ یہ کہ شروع میں تو نیت کے اندر خلوص ہوتا ہے پھر جب بات کی پچ ہو جاتی ہے تو نفسانیت بھی آجاتی ہے، پھر ثواب بھی نہیں ہوتا اور اس پر لوگوں کی نظر کم ہو جاتی ہے یہ ہے باریک بات اور حکم بھی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**اما من استغنٰی فانت له تصدیٰ**﴾۔

(الافاضات:ص۲۷۰/ج۸)

(۲۵) ایک مرض اپنی جماعت میں اور پیدا ہو گیا ہے کہ آپس میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ فلانے پڑھے ہوئے ہیں اور فلاں کم ہیں ایک دوسرے کو فضیلت دے کر دوسرے کے عیوب بیان کرتے ہیں، اپنے حضرات کو دیکھا کہ مجمع میں بکثرت لوگ ہوتے مگر یہ بھی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کون کس سے بیعت ہے۔ (حسن العزیز:ص۱۳۱/ج۳)

(۲۶) میں تو اپنے دوستوں کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو کسی دینی مدرسہ میں درس و تدریس کا موقع نصیب فرمائیں تو انتظام و اہتمام کو اپنے لیے قبول نہ کریں کیوں کہ دونوں میں تضاد ہے مدرس اور علمی خدمت کرنے والوں کے لیے یہی زیبا ہے کہ اپنے اسی شغل میں رہیں مقامی اور ملکی سیاست سے یکسو رہیں۔ (مجالس حکیم الامت:۸۵)

(۲۷) حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ علما، صوفیا اور طلبا سب کو یہ وصیت فرماتے تھے کہ جس کام میں لگے ہو وہ عبادت نماز دعا کی ہو یا کتابوں کا مطالعہ یا درس وتدریس یا وعظ پند سب میں اس کا اہتمام رکھیں کہ اس کام کا جتنا شوق ورغبت دل میں ہے اس کو ختم تک نہ پہنچنے دیں، بل کہ کچھ شوق ورغبت باقی ہو اس وقت چھوڑ دیں اس کا اثر یہ ہوگا کہ پھر از سر نو شوق رغبت جلد پیدا ہوگی اور کام زیادہ ہوگا۔ اور اگر کام کو شوق رغبت پورا کرنے اور تھکنے کے بعد چھوڑا تو دوبارہ اس کام کی رغبت وہمت بہت دیر کے بعد عود کرے گی۔ اس طرح کام میں نقصان آئے گا۔ (مزید المجید ص ۷۱، مجالس حکیم الامت: ص ۳۱۵)

(۲۸) جس شخص کی طبیعت میں تنعم ہوتا ہے اس سے کوئی کام نہیں ہوتا۔

(ملفوظات: ص ۱۶/ ج ۲)

فرمایا چھوٹی جگہ میں رہ کر کام زیادہ ہوسکتا ہے کیوں کہ وقت فراغت زیادہ ملتا ہے اور بڑی جگہ میں رہ کر چھوٹا کام بھی نہیں کرسکتا اور نہ ہوسکتا ہے کیوں کہ زیادہ وقت لوگوں کی دلجوئی میں گزرتا ہے، اس وقت تک جو کام ہوا ہے یہ سب اسی جگہ کی برکت ہے۔ کام تو گمنامی ہی میں ہوتا ہے۔ (التبلیغ: ص ۱۲۹/ ج ۱۴، خیر الارشاد)

☆☆☆☆☆

# عصری تعلیم حاصل کرنے والے دینی طلبہ

وہ طلبہ جنہوں نے جامعہ سے حفظ یا عالمیت مکمل کرنے کے بعد مزید عصری علوم کے مختلف شعبوں میں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ 2017/2018

| نمبر | ڈگری | تعداد |
|---|---|---|
| ۱ | جامعہ اوراس کے ماتحت اسکول سے اب تک دسویں مکمل کرنے والے حافظ طلبہ | 7041 |
| ۲ | جامعہ اوراس کے ماتحت جونیئر کالج سے اب تک بارہویں مکمل کرنے والے حافظ طلبہ | 2491 |
| ۳ | مولانا آزاد اردو یونیورسٹی حیدآباد سے اب تک .B.A مکمل کرنے والے عالم حافظ | 792 |
| ۴ | مولانا آزاد اردو یونیورسٹی حیدآباد سے اب تک .M.A مکمل کرنے والے عالم حافظ | 135 |
| ۵ | حافظ قرآن ڈاکٹرس (.B.U.M.S) | 45 |
| ۶ | حافظ قرآن فارمیسس | 22 |
| ۷ | حافظ قرآن انجینئرس اور ڈپلومہ انجینئرس | 72 |
| ۸ | حافظ قرآن B.ed اور .D.ed (اردو/مراٹھی) | 55 |
| ۹ | حافظ قرآن I.T.I مکمل کرنے والے | 76 |

## مقالات ومضامین:

# جامعہ کی ترقی قدم بہ قدم

## بزرگوں کی دعاؤں کے دم بدم

(مولانا) عبدالرحیم فلاحی
استاذ تفسیر وحدیث جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر

دنیا کی کوئی بھی تحریک ہو یا مشن کوئی بھی ادارہ ہو یا جماعت چھوٹی یا بڑی تقریر ہو یا خطاب ہو یا تحریر ومضمون نگاری یا انتظام ہو یا درس وتدریس حکومت ومملکت ہو یا کہ ملازمت ونوکری ہر ایک کا مردِ میدان امیدوار ہوتا ہے، متمنی رہتا ہے کہ میرا شعبہ ترقی بھی کرے۔ محبوبیت مقبولیت بھی ہو اور اس کی افادیت عام بھی ہو تام بھی ہو، ہمہ گیر بھی ہو، ملک گیر بھی ہو، اور اس انداز کی مقبولیت کیسے حاصل ہوتی ہے؟ اور ہمارا مشاہدہ اس قسم کی ترقی کے سلسلے میں کیا ہے؟ زیرنظر مضمون میں راز سربستہ کو منکشف کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا جو اپنی زندگی کے ۲۷ ؍سالہ خدمات کے ذریعہ مثالی ترقی کررہا ہے، اسے اجاگر کرنا بھی مقصود ومطلوب ہے۔ کسی تحریک کی ترقی کے کل تین بنیادی عناصر ہیں: (۱) مخلصانہ حرکت۔ (۲) اللہ کی مرضی ومنشاء۔ (۳) اہل اللہ کی دعا اور رجوع الی اللہ۔

اللہ کی مرضی اور مشیت کے بغیر نہ درخت کا پتہ ہلتا ہے نہ ہوا کا جھونکا چلتا ہے، نہ بندے کے اعضاء و جوارح حرکت کر سکتے ہیں، کسی نے کہا اور خوب کہا ؎

میری حرکت بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

حضرت بانی جامعہ اشاعت العلوم سے حق وجل مجدہٗ کو قوم ملت کی مثالی، ملی، قومی، تعلیمی اور سماجی خدمت لینا منظور ہوا تو گجرات کے گمنام "**وستان**" سے نکال کر "اکل کوا" جیسی گمنام دور افتادہ حزاں رسیدہ بستی میں پہونچایا اور پھر جو اللہ کی مرضی کا مظاہرہ ہو وہ تاریخ کا روشن باب بھی ہے اور زریں ورق بھی جو کام ایک حکومت وقت اپنے اقتدار کی طاقت اور ایک مخیرّ جماعت اپنے دھن کے باور اور بارسوخ اور باصلاحیت گروہ اپنی صلاحیت کے بل بوتے پر جو کام نہیں کر سکتی اسے خدا ذوالجلال نے ایک فرد کے ذریعہ لیا اور لے رہا ہے، شامل ہے اور جامعہ کی ایک ایک اینٹ اپنے دیکھنے والوں کو دعوت و عبرت پذیری دے رہا ہے کہ دیکھو مجھے مگر نگاہِ عبرت سے ؎

قیاس کن زگلستان من بر مرضیٔ مولی
کہ مرضیٔ مولی من از ہمہ اولی

**دوسرا بنیادی عنصر**: دوسرا بنیادی عنصر کسی بھی ترقی کا یہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کہ جذبۂ خدمت خلق سے سرشار ہو کر بلا امتیاز رنگ و نسل۔ قوم وطن صرف اور صرف منشاء الٰہی اللہ کی خوشنودی کی علاوہ کوئی اور خواہش نفسانی کی آمیزش نہ ہو تو ایسے کام میں گہرائی بھی آتی ہے، ہمہ گیری بھی آتی ہے اور ترقیات کی منازل بھی طے ہوتی ہیں اور اس کی تحریک بھی بام عروج کو پہنچتی ہیں اور یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ یہ سب کیا اور کیسے اور

کب ہوا۔؟

جامعہ اشاعت العلوم اور دیگر مدارس دینیہ جو ترقی کی راہوں پر گامزن ہیں اور حیرت انگیز ترقیات اور برقی ابتلاءات ورزمائش سے بعافیت تمام نکل کر اپنوں پرائیوں میں جگہ بنالینا یہ علامت ہے، خلوص بھری مساعی جمیلہ کی عنداللہ مقبول ہونے کی اور صداقت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''مَنْ کَانَ لِلّٰہ کان اللہ لَہٗ'' اللہ پاک مزید خلوص للّٰہیت کی دولت سے ہمکنار کرے۔

**تیسرا بنیادی عنصر**: تیسرا بنیادی عنصر جو اس وقت روح اور جان ہے اور وہ یہ کہ جب تک بانی ومحرک کا قلب اللہ سے وابستہ نہ ہو اور اللہ والوں کی آہ سحر گاہیاں شامل تحریک نہ ہو وہاں تک ترقی کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارا آپ کا پیارا جامعہ جس نے اپنے ۲۷ رسالہ زندگی میں جو تعلیمی میدان میں نیک نامی تربیتی میدان میں خوش گفتای اور تعمیری میدان میں قابل تقلید ترقی کی ہے اس کے پیچھے فکر دائمی جہد مسلسل کے علاوہ بزرگانِ دین اور اکابرین امت کی جو توجہات عالیہ شامل حال رہی ہے اس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا اساطین علم وعمل کی ادعیہ صالحہ ہی جامعہ کی ترقی کا اساس اور بنیاد ہے۔ ہم وقت صلحاء اہل دل اشخاص کے خطوط کا اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں جو جامعہ اور بانئ جامعہ کے لیے ایک دستاویز اور سند کی حیثیت رکھتا ہے، اگر صفحات میں گنجائش رہی تو عکس تحریر بھی پیش کر کے اس تاریخی شمارہ کو مزید وقیع بنانے کی کوشش کیا جائے گی۔

۱۔ چناں چہ حضرت شبلیؒ زمن حضرت مولانا احمد محمد پرتا بگڈھیؒ تحریر فرماتے ہیں:

عزیزم سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی ماشاء اللہ خوب کام ہورہا ہے، اللہ تعالی مزید ترقی دے سبھی اساتذہ، کارکنان وطلباء کو بعد سلام یہ نصیحت ہے کہ صدق وخلوص سے کاردین کوانجام دینے کی سعی کریں تاکہ ہر عمل عند اللہ مقبول ہو۔

۲۔ مسیح الامت حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادیؒ تحریر فرماتے ہیں:

مکرمی زید مجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ کا حال فراوانی ترقی معلوم ہوکر خاص مسرت ہوئی اللہ بابرکت بنائے اللہ تعالی تعلیمی تحویل تعمیری اخلاقی ترقی سے نوازے مدرسہ ایک ادارہ ہے اس میں ہم مذہب کے ساتھ ہم مسلک ہم مشرب ہونا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالی بااستحضار اخلاص استقامت سے نوازے۔

۳۔ محدث عصر حضرت امیر الہند اول حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ایک دعوت نامے کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عزیزم سلمہٗ السلام علیکم

’’آپ جس مہینہ میں چاہیں میرا پروگرام بنائیں مگر اس پروگرام سے ایک مہینہ پہلے مجھے مطلع فرمائیں اور شعبان میں پروگرام نہ رکھیں، کھٹل کی بستی میں جانے سے مجھے انکار نہیں مگر وہاں رات کو قیام نہ کروں گا۔ بارگاہ رب العزت میں دعاء گو ہوں اللہ پاک آپ کو ہمیشہ اپنے مقاصد میں کامیاب کرے اور صحت وعافیت کے ساتھ دین کے کام میں لگے رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔آمین!

۴۔ صدیق امت سرپرست جامعہ جنیدِ وقت علامہ صدیق احمد باندویؒ ایک خط کے جواب میں نہایت ہی اپنائیت اور شفقت بھرے انداز میں رقم طراز ہیں کہ:

(۱) ۱۷/مارچ میں نے خالی رکھی تھی تبدیلی کا علم مجھے بعد میں ہوا میں نے ایک ایسی

جگہ تاریخ دے دی ہے، جس میں پہونچنا ضروری ہے کوئی شکل سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

(۲) دل سے دعاء کرتا ہوں اللہ پاک ہر اعتبار سے جلسہ کامیاب فرمائے مجھے آپ سے اور مدرسہ سے دلی تعلق ہے مجبوری نہ ہوتی تو میں ضرور حاضر ہوتا۔

(۳) میں تو آپ کے گھر کا آدمی ہوں بعد میں بھی حاضر ہوسکتا ہوں۔

۵۔ فقیہ زمن صاحب فتاویٰ رحیمیہ حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ ایک دعائیہ خط میں تحریر فرماتے ہیں:

(۱) آپ کا گرامی موصول ہوکر جامعہ کے حالات سے کاشف ہوا قلبی مسرت ہوئی۔

(۲) اللہ تعالی مزید روحانی ظاہری وباطنی ترقیات سے نوازے اور تمام اخراجات کا غیب سے انتظام فرمائے۔

(۳) جامعہ کے جتنے پروگرام ہیں خداوند قدوس ان کو پورا فرمائیں اور اس کا فیض بیش بیش جاری وساری فرمائیں۔

۶۔ مفکر ملت جہاں دیدہ حضرت مولانا ابوالحسن علی الحسنی الندویؒ:

(۱) آپ کا خط ۷/ستمبر کو ملا۔

(۲) اس سے مسرت ہوئی کہ تصدیق نامہ مل گیا۔

(۳) اکتوبر نومبر میں بیرونی سفر درپیش ہے اس لیے آپ آنے کی زحمت نہ فرمائیں۔

(۴) ویسے دعاؤں سے دریغ نہیں ہے اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ حضرات کے ذریعہ اخلاص کے ساتھ دینی علوم کی اشاعت کا کام لے۔

محسن گجرات حضرت شیخ مولانا محمد رضا رجمیری صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندیر۔

محترم جناب حافظ محمد اسحاق صاحب دمتم بالخیر والعافیۃ۔

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔

اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ اللہ اس گلشن علم وعرفان کو تادیر قائم رکھے اور بندوں کے لیے فیوض وبرکات کا سرچشمہ بنائے رکھے۔

☆ حضرت مولانا غلام محمد صاحب کو بھی اللہ تعالی اپنی عنایت سے خوب خوب نوازے جنہوں نے اس ادارے کو مفید عام بنانے کے لیے مخلصانہ کوشش جاری رکھی ہیں رات دن اسی دھن میں نظر آتے ہیں۔ اللہ سب کو فلاح دارن نصیب کرے۔

☆ محدث دوراں استاذ الاساتذہ حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب جونپوری (رحمہ اللہ)

عزیزم مولوی غلام محمد وستانوی صاحب سلمہٗ

السلام علیکم.....

ابھی لفافہ ملا'' آپ کی خیریت اور ساتھ میں مدرسہ کی ترقیات معلوم ہوکر بے حد خوشی ہوئی اللہ آپ کو ہر طرح بعافیت رکھ کر دین کی خدمت کی زائد سے زائد توفیق دے۔

حقیقت ہے کہ آپ کی دینی خدمات سے دلی خوشی ہوتی ہے، دل سے دعائیں نکلتی ہیں، اگر آپ کی کسی نوع کی ظاہری اعانت نہیں کرسکتا تو دعاء میں انشاء اللہ کوتاہی نہ کروں گا۔

☆ داعیٔ کبیر حضرت جی سوم حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندہلوی:

مکرمی محترم مہتمم صاحب السلام علیکم

مکتوب گرامی موصول ہوگیا، بندہ دعا کرتا ہے حق تعالی جامعہ کو ہر طرح کی ترقیات سے نوازے اور آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ بارآور فرمائے۔ مدرسہ اور

اس کی بھلی کاوش کونظرِ بد سے بچائے۔

خدا سے اخلاص کے لیے دعا گو رہیں۔ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ حق تعالی ادارے کوتعلیم اورتبلیغ کی خدمات سے وافر حصہ عطا فرمائے اور رکاوٹیں دور فرمائے۔

یہ مشت نمونہ از خروارے کے طور پر اکابرین کے خطوط کا اقتباس پیش کیا گیا ہے۔اور اس راز کو منکشف کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ بانیٔ جامعہ اور جامعہ کی ترقی میں مشیتِ الٰہی کی فرماں روائی اور جہد مسلسل کے ساتھ اللہ کی مدد اور بزرگانِ دین کی توجہات اور ادعیۂ صالحہ لمحہ بہ لمحہ، نفس نفس، قدم قدم پر کافرما رہی ہیں۔

اللہ اُن اکابرین کو جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں مغفرت فرما کر اعلی درجات نصیب فرمائے، اور موجودہ اکابرین کی توجہات عالیہ برقرار رکھ کر مزید توجہات وادعیہ کا مستحق بنائے۔آمین!

# مبشرات جامعہ اکل کوا

مولانا بشیر صاحب کشمیری/ سابق استاذ جامعہ اکل کوا

مادر علمی جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا سے نکلنے والے سہ ماہی ''شاہراہ علم'' کے اس دفعہ کے شمارے میں جامعہ کے تعارف اور خدمات کے سلسلے میں خصوصی شمارہ کی اشاعت ہورہی ہے۔اس شمارے میں جامعہ کے مؤقر اساتذۂ کرام کے مختلف مضامین قارئین حضرات کو پڑھنے کوملیں رسالے کے مدیر ہمارے دوست اور رفیق درس حضرت مولانا ابوحمزہ وستانوی حفظہ اللہ نے ہمیں بھی حکم فرمایا کہ آپ جامعہ کے سلسلے میں مبشرات پر مضمون تیار کریں یوں بھی ایک مرتبہ جب میں رمضان کی تعطیلات گذار کر جامعہ آرہا تھا تو دوران سفر ریل میں ایک طالب علم سے ہماری ملاقات ہوئی، اور دوران گفتگو انہوں نے ہم سے پوچھا کہ آپ کہاں پڑھتے ہو، ہم نے کہا کہ میں جامعہ اکل کوا میں پڑھتا ہوں تو اس نے مجھ سے کہا کہ اکل کوا میں، کیا پڑھتے ہو دارالعلوم دیوبند میں پڑھنا چاہیے تھا، وہ ایک الہامی مدرسہ ہے، وہ ایک تاریخی ادارہ ہے، اس کی ایک تاریخ ہے، پھر اس طالب علم نے حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ کے خواب کا بھی تذکرہ کیا تو ہم نے اس سے کہا کہ بھائی جس طرح دارالعلوم تاریخی ادارہ ہے، جس طرح دارالعلوم کی ایک تاریخ ہے، اسی طرح جامعہ اکل کوا بھی ایک تاریخی ادارہ ہے، جامعہ اکل کوا کی بھی ایک تاریخ ہے، یہ الگ بات ہے کہ آپ کو وہاں کی تاریخ معلوم نہیں ہے۔اس وقت یہ داعیہ دل میں پیدا ہوا کہ اس

طرح کی باتیں جو جامعہ کے بارے میں ہوں ان کو عوام کے سامنے لانا چاہئے تا کہ لوگوں اور جامعہ کے طلباء کو جامعہ کے بارے میں معلومات ہو جائے تا کہ جامعہ کے طلبا کو اگر کوئی جامعہ کے متعلق پوچھے تو وہ جامعہ کے بارے میں کچھ کہہ سکے لیکن یہ بات ذہین نشین رہے کہ ہماری اس خامہ فرسائی کا مقصد تقابل ہرگز نہیں ہے بلکہ صرف ان واقعات کو قارئین کے سامنے لانا ہے ورنہ جب میں نے اس سلسلے میں سیدی، مرشدی، مشفقی، مربی حضوت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت فیوضہم سے مشورہ لیا اور معلومات کے لئے حاضر ہوا تو بڑے حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ چیزیں دینی کام کرنے والوں کے لئے تائید غیبی ہوتی ہیں ان کو عوام کے سامنے لانا نہیں چاہئے تو ہم نے عرض کیا کہ حضرت اگر ان باتوں کو ضبط تحریر میں نہ لایا جائے تو اگر کسی زمانے میں کوئی شخص جامعہ کی تاریخ لکھنا چاہئے تو ایسا شخص جامعہ کی تاریخ کیسے لکھے گا تو اس پر بڑے حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ''ہاں تیری یہ بات تو صحیح ہے''۔ اب آگے ہم ان واقعات کو قارئین کی نظر کرتے ہیں ان واقعات میں ہم پہلے واقعہ کو اس شخص کے نام کے ساتھ پیش کر رہے ہیں جب کہ دوسرے واقعات کو بصیغہ تمریض ہدیۂ قارئین کریں گے۔

## فرشتوں کی جماعت:

جامعہ کے بالکل ابتدئی سالوں میں راجستھان کے حنیف نام کے ایک آدمی جامعہ میں رات میں نگرانی کرتے تھے وہ بڑے نیک اور تہجد گذار شخص تھے وہ فرماتے ہے کہ ایک دن جب میں رات میں نگرانی کر رہا تھا کہ میں نے ایک جماعت کو دیکھا جو بالکل سفید لباس میں ملبوس تھی یہاں تک کہ ان کے جوتے بھی سفید تھے آئی اور مجھ سے حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم حضرت حافظ اسحاق صاحب وستانوی

دامت برکاتہم اور حضرت مولانا یعقوب صاحب خان پوریؒ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ یہ حضرات عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لے گئے ہیں تو اس جماعت نے اپنا سامان عبادت خانے میں رکھا کیوں کہ اس وقت تک مسجد میمنی تعمیر نہیں ہوئی تھی اور وہ جماعت نماز اور دعا میں لگ گئی تقریبا فجر تک وہ حضرات اسی طرح نماز ودعا میں مشغول رہے پھر فجر سے کچھ پہلے اچانک مدرسہ کے صدر دروازے کی طرف چلے گئے اور غائب ہو گئے اور اس کے بعد جب بڑے حضرت تشریف لائے تو ہم نے ان سے اس جماعت کا تذکرہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ ہم اس بارے میں اپنے استاذ حضرت مولانا ابرار صاحب دھولیہؒ سے پوچھیں گے تو جب حضرت مولانا ابرار صاحب دھولیہؒ سے پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں کی جماعت تھی جو دعا کرنے کے لئے آئی تھی یہاں یہ بات یاد رہے کہ یہ خواب نہیں بلکہ ان دیکھنے والے صاحب یعنی حنیف بھائی نے یہ سب جاگتے ہوئے دیکھا ہے اور عبادت خانہ مدرسہ کی مرکز کی عمارت کی نچلی منزل میں ہے جب اس کے اوپر اس وقت جامعہ کے تمام دفاتر ہیں اور ایک بات اور بھی دلچسپ ہے کہ اس عبادت خانے کے بھی نو درے ہیں جیسا کہ دارالعلوم کی اس بنیادی عمارت کے نو درے ہیں جہاں طلباء کو بھولی ہوئی باتیں یاد آجاتی ہیں اور سبق جلد یاد ہو جاتا ہے۔

## جامعہ اکل کوا، میرا مدرسہ ہے:

ایک دفعہ جامعہ کے ایک استاذ نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطبخ سے باب صدیق کی طرف تشریف لے جارہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جامعہ میرا مدرسہ ہے۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلبا کے ہاتھ درست کیے:

جامعہ کے ایک طالب علم اور ہمارے درسی ساتھی جو کہ بنگال کے رہنے والے ہیں انکو دورہ حدیث شریف والے سال ایک مرتبہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی چیز عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میمنی میں تشریف لائے اور نماز میں بہت سارے بچوں کے ہاتھ درست فرمائے یعنی کچھ طلبا کے ہاتھ نماز میں صحیح باندھے ہوئے نہیں تھے تو آپ نے انہیں درست فرمایا۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے ہال میں کھانا تناول فرمایا:

گذشتہ سال جامعہ کے ایک طالب علم نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ہم خواب میں مطبخ میں کھانہ کھا رہے ہیں کہ ایک استاذ کھانے کے ہال میں آئے اور اس طالب علم نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ یہاں کیسے آئے ہیں تو ان استاذ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کھانا تناول فرمایا اور وہاں کچھ کھانا بچا ہوا تھا تو وہ استاذ کھانا کھانے لگے تو اس طالب علم کے ایک ساتھی نے ان سے کھانا لیا لیکن اپنے ساتھی اس طالب علم کو کھانے نہیں دیا تو اس طالب علم نے ان استاذ سے کہا کہ مجھے بھی کھانے دو تو ان استاذ نے کہا کہ لے، تو پھر اس طالب علم نے بھی کھانا لیا اور کھایا اسی طرح واقعات ہیں لیکن کیونکہ ان کی معلومات ہمیں نہ ہو سکی نائب رئیس جامعہ محترم حافظ اسحاق صاحب وستانوی دامت برکاتہم کے خدمت میں گئے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ بہت سے بچوں نے ہم سے کہا تو ہے لیکن ہمیں یاد نہیں آ رہا ہے اور اس حدیث کے موجب کہ من کذب علی متعمدا فلیتبوٴ مقعدہ فی النار کی وجہ سے

ہم نے نقل نہیں کیا اور ساتھ ہی یہ حدیث پاک بھی مشہور ہے کہ "**من راٰنی فی المنام فقد راٰنی**" **(الحدیث)** آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی دنیا کے تمام مدارس کی اور جامعہ کی خاص کر ہر سمت سے حفاظت فرمائے اور پوری امت مسلمہ کے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں دین کی خدمت کے لئے مرتے دم تک قبول فرمائے اخلاص عطا فرمائے اور ہمارے حضرت اور ہمارے بڑوں کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور ان حضرات کو عافیت کی زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

# جامعہ اکل کوا کے موجودہ سرپرست

# حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی

## خدمات وباقیات الصالحات کے آئینہ میں

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی دامت برکاتہم

سرزمین مقدس عربستان کے بعد، ہمارا پیارا ملک ہندوستان کا مردم خیز اور علما نواز خطہ، گجرات بھی علم وفن کا مرکز ومحور رہا ہے، جہاں بڑے بڑے علماء، اہل اللہ، مشائخ وبزرگان دین، بلکہ کتب وابدال تک پیدا ہوئے ہیں، جس کے چشمہائے بافیض سے ملک وبیرون ملک کے احباب ماضی میں مستفید ہوئے، حال میں ہورہے ہیں، امید ہے کہ انشاء اللہ مستقبل میں یہ سلسلۂ افادات جاری وساری رہے گا، ماضی کی طرح اس صدی میں بھی بھروچ وسورت اور اس کے قرب وجوار کا علاقہ ایسے علماء کاملین، وراسخین فی العلم سے لبریز رہا ہے جیسا کہ حضرت محدث دوراں مولانا احمد رضا اجمیری، فخر گجرات مفتی بے بدل حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری (صاحب فتاویٰ رحیمیہ) خطیب وقت حضرت مولانا احمد اللہ صاحب راندیری حضرت مولانا سعید احمد راندیری، حضرت مولانا علی یوسف کاوی رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعۃ جیسی شخصیات اس کے شواہد ہیں، اس مبارک و باسعادت زمرہ میں اس دور کے عالم کامل، فخر زمن، استاذ العلماء، مربی، خادم قرآن، مفکر

قوم وملت ،موجودہ سرپرست حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی کی ذات گرامی ہے،حضرت موصوف دامت فیوضہم گجرات کے مجمع النھرین علاقہ (یعنی نربدااور تاپتی کے بیچ )کے مشہور صنعتی شہر انکلیشور سے صرف پانچ کیلومیٹر کی دوری پر واقع ایک مختصر مگر خوبصورت اور حوائج قریہ سے لیس بستی بنام ''کاپودرا'' کے علم دوست، علم پسند،علم پرور،گھرانہ میں ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے، والدمرحوم جناب اسماعیل پٹیل صاحب کا مزاج تربیتی تھا اپنے لخت جگر کو زیور علم وعمل سے آراستہ کرنے کے جذبہ سے از ہر گجرات تعلیم الدین ڈھابیل میں داخل کرادیا وہاں سے فراغت پا کر دارالعلوم دیوبند سے علمی رشتہ قائم ہوابعدازاں مادرعلمی ڈھابیل میں اولاً ۷۳ھ میں یا ۷۴ھ میں پہلی مرتبہ ابتدائی معلم کی حیثیت سے وابستہ ہوئے اور ثانیا ۸۱ھ سے ۸۵ھ تک آں محترم بحیثیت عربی مدرس کے وابستہ رہے اوراس کے بعد اللہ نے آپ کو مثالی تعلیم وتربیت،مثالی اہتمام انتظام کے اہم ترین منصب کے لیے منتخب فرمایا چناچہ آپ مادرعلمی فلاح دارین ترکیسر کے اہم منصب اہتمام پر جلوہ افروز کئے گئے آپ کا دوراہتمام انتہائی تابناک اورزریں دوررہا،جس میں عبرت بھی ہے،سلیقہ مندی کی تعلیم بھی ہے،اورنوآموز زمام اہتمام سنبھالنے والوں کے لیے ہدایت ورہنمائی بھی ہے ابھی کا یہ مختصر مضمون اس کا متحمل نہیں ہے،قارئین کرام کی خدمت میں بہت جلد ہم پیش کریں گے (حضرت کاپودری کے دوراہتمام کی حسین مثالی یادیں انشاءاللہ)

الغرض ضعف واعذار کے سبب آپ محترم نے فلاح دارین سے ضابطۂ تعلق اگرچہ ختم کیامگر رابطہ کا تعلق تاہنوز باقی ہے اور رہے گا۔نہ صرف یہ کہ آپ محترم کی توجہات عالیہ سے فلاح دارین فیضیاب ہورہا ہے۔بلکہ ہندوستان بالخصوص گجرات مہاراشٹر کے

اداروں میں جو ادارہ آپ کی طرف منسوب ہو جائے وہ اس کے حسن انتظام کی ضمانت بن جاتا ہے اور جس محفل ومجلس اور جلسہ میں آپ کی شرکت ہو جائے وہ کامیاب وبا مقصد سمجھا جاتا ہے غرض آں محترم نے اپنے آپ کو معاملات کے اعتبار سے ایسا صاف وشفاف رکھا اور نگہ بلند سخن دلنواز اور جان پر سوز کا آپ موصوف ایسا حسین امتزاج ہیں کہ ظاہری ذمہ داری سے سبکدوشی کے باوجود گویا مناصب اور عہدہ ہائے جلیلہ بزبان حال آپ کو یہ صدا دے رہے تھے آپ کو منصب کی ضرورت نہیں بلکہ منصب کو آپ کی ضرورت ہے گویا آپ کی ذات گرامی ع

خود کو کر بلند اتنا کہ ہر منزل تجھے پکارے

کا مصداق رہی۔

الغرض! ان سب کے باجود آپ محترم نے دوسری مصروفیات سے خود کو الگ رکھا کناڈا جیسے ملک میں خالص تحقیقی تصنیفی مشغلہ کو اختیار کر کے نو آموز علماء کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا تو اپنی سحر بیانی زمانہ اور نباز شناسی اور سوز دروں کے پر کشش اوصاف اور تربیت کے ذریعہ عوام وخواص میں مواعظ واصلاحی بیانات کے امت مسلمہ کی خدمت ملک وبیرون ممالک میں فرمائی۔

آں جناب کا وصف خاص جو آپ کی حیات قیمہ کا زریں باب ہے وہ یہ کہ موصوف ہر باکمال کے کمال کی شناخت کر کے اس کی مخصوص صلاحیت سے بھر پور استفادہ فرماتے یا کہ اس کی اس صلاحیت کے ٹھکانے لگاتے۔

اپنے وقت کے مشائخ حقہ حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب سے اولا بیعت وارادت کا تعلق رہا علاوہ ازیں حضرت شیخ مولانا زکریاؒ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی

ندویؒ حضرت مولانا شاہ صدیق احمد باندویؒ وغیرہ سے بھی خوب خوب فیضیاب ہوئے، موجودہ شخصیات میں سے حضرت مولانا قمرالزماں صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم حضرت مولانا عمید الزماں کیرانوی دامت برکاتہم حضرت مولانا سعید صاحب پالن پوری حضرت مولانا شیخ محمد یونس دامت برکاتہم حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد صاحب وغیرہم سے خوب قریبی روابط ہیں اور یہ حضرات جب کبھی گجرات کا سفر کرتے ہیں تو بہت اہتمام کے ساتھ کاپودرا تشریف لے جا کر شرف نیاز حاصل کرتے ہیں۔

ایسا بھی ہوا کہ حضرت مفتی خان پوری دامت برکاتہم نے ڈھابیل خانقاہ کے لیے اپنا قائم مقام کے طور پر آپ کا ہی انتخاب فرمایا ہے۔علم الیقین کے درجہ کا علم ہے کہ جناب ڈاکٹر تنویر صاحب دامت برکاتہم (پاکستانی) کی طرف سے آں جناب کو اجازت بیعت بھی ہے اس کا ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ راقم الحروف کا حضرت کے صاحبزادے مولانا اسماعیل صاحب مقیم حال لندن کی دعوت اور محبت کے نتیجہ میں پہلی مرتبہ برطانیہ کا سفر ہوا اس سفر کے دوران ایک مرتبہ مولوی اسماعیل فرمانے لگے کہ کل نماز فجر باٹلی کی ایک مسجد میں ادا کرنا ہے میرے دریافت کرنے پر فرمانے لگے کہ ڈاکٹر تنویر صاحب کی مجلس سے فیضیاب ہونے کے لیے مجلس کے بعد جو تعلیم ذکر اور طریقہ ذکر پر مشتمل تھی، ڈاکٹر صاحب کے قیام گاہ پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ کوئی کاغذ لاؤ چنانچہ کاغذ پیش کیا گیا آپ نے خاموشی کے ساتھ انتہائی استغراقی کیفیت میں کچھ تحریر فرمایا، اور مولانا اسماعیل کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو بعد میں پڑھ لینا چناں چہ ہم جب رخصت ہوکر گاڑی میں سوار ہوئے تو ناچیز نے وجدانیات کا سہارا لے کر کہا کہ دیکھو مولوی اسماعیل اس خط میں

یا تو تمہاری خلافت ہے یا والد صاحب کی وہ مجھے حیرت سے دیکھنے لگے اور فوراً خط نکال کر پڑھا تو ہمارے مربی مشفق مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم کو اجازت بیعت اور خلعت خلافت سے نوازا گیا تھا۔

بہر حال جامعہ اکل کوا کے سرپرست حضرت باندویؒ کے انتقال پر ملال کے بعد حضرت رئیس جامعہ دامت برکاتہم نے اپنے محبوب ادرے کی سرپرستی اپنے دونوں مربی حضرت مولانا علی یوسف کاوی اور مشفق مکرم سراپا مربی حضرت موصوف کے حوالہ کی جس کے نتیجہ میں جامعہ ترقی کی راہ گامزن ہے اللہ پاک ہمارے سرپرست محترم جو آج کل علیل چل رہے ہیں ان کو شفاء کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے ان کو عمر نوح نصیب فرمائے۔

باقی ایسی شخصیت کسی بھی قوم وملت کے لیے قیمتی سرمایہ ہے اور تاریخ کا روشن باب ہے جس نے تقریباً ۵۰ سال سے زائد اپنی درد بھری تقریر اور دل سوز تحریر کے ذریعہ نونہالان امت کی تربیت فرمائی جس نے ۲۵ سال تقریباً فلاح دارین جیسی علمی درسگاہ میں افراد سازی اور کردار سازی کی عظیم خدمت انجام دی۔

آپ نظم ونسق، انجام بینی، اور دور بینی کے ایسے اوصاف سے متصف، جس کا اعتراف ہر کوئی کرتا ہے کہنے والے کہتے ہیں اور کہتے رہیں گے جو ایک حقیقت ہے کہ خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی ہی صرف فلاح دارین پیدا کرتا تب بھی اس ادارے کی نیک نامی اور خوش انجامی کے لیے کافی تھا چہ جائے کہ فلاح دارین بہت سے درخشندہ ستارے بھی پیدا فرمائے۔

یہ چند سطریں عزیزم مولانا حذیفہ سلمہ کی خواہش اور مولانا نظام الدین صاحب قاسمی کی تحریک پر جلدی میں سپرد قرطاس کئے گئے، قلم رکنے کا نام نہیں لیتا، اللہ نے چاہا اور

توفیق ہوئی تو حضرت موصوف کے سلسلہ میں مزید تفصیلات وخدمات سپرد قرطاس کرکے اپنی عاقبت کومحمود کرنے کی کوشش کروں گا ۔

أحب الصالحين ولست منهم

لعل الله يرزقني صلاحا

آپ کی افادات میں یہ کتابیں شامل ہیں:

☆ أضواء على تاريخ الحركة العلمية و المعاهد الإسلامية فى غجرات

☆ علامہ بدرالدین عینی اور علم حدیث میں ان کا نقش دوام

☆ صدائے دل (اول، دوم، سوم اور چہارم)

☆ دیوان امام شافعیؒ

☆ افکار پریشاں

☆ چالیس احادیث (عربی، گجراتی، انگلش)

☆ مکارم الشیم

اس کے علاوہ کئی کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

# جامعہ اکل کوا امت مسلمہ کی ایک ضرورت

ابو عبد الفتاح افتخار احمد قاسمی بستوی

اللہ تعالی کا دین قیامت تک باقی رہنے والا ہے، اللہ تعالی کسی تدبیر کا محتاج نہیں ہرگز نہیں، لیکن خداوند قدوس نے اس دنیا کو دارالاسباب بنا کر تمام چیزوں کو تدبیر وسبب کی دسترس میں رکھ کر نظامِ عالم کی آبیاری فرمائی ہے، اور اپنے مختلف النواع بندوں ہی کے ذریعہ ظاہری نگاہوں میں تمام افعال وکردار اور ترقی اور تنزلی وزوال کو وجود میں لاتا رہتا ہے اور ساری چیزیں اپنے علم وقدرت میں رکھتا ہے۔

خداوند قدوس کی ایک صفت ''علم'' ہے، جیسے خدائے ذوالجلال باقی ہے، ایسے ہی اس کی تمام صفات بالعموم اور صفت علم بالخصوص باقی رہے گی، عبادت وبندگی خدا کی صفت نہیں یہ بندے کی صفت ہے، بندے کے فانی ہونے کی طرح خود ہی بندے کے وجود کے ختم ہونے کے بعد چلی جاتی ہے، اب دنیا میں دیکھتے ہی ہیں کہ کتنے لوگ تھے بڑے بڑے عابد وزاہد، بڑے بڑے زہد وتقویٰ کے امام لیکن ان کے اس دنیا کے رنگ وبو سے آنکھیں موند لینے کے بعد نہ ان کا تقویٰ رہا نہ عبادت، یہ سب چیزیں انہیں کے ساتھ رخصت ہوئیں، لیکن علم چوں کہ خدا کی صفت ہے، خداوند قدوس باقی ہے، حیؒ وقیوم ہے، ہمیشہ سے زندہ وتابندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا تو اس کی صفتِ علم بھی دنیا میں باقی ہے۔

یہ جامعات، یہ مدارس، یہ مراکز دینیہ وعلمیہ عرصوں سے چلتے آرہے ہیں، اس لیے کہ خدا کی صفت علم کے علَم بردار ہیں، ان کے مقامات تو بدل سکتے ہیں کہ کبھی مرکزیت سمرقند و بخارا کو رہی ہو اور علم ودانش کے پھول وہاں کھل رہے ہوں اور کبھی عراق بغداد علم کا مرکز رہے ہو، اور کبھی مصر وشام کے علما کی چہار دانگ عالم میں دھوم مچی ہو تو کبھی برصغیر ہندوستان کی سرزمین علم کی مرکزیت کے لیے منتخب ہوگئی ہو، اور جگہ جگہ مدارس کا جال اللہ نے کسی بندے کو اس کا ذریعہ بنا کر بچھوادیا ہو، لیکن علم چوں کہ صفت ربانی ہے اس لیے اس کو فنا نہیں، بقا ہے، اس کو جاودانی ہے اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی سرزمین کو اپنی صفت علم کا مرکز بنا کر دیوبند میں دارالعلوم دیوبند کو منتخب کیا تو پوری بساط عالم پر فضاء کے دارالعلوم چھا گئے اور وہ امریکہ جو علم دین اور اسلاف کی قربانیوں کو ذرا بھی پسند نہیں کرتا وہاں کی سب سے پہلی اور قدیم مسجد میں اس وقت بھی ایک فاضل دارالعلوم علم کا چراغ جلائے ہوئے ہے۔

دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور، ندوۃ العلماء لکھنؤ اپنے اپنے رنگ کے اداروں نے علم کی شمعیں ہندوستان میں روشن کیں اور صفتِ خداوندی کے بقاء کے لیے اپنی مرکزیت کو عام وتام کیا۔

تقریباً ۳۰ رسال بیشتر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے نام بالکل ایک نامعلوم جگہ اور وادیٔ غیر ذی زرع میں ''سَتُ پُڑا'' (پہاڑ) کے دامن میں اللہ نے بظاہر اسباب سے محروم ایک ''غلام محمد'' نامی اپنے بندے کو کھڑا کیا اور ۲۷/۲۸ رسال بعد معلوم ہورہا ہے کہ اللہ تعالی نے اس سرزمین ''اکل کوا'' کو ابھی علم ودانش اور عمل وروح کی بنیاد کے لیے منتخب فرمایا ہے۔

ملک میں جگہ جگہ اس ادرہ کی بے شمار شاخیں علم کا دیا جلائے اس بات کا پکا ثبوت فراہم کررہی ہیں کہ خدا نے ''اکل کوا'' کی سرزمین کو ایک مرکزیت عطا کی ہے، جو مہاراشٹرا کے ایک گمنام ضلع ''نندوربار'' میں واقع آدی باسیوں کا علاقہ کہلاتا ہے، جہاں کی تہذیب کا حال ابھی لوگوں نے دیکھ کر بتلایا ہے کہ خواتین کو لباس زیب تن کرنا کیا، ننگے رہنے کو عار سمجھنا بھی معلوم نہ تھا۔ ۲۷/۲۸/سال کے عرصے میں مسلم قوانین تو اسلامی رنگ ولباس میں مسلمان مساجد کو آباد کرنے میں اور غیر مسلم کم ازکم اسلام کی اسلام کی مدح سرائی میں رطب اللسان ضرور نظر آتے ہیں۔

مہاراشٹر کے دور افتادہ علاقے اسلام وتہذیب اسلام سے اس قدر دور تھے کہ اسلامی جوڑا معاشرتی اعتبار سے بانجھ ہو چکا تھا،لوگ دیہات اور کھیڑے میں رہتے تھے، اپنی بیویوں کو کئی کئی طلاق مغلظہ دینے کے باجود بیوی کو اپنے ساتھ رکھ کر زندگی گذارتے تھے،ان خواتین کے بچے بچہ مزدوری کے مرض لاعلاج میں مبتلا تھے،لیکن جب جامعہ اکل کوا سے صفت علمِ خداوندی کی شمعیں جلیں اور مہاراشٹرا کے دور دراز علاقوں میں علم کی روشنی یا کم ازکم اس کا چرچا چلا تو یہ انہیں مطلقہ ماؤں کے نامراد بچے جامعہ اکل کوا کی گود میں پلنے کے لیے آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ کی چہاردیواری علم ودانش کی تشنگی بجھانے والوں کے لیے تنگ تر نظر آنے لگی تو اللہ تعالی نے اپنے خوشحال بندوں کے قلوب موڑ کر جامعہ کی طرف ایسا مکمل کر دیا کہ تاریخ حیران رہ گئی کہ ایک اکیلا ہی شخص جانب منزل چلا تھا کہ کارواں ہی کارواں اس وادی غیر ذی زرع میں کیسے بنتا چلا گیا،اور نصف صدی سے کم بل کہ بہت کم عرصے میں مہاراشٹر کے مراٹھواڑہ، خاندیش، ودربھ اور کوکن کے علاقے علما، حفاظ، دین دار، نمازی اور کم سے کم کرتا پائجامہ اسلامی انداز سے پہننے والوں سے کھچا کھچ بھر گئے۔

اس جامعہ کو اپنے خون جگر سے سینچنے والا مہتمم آج سے ۲۰ ر سال قبل اساتذہ کی میٹنگوں میں کہتا رہتا تھا: ''بھائی اساتذہ کرام! یہ طلبہ اللہ کی امانت ہیں، نہ ان کو پڑھنا ہے، نہ ان کے والدین کو پڑھانا، میری محنت سے رقم نہیں بچوں کا چندہ کر کے لایا ہوں، آپ کو انہیں پڑھانا ہے، اب آپ جانیں کیسے پڑھائیں گے'' یہ موجودہ رئیس جامعہ مولانا غلام محمد وستانویؔ کے وہ کلمات ہیں جسے راقم سطور کے کان سے دوسروں کو بھی بارہا اساتذہ کی میٹنگوں میں سننے کو ملا ہے، اللہ گواہ ہے، ۲۷/۲۸ ر سال کے بعد جامعہ اور اس کے مہتمم اور اس کے اساتذہ مبارک باد ہیں، کہ حضرت رئیس جامعہ کی باتوں کو دل کے کان سے سن کر اپنی حسن تدبیر، جہد مسلسل اور اخلاص وعمل کی بے پناہ پونجیوں کے ذریعہ رئیس جامعہ کے خواب کو شرمندۂ تعبیر ہونے کا موقع فراہم کیا۔

اب آپ مہاراشٹر کے دور افتادہ علاقوں میں گھوم جائیں تو جگہ جگہ علم کی شمعیں جلانے والے فاضل ''جامعہ اشاعت العلوم'' آپ کو ملیں گے اور ایک حد خواب شرمندہ تعبیر ہوتا ہوا نظر آئے گا جو بانیٔ جامعہ نے تاسیسِ جامعہ کے روز اوّل ہی دیکھا اور اللہ تعالیٰ علم وعمل کے بقا کے لیے اکل کوا کی سرزمین کو مرکزیت کے لیے منتخب کیا تھا۔

یہی چراغ جلتے جلتے مہاراشٹر کی سرزمین سے آگے بڑھ کر ہندوستان کے تمام صوبوں میں پھر بیرون ہند کے مختلف ملکوں میں اپنی روشنی کے در پے جلانے لگا اور صحیح عقیدہ، صحیح عمل اسلاف کی قربانیاں، بزرگوں کی نیم شبی اور علمی وعملی رسوخ کی ایک بار پھر ہوا چلی، اللہ تعالیٰ اس عمل خیر کی آبیاری فرماتا رہے۔

دوسری طرف مہاراشٹر کی سرزمین میں بالخصوص اور پورے عالم میں بالعموم الحاد وزندقہ کا سیلاب یہودیوں اور مستشرقین کے طرف سے اس تیزی سے امنڈ آرہا ہے کہ اس کی پیش بندی ایک دردمند دل ایک جاں گسل مسلمان کے فرائض منصبی میں داخل ہے۔ یہ

الحاد وزندقہ لارڈ میکالے کے تیار کردہ نصاب تعلیم اور نظام کی پھیلائی ہوئی وہ نحوست ہے جو اسلام کے جیالوں کی گھروں ہزار شعور رکھنے کے باوجود مرکب اور کس طرح لاشعوری میں درآئی کہ ہزار حساس دلانے کے باوجود بھی عصری تعلیم گاہوں میں اپنے بھائیوں کو احساس نہیں ہوتا۔

لارڈکر میکالے کے نصاب تعلیم کے پروردہ جگہ جگہ، ہر موڑ پر اسلام پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں، کبھی تو ان کو اسلاف وعلماء کی عزت وعظمت نہیں بھاتی تو زبانی بدگمانی کے مسموم تیر چلا کر پوری اسلامی معاشرت کو گندا کرتے ہیں، تو کبھی بدعت وخرافات کے آئینے میں اسلام کے شفاف سرچشمے کو گدلا کرتے ہیں، کبھی شیعیت اور قادیانیت کے لبادے میں اسلام کے صاف اور سچے اصولوں پر اعتراضات کی بوچھاڑ لگادیتے ہیں۔

عصری تعلیم گاہیں اسی لارڈ میکالے کے نصاب تعلیم کو سینے سے لگا کر ایسے ایسے زہریلے افراد معاشرے کو فراہم کر رہی ہیں جو ظاہر کے اعتبار سے زرق وبرق لباس میں تہذیب وتمدن کا خوش کن نعرہ لگاتے ملیں گے لیکن ان کا باطن اسلام اور مسلمان دشمنی سے اس قدر کالا اور گندا ہوگا کہ اگر اس گندگی کو سات سمندر میں ملادیا جائے تو پورے سمندروں کا پانی کالا سیاہ ہوجائے۔

اب اس الحاد دزندقہ، بدعقیدگی اور آوارگی کے سیلاب کو تیزی سے امت مسلمہ کے گھروں میں تباہی مچانے کے لیے راستہ فراہم کردینا عقل مندی ہے یا کمر بستہ ہوکر سیلاب پر بند لگا کرامت کیے تو پناہوں کو آخرت میں آتش دوزخ کی جھلسانے دینے والی گرمی سے بچانے عقل وخرد کا تقاضا ہے؟

ظاہر ہے کہ اس الحاد و دزندقہ، بدعقیدگی اور بے راہ روی سے بڑھتے ہوئے سیلاب پر قدغن لگا کر اس کو آگے نہ بڑھنے دینا ہی عقل وشعور اور دانش مندی کا فیصلہ ہے تا کہ امت اسلامیہ کے فرزندوں کی معصیت کے حملوں کا وار کم سے کم کیا جا سکے۔ بدعقیدگی کی گندگیوں کو دھل کر صاف وشفاف عقیدے ان کے ذہنوں میں راسخ کئے جاسکیں۔

جامعہ اکل کوا اپنے دینی وعملی درس گاہوں کو جب ایک حد تک ملک کے کونے کونے اور چپے چپے میں پھیلا کر ایک حد تک اطمینان کر لیا جس کا تو اس نے عصری درس گاہوں کے ذریعہ گمراہی اور بے راہ روی پر قدغن لگانے کے لیے اس پر خطر راہ پر کانٹوں بھری وادی میں چل کر امت کے نو جوانوں کو خدا بے گانگی سے بچا کر خدا آشنائی کی شراب الست سے مخمور و مدہوش کرنے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا ہی دی۔

اللہ کا نام لے کر، بڑی احتیاط وحزم کی پونجی کے ساتھ جب اس وادی پر خار میں قدم رکھا تو پتہ چلا کہ یہاں تو اصلاح کے لیے عمر خضر درکار ہے، پھر امت کی بے دینی بے راہ روی، بدعقیدگی، بدتہذیبی اور بے چارگی دیکھی نہیں گئی تو عزم حسین اور حوصلۂ نوح کی پونجی کی ساتھ زندگی کا سفر آگے بڑھایا، تو الحمد للہ ایک حد تک کامیابی ملی جسے حضرت حکیم الامت کی زبانی کہہ سکتے ہیں کہ امت کے جیالے، لارڈ میکالے کی تعلیمی سرگرمیوں سے تیار ہونے والے گناہ کو گناہ ہی سمجھ کر کرتے رہیں یہ بھی خدا کا بڑا احسان ہے اگر آج کا مسلم خاندان عصری تعلیم گاہوں سے فارغ التحصیل ہو اور گناہوں کو گناہ سمجھ کر کرے تو ضرور ایک دن اللہ کی توفیق وخشیت سے اس گناہ کی نحوست سے اس کو چھٹکارا مل کر رہے گا کیوں کہ اس کہ نصاب تعلیم نے عصری درس گاہوں اس انداز کا رخ دیا ہے کہ اسلام کے منع کردہ احکام کو غلط ہی نہ سمجھو بل کہ اسے صحیح اور عمدہ سمجھ کر کرو، جنسی بے راہ روی کی تعلیم اور sex کو نصاب تعلیم کا جز بنا دو تا کہ اس غلط کو لوگ صحیح سمجھ کر کریں۔

جامعہ نے عصری درس گاہوں کی خار داردی میں قدم رکھ کر اس حد تک ضرور کامیابی حاصل کی ہے کہ امت کے جیالے گناہ کو گناہ سمجھ لے رہے ہیں، بدعقیدگی دور کر نے کی لیے باقاعدہ بنفسہ پندرہ روز میں عقیدہ کے عنوان سے لکچرز بھی ہوتے ہیں، کبھی کسی بڑے عالم دین کو بلاکر ''فذکر فان الذکری تنفع المومنین '' کی آیت کے پیش نظر الحادوزندقہ اور بے دینی کو کم کرنے اور ختم کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جامعہ سے اس وادی میں کام لیا ہے، پردہ کا اہتمام نمازوں کا اہتمام، بزرگوں کی عظمت دلوں پر نبھائے، امت میں اسلام کی قدر و قیمت کی صحیح حقیقت کے لیے محنت یہ سب کام کر کے جامعہ صرف گناہو کے سیلاب بند لگا کر گناہوں کے کم کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہے، اللہ تعالیٰ کو نیتوں بہتر جانتے ہیں۔

اسی لیے عصری کالجز کے حلیہ میں دینی تعلیم کی طرف بڑھتا رجحان نوع بہ نوع سوالات کے حل کی کوشش، توحید ورسالت اور یوم آخرت کے تیئں جدید ذہنیت کی ظرف سے پیدا کردہ شکوک وشبہات کو یقین واذہان میں بدل ڈلنے کے لیے سوالات، پھر دین کی سچی تصویر کو ذہنوں میں بٹھا کر تبلیغی جماعتوں میں نکلنا، خود بھی حفظ قرآن کی دولت بہرہ مندی اور آئندہ اپنی نسلوں کو علم دین سکھانے کا جذبہ اپنے اندر موجزن رکھنا، جامعہ اکل کوا کو آئے عصری کالج کے طلبہ کی امتیازی صفت ہے۔

اگر یہ باتیں دین میں، اور دینی تعلیم کا کلیدی عنصر تو شاید نہین یقیناً دینی ماحول میں عصری درسگاہ میں طلبہ کا وجود ایک بڑی پیش خدمت کے سوا اور کیا ہے۔

دوسری طرف مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کا ملفوظ، سید مناظر حسن گیلانیؒ کا قول ہے کہ '' مسلمان تعلیمی ادارہ خود قائم کریں اور بچوں کو ابتداء ہی سے اپنے ماحول فرہم کیا

جائے، یہ مسلمانوں کی موت اور زندگی کا مسئلہ ہے"" مسلمانوں کے اپنے ذاتی کالج اور ہوسٹل ہونے چاہیے۔(پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت)

یہ بانیں اسی مقصد حیات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آدمی جہاں اپنی زندگی کونجات وآخرت کے لیے تیار کر رہے ہیں اپنے متعلقین اوراحباب واتقاء کی جماعت کوبھی آتش دوزخ میں گرنے سے بچانے کی فکر میں صبح وشام تک لگا رہے کہ فرمان خداوندی "یاأیھا الذین آمنوا قوا أنفسکم واھلیکم نارا" اسی مقصد زیست کو بتلا رہا ہے۔

غرض یہ کہ علم کی مرکزیت جہاں فیصلہ خداوندی سے ھندوستان کی سرزمین کوحاصل ہوتی ہے جواس کی بقاء کا راز ہے وہیں مہارشٹر اکل کوا کی سرزمین بھی بنجر ہوتے ہوتے علمی تشنگی کو بجھانے کی لیے اور گناہوں کے سیلاب کی روک تھام کے لیے جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کی شکل میں خدائی تاکید سے مرکزیت حاصل کرتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ☆ تانہ بخشد خدائے نہ بخشندہ

لہٰذا جامعہ کا پیغام امت مسلمہ کے نام یہی ہے توحید ورسالت اورآخرت کے عقیقدہ کی سچی تصویر کی تجسمی شکل اپنے اندرسمونے کے ساتھ عمل صالح کی تازہ دم واپسی فکر کریں جہد مسلسل کے ساتھ اسی ادکھرین میں پرام وہیں کہ اپنی آخرت سنور جائے اور دوسروں کے لیے اخروی اعتبار سے ہیں کسی کے کچھ کام آجائیں۔اللہ تعالی تمام مسلمانوں کوصحیح عقیقدہ وعمل کی توفیق بخشے حسن اخلاص عمل کے ساتھ دینی ترقی کی راہ پر چلتے رہنے کی توفیق عطا کرے۔آمین یارب العالمین!

جس جامعہ کا تذکرہ آپ سن رہے تھے اس کے بانی کے بارے میں بھی قدرے معلومات لیتے چلیں:

آپ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کے بانی، دارالعلوم دیوبند کے رکن شوریٰ، نیز دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم، مظاہرعلوم سہارن پور، جامعہ عربیہ ہتھورہ باندہ کی مجلس شوریٰ کے رکن، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے مریدِ خاص اور حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ کے اجل خلفاء میں ہیں۔

**ولادت:** آپ کی ولادت ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء کوسورت کے مشہور ومعروف قصبہ ''کوساڑی'' میں ہوئی۔

نسب: آپ کا نسب اس طرح ہے غلام محمد، بن محمد اسماعیل، بن محمد ابراہیم، بن محمد۔ آپ کا خاندان ''رندیرا'' کہلاتا ہے، آپ کے آباواجداد نے ۱۹۵۲ یا ۱۹۵۳ء میں ''کوساڑی'' سے منتقل ہوکر ''وستان'' میں بودوباش اختیار کرلی تھی، اسی بناپر آپ وستانوی کہلاتے ہیں وستان ضلع سورت (گجرات) ہی کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جوقصبہ کوساڑی سے متصل ہے۔

**تعلیم وتربیت:** آپ نے قرآن مجید اپنے وطن کوساڑی ہی میں رہ کر پڑھا، اس کے بعد نانہال ہتھورن (سورت) تشریف لے گئے، جہاں ابتدائی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد مدرسہ قوت الاسلام گھلاں (سورت) اور مدرسہ شمس العلوم بڑودہ میں بھی رہ کر ابتدائی کتابیں مختلف اساتذۂ کرام سے پڑھیں۔ ۱۹۶۴ء میں گجرات کے مشہور ومعروف مدرسہ فلاح دارین ترکیسر میں داخل ہوئے اور مسلسل آٹھ سال رہ کر ۱۹۷۲ء کے اوائل میں سند فراغت حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی احمد صاحب بیمات، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی، حضرت مولانا شیرعلی افغانی اور حضرت مولانا ذوالفقارعلی، جیسے نامور علما شامل ہیں۔

فلاح دارین سے فراغت کے بعد مزید علمی پیاس بجھانے کے لیے۱۹۷۲ء کے اواخر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور تشریف لے گئے اور وہاں حضرت مولانا شیخ محمد یونس صاحب جونپوری مدظلہ العالی سے بخاری شریف اور دیگر اساتذۂ دورۂ حدیث سے حدیث کی کتابیں پڑھیں اور۱۹۷۳ء میں فراغت حاصل کی۔

**درس وتدریس:** فراغت کے بعد قصبہ بوڈھان (ضلع سورت) میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دی،اس کے بعد۱۹۷۳ء کے اواخر میں دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ تشریف لے گئے اور وہاں فارسی سے لے کر متوسطات تک مختلف کتابیں پڑھائیں۔

**راہِ سلوک:** ۱۹۷۰ء میں جبکہ آپ فلاحِ دارین ترکیسر میں ہدایہ وغیرہ پڑھ رہے تھے،تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا،حضرت شیخ الحدیث کی بڑی عنایتیں اور توجہ آپ کے ساتھ رہیں،۱۹۸۲ء میں جب حضرت شیخ الحدیث کا انتقال ہوگیا تو آپ نے حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندوی سے رجوع فرمایا اور آپ ہی سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی نیز آپ کو محدثِ دوراں ولیٔ کامل جناب حضرت مولانا شیخ محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور سے بھی خلافت و اجازت حاصل ہے۔آپ کی مجلس ذکر فجر کی نماز کے بعد منعقد ہوتی ہے جس میں دورۂ حدیث کے طلبہ اور اساتذہ شریک ہوتے ہیں۔

# شعبۂ مکاتب تعارف کے آئینہ میں

## مکاتب دینیہ کی اہمیت وضرورت

از مفتی عبدالحفیظ صاحب بولٹھانوی ناظم مکاتب

''خَیْرُ کُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ''

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ (الحدیث)

اولاد اللہ تعالیٰ کی انسان کو عطا کی جانے والی نعمتوں میں سے سب سے قیمتی نعمت ہے، اسی لیے قرآن کریم میں ارشاد ہے ''وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ'' اللہ تعالیٰ نے جو اولاد تمہارے لیے مقدر فرمائی ہے اس کو (نکاح کے ذریعہ) تلاش کرو۔ ان ہی بچوں کے ذریعہ سے اللہ رب العزت نے اس روئے زمین پر انسان کو وجود بخشا تا کہ نسلِ انسانی قیامت تک قائم رہے، اسی لیے قرآن کہیں بچوں کو دنیا کی زینت قرار دیتا ہے۔ ''اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا'' (الکہف) مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے''۔ ایک جگہ نعمت کی قدر بتلاتے ہوئے فرمایا: ''وَأَمْدَدْنَاکُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ'' ہم نے تمہاری اولاد اور مال کے ذریعہ مدد کی۔

لہٰذا جہاں اولاد کو نعمت قرار دیا وہی اسلام نے بچوں کی تعلیم وتربیت کی بھی بہت زیادہ تاکید کی، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنے بچوں کو

سب سے پہلے ''لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللَّـه '' اللہ کی تلقین کرو۔ حضرات صحابہ کرامؓ تابعین کا پسندیدہ معمول تھا کہ جب بچہ بولنے لگتا تھا تو اس کو سات بار ''لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللَّـه '' پڑھاتے تھے۔ (غریب الحدیث، ص:۱۶۳) اور سات سال سے دس سال کے بچوں کو قرآن اور دعا وغیرہ کی اتنی تعلیم دے دیا کرتے تھے کہ وہ اس عمر میں باقاعدہ نماز ادا کریں جس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ تم سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دو اور دس سال کے بچوں کو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ (ابوداؤد)

احادیث وتاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ عہد رسالت تک بچوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ اور مستقل نظم نہیں تھا، بل کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہی اپنے گھروں میں بچوں اور بچیوں کو ضروریات دین کی تعلیم دیتے تھے عرب کی مختلف قبیلوں سے آنے والے وفود اور جماعتوں کے ساتھ بچے بھی رہا کرتے تھے، جو اپنے بڑوں کے ساتھ بڑے ذوق وشوق اور رغبت کے ساتھ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے آکر قرآن اور دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور ان کے کھانے پینے کا انتظام مقامی صحابہ کرامؓ کیا کرتے تھے، جس میں انہوں نے بے مثال قربانی وایثار کا ثبوت دیا۔

## دور فاروقی میں مکتب کا قیام:

حضرت عمر نے اپنے دور خلالت میں سب سے پہلے بچوں کی تعلیم کے لیے مکتب جاری کر کے اس میں معلم مقرر کیا۔

بچوں کا ذہن ایک کوری سلیٹ (تختی) کے مانند ہوتا ہے ابتداءً ان معصوم نونہالوں کے دل ودماغ پر جس لائن سے محنت ہوگی، ہمیشہ کے لیے وہی ثبت ہو جائے گی۔

انہیں مکاتب دینیہ کے ذریعہ ہم تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دیں کہ موجودہ وآئندہ نسلوں کے دین پر باقی رہنے اور دشمنِ اسلام تحریک کا سدِّ باب کر سکتے ہیں، باطل طاقتیں ہماری نسل کے ذہن وقلوب پر کس طرح حملہ کرتی ہے۔ حضرت مولانا طلحہ صاحب صاحبزادے شیخ الحدیث محمد ذکریا صاحبؒ کے ایک مکتوب گرامی کا اقتباس پیش خدمت ہے جو مکاتب کی اہمیت پر حضرت مولانا نے ایک ناظم مدرسہ کے جوابی خط میں تحریر فرمایا تھا،طویل مضمون جو بہت سے رسالوں میں طبع ہوا ہے ’’بچوں کو مکتب میں لانے کی محنت کریں اور بڑوں پر جماعت میں جانے کی کوشش کریں تا کہ ان کو دین کی رغبت پیدا ہو اور بچوں کو پڑھنے کے لیے فارغ کرنا آسان ہو جائے مشن کے اسکولوں میں بچوں کے مذہبی عقائد کو کس طرح خراب کیا جاتا ہے اس کو واضح کرنے کے لیے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔

مجھے بعض حضرات سے یہ خبر ملی ہے کہ مشن کے ایک اسکول میں مسلمان بچوں کو ایک بڑے ہال میں جمع کر کے ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے اللہ سے کھانے کی چیزیں مثلاً ٹافی بسکٹ، وغیرہ مانگوں دیکھیں تمہارا خدا تمھیں یہ چیزیں دیتا بھی ہے یا نہیں؟ چناں چہ ان کم سن بچوں نے اللہ تعالی سے ان چیزوں کا سوال شروع کر دیا، نتیجۃً لا حاصل، پھر انہوں نے کم سن بچوں سے کہا اچھا اب اپنے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو، اسی طرح انہوں نے دیگر اولیاء کہ نام لے کر ان سے سوال کرنے کو کہا لیکن ان کو کچھ نہ ملا، اخیر میں انہوں نے کہا اچھا تم لوگ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے ان چیزوں کے متعلق سوال کرو بچوں کے ہاتھ اٹھوا کر دعاء میں مشغول کر کے ان میں سے ایک نے سوئچ دبا دیا اور چھت سے ٹافی، بسکٹ، چاکلیٹ اور اس طرح کی دیگر اشیاء جو بچوں کو زیادہ مرغوب ہوتی ہیں گرنے لگیں۔

اب ہمیں سوچنا ہے کہ اس طرح سے کیا ہمارے بچے مذہب اسلام پر قائم رہ سکتے ہیں؟ سوچئے اور غور کیجئے، اگر اب بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوئے تو کب ہوش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی باطل عقائد سے حفاظت فرمائیں اور ہم سب کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے''۔

## طلبۂ مکاتب کا مقام اکابر کی نظر میں:

ان ہی بچوں سے قصر زندگی تعمیر ہوتی ہے
یہی بچے ہمارے خوابوں کی تعبیر ہوتے ہے

ہمارے بڑوں کے نزدیک مکاتب کے بچوں کی بہت ہی عظمت واہمیت تھی جس کا اندازہ مندرجہ ذیل سے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مشہور تابعی حضرت سعد بن مسیّب کے بارے میں لکھا ہے کہ ''کَانَ إِذَا مَرَّ بِالْمَكْتَبِ قَالَ لِلصِّبْيَانِ هؤلاءِ النَّاسَ بعدنا ''۔(طبقات ابن سعد: ج۵/ص۱۴۱)

جب وہ مکتب کے پاس سے گذرتے تو فرماتے کہ یہی بچے ہمارے بعد مرجع ہوں گے۔

(۲) حضرت سفیان ابن عیینہ ایک مرتبہ مکتب کے پاس سے گذر رہے تھے بچوں کے قرآن پڑھنے کی آواز سن کر دھوپ میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ بچوں کی آواز سن کر کیف اور سرور حاصل ہو رہا ہے۔

(۳) محدث اسماعیل بن رجاء مکتب کے بچوں کو جمع کر کے ان کو حدیث سناتے تھے تا کہ یاد ہو جائے۔

(۴) مشہور بزرگ حضرت سحنون نے محبت الٰہی سے مغلوب ہو کر فرمایا تھا ''فَلَيْسَ

لِیْ فِیْ سِوَاکَ حَظٌّ فَکَیْفَ مَا شِئْتَ فَامْتَحِنْ“۔اے اللہ! تیرے سوا میرا کسی سے تعلق نہیں ہے تو جیسے چاہے میرا امتحان لے۔

اس کے بعد وہ احتباسِ بول (پیشاب کا رک جانا) کی آزمائش میں ڈالے دیئے گئے،خواب میں ایک بزرگ سے بیماری کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ ”عَلَیْکِ بِدُعَاءَ الْکَتَاتِیْب“ یعنی تم مکاتب کے بچوں سے دعا کراؤ،اس کے بعد وہ پیشاب کا قارورہ ہاتھ میں لے کر مکتبوں کا چکر لگاتے تھے اور بچوں سے کہتے تھے کہ زبان کی وجہ سے اپنے بیمار چچا کے لے دعا کرو۔(تاریخ بغداد: ج ۹/ص ۲۳۵)

محترم حضرات! ہمارے اکابرین نے بہت بڑے مجاہدے اور زبردست قربانیوں کے بعد اور بہت گہری سوچ کے بعد دینی درسگاہوں اور مکاتب کی بنیاد ڈالی ہے۔۱۹۴۸ء میں بمبئ میں ایک بڑے اجتماع میں جس میں ہندوستان کے ہر طبقہ کے علما کو جمع کیا گیا تھا حضرت مدنیؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا”کہ دینی مکاتب و مدارس ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔(بحوالہ: صدائے دل)

لہٰذا”کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ“۔(الحدیث) ہر ایک سے اپنے ماتحت کے بارے میں باز پرس ہوگی،تو آیئے ہم عہد کریں کہ اپنی اولاد اور امت کے نونہالوں کے لیے قیام مکاتب میں ہر ممکن کوشش فرمائیں گے...حضرت شیخ جیلانیؒ کا بہت ہی قیمتی ملفوظ ہے کہ اپنی اولاد کو تین چیزوں سے آراستہ کرو اور ان کے مستقبل سے بے فکر ہو جاؤ:

(۱)حسن تعلیم (۲)حسن ہنر (۳)حسن اخلاق

## شعبۂ مکاتب:

جامعہ نے یوم تاسیس ہی سے ناخواندہ، پسماندہ علاقوں میں مکاتب کا سلسلہ جاری کیا جو ہندوستان کی ۱۶/ ریاستوں کے ۹۱/ اضلاع میں ۲۶۲۰/ مکاتب قائم ہے، جس میں فی الحال ۱۲۷۳۴۴/ طلبہ وطالبات نبیادی تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں، ان مکاتب کو اپنے سے قریب مرکزی ادارہ سے منسلک کیا جاتا ہے، وہاں سے ہر ماہ ان کی تعلیمی جانچ ہوتی ہے، معلّمین و باشندگان بستی کو مفید مشوروں سے نوازا جاتا ہے، باقاعدہ ششماہی سالانہ امتحانات ہوتے ہیں، کسی بھی وقت جامعہ اکل کوا سے بھی جائزہ کے لیے بغیر اطلاع پہنچ کر صحیح کارکردگی کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اس اہم شعبہ کا بڑا بجٹ ہے جو فضل خداوندی اور ہمارے مخلصین معاونین ہی کی توجہ کا ثمرہ ہے، آئے دن مختلف علاقوں سے وفود قیامِ مکتب کے سلسلے میں اپنی درخواستیں پیش کرتے ہی، جنہیں Waiting List میں رکھا جاتا ہے اور بقدر وسعت منظوری دی جاتی ہے، ہر ماہ وقت پر معلمین کا وظیفہ ادا کرنا ایک بڑے بجٹ کے ساتھ ایک بہت اہم کام ہے، ہمارے حضرت وستانوی دامت برکاتم کا ملفوظ ہے ”ایک مکتب کا قائم کرنا گویا شادی کرلینا ہے“ کہ جن کا نان نفقہ واجب ہو جائے۔

## نصاب مکاتب:

بنیادی عقائد، نورانی قاعدہ، ناظرۂ قرآن کریم، ادعیۂ ماثورہ، کلمے، نماز کا طریقہ اور ضروریاتِ دین وغیرہ۔

# ترانۂ جامعہ

نتیجہ فکر: ولی اللہ ولی قاسمی بستوی
سابق استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم

**(جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر)**

یہ علم وعمل کا چمنستاں ، توحید کی شمعِ فاراں ہے
یہ بحرِ علومِ یزداں ہے، ہر موج یہاں اک طوفاں ہے
گلزار یہاں ہے رشکِ اِرَم ، ہر پھول یہاں مَہ پارہ ہے
اک صور ہے ہر آواز یہاں ، ہر سانس یہاں نقّارہ ہے
ہر صبح یہاں ہے صبحِ حَرم ، ہے شامِ حَرم ہر شام یہاں
ہر بوند یہاں اِک موتی ہے، ہر قطرہ ہے اک جام یہاں
اک پیرِ طریقت کہلایا ، مدہوشِ شرابِ عِرفانی
دیوانۂ حُسنِ بزمِ ازل ، پَروانۂ شمعِ فَارانی!
ہر بلبلِ باغِ نبوت کو ، اخلاصِ عَمَل کا لعَل مِلا
عالَم میں کہاں ایسا ہوگا ، اِسلام کا زرّیں لال قلعہ
سعدی کی زباں ، جامی کا بیاں ، ہے رازی کی تفسیر یہاں
کلیوں کی چٹک بن جاتی ہے، باطل کے لیے شمشیر یہاں
افکارِ ولی اللّہی کے ، افلاک کا روشن تارہ ہے
ہمدوشِ ثریّا ہر گلُ ہے ، ہر سرو وسمن شہ پارہ ہے

تسنیمِ درِ فردوسِ بریں ، صدیقؔ کا ہے فیضان یہاں !
ہم راہِ وفا کے رَہ رَو ہیں ، ہاں رہبر ہے قرآن یہاں
ساقی ہیں غلامؔ فخرِ زماں ، ہیں رُوحِ رواں میخانے کی
میخوارِ شرابِ دیں کے لیے ، اِکسیر ہے مے پیمانے کی
یہ طورِ معانی عرشِ حِکم، اخلاص کا ہے یہ تاجؔ محل
مالی ہے چمن کا شاہ جہاںؔ ، کلیاں ہیں یہاں ممتازؔ محل
خوشبو سے خلوصِ مالیؔ کے ، گلزار یہ دیں کا مہکا ہے
اس وادیٔ زر کا ہر ذرّہ ، خورشید کی صورت چمکا ہے
یہ فیضِ سلیماںؔ کیا کہیئے ، ہمدوشِ کمالِ طوفاں ہے
رِندوں کے لیے ہاں اَمرُت جل، ہر قطرۂ جامِ عرفاں ہے
گلزار میں ہرسو بکھرے ہیں اسرارِ دلِ اِسحاقؔ یہاں
اس در کی زمیں بوسی کے لیے ، سو بار جھکا آفاق یہاں
اس باغِ رسالت کا مالی ، اِک زندہ دل ، یعقوبؔ ہوا
اس گلشنِ دیں میں جو بھی کِھلا ، عالم میں وہ گل، محبوب ہوا
اس باغ کے پھولوں میں پنہاں ہے، نکہتِ عبدؔاللہ یہاں
تقسیم برابر ہوتی ہے ، میراثِ رسول اللہ ﷺ یہاں

یعقوبؔ وبشیرؔ و سلیماںؔ کے ، ایثار سے یہ پرَوان چڑھا
اِس بزمِ جنوں سے دیوانہ، پی پی کے مئے عرفان بڑھا
کِردارِ براہیمؔ ویوسفؔ سے ، روشن ہے یہاں اخلاصِ عمل
اِس گلشن کا ہر غنچہ و گل ، کہلایا ہے مرّیخ وزُحَل
یہ علم کا وہ میخانہ ہے ، لبریز جہاں ہیں پیمانے
یہ شمعِ جمالِ عرشِ بریں ، غلمان و مَلَک ہیں پروانے
حکمت کے جواہر پاروں سے ، بھر پور ہے صحنِ ساتؔ پڑُا
مِلّت کے درخشاں تاروں سے ، پُر نور ہے چمنِ ساتؔ پڑُا
صد رشکِ جہاں ہے یہ گلشن ، یہ وادی ، خلد بداماں ہے
قسّامِ علوم و حکمت ہے ، کشّافِ رموزِ قرآں ہے
تنویرِ ہدایت کا سورج ، ہر دَیر و حرَم میں چمکے گا !!
کہُسارِ عرب میں چمکا ہے ، اطرافِ عجم میں چمکے گا
اِسلام 'ولیؔ' اس مرکز سے ، ہر دَور و زماں میں پھیلے گا
یہ فیضِ غلامیؔ کا قلزم ، ہر سمت جہاں میں پھیلے گا
انوارِ حَرَم کی کِرنوں سے ، پُر نور سدا گلزار رہے !
یہ شمعِ رسالت دنیا میں ، تا روزِ جزا ضو بار ہے

# مستقبل کے عزائم اور منصوبے

جامعہ کی تمام تعلیمی وتربیتی سرگرمیوں کی ترقی اور مسلسل کامیابی کا مدار، ان خیر خواہانِ قوم وملت کی عملی ومخلصانہ جانفشانی پر ہے جو اپنی کسبِ حلال کا ایک وافر حصہ اپنی آخرت سازی کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں، اس لیے ہم اللہ پر توکل واعتماد کی دولت ساتھ لیے ہوئے اور اُن بندگانِ خدا کے لیے دعائیں کرتے ہوئے آئندہ کے لیے جو عزائم ومنصوبے تشکیل دیے ہیں، ان کی قدرے تفصیل کچھ یوں ہے:

☆ مختلف النوع وسائل وسہولیات کا حامل ہاسٹل اور .L.L.B، B.H.M.S کالجز۔

☆ جامعہ کی مختلف فروعات میں ہائی اسکول، فارمیسی کالج اور آئی ٹی آئی کا قیام جس میں ہوسٹل کی سہولیات بھی ہوں۔

☆ مزید ۳۰۰ر مکاتبِ اسلامیہ کا قیام۔

☆ جامعہ اکل کوا کے احاطے کی مزید توسیع جس میں 16000ر طالبانِ علوم نبوت تمام سہولیات کے ساتھ اپنی تعلیمی ودینی سرگرمیوں کو روبہ عمل لاسکیں۔

☆ عالمیت وفضیلت کے طلبہ کے لیے علاحدہ سے ہاسٹل۔

☆ مزید ۳۰۰ر طلبہ کو پیشہ ورانہ کورسیز کی تکمیل کے لیے اسکالرشپ مہیا کرنا۔

☆ مطبخ کی عمارت کی تعمیر نو کا منصوبہ جو بہت بڑا اور ایک اہم پروجیکٹ ہے، جس کا تعمیری کام جاری ہے۔

☆ آئی ٹی آئی اسکول اور دیگر تعلیمی شعبوں کے طلبہ کے لیے ہاسٹل کی تعمیر کا پلان۔

☆ مزید ۶۰۰/ بورویل کا ضرورت مند مقامات پر انتظام۔

☆ ۵۰۰/رہائشی عبادت خانوں کی تعمیر۔

☆ ایک وسیع وعریض کتب خانہ (لائبریری) کی تعمیر۔

☆ دیہی علاقوں میں مختلف مدرسۃ البنات کا قیام۔

☆ دیہی علاقوں میں اسکول کا آغاز اور بلڈنگ کی تعمیر۔

☆ جامعہ کے اندر فکر اسلامی کے لیے ریسرچ سینٹر کا قیام۔

☆ جامعہ کے اندر طب نبوی کے لیے ریسرچ سینٹر کا قیام۔

☆ مسلم سائنس دانوں کی تحقیقات کو اجاگر کرنا اور ماڈرن سائنس ریسرچ سینٹر کی تاسیس کا عزم۔

☆ سول سروسز کے لیے کوچنگ کلاس سینٹر کا قیام۔